تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ ہند

جلد ہشتم

بادشاہنامہ عالمگیری

اس میں

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا حال ابتدا سے

تا آخر لکھا ہے



شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکیولر اینڈ عربک لٹریچر

میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۷ع

مطبع شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء مہتمم مطبع چھپی

اشتہار

تاریخ ہندوستان

مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر

اس تاریخ کے اٹھارہ حصے تیرہ جلدون مین مجلد ہین اور انکے سات ہزار ایک سو اٹھتر صفحے ہین تفصیل ذیل ہین

	صفحے	قیمت
ہندوؤن کے عہد سلطنت کی تاریخ		
مسلمانون کے عہد سلطنت کی تاریخ جسکے پانچہزار ایک سو ایک صفحہ ہین		
جلد اول اسمین مضامین یہ ہین (۱) تمہید — (۲) مقدمہ تاریخ کے باب مین (۳) اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان (۴) ایک اٹھارہ سلاطین اسلامیہ کے خاندان جنھون نے دنیا مین اپنی سلطنت پھیلائی انکی ترقی و تنزل کا بیان نہایت مختصر (۵) ملک سندھ کی تاریخ اہل عرب کی جہانگیری اور فتحیابی سے خلفاء عباسیہ کے عہد تک (۶) خاندان غزنی کی تاریخ (۷) خاندان غوری کی تاریخ —	۵۱۰	عہ۳
جلد دوم مین (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ (۲) خاندان تغلق کی تاریخ — (۳) سلاطین سادات اور لودھی کی تاریخ —	۴۰۹	
جلد سوم (۱) بابر نامہ (۲) اشگرف نامہ ہمایون (۳) رزم نامہ شیر شاہی —	۵۳۰	۳۰۲

جلد چہارم — اسکے دو حصے ہین حصہ اول مین

فہرست مضامین بادشاہنامۂ عالمگیری

ظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی

بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۳ سے ۱۲۵ تک

سیواجی کی ولادت اور تعلیم — سیواجی کا لٹیرا بن — سیواجی کے یار اور مددگار پہاڑی قلعوں پر سیواجی کا قبضہ — باپ کی جاگیر پر قبضہ — سیواجی کی پہلی بغاوت والی بیجاپور سے — شاہ جی کا قید ہونا اور چھوٹنا — سیواجی کے نئے حملے اور اورنگ زیب سے معاملات — افضل خان کا سیواجی سے لڑنے کے لئے بھیجا جانا — علی عادل شاہ کی ایک دفعہ اور فوج کشی — دوسری دفعہ علی عادل شاہ کا فوج بھیجنا — سیواجی کی صلح والی بیجاپور سے — قلعہ چاکنہ کی فتح — جشن وزن قمسی سال ۱۰۷۱ مطابق سنہ جلوس و قلعہ پرینڈہ کی فتح — سری نگر سے سلیمان شکوہ کو حضور میں لانا — ایلچیون کا آنا — گرانی غلہ —

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ صفحہ ۱۴۸ سے ۱۳۳ تک

بداق بیگ سفیر ایران — قلعہ کھاتا کھیری کی فتح — چنپت بندیلہ — شاہزادہ محمد معظم کی شادی — تسخیر ولایت پلاون (پالاموں) داخل صوبہ بہار — بادشاہ کا حال — خانخانان عرف معظم خان کی تمہیدات ملک آسام کی فتح کی — کوچ بہار کا حال — فتح آسام کے قصد سے لشکر کا کوچ — ملک آسام میں لشکر کا آنا — قلعہ سملہ گڑھ کا محاصرہ قلعہ سملہ گڈہ کی فتح — نوارہ کا حال اور لکھوگر میں لشکر شاہی کا آنا — لشکر کا لکھوگر سے کوچ کرنا اور گھرگانو کا فتح ہونا — آشامیوں کی قید سے ہندو و مسلمانوں کا چھوٹنا آشام کی غنیمت — ملک آشام کے طول و عرض کا اور اہل آشام کی اوضاع کا بیان لشکر کا گھرگانو سے متھراپور جانا اور تھانوں کا مقرر ہونا — برسات کا آنا اور فساد و بلوا اٹھنا — کوچ بہار پر راجہ نرائن کا پھر تصرف میں آنا — لکھوگر کی جانب فرہاد خان کا جانا اور قضایا عجیبہ کا نمودار ہونا اور اوسکا واپس آنا — راہوں کا مسدود ہونا اور تھانوں کا اٹھنا اور اور قضیئے — گھرگانو میں جو لشکر کو قضیئے پیش آئے — لکھوگر اور نوارہ کا حال اور اور قضایا کہ اس محال میں پیدا ہوئے — گھرگانو اور متھراپور میں امراض وبا کا پھیلنا اور غلہ کا

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۷ھ صفحہ ۲۶۸ سے

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست ویکم ۱۰۸۸ھ صفحہ ۲۷۵ سے ۳۱۷ تک

معاملات دکن صفحہ ۳۱۸ سے ۳۳۵ تک

واقعات سال بست وپنجم ۱۰۹۲ صفحہ ۳۳۵ سے ۳۳۶ تک

جہان آرا بیگم کی وفات — راجپوتوں سے لڑائی بارود خانہ کا اڑنا — بادشاہ کا برہان پور سے اورنگ آباد جانا

سوانح سال بست وششم ۱۰۹۳ ۱۶۸۲ صفحہ ۳۳۶ سے ۳۳۹ تک

قلعہ رام سیج پر دھاوا — متفرقات

سوانح سال بست وہفتم جلوس ۱۰۹۴ ۱۶۸۳ — ۳۳۹ سے ۳۴۵ تک

ابوالحسن تعطیل الملک اور لشکر شاہی کی لڑائی

سوانح بست وہشتم جلوس ۱۰۹۵ صفحہ ۳۴۵ سے ۳۵۹ تک

ابوالحسن کا حال — ابوالحسن کی صلح کی درخواست کا بادشاہ پاس پیش ہونا اور خانجہان بہادر و بادشاہ کی بے لطفی — بیجاپور پر لشکر کشی — حالات متفرقات

سوانح سال بست ونہم وسی ام ۱۰۹۷ صفحہ ۳۵۹ سے ۳۶۷ تک

بیجاپور کا فتح ہونا — بادشاہ کی حیدرآباد کی فتح کی تیاری — شاہزادہ محمد معظم کا مقید ہونا قلعہ گلکنڈہ کا محاصرہ —

سوانح سال بست ویکم ۱۰۹۸ صفحہ ۳۶۷ سے ۳۸۸ تک

قلعہ گلکنڈہ کی فتح — ولایت سکھر دسکر کی فتح — بادشاہ کا دار الجہاد حیدرآباد سے دار الظفر بیجاپور کو جانا — نعمت خان عالی کا وقائع وخافی خان — ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بے انتظامی — فتوحات دکن سے جو فائدے بادشاہ کو ہوئے — سنبھاجی کی نالائقی اور شاہزادہ اکبر کا کابل جانا اور سنبھاجی کا گرفتار ہونا — رائے گڈھ کا فتح ہونا — راجہ رام کا بھاگنا اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بادشاہنامہ عالمگیری

مینے اس بادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلہ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے۔

(۱) عالمگیرنامہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین۔

محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینائے کاشی بھی کہتے ہین جس نے شاہجہان نامہ لکھا ہے اورنگ زیب کے سال اوّل جلوس مین محمد کاظم بادشاہ کا ملازم ہوا۔ بادشاہ کو اسکی انشا پردازی پسند آئی اسکو بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہماری سلطنت کا حال سچا سچا لکھے اور حکم دیا کہ جب تک مولف سوانح نگاری اور وقائع نگاری کرے نسخۂ واقعات اور فہرست واردات کو وقائع نگار احوال ماہ بماہ و سال بسال صوبجات اور ولایات کے سوانح کے اسکو حوالہ کرتے رہین اور یہ مقرر کیا کہ جو سوانح و اخبار تحریر مین آئین وہ ترتیب پانے کے بعد اوقات مناسب مین خلوت مین بادشاہ کو داستان داستان سناتے جائین تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح بادشاہ کرتا رہے۔ یہ بھی حکم دیا کہ بادشاہنامہ مین ہماری شاہزادگی کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے اب ایام سلطنت کا احوال آغاز سلطنت جمادی الاولی ۱۰۶۸ھ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی ایک مجلد بنائی جائے بادشاہ کے فرمانے کے موافق مولف نے جمادی الاولی ۱۰۶۸ھ سے رجب ۱۰۷۸ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور [illegible] جلوس مین بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے اس سبب [illegible]

باطن کی تائیں کے سامنے آثار ظاہر کی البقا کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا
کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اسی سن برس کی
تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی خان مستعد ہے وہ بہادر شاہ کے وزیر
عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اسنے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال
سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا
وہ ان چالیس سال مین بادشاہ کے دربار کے حاضرین مین سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہین اس کا
مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ
تینون عالمگیر نامے عہد نویس مورخون نے لکھے ہین اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالمگیر بھی ہے

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہین اسکا مصنف اورنگ زیب
کی خدمت مین رہا تھا وہ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس
سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھا دریا کے پانی کو کلیا سے ناپنا ہے خصوص آخر
چالیس سال کا حال جسمین بادشاہ نے مورخون کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا
وہ ایک بحر بے پایان ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پا زنی کر کے تفتیش
تمام اور تفحص تام کر کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جسمین سے بعض کو ثقہ
اور بوڑھون کی زبانی اور بعض کو اہل دفتر اور واقعہ نگارون سے تحقیق کیا ہے
اور بعض کو اس مدت مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جسمین اورنگ زیب کی
سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہین وہ تاریخ نہین ہے۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جسکا لقب دانشمند خان
تھا لکھی ہے اسمین حالات اس زمانہ سے کہ اورنگ زیب راناسے لڑا ہی بہادر شاہ کی

کی جانشینی تک لکھے ہین -

(۷) آداب عالمگیری - اس کتاب مین وہ ساری عرضداشتین و رقعات و تحریرات جمع ہین جو عالمگیر نے باپ کو اور امیرون و وزیرون و مشائخ و بزرگون و شہزادون کو لکھے ہین یا اپنے منشی ابو الفتح سے لکھوائے ہین جسکا خطاب قابل خان تھا -

(۸) رقعات عالمگیری - جسکا مصنف خود عالمگیر ہے اسکے تین مجموعے ہین جنکے نام یہ ہین (۱) کلمات طیبات (۲) رقائم کرائم (۳) دستور العمل آگاہی اس مین کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہین اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہی ہے -

(۹) تاریخ فتح آسام - اس مین شہاب الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا ہے جس جنگ مین وہ خود شریک تھا -

ان کتابون کے سواء اور چھوٹی موٹی کتابین تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہین اور انگریزی تاریخون کی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی -

اس بادشاہ کے حالات کی تاریخین پندرہ لکھی گئین مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اسکی ایسی نہین جیسی اسکے آبا و اجداد کی تاریخین ہین اسلئے اسکے حالات مین اختلافات تاریخون مین ایسے ہین کہ کسی اور بادشاہ کے حال مین نہین -

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا

بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک -

خافی خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب ۱۰۲۸ھ مین پیدا ہوا اسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی بادشاہنامہ مین تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ ہے اور ظفر نامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ لکھی ہے۔ وہ دوہود (جو اصل مین دوحد ہے جسکی وجہ تسمیہ ہمنے پہلے لکھی ہے وہ اجین سے سو میل اور بڑودہ سے شمال مشرق مین ۷۷ میل پر ہے) مین پیدا ہوا۔ جو صوبہ احمد آباد اور مالوہ کی سرحدون پر ہے - ایام شاہزادگی مین بلخ و بدخشان کی تسخیر مین..

اور قندھار و دکن کی مہمات میں اور مست جنگی ہاتھی سے لڑانے میں جو کام اُس سے ظہور میں آئے وہ ہم نے ظفر نامہ صاحب قرانی میں مفصل بیان کر دیئے ہیں اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں مگر بعض وقعات ایسے ہیں کہ ہمنے ظفر نامہ میں انکو بیان کر دیا ہے مگر یہان انکو ہم مکرر لکھتے ہیں جنسے معلوم ہو کہ عالمگیر کیونکر تخت نشین ہوا۔

۷ ذی الحجہ ۶۷ھ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بیمار ہوا۔ مرض کی شدت سے روز بروز ضعف بڑھتا گیا جسکے سبب سے وہ امور ممالکت کے نظم و نسق میں مصروف نہ ہوا اور دستور کے موافق وہ غسلخانہ میں بھی نہ آیا اور نہ خاص و عام کو اپنا چہرہ دکھایا خلق کو اُس کی زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو انکو اور خیالات پیدا ہوئے۔ دارا شکوہ اپنے تئیں ولیعہد جانتا تھا۔ پادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا۔ جب باپ عارضہ جسمانی کے سبب سے ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار خود اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ خود اوسکی رہ نما نہ تھی اسلئے اُسنے تمام اطراف و حدود میں خبرون کا بھیجنا مسدود کر دیا آدمیون کے خطوط اور نوشتون کو پکڑ لیتا اور دربار کے وکلاء کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف میں اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھیں انکو محض تہمت و ظنہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبون و بلاد میں شاہزادون و امیرون کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین نہ رہا تھا کہ پادشاہ زندہ سلامت ہے اسلئے احوال ملک میں خلل پڑا۔ ہر گوشہ و کنارہ سے سرکشون نے اور ہر سرکار و صوبہ میں متمردون نے فتنہ و فساد کے لئے سر اٹھایا اور جہان رعایا واقعہ طلب تھی اُسنے مالگذاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہان تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات میں خود سری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری کیا اور شجاع نے بھی مسلک اختیار کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہان سے بڑھ کر بنارس میں آیا جب دارا شکوہ کے استقلال کو کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو پندار پیدا ہوا وہ سپاہ موفور کے ساتھ حضور میں رہتا تھا۔ اس علالت میں پادشاہ

شاہجہان کی علالت اور دارا شکوہ کا استقلال و انتظام سلطنت

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ قواے جسمانی کے سبب سے پادشاہ کے دماغ میں بھی خلل آگیا تھا
وہ داراشکوہ کی خودسری کو روکتا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضا و خاطرداری سے انجاح
مطالب و مہمات میں کوشش کرتا تھا۔ داراشکوہ کے دل میں عالمگیر کا بڑا رعب بیٹھا
ہوا تھا اور اسے بہت ڈرتا تھا۔ اس نے پادشاہ کو سمجھا بجھا کر ان لشکروں کو طلب کرایا
جو ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے کمکی بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بیجاپور سر ہونے
ہو رہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب سے اس مہم میں تاخیر ہوئی اور امراء
عظام میں سے سوائے معظم خان و شاہنواز خان و نجابت خان کے کوئی اورنگ زیب
کا کومکی نہیں رہا۔ اب داراشکوہ نے اپنے صلاح کار اس میں دیکھی کہ شجاع و مراد بخش کے
مقدمہ سرکشی کو انکے دفع اور استیصال کے لئے شاہی لشکروں کے بھیجنے کا بہانہ بنائے
اور پادشاہ کی عین حیات میں اسکی استظہار سے ان دونو کا کام تمام کرے اور پھر خاطر
جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل پادشاہی لشکروں کو لیکر دکن کی طرف مصروف
ہو اور عالمگیر کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے وہ اکبرآباد کو
اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط میں وہ واقع تھا اور سارے خزانے
اور ذخیرے وہاں تھے۔ یہ باتیں سوچ کر اسنے پادشاہ کو اکبرآباد جانے کے لئے
ترغیبیں دیں اور عین شدت مرض میں جس میں سکون اور آرام کرنا چاہیے تھا سفر
کرایا۔ پادشاہ ۲۰ محرم سنہ ۶۸ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبرآباد
میں پہنچا۔ یہاں داراشکوہ کھیل کھیلا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو امراء نامدار اور شاہی
لشکر بے شمار کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے
بڑے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کر کے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبرآباد سے
روانہ کیا۔ یہ لشکر بنارس سے گذر کر موضع بہادرپور میں آیا جو شہر سے ڈھائی کروہ
پر گنگا کے کنارہ پر تھا اور شجاع وہاں مقیم تھا اور نواح بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیڑھ کروہ
کے فاصلہ پہ اسنے لشکر شاہی اترا اور دست برد کی گھات میں بیٹھا۔ راجہ نے

اور جمادی الاولی کو تبدیل منزل و تغیر مکان کا بہانہ بنا کے کوچ کا آوازہ بلند کیا اور
سحرگاہ جنگ و پیکار کے لئے سوار ہوا۔ اُس وقت شجاع بے پروا خواب آلود غفلت میں
پڑا تھا اُس نے نہ صفوف رزم کو آراستہ کیا اور نہ اور مقدمات حرب و قتال کی تمہید کی
کہ صبح کے وقت مرزا راجہ کے لشکر نے گویا خدعہ و غدر کے طور پر لشکر شاہی پر حملہ آور
ہوا شجاع تھوڑی دیر لڑا جب یہ دیکھا کہ ہاتھ سے کام گیا اور کچھ کام نہ آیا۔ تو وہ خود بھاگ کر نوارہ
میں گیا اور کشتی میں سوار ہو کر بھاگ گیا اسکا کل لشکر و خزانہ و توپ خانہ و دواب کارخانے
تباہ و غارت ہوئے۔ وہ پٹنہ سے گذر کر مونگیر میں گیا جب یہاں بھی لشکر شاہی نے
اسکا تعاقب کیا تو یہاں چند روز ٹھیر کر بنگالہ کی راہ لی مونگیر سے پٹنہ تک ملک دارا شکوہ
کی اقطاع میں داخل ہوا شجاع کے آدمی جو گرفتار ہوئے تھے وہ دارا شکوہ نے اکبرآباد
میں بلائے اور انکی اہانت و تشہیر کر کے انکے ہاتھ کاٹے جسکے سبب بعض آدمی مر گئے۔
جب دارا شکوہ نے شجاع کے مقابلہ کے لئے سلیمان شکوہ کو بھیجا تھا تو اس نے یہ سوچا
کہ ایک لشکر عظیم مالوہ میں بھی بھیجے۔ جو دکن کی راہ میں ہے اور یہ لشکر اجین میں جو
اس ولایت کا حاکم نشین ہے مقیم ہو کر اسکے قلعوں اور حدود کی حفاظت کرے اور
دریائے نربدہ کے اور اسکی گذرگاہوں کی ایسی نگہبانی کرے کہ دکن کی راہ مسدود
ہو جائے غرض اس سے یہ تھی کہ عالمگیر اس طرف نہ آنے پائے۔ اسکے خوف کے مارے دارا شکوہ
کی جان نکلتی تھی۔ یہ تدبیر سوچ کر اس نے شاہجہان سے سخنان غرض آلود مصلحت نما
اور مقدمات غوایت آمیز فساد افزا ایسے گھڑ کر کہے کہ بادشاہ نے اسکی اس تجویز کو مان
لیا اور راجہ جسونت سنگھ راٹھور کو جو ہندوستان کے منتخب راجاؤں میں تھا مالوہ
روانہ کیا۔ امرائے ذی شوکت اور بڑا لشکر اور خزانہ وافر اور بڑا توپ خانہ اسکے ساتھ
گیا۔ دارا شکوہ یہ بھی جانتا تھا کہ مراد بخش کا حال شجاع کا سا کرے تو اس نے بادشاہ کی
طبیعت کو ایسا اس سے برگشتہ کر دیا کہ وہ اسکے استیصال کے درپے ہوا۔ بادشاہ نے قاسم خاں
کے ساتھ ایک جدا لشکر ہمراہ کیا اور یہ تجویز کیا کہ وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اوجین

دارا شکوہ کا جسونت سنگھ کو بھیجنا

جائے اور وہان پہنچکر اگر مصلحت ہو تو گجرات سے مراد بخش کے خارج کرنے کے لئے قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہین تو راجہ جسونت سنگہ کے لشکر کا ضمیمہ بنے۔ دونو متفق ہوکر جو جو مہم پیش آئے اسپر قیام کرین۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۶۸ کو بادشاہ کے پاس سے یہ لشکر روانہ ہوا۔ داراشکوہ نے باپ سے کہہ سنکر مملکت وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع مین لیا اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شائستہ فوج کے ساتھ مالوہ مین بھیجا کہ اس ولایت کا بند و بست کرے اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی استمالت قلوب ایسی کرے کہ کار و پیکار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگہ کے کمکی بن جائین۔ اب راجہ جسونت سنگہ اور قاسم خان دونو اجین مین پہنچے اور وہان مقیم ہوکر صوبہ مالوہ کا انتظام قلعون اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ داراشکوہ اس انتظار مین تھا کہ اگر سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اُسی ہیئت مجموعی سے اوجین مین بھیجون کہ دونو لشکر جمع ہوکر اسکی خاطر خواہ کام کرین۔ شجاع و مراد بخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف کے آدمیون نے بھی نافرمانی شروع کی مگر اورنگ زیب مین حلم و وقار اور عالی حوصلگی ایسی تھی کہ اپنے باپ کی رضاجوئی و متابعت کی راہ سے باہر قدم نہین رکھا اور سرکشی اور نافرمانی کا خیال بھی نہین کیا۔ اورنگ زیب کی طرف سے مقدمات نا ملائم غرض آمیز و امور غیر واقع وحشت انگیز داراشکوہ بادشاہ کے خاطر نشین ایسے کرتا تھا کہ رفتہ رفتہ بادشاہ کا مزاج اس سے ایسا منحرف ہوگیا تھا کہ اورنگ زیب کے وکیل عیسی بیگ کو جو بادشاہ کے دربار مین رہتا تھا بغیر کسی جرم کے صادر ہونے کے محبوس کیا اور اسکے مال و متاع کے ضبط کرنے کا حکم دیا مگر کچھ دنون بعد اس ادا کو اپنی حق مین برا سمجھ کے . . . اُسے قید سے رہا کیا اور خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیجدیا۔ اورنگ زیب کو داراشکوہ سے بڑی نفرت اس سبب سے تھی کہ جسکو داراشکوہ تصوف جانتا تھا اسکو اورنگ زیب الحاد سمجھتا تھا۔ داراشکوہ ہندوؤن کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنون اور جوگیون اور

سنیاسیون کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور انکو مرشد کامل اور عارف محقق و اصل سمجھتا
تھا- اور انکے وید کی کتاب کو آسمانی و خطاب ربانی جانتا تھا اور اسکو مصحف قدیم
و کتاب کریم خیال کر کے پڑھتا تھا اور کمال اعتقاد کے سبب سے اُسنے اطراف سے
سنیاسی اور برہمن بڑی سعی سے جمع کیے تھے اور وید کا ترجمہ کرتا تھا اور ہمیشہ اسی کام
مین اپنی اوقات صرف کرتا تھا اور بجاے اسماء حسنای الہی کے پربھو جسکو ہندو اسم اعظم
جانتے ہین- ہندی خط مین الماس یاقوت و زمرد وغیرہ کے نگینون پر نقش کرا کے
پہنتا اور انکو متبرک جانتا وہ اسکا اعتقاد تھا کہ ناقصون کے واسطے تکلیف عبادت
ہے اور عارف کامل کو عبادت درکار نہین اور اسکی دلیل آیہ کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اسکی دلیل بتلاتا تھا- اسلیئے اُسنے نماز و روزہ اور کل تکالیف
شرعیہ کو خیرباد کیا- اسکے برعکس اورنگ زیب پاک اعتقاد تھا اور ہمیشہ دین مبین کی
حمایت اور شرع حضرت سید المرسلین کی رعایت کو پیش نظر رکھتا تھا- سلطنت و
دولت کا مقصود ترویج شرع و ملت اور شاہی و سروری کے غرض دین پروری
وہ سمجھتا تھا اور ہمیشہ لڑکپن جوانی مین اپنی اوقات کو فرائض اور سنت و نوافل کی
ادا مین صرف کرتا تھا اور حتی المقدور مراسم امر معروف و نہی منکر مین کوشش کرتا تھا
وہ دارا شکوہ کے عقائد کو ردی اور اطوار کو باطل جانتا تھا اور اس سبب سے اُسکی
حمیت دین و مسلمانی کی رگ حرکت مین آتی تھی اور یہ بات سب پر روشن تھی کہ اگر
دارا شکوہ فرمان فرمائی اور حکم روائی مین مطلق العنان ہوگیا تو اس سے ارکان
شریعت مین خلل پڑیگا اور صیت اسلام و ایمان کفر کے طنطنہ سے مبدل ہو جاویگا
جب اورنگ زیب بیجاپور کے محاصرہ مین مصروف تھا تو بادشاہ نے دارا شکوہ کے
کہنے سے اس لشکر کو جو بیجاپور کی تسخیر کے لئے مامور تھا بلا لیا تو ناچار اورنگ زیب نے
سکندر عادل شاہ بیجاپور سے دارو مدار کر کے ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش نقد و
جنس کی بوعدۂ اقساط قبول کر لی اور اورنگ آباد مین وہ آگیا جب اورنگ

معلوم ہوا کہ بادشاہ بیماری کی کوفت سے بے اختیار ہے اور دارا شکوہ کی تدبیرائی
سے ملک میں فتنہ انگیزی ہو رہی ہے تو اس نے یقینی یہ جان لیا کہ بادشاہ پر ضعف کا
ایسا غلبہ ہے کہ وہ مملکت کے کاموں کو نہیں کرسکتا اور حزم واحتیاط کے سبب سے دارا شکوہ
کے عنان اختیار کو ڈھیلا کر رکھا ہے اور اس سے مواسات کرتا ہے جیسے خوف ہے
کہ اگر چند روز اسی طرح گذرے تو ارکان سلطنت اور اساس خلافت میں خلل عظیم ایسا پڑجائیگا
کہ اسکا تدارک کسی وجہ سے نہیں ہوسکیگا۔ دین و دولت کا حفظ و ناموس اور امور مملکت و
ملت کے اختلال کا جبر بادشاہانہ غیرت وحمیت کے مذہب میں واجب ہے اور یہ
امر بھی متحقق ہے کہ اگر دارا شکوہ کو مراد کے استیصال سے فرصت مل گئی اور وہ اس
مہم سے فارغ ہو گیا اور سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر دارا شکوہ سے مل گئے تو اسکو قوت
و شوکت عظیم ایسی حاصل ہوگی کہ وہ مہم دکن کی تدبیر میں لگیگا اور چونکہ اسکی طبیعت جبلیہ
میں کینہ جوئی و فساد انگیزی داخل ہے اسکے ساتھ حلم و مدارا کچھ فائدہ نہیں رکھتا اسلئے
اس جاہل بے خرد کے اعمال و افعال ناپسندیدہ پر صبر اور ملک و دولت کی شورش پر اس سے
زیادہ تحمل نہیں کرنا چاہئے اسلئے اورنگ آباد سے اکبرآباد بادشاہ کی خدمت میں جانا
چاہئے۔ باپ کی خدمت میں ہو کر امور ملک کا نظم و نسق ایسا کرنا چاہئے کہ سلطنت کے
ارکان و قواعد میں فتور راہ نہ پائے اور امور دولت سے دارا شکوہ کا ہاتھ کوتاہ
کرنا چاہیے وہی اس تمام فتنہ و فساد کا مصدر ہے اور سلطنت و حکمروائی کے
گھوڑے خالی میدان میں دوڑا رہا ہے بادشاہ کو اسکے تسلط کی قید سے چھوڑانا
اورنگ زیب نے یہ بھی تجویز کیا کہ مراد بخش نے جو اپنی خامی و بچپنگی سے ادعای جہانبانی
کیا ہے اسکو اپنے ساتھ لے جائے باپ سے اسکی تقصیرات کو معاف کرائے عالمگیرنامہ
میں تو فقط یہ لکھا ہے اسکو ہم نے ظفرنامہ میں بیان کیا اس عزیمت کی تصمیم کے بعد
اورنگ زیب نے سوچا کہ میرا لشکر مالوہ کی راہ سے گذریگا راجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان
بڑے لشکروں کے ساتھ اجین میں متعین ہیں اور احتمال یہ ہے کہ دارا شکوہ باپ پا

میرے جانے سے راضی نہ ہو گا وہ انکو اشارہ کریگا کہ راہ میں میرے لشکر کو روکیں اور محاربہ و پیکار سے پیش آئیں اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی دارا شکوہ غصہ و کینہ سے میرے لشکر سے مقابلہ کریگا۔ اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے قانون کے خلاف ہے اسلئے حزم شاہانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ و کل اسباب فوج آرائی اور لوازم نبرد آزمائی میں کوشش کی جاوے اور ایک لشکر جو اس مہم کے لائق ہو سامان کیا جائے۔ اورنگزیب نے اس بات پر توجہ کرکے تھوڑے دنوں میں ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کر لیا اور سپاہ کے سرداروں کو مناصب عالیہ و خطاب ہاے شائستہ عنایت کئے اور تنخواہیں بڑھا دیں غرہ جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۸ھ کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ برسم منقلا مقدمہ لشکر بنا کے پہلے برہانپور روانہ کیا۔ پانچویں ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر متعین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ میں اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان بھیجا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر نربدہ سے پار ہو تو وہ اس سے ملجائے اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ہمراہ لے۔ ۱۲ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ آباد سے برہانپور کی طرف کوچ کیا۔ ایک منزل چل کر شاہزادہ محمد اعظم کو اورنگ آباد رخصت کیا۔ ۲۵ ماہ مذکور کو برہانپور میں اورنگزیب آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہاں آگیا تھا وہ باپ کی خدمت میں آیا اورنگزیب نے یہاں ایک مہینے توقف کیا۔ اس اثنا میں عیسی بیگ وکیل دربار جسکو دارا شکوہ نے قید کرکے چھوڑ دیا تھا اورنگزیب کی خدمت میں آگیا اورنگزیب نے باپ کی خدمت میں ایک عرضداشت مزاج پرسی کے لئے بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار میں ایک مہینے تک برہانپور میں توقف کیا اس کو یہ امید تھی کہ شائد باپ کا عارضہ بالکل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ مہمات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگے گا اسکے ضعف و آزار کے سبب فرمان روائی

اور کشورستانی کے دستور العمل میں نہایت خلل آگیا تھا۔ پادشاہ اپنے نفس نفیس سے از سر نو انتظام کریگا اور داراشکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کریگا اتنی مدت تک وہ خبر مسترا شرکے انتظار میں رہا کہ دربار سے حصول صحت و عافیت دائمی کا مژدہ سُنے مگر جو اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت میں فساد اور اختلال پھیلتا جاتا تھا اور اسی حال میں عیسیٰ بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبرآباد سے آگیا اسنے دربار کے اخبار و وقائع کو اور داراشکوہ کی تبہ رای اور حکمرانی و جہانداری کو اور بادشاہ کی بے اختیاری کو جسطرح دیکھا تھا عرض کیا اسکے سوا راجہ جسونت سنگھ اجین میں خاندیس کے ہمسایہ میں لشکر لئے موجود تھا۔ ۵ جمادی الآخر کو برہان پور سے اکبرآباد کی طرف اورنگ زیب چلا۔ غرہ رجب کو وہ موضع مانڈو میں آیا۔ ان دنوں میں شاہنواز خان صفوی کی نیت میں فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا۔ برہان پور میں رہ گیا وہاں سے آنے میں بہانہ بنا کے دفع الوقت کرنے لگا۔ اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اسنے شہزادہ محمد سلطان کو شیخ میر کے ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کر کے قلعہ برہان پور میں مقید کردیں ان دونے جاکر اسکو اپنے گھر سے سوار کر کے قلعہ میں مقید کردیا اور خود آئے اورنگ زیب پاس آگئے اورنگ زیب متواتر سات کوچ کر کے دریاء نربدہ کے کنارہ پر آیا۔ دسویں کو گذر اکبرپور سے دریا سے عبور کیا راہ میں ہر روز بہت امیروں کو منصب و خطاب عطا کئے اسکے پاس چاروں طرف کے رئیس آکے ملتے گئے۔ ۲۰ کو وہ دیپال پور کے باہر آیا۔ ۲۱ کو دیپال پور سے کوچ کیا کہ راہ میں مرادبخش اُس پاس آکر مل گیا۔ یہ دونو بھائی موضع دھرمات میں آگئے جو اوجین سے سات کروہ پر واقع ہے راجہ جسونت سنگھ و قاسم خان مع تمام لشکر شاہی کے مقابلہ کے عزم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پر برابر آئے اورنگ زیب نے نالہ چور نرتیہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔

راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اوجین میں آیا تھا۔ پادشاہ نے اسکو مرادبخش کو

۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ

تنبیہ و تاکید کے لئے مامور کیا تھا جب اسنے سُنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مرادبخش آتا ہے
تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لیکر بانس براڑہ کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد
کی سرراہ پر گیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آن کر ٹھیرا جسے مرادبخش اٹھارہ کروہ پر تھا
اور جاسوسون کو بھیجا کہ مرادبخش کی عزیمت کی خبر محقق پر اطلاع دیں اورنگ زیب نے
دریا نربدہ کے گذرون اور رستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور
خاندیس کی کوئی خبر راجہ پاس نہیں پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب
برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مرادبخش سے لڑنے کے لئے آمادہ و تیار
تھا جب مرادبخش کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اسنے
دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلہ کی تاب و توان نہین ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت
و ارشاد سے جو اسنے اپنے معراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ
پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب
سے آملا راجہ جسونت سنگہ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سنا کہ مرادبخش
جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تحقیق مین
ہے اور اب تک اسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاے نربدہ سے پار آگیا ہے
اس عرصہ مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ پاس نوشتہ بھیجا جنمین اورنگ زیب
کے نربدہ سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو دارا شکوہ کے
نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے
جا ملے راجہ نے یہ خبر سنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی
اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے ایک کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا
سدراہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات
پور مین آنے سے پانچ چھ روز پہلے کب رائے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جسونت سنگہ
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی

اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگھ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح

غنیمت سمجھے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سرراہ سے
ہٹ کر جودھپور اپنے وطن چلے جاؤ۔ نہین تو لڑائی مین تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے
اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو اُلٹا بھیجدیا جب
اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑیگا تو وہ تدبیر جنگ اور تزک سپاہ مین مصروف
روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب نے لشکر و توپخانہ و ہاتھیون کو آراستہ
کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو
ہراول کا سردار بنایا اور توپخانہ مرشد قلی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار
محمد اعظم کو جرانغار کا سردار بنایا لشکر کی قراولی خواجہ عبداللہ و قزلباش خان کے سپرد ہوئی
اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجون کے سردارون کے ساتھ
اور بہت سے نامی سردار تھے جنکے نام لکھنے تطویل سے خالی نہین سپاہ کے مین و یسار کو
اورنگ زیب نے آراستہ کیا۔ عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب
کے لشکر کی ہیبت سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ اُس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا
اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ مین حضور کے لشکر
سے لڑنے کا دعوی نہین کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص کے
سوا مین کسی اور طریقہ پر چلنا نہین چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کرکے نبرد سے باز آئین تو
حضور کی آستان بوسی کرون۔ اورنگ زیب نے اس بات کا اعتبار نہین کیا اسکو جواب
دیا کہ ہم جنگ مین توقف نہین کرتے اگر تو سچا ہی تو لشکر سے جدا ہوکر تنہا نجابت خان پاس جا
وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجائیگا اور وہ میرے پاس تجھکو لائیگا تو مین تیرے
جرائم معاف کردونگا مگر راجہ یہ کب سنتا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا
سردار بنایا اور اسکے ساتھ بڑے بڑے راجپوت راجہ اور مسلمان امراء ہمراہ کئے
بہادر بیگ بخشی داروغہ توپخانہ تھا اسکے ہمراہ توپخانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا اور ان
کئے نامی سپاہیون مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا ہے جہین اس گروہ

وگور دہن راٹهور کو القمش مقرر کیا اور اپنے بیٹین قول مین رکھا اور افتخار خان کو بسر داہنی مین اور
مالوجی و پرسوجی اور راجه دیبی سنگه بندیله کو لشکر کی محافظت کے لئے مقرر کیا پانچ چهه
گهڑی دن چڑھا تھا کہ لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی اول مقدمہ جنگ مین طرفین سے
گولی گولیان بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامہ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بندوق
و بان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ مکندراؤ ہاڑہ و رتن راٹهور و
دیالداس جھالا و ارجن گور تھے توپخانہ پر گرے اور مرشد قلیخان کی جان لی اور
ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپخانہ سے گذر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے۔
شاہزادہ و نجابت خان خوب اُن سے لڑے مسلمانون کے تیر و تلوارین ہندؤن کے
پیشانیون کے صندل اور گردن کے زنار کی بنتے تھے ہندؤن کے تیغ و سنان مسلمانون
کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے۔ غرض جب اورنگ زیب نے ان راجپوتون کا غلبہ اپنے لشکر
پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر متوجہ ہوا اُسنے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو برانغار مین
صف آرا تھا وہ دائین طرف سے اعدا کی بنگاہ پر جو لشکر مخالف کے عقب مین تھا حملہ آور
ہوا اور تاخت و تاراج شروع کی۔ مالوجی و پرسوجی جو محافظ لشکر تھے تاب مقاومت
نہ لائے اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ دیبی سنگھ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آنکر پناہ مانگی
مراد نے اسکو اپنے ہمراہ لے لیا غرض راجہ جسونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتون
کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر بادشاہی فرار ہوا۔
اورنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہین کیا کہ وہ عاجز کشتنی تھی اُس نے
کمال دین پروری اور مسلمانی کے سبب سے حکم دیا کہ معرکۂ وغا مین جو مسلمان ہاتھ آئے اسکو
جان کی امان دین اور اسکا خون نہ کرین اور مسلمین کے عرض و ناموس کے متعرض نہ ہون
اورنگ زیب نے اس فتح کا شکریۂ الٰہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی او
چار ہاتھی عنایت کئے اور شاہزادہ محمد سلطان کا پنج ہزاری پنجہزار سوار کا اضافہ منصب
کر کے پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ مین جانفشانی..

گیا تھا انکو بڑے بڑے جاہ و منصب و خلعت انعام دیئے اور انکے اضافے کئے۔ اورنگ زیب نے
بلدہ اوجین سے باہر تین مقام کئے ۲۲ رجب کو وہ یہاں سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کرکے ۲۵
شعبان کو حدود گوالیار میں آیا اور بلدہ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اورنگ زیب گوالیار
میں آیا تو داراشکوہ دھول پور میں آیا اور اس نے ایسی تدبیریں کیں کہ اورنگ زیب کا لشکر
چنبل ندی سے عبور نہ کر سکے۔ اکثر مشہور گذروں پر اسنے توپ خانے اور آلات جنگ
لگا دیئے تھے۔ اورنگ زیب نے یہاں کے زمینداروں سے دریافت کر لیا کہ گوالیار سے داہنی
طرف بیس کروہ پر بھدوریہ ایسا گذر ہے کہ جہاں سے لشکر پایاب عبور کر سکتا ہے چونکہ اورنگ زیب
کا لشکر کنار دریا سے دور تھا اور گذر مذکور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اسکی محافظت نہیں کی تھی
اورنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گذر پر بھیجا کہ اس پر قبضہ
کریں وہ سلخ شعبان کو چنبل کے کنارہ پر پہنچے اور بے توقف جلدی آب پایاب گذری سے انہوں نے
عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اورنگ زیب نے مع لشکر کے دریا
سے عبور کیا۔ بادشاہ کا حال جو اکبرآباد میں ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے —

شاہجہان کا حال

اکبرآباد میں شاہجہان کے مرض میں کچھ افاقہ ہو گیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہیں ہوا تھا
آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہو گیا تھا گرمی کا موسم قریب آگیا تھا اور اکبرآباد کی ہوا
بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہاں کے دولتخانہ کی عمارات بہ نسبت
شاہجہان کے دولتخانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نزہت و صفا میں کمتر تھیں اسلئے اطبا
نے تجویز کیا کہ اکبرآباد میں رہنے سے بادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد
جانا مناسب ہوگا۔ بادشاہ نے بھی اس دارالخلافہ کی عزیمت کی کہ تابستان میں وہاں
باغ و بستان اور تسلسل نہر کی طراوت سے راحت ہوگی۔ داراشکوہ بادشاہ کے سفر پر راضی
نہیں ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسپر بادشاہ کی طبع مبارک بہت
مائل تھی اور داراشکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب کو اوجین سے آگے نہ
بڑھنے دیگا اس لئے وہ بھی بادشاہ کے اس سفر پر راضی ہو گیا شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

اور موضع بلوچ پور مین آیا راجہ جسونت سنگہ کے پاس رستم بیگ گرز بردار اور لسیاول بیگ
گئے ہوئے تھے اُنہون نے آن کر پادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سُننے
سے دارا شکوہ کے ہوش اُڑ گئے وہ خود اکبر آباد کو اُلٹا پھرا۔ ہم ماہ مذکور کو بلوچ پور سے پادشاہ
کو بھی منت و سماجت کر کے لے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے
مین کوشش کرنے لگا اور جن صوبجات اور محال سے منصبداروں و جاگیرداروں کا آنا
ممکن تھا انکو بُلا لیا اور اُنکے قلوب کی تسخیر مین اور خواطر کی تسلی مین کوشش کی سب کو اپنا ہمداستان
بنایا اور پادشاہ کے سارے عمدہ ملازمون اور امراء کو چرب و نرمی و ملائمت و نوید احسان
و رعایت سے ستمال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنوں مین پادشاہ کے نوکرون
اور قدیم و جدید سپاہیون کا ایک انبوہ جمع کر لیا جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے انکو توپخانہ شاہی
سے ہتھیار جتنے جی چاہا دیدئے۔ کل توپخانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ کئے۔ خزانہ کے مُنہ
کھول دیئے جتنا زر سپاہ مین پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا
سب سے زیادہ اسکا ناصواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو جس نے
قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو بیجاپور کی حدود مین اسلئے چھوڑا
تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش لے آئے جو اُسکے مراجعت کے شکرانہ مین عادلخان
نے دینی قبول کی تھی دارا شکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجاپور کو ایسا کچھ لکھ
بھیجا کہ اورنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر مین ڈال دیا۔
اور اس نے پادشاہ سے ایسا کچھ کہا سُنا کہ پادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا۔ وہ
پادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود مین تھا ہمراہ لیکر اورنگ آباد مین آیا
کہ یہان سے پادشاہ کے دربار مین جائے مگر اسکی جانیکو اورنگ زیب نے منافی
مصلحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جائینگے معظم خان نے پادشاہ کے
حکم کی تعمیل مین جب تقاعد کرنا نہ چاہا تو اورنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کر کے دکن مین
نگاہ رکھا۔ دارا شکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے بداندیشی اور بدگمانی سے

دارا شکوہ کا محمد امین خان ابن معظم خان کو قید کرنا

پادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پیرایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و معظم خان نے
اتفاق کرکے سازش کی ہے اسلیئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر بخشیگری سلطنت تھا
دارا شکوہ نے اپنے گھر مین بلاکر امور غیر واقع سے متہم کرکے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار
روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اس لئے دارا شکوہ
سے خود ہی اسکے حکم کو منسوخ کرکے اسکو رہا کرایا۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگزیب سے
دارا شکوہ لڑکر خراب ہوگا اور اپنے بخت و دولت کے پاؤن مین آپ کلہاڑی مارے گا
وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھاتا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر دارا شکوہ ایسی
لشکر کشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندنون پادشاہ کے ہاتھ سے سررشتہ اختیار
و اقتدار جاچکا تھا وہ منع و زجر پر قادر نہ تھا ناچار دارا سے مدارا کرتا تھا۔

۱۶ ار شعبان کو دارا شکوہ نے خلیل اللہ خان کو بہ رسم منقلا پہلے روانہ کیا اور بعض امرا و سپاہ
کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور مین جاکر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریائے
چنبل کے گھاٹون پر توپ خانے لگاکے اور سپاہ مقرر کرکے محافظت کرے۔

۲۵ شعبان کو اکبر آباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو
ہمراہ لے کر برآمد ہوا اور پانچ منزلین طے کرکے دھولپور مین آیا اور اس نزدیکی
کے زمیندارون کی دلالت سے دریا کے گذرون کا انتظام کیا اور جہان مخالف
پایاب ہوکر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہان بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ
اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آن ملے اُنکو اسنے طلب کیا تھا
وہ جلد چلے آتے تھے اسلیئے اسکی رائے مین یہ آیا تھا کہ انکے آنے تک اس طرح کارزار
و صف آرائی مین چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب کے عبور ہونے کا پیچ دریا
کیسے طے نہ ہوسکتا تھا اسنے عبور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو دارا شکوہ اس لشکر سے
لڑنے کے لیئے دھول پور سے روانہ ہوا اور راجپورہ آیا جو اکبر آباد سے دس کروہ
پر ہے اور دریائے جمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہان خیمے ڈالے اور

فوج کی ترتیب مین مصروف ہوا - اسوقت بھی پادشاہ نے اسکو نصیحت کی کہ جنگ و ستیز سے
باز آ مگر اُسنے نہ سُنا - گو اس وقت پادشاہ پر ضعف کا استیلا اور قوا کا ضعف تھا
گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی - مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے
اس لشکرگاہ مین خیمہ لگا کے بھائیون کی جنگ کی آگ کو بجھائے منازعت کو مصالحت سے
کرائے اس عزم سے پیش خانہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونو لشکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا
کرین اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا - داراشکوہ جانتا تھا کہ پادشاہ کے
جانے سے مصالحت ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا اسلئے وہ پادشاہ کے جانے
پر راضی نہین ہوا - اُس نے حیلے حوالہ کرکے اس کام کو جھمیل مین ڈال دیا اور جنگ و پیکار
مین جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق مین جو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے -

اورنگ زیب نے دریائے چنبل سے عبور کرکے دو روز مقام کیا کہ سپاہ و لشکر نے جو مسافت
بعیدہ طے کی تھی آرام پاسے جب اُسنے سُنا کہ دھول پور سے داراشکوہ لڑنے کے قصد سے
آتا ہے تو ۶ رمضان کو وہ چنبل کے کنارہ سے چلا - ۷ کو داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس
پر آنکر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی عزیمت معلوم ہو - اسی وقت
اورنگ زیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کرکے جنگ کے عزم سے سوار ہوکر
اپنے لشکرگاہ سے آگے بڑھا - لوئین آگ برسا رہی تھین زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے
غلبے سے اور پیاس کی شدت سے اور کمیابی آب سے آدمی سراب عدم مین چلے جاتے
تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ اُلٹا چلا گیا اُس دن
اورنگ زیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ و پانی کی قلت
مین آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصلحت نہ جانا اور لشکرگاہ مین مقیم ہوا اور
حکم دیا کہ رات کی خبرداری کے لئے مورچل قائم ہون اور چوکی پہرے سارے لشکر مین
تقسیم ہون - اور محافظت کی شرائط ادا ہون اورنگ زیب کے اس حکم سے لشکر کے سردار
اور سپہ دار احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجا لائے اور صبح کے منتظر رہے - جب صبح ہوئی

تو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور توپ خانہ کو اور جنگی ہاتھیوں کو آگے روانہ کیا اور شاہزادہ محمد سلطان کو خانخاناں بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شہزادہ محمد اعظم کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی۔ جرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا۔ التمش کی سرداری شیخ میر کو مفوض ہوئی۔ دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی
اور دست چپ کی طرح خاندوران خان کو اور خواجہ
عبداللہ بیگ کو قراولی۔ اورنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اپنے ساتھ بٹھایا اور قول میں رونق افروز ہوا۔ اورنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ تائید آفریدگار اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و ظفر موقوف ہے اسلئے وہ غنیم کے کثرت لشکر سے خائف نہیں ہوتا تھا۔ ۷ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ میں گیا جو پہلے تجویز ہوا تھا۔ داراشکوہ کی ترتیب افواج اسطرح تھی کہ دست راست کی طرف تو اسکا اپنا توپ خانہ برق انداز خان میر آتش کے اہتمام میں اور دست چپ میں توپخانہ بادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری میں لشکر کی صفوں کے آگے کھڑے کیے تھے۔
راؤ ستر سال کو ہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خویشگی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اسکا ضمیمہ کیا۔ خلیل اللہ خان کو ہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ جرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول میں رہا۔ قول کے یمین و یسار میں خود میمنہ کا سردار ظفر خان کو اور فوج میسرہ کا سردار فاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا۔ پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی۔ دونوطرف سے اول بان و توپ و تفنگ چلے آتش حرب جب زیادہ تیز ہوئی اور دونو لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی۔ جرانغار کے سردار سپہر شکوہ اور رستم خان اورنگ زیب کے توپ خانہ کے روبرو آگئے تو توپوں کی مار سے وہ پیچھے ہٹے۔ رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ نے دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہیں چل سکتا تو وہ یہاں سے پھر کر مخالف کے برانغار پر جھکے اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

زخمی ہوا اسکے ہمراہیون مین سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ
ہوگئے غنیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے دفع نہ ہوسکی قریب تھا کہ برانغار مین
لغزش آجائے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اسنے دشمن کو پرے ہٹایا۔
اس جنگ مین رستم خان جنگ رستمانہ کرکے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا۔
اورنگ زیب کے برانغار مین سے حسن بخش و سیف خان و غریب بیگ و محمد صادق
ہو مہر نیر ہمسا زخمی ہوکر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول اور التمش کی فوج داراشکوہ کے
اورنگ زیب کے توپخانہ و ہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ مین ٹھیر نہ سکا دست
راست کی طرف گیا مراد بخش سے جو برانغار مین تھا جا بھڑا۔ خلیل اللہ خان پھر برانغار کی
فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر اوزبکیہ نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجپوتون
نے بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ ستر سال ہاڈہ و رام سنگھ راٹھور و بھیم پسر راجہ بٹھلداس
گور و راجہ سیوارام برادرزادہ راجہ مذکور اور دلیر و نامور راجپوتون کی جماعت اورنگ زیب
کے بہت قریب آپہنچے اور راجہ روپ سنگھ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب
گھوڑے سے اترکر جلادت و بہادری کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی بہادری
دیکھکر اپنے نوکرون کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر
اسکی اس گستاخی کے متحمل نہ ہوئے انھون نے اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ اورنگ زیب کے
رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اسکے قتل کرنے کے قصد سے آئے اسپر
عنایت فرمائے اورنگ زیب بھی عجب مروت کیش رحم گستر و فتوت آئین عفو پرور
تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے دمساز تھا اپنی حسن خوبی
اور لطف خوشی کے سبب سے سبقت کینہ جو مخالفون کو رجوع پر آمادہ اور عین جنگ
مین بخشایش و رافت سے پرخاش جو دشمنون کے لئے در صلح کو کشادہ رکھتا تھا
جب داراشکوہ نے دیکھا کہ رستم خان و راؤ ستر سال اور عمدہ راجپوت جو اس
جنگ مین اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اسنے کچھ تھوڑی دیر اور کوشش کی

کہ اسکا دیوان محمد صالح جسکو وزیرخان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیون کی
ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہاتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفون کے
لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ مین نہ ٹھیر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعت
موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہاتھی
سے اُتر کر بے یراق و سلاح ننگے پاؤن گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب بے ہنگام
سے اسکا لشکر پراگندہ و پریشان ہوا اس حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش
باندھتا تھا کہ وہ تیر لگنے سے مرگیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار مین اسکا
بیٹا سپہر شکوہ بھی آن ملا۔ داراشکوہ کو شکست اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اورنگ زیب
نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہین دیا تھا پھر بھی اکبرآباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی
مُردہ پڑے تھے اس جنگ مین بہت آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے امیر جو ریاست و
حکومت رکھتے تھے اُنھون نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ داراشکوہ اپنے چھوٹے بیٹے
سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبرآباد گیا اور اپنے گھر مین جا کر اترا خجالت و شرمساری کی
سبب سے کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا باپ کو
کیا منھ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اورنگ زیب کو
خوب پہچانتا تھا اس لئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دارا باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہہ
ذلت و خواری اُٹھاتا تین پہر رات تک یہان ٹھیرا آخر شب مین اپنے گھر سے فرار کیا۔
اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جواہر و مرصع آلات اور سونا
اور اشرفیان جو اس اضطراب سراسیمگی مین ہاتھ لگے ساتھ لے گیا اندھیری رات مین
سپہر شکوہ و بارہ سوار اکبرآباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اس کے
بعد اسکی سپاہ شکستہ جسمین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے آہستے جا کر ملے اس طرح پانچ ہزار
سوار اس پاس جمع ہو گئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچگئے مگر اکثر نوکر اس سے جدا
ہو کر اورنگ زیب پاس چلے آئے جنکو اسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش کی

اور اکبر آباد میں جو اسکا اکثر خزانہ و جواہر و مرصع آلات و کارخانجات و گھوڑے ہاتھی اور تمام اسباب حشمت و تجمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا۔

اس لڑائی میں یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتوں کے ساتھ رشتہ ہو اور اس قوم پر از حد نوازش و رانکی تربیت کی جائے۔ راجپوتوں کو مسلمانوں کے ساتھ اور مسلمانوں کو راجپوتوں کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی سلطنت کے فیصلہ کرنے میں انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہوکر اسکا فیصلہ کرتے جب اورنگ زیب نے اعدا کو ہزیمت دی تو اسنے خدا کی درگاہ میں شکر ادا کیا۔ اور افواج کو ہمراہ لے کر مخالفوں کے لشکرگاہ میں گیا۔ دشمنوں کی منزلگاہ میں غارت و تاراج کی جاروب نے صفائی کر دی تھی مگر دارا شکوہ کا خیمہ اپنی جگہہ پر کھڑا تھا اور نگ زیب اس خیمہ میں جب تک ٹھیرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا امراء رفیع القدر اور اخلاص شعار تسلیم مبارکباد اور آداب تہنیت فتح بجا لائے۔ مراد بخش کا چہرہ زخموں کے لگنے سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے اول زخموں پر چرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لئے بھجوائے جب بادشاہ کا خیمہ آگیا تو وہ کھڑا ہوا اور کام بخشی و عطا گستری کی مراسم ادا ہوئیں اور جن امراء و نوکروں نے اس جنگ میں کوشش و جانفشانی کی تھی اور جوہر مردی و شجاعت و گوہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا انپر شاہانہ مہربانیاں ہوئیں اور ہر شخص کو اسکے رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایت ہوئے۔ زخموں کی مرہم پٹی کرائی کشتوں کو خاک سے اٹھایا۔ دوسرے روز شکارگاہ سموگڈھ میں اورنگ زیب آیا جمنا کی کنارہ پر مکانات میں اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جسمیں صورت حال وصف آرائی کا اعتذار اور بحکم شرع و فتوائے عقل دارا شکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان پسر معظم خان اسکی خدمت میں آیا پھر اور بہت بڑے بڑے امرا اسکی خدمت میں آگئے اور انہوں نے بڑے بڑے انعام و خلعت

وخطاب پایے ۱۰ ارمضان کو اورنگ زیب سموگڑھ سے باغ دلکشا نور منزل مین آیا۔
یہان اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر
فاضلخان میر سامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت مین روانہ
کیا۔ انہون نے باغ نور منزل مین پادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات جنکے لئے و
مامور تھے گذارش کئے اورنگ زیب نے انکو خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز
پادشاہ کے حکم سے یہ دونو آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر موسوم عالمگیر
انکے ہاتھ پادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھجوائی اور پادشاہی امراء اورنگ زیب پاس آتے
جاتے تھے۔ شہر کے باہر اسکے ٹھیرنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیب نے
سنا کہ مرادبخش کے نوکرون کا نظم ونسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خود سر
ہوئے ایمین سے بعض حکم کے برخلاف شہر مین جہان جاتے دست تعدی دراز کرتے
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر مین اراذل واوباش ایک آشوب برپا کرتے اور فساد کا
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلائق کی آسایش وآرامش مین فتور آتا اورنگ زیب نے اپنے
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کرکے حکم دیا کہ وہ شہر مین جاکر انتظام کرے حسب الحکم
۱۲ ارمضان کو محمد سلطان اور خانخانان بہادر سپہ سالار شہر مین داخل ہوئے
اور اہل شہر کو امن امان کا مژدہ سنایا ولطف واحسان کی نوید دی اور خوب
انتظام کر دیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت مین آتے جاتے تھے
اور منصبون اور جاگیرون پر سرافراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکلہ داری مین
متھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے اسمین واقعہ طلب مفسدون نے فساد
مچا رکھا تھا اورنگ زیب نے جعفرخان الہ اللہ وردی خان کو اس چکلہ کی فوجداری و
نظم مہمات سپرد کی ۱۷ ارکو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی
خدمت مین جاے وہ حسب الحکم قلعہ مین دادا کی خدمت مین گیا اور باپ کی طرح ادب
وکورنش بجا لایا ۱۹ ارکو شاہجہان کے کہنے سے بیگم صاحب باغ نور محل مین اورنگ زیب

پاس آئین اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی رائے رایان
جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع کل دیوانی کے متصدیون اور کل زمرۂ اہل قلم و ارباب محاسبات
کے حاضر ہوا اور مراتب ملک و مال جنمین اس مدت مین فتور و اختلال آیا تھا انہون نے
اورنگ زیب کی خدمت مین عرض کیا انکے باب مین اُسنے احکام دیے۔ غرۂ رمضان
سے ۱۳ تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب ہوئی اور
ہوئی منجملہ اُنکے شاہزادہ محمد سلطان کو جیغہ و خنجر مرصع علاقۂ مروارید کے ساتھ اور دو زنجیر
فیل مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چھبیس لاکھ روپیہ عطا کیا۔
۱۳ رمضان کو دارا شکوہ اپنے پانچ ہزار سوارون کے ساتھ دہلی مین آگیا۔ کوئی لکھتا
کہ یہ سوار شاہجہان نے اس پاس بھیجے تھے اور پرانی دلی کے قلعہ مین ایسا اترا جیسے
ویرانہ مین اُلّو۔ اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہین متعین کیا تھا
وہ خود اکبرآباد مین مقیم تھا کہ دارا شکوہ دہلی مین توقف کر کے پھر لشکر و سپاہ کا سامان
تیار کرنے لگا۔ وہ کارخانجات پادشاہی کی اشیاء اور اموال و گھوڑون اور ہاتھیون پر
امراء کے نقد و جنس و امتعہ و ذخائر پر دست درازی کرنے لگا۔ جسکا مال جو ہاتھ آیا
اسکو ہضم کیا۔ اُسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا اُسنے
ان امراء کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ جمنا کے اس طرف سے دہلی کی سمت
مین بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائین وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا
کہ اُسکے لشکر کے آنے کے بعد دونون لشکر یکجا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی سکت اُس
مین ہو جائیگی۔ وہ مدت سے جانتا تھا کہ امراء و لشکر و سپاہ کا دل اورنگ زیب کی
طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیہ خطوط و استمالت نامے
فریب آمیز امراء کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امراء اور ولایات کے حکام کو
بھیجکر اغوا کرتا تا کہ وہ اورنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کرین اور اطاعت نہ کرین انکو
اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امراء اورنگ زیب کے ساتھ خالص ہو دیتا نہین رکھتے تھے

انکی اوضاع سے اورنگزیب کو معلوم ہوتا تھا کہ داراشکوہ کا لکھنا اسپر اثر رکھتا ہے داراشکوہ
پوشیدہ نوشتے باپ پاس بھی بھیجکر اُسکے دل مین وسوسے ڈالنے مین کوشش کرتا تھا چونکہ آدمی کی نہاد
مین یہ امر داخل ہے کہ وہ نقوش وساوس کو اور آثار تخیلات کو قبول کرتا ہے خصوصًا جو نیکخواہی اور
خیر اندیشی کے لباس مین غلط نما ہوکر خرد آشوب و دانش فریب ہون۔ شاہجہان کے بعض اطوار
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ داراشکوہ کی محبت والفت وطرفداری کو دور نہین کرسکتا۔ جب حضرت
شاہجہان نے افضل خان کے ہاتھ یہ فرمان اورنگزیب کو بھیجا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے
فرزند مین تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہون مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے امتداد فراق
اشتیاق زیادہ ہوگیا ہے خدا کی عنایت سے مینے دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس آنکر
سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگزیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی اور
اقبال ہے کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اب مین حضور سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری ملازمت
کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جاے۔ بادشاہ اس عرضداشت کو سُنکر بڑا خوش
ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگزیب دل سے چاہتا تھا کہ مین
باپ کے پاس جاؤن اور مراسم اخلاص عقیدت کو بجا لاؤن اور خاطر اشرف کے استرضا
مین کوشش کرون۔ اگر بادشاہ کے دل مین اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اسکو بالمشافہ بے توسط
اغیار آستین اعتذار سے پونچھون کہ بالکل حجاب رفع ہوجاے اور صفائی ہوجاے لیکن شاہجہان کو
داراشکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وقوع
مین آیا تھا وہ اسکے مطلوب کے منافی تھا اسلئے اورنگزیب نے باپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اسکو
ترک کردیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین داراشکوہ لڑنے کا سامان تیار کررہا ہے تو اُسنے
اُسکے شر کے دفع کرنے کو سب کامون پر مقدم جانا۔

جب اورنگزیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہوگیا تو اُسنے شاہزادہ محمد سلطان
کو ایک لشکر کے ساتھ دارالخلافہ اکبرآباد مین متعین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا۔
خانخانان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات بیوتات کی پرداخت کے واسطے اور

اور کارخانجات خاصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ ذوالفقار خان کو قلعہ کی حراست سپرد کی اور مقرب خان کو جسنے شاہجہان کے معالجہ میں بڑی کوشش کی تھی اور اسکے مزاج سے آشنا ہو گیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی بقیہ وقت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو بیس ہزار اشرفیاں انعام دیں اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو اورنگزیب شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ اس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم باپ کے حکم سے دادا کی خدمت میں گیا اور پانچسو مہر اور چار ہزار روپئے بطریق نذر گذارے۔ دادا پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کرکے اسکو رخصت کیا داراشکوہ جانتا تھا کہ اورنگزیب دہلی آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شکوہ جسکا انتظار وہ دہلی میں کر رہا تھا راہ میں روکے گا اور مجھسے ملنے نہیں دیگا اسلئے اُسنے جب سُنا کہ اورنگزیب دہلی آتا ہی تو وہ ۱۲ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ اور اسکے اتالیق بابی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر ہوسکے تو جمنا کی اس طرف سے بورپہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سرہند میں یا لاہور میں آجاؤ۔ الہ آباد میں داراشکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہ صوبہ تھا وہ اورنگزیب کی اطاعت نہیں کرتا تھا بر سر فساد تھا اسلئے اورنگزیب نے خاندوران خان کو لشکر کے ساتھ الہ آباد روانہ کیا کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو اور قلعہ حوالہ کرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مراد آباد کی محال قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہاں روانہ کیا۔ ارادت خان کو اودھ کا صوبہ مقرر کیا عبدالنبی خان کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسی طرح سے قلعہ دار و فوجدار اور صوبہ دار مقرر کئے۔ امراء کو ہزاروں روپئے انعام دئیے خانجہان کو جسکو بادشاہ نے داراشکوہ کی شکست کے بعد جاگیر و منصب سے معزول کیا تھا اسکو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیر الامراء کا خطاب یا دو کروڑ دام کی جاگیر دی۔ خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کروڑ دام جمع کی جاگیر دی دلیر خان و عبداللہ خان ولد سعید خان بہادر مرحوم نے سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور اورنگزیب

پاس آ گئے اُس لئے اپنی مرحمت خسروانہ سے انکو سرافراز کیا - ۲ شوال کو اورنگ زیب متھرا مین آیا -

بلے آنکس کہ ظل ذو الجلال است ۔۔۔ شریکش چون شریک حق محال است
شہنشاہ فرد می باید در اقلیم ۔۔۔ در یکتا بود در خورد دیہیم

مراد بخش کے قید ہونے کے واقعہ کو مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہین جسکو مین بیان کرتا ہون مولف عالمگیر نامہ محمد کاظم مین لکھا ہے کہ مراد بخش کو تمنا سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک و سلطنت کی وراثت کا دعوی مجھے پہنچتا ہے اور ہندوستان کی فرمانروائی اور سرآرائی اسکو پہنچیگی - جب شاہجہان بیمار ہوا اور اطراف مین اوسکی خبر موحش پھیلی تو بے تحقیق حال وراندیشہ مآل تخت سلطنت پر ہو بیٹھا مروج الدین اپنا لقب رکھا اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا - بندر سورت بیگم صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس مین فوج بھیجی اسکے قلعہ کو قہر سے لے لیا اور سرکار پادشاہی اور بیگم صاحب مین جو اموال و اشیا تھین اُن پر متصرف ہوا اور آدمیون کے اموال اور امتعہ پر دست تعدی دراز کیا اور ناشائستہ کام کرنے لگا چنانچہ محمد شریف پسر اسلام خان مرحوم کو جو بندر سورت کی مہمات کا متصدی تھا اسکو مع اور متصدیون کے قید کیا اور انکی اہانت کی انکو آزار پہنچایا اور علی نقی جو اسکی سرکار کی مہمات کی کفالت رکھتا تھا اور بادشاہ کی طرف سے دیوانی کرتا تھا اور اُسکا دیوان تھا بے گناہ ناحق اسکے نفاق کے توہم سے اور عدم یکجہتی کے مظنہ سے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غرض علانیہ سرکشی و خود رائی اختیار کی - مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہین کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہین فرمایا - جب اخبار موحشہ کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور تحقیق ہو گیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قوی مین فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی اسکی شمع حیات انجمن ہستی مین روشن ہے تو مراد بخش کچھ ہوش مین آیا - اورنگ زیب کی عاطفت کا دامن پکڑا کہ وہ باپ پاس لیجا کر عفو تقصیرات معاف کرا دے مگر اب بھی نادانی اور بے خردی سے اپنے اوضاع سابق کو نہ چھوڑا - تخت و چتر و سائر لوازم سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اس بات کو اورنگ زیب اُس کی خورد سالی و جاہلی پر محمول کرتا تھا اور اپنی بزرگی اور دانائی کے سبب اُس سے درگذر کرتا تھا

مراد بخش کا قید کرنا

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آئے مگر وہ اپنی نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب دارا شکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ اورنگ زیب کو سلطنت ہاتھ آئی تو اسکے دل مین نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور ہمسری کے لئے سر کھجانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر لشکر کو بڑھایا۔ اور بادشاہی بندوں اور امراء کی ساتھ طرح طرح سے استمالت اور ملائمت کی اور اپنی طرف دعوت کی۔ یون کچھ امیر اسکے طرفدار ہوے انکو نامناسب مناصب اور بے موجب روپیہ دیا بیہودہ آدمیون کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔ روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اورنگ زیب نے اکبر آباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے بہانے بنائے۔ آخر کو ہمراہی اختیار کی کچھ دنوں اورنگ زیب کے لشکر کے پیچھے کوچ کرکے اور چند گروہ پیچھے کمین کی کمین مین رہتا اسلئے اورنگ زیب نے اسکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ سمجھکر کہ خلقت کی آسایش و امن مین اس سے شورش پیدا ہو گی تو اسنے بلطائف و الحیل تدبیر دستگیر کیا جسمین اسکی تنبیہ و تادیب ہوجاے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ۲۸ ماہ شوال کو متھرا مین جب مراد بخش کورنش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شیخ میر کے سپرد کرکے شاہجہان آباد بھجوا دیا۔

خافی خان یہ لکھتا ہے کہ

شاہزادہ مراد بخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ سے موصوف تھا مغلون کی رعایت اور عطا بخشی مین بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن حسن عقیدت سے بزرگون کے اس قول پر خیال نہین کرتا تھا کہ دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ وہ اورنگ زیب دلفریب عدون سے اور نقد و جنس کی تواضعات سے کہ بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ و بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی سادہ لوحی سے تمنائے سلطنت کو لوح دل پر منقش کرتا تھا اور سلاطین کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا۔ اور بھائی کے عہد و پیمان کے عدم ایفا کا توہم بھی اسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے ہواخواہ اسکے گوش گذار کرتے تھے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس بادشاہ سلوک مین کہ ملوک نے ...

مراد بخش کا قید ہونا۔

ملک کے ساتھ زمانہ سلف مین کیا مگر وہ نہین سنتا بے محابا چند آدمیون کے ساتھ بھائی کی خلوت مین
جاتا۔ ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خصلت نے اس وقت کہ مراد بھائی پاس
جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہین ہوتی مینے عالم رویا مین مکرر دیکھا ہے جو
عہد پیمان آپکے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہین وہ اعتماد کے لائق نہین ہین مراد اس بات کو
خوشامد سمجھا اور اسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا (جو اسکو اکثر اس قسم
کی نصیحتین کیا کرتا تھا) کہ ایسی لایعنی باتون سے محبت و قرار عہد مین اختلال پڑتا ہے القصہ ۲ شوال کو
متھرا مین منزل ہوئی اوّل روز مین مرادبخش کو حسن تدبیر سے جسکی تفصیل نہین کرتا اسکو دستگیر کرکے پابزنجیر کیا
اس رات کو چار حوضی پردہ دار ہاتھیون پر رکھکر چارون طرف روانہ کئے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک فوج
اور دو سردار نامی مقرر کئے اس حوضہ کو جس مین مجبور محبوس بیٹھا تھا شیخ میر دلیر خان کے ساتھ سلیم گڈھ کے قلعہ مین
بھیجدیا یہ احتیاط اسلئے کی گئی تھی کہ جس حوضہ مین اس محبوس کو بٹھایا گیا تھا اسپر متعلقین اُسکے ہوا خواہ غلبہ
نہ کرین اور اسکے تمام خزانے اور کارخانے قبضہ مین آجائین اور ایک دام و درم ضائع نہ ہوا۔ ہم بہ نفیر اُو
تاریخ ہندوستان کے مصاحب اس واقعہ کی نقل کرتے ہین جسکے پڑھنے سے ہمکو وہی مزہ آتا ہے جو بے سر و پا اخبار
ہند مین آجکل واقعات بیانات کے مطالعہ مین لطف آتا ہے کہ ایک چھوٹی بات اس ثاقت سے تمام مرچ اور نمک لگا
کے بیان کرتے ہین جسکی ہیچ مین لوگ ذرا بھی تامل کرین جو اصل حقیقت حال سے ناواقف ہون انگریز لکھتا ہے
کہ جب آگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مرادبخش کے خاص دوستون نے خاص کر زیادہ
شہباز خواجہ سرا نے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور آگرہ کے ہمسایہ مین اپنے لشکر کے
ساتھ رہنا چاہیے چرب نرم و مودبانہ چاپلوسی کی افراط مین ہمیشہ فریب دھوکہ ہوتا ہے انہون
نے بیان کیا کہ حضور خاص و عام کے نزدیک بادشاہ ہین اور آپ کی بادشاہی کو اورنگزیب بھی
تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ آگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائین اپنے
بھائی کو تنہا دارا شکوہ کے تعاقب مین جانے دیجیے اگر اس دانشمندانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو
اورنگزیب بڑی مشکلون اور حیرانیون مین پڑ جاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اسکے دل پر
نہ ہوا اُسنے اپنے بھائی کے ان وعدون اور قسمون پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان

قرآن پر قسم کھا کر ہوئی تھے دونو بھائیون نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ آگرہ سے چار
چھوٹی منزلون کو طے کر کے متھرا مین انھون نے قیام کیا۔ مراد کے ہواخواہون نے بہت کچھ ایسا دیکھا
اور سنا کہ جس سے انکے دل مین شبہے پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ پھر انھون نے کوشش کی کہ مراد کو کہہ سنکر ڈرائے
انھون نے اُس سے کہا کہ ہمنے تحقیق کر لیا ہے کہ اورنگ زیب کی نیت مین آپ کی طرف سے فساد
ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی خرابی کے لئے ترقی پذیر ہے مختلف جگہون سے جسکی اطلاع ہمکو
آئی ہے اسواسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائین اور خاص کر آجکے دن تو ادھر رخ بھی
نہ کیجئے اور مصلحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یون ٹالئے کہ بیماری کا بہانہ بنائے جس سے اورنگ زیب
حسب معمول آپ کی عیادت کو خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ ضرور آئیگا اورنگ زیب کی تزویر
و چاپلوسی و ریاکاری کے افسون سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہواخواہون کی
دلائل اور منت و سماجت کب اسکی سمجھہ مین آتے تھے اورنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی
اُسنے میر خان و تین چار اور امیرون کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی
اپنی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تپاک سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی
کہ جسکے سبب سے آنکھون سے آنسو نکل پڑے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ مین رومال لیکر اُسکے چہرہ کا
پسینا پونچھا اور گرد دور کی دونو بھائیون نے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر مین
محبت و الفت کی باتین نہایت تپاک کے ساتھ ہوئین اور کہین بیچ بیچ مین انکا تار نہین ٹوٹا جب
کھانے سے فارغ ہوئے تو کابل و شیراز کی مزہ دار شرابین بہت سی آئین تو اورنگ زیب اٹھا
اور مسکرا کر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب جانتے ہو کہ مین مسلمان ہون مجھے مشکل ہے کہ
مین تمہارے ساتھ اس مے نوشی مین مزے اڑاؤن اسلئے مجھ پر لازم ہے کہ مین یہان سے
غیر حاضر ہون مگر آپ کی مصاحبت مین عمدہ آدمی ہین میر خان اور اور احباب آپ کی خدمت
و مداراتی کرینگے۔ مراد بخش کی تو عادت مین بہت شراب پینا داخل تھا جب یہہ نفیس شرابین
اسکے آگے آئین تو اس قدر انکو پیا کہ بہت مست ہو کر بے خبر سو گیا اورنگ زیب کی مراد بر آئی
کہ مراد بیہوش پڑا سوتا تھا مراد بخش کے نوکرون کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائین

اپنے آقا کے خواب راحت مین خلل نہ ڈالین میر خان نے دونو اسکی تلوار اور جمدھر لے لیا (جمدھر
اصل مین یا ما دھار یعنی موت کالانے والا ہے) یہ ایک چوڑا خنجر ہوتا ہے اور اسکا قبضہ
پھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعض مین سیدہ دو لکھا نا اور بعض مین تین لکھا نا ہوتے ہین۔
منوچی سے پادری کیٹ رو نقل کرتے ہین کہ یہ تلوار اور جمدھر اورنگ زیب کے پوتے اعظم کے
شاہزادہ محمد معز نے اٹھائے تھے وہ چھہ برس کا لڑکا تھا۔ اورنگ زیب نے اپنے سوتے بھائی کے
ساتھہ یہ ایک دل لگی کی کہ بھتیجے سے کہا کہ اگر اسکی تلوار اور جمدھر اس طرح اٹھا لاؤ کہ مراد جاگے
نہین تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے۔ اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونو
ہتھیارون کو متصل کے خیمے مین لیگیا) تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے
لیئے خیمہ مین آیا اور آتے ہی وحشیانہ اول اس شہزادہ کو دو تین لاتین مارین جب اُس نے
آنکھین کھولین تو اُسنے ملامت کے لئے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے
کہ تو بادشاہ ہوکر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دُنیا کے لوگ میرے اور تیرے حق مین کیا
کہینگے۔ اس کمبخت شرابی کے ہاتھہ اور پانون باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا
سونا وہان سوئے۔ حکم دینے مین دیر تھی تعمیل مین دیر نہ تھی۔ پانچ چھہ سپاہی دوڑ پڑے
اور وہ مراد کے پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال کر لے گئے وہ چیخین مارتا
مارتا اور دُھائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا۔ بھلا یہ تعدد مراد بخش کے آدمیون کے ظلم سے کسی
طرح چھپائے چھپ نہین سکتا تھا اُسکے آدمیون نے غل شور مچایا۔ مگر مراد بخش کے میر آتش علی قلی نے
اُسکو دبا دیا اورنگ زیب نے اسکو پہلے ہی زر دیکر اپنے ساتھہ گانٹھہ لیا تھا اسکے لشکر کی
فوجون مین شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکا یک نہ چڑھہ آئین مگر رات کو جاسوس ایسے
بھیجدئیے گئے تھے۔ جنھون نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کر کے بیان کیا کہ
کوئی بڑی بات نہین ہے ہم دیکھتے ہین کہ مراد بخش نے شراب اتنی کثرت سے پی تھی کہ اپنے
اختیار مین نہین رہا تھا بدکلامی کرنے لگا اسکی گالیون سے کوئی شخص نہین بچا یہانتک
کہ اورنگ زیب کو اُسنے مغلظ دشنام سنائین اور وہ دنگہ و دھم مچایا کہ کسی طرح

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا۔ صبح کو جب رات کا نشہ اتر جائیگا تو وہ
پھر آزاد ہو جائیگا۔

اس اثناء میں بڑی بڑی رشوتیں اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گئیں اور بڑے بڑے وعدے
انسے کئے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھادی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے
تھے جو پہلے ہی نہیں جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اس
شورش کا نشان بھی مشکل سے ملتا تھا۔

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اسنے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری میں بند
کرکے دہلی بھیجدیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڈھ میں جو جمنا کے بیچ میں بنا ہوا ہے مقید رہے
ایڈورڈ صاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان سننے سے جو غالباً انہوں نے کسی داستان گو
سے سنکر لکھی ہوگی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب متھرا میں لشکر اترا تو مراد بخش نے اورنگ زیب
کو دعوت میں بلایا جب وہ آیا اور دونو بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرا نے
جو مراد بخش کا رازدار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ پوشاک میں چاک کرنے کا وقت ہے
یعنی اورنگ زیب اب سمجھ لینا چاہیئے تو اورنگ زیب نے جو عنوان ظاہر سے باطن کا حال
جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکو پی کر چپکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب جاؤ
اور اس اشارہ کے منتظر رہو تو اورنگ زیب نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ ہے تو وہ
پیٹ کے درد کا بہانہ بنا کے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے روز یہ درد مصنوعی جاتا
رہا۔ مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی۔ خوب تاج رنگ کیا
ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی
اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بیہوش کیا اور اسکے امراء بھی
شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوائے اور اسکے
ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کئے مراد چونکا کچھ آدمیوں کو لاتیں ماریں تو
آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ پا

پاؤن ہلائے تو اسکو ابھی قتل کرڈالو تو یہ سنکر مراد کچھ بکا مگر پھر چپکا ہو گیا اور پاؤن بھی بند ھوالئے۔ شہباز خان جو دلی خیر خواہ تھا یون قید ہوا کہ وہ ایک خیمہ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی رسیان کاٹ دین وہ اُسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیڑے سے نکل سکا گرفتار ہوا اور باقی امرا کو مسلح آدمیون نے پکڑ لیا اُنہون نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کی۔ مراد اور اسکا رفیق بحفاظت کامل آگرہ کو روانہ کئے گئے۔

ظفر نامہ مین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے آگرہ سے کوچ کیا بہادر گڈھ مین شوال کو ۲۴ کوسامی گھاٹ پہنچکر دو روز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ مرادبخش نے آگرہ سے ابتک کوچ نہین کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیر الامراء وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی اور مواجب مناصب دہ بیست و دہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیون نے اسکی طرف رجوع کی ہے بیس ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے ہین اور ظاہر پرست صورت بین منصب کی طمع مین آ لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے ہین اور اس سے جا ملے ہین اور آنًا فانًا مین اسکی جماعت بہت زیادہ ہو گئی ہے تو عالمگیر مراد کی اس ترک رفاقت کو اپنی مصلحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا دلی مین خلل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر مرادبخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی مراد نے جواب مین اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو ۔۔۔ اورنگ زیب نے بیس لاکھ روپیہ بھیج دیا اور کہلا بھجوایا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج مین خرچ کیجیے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور مہم داراشکوہ کے اتمام کے بعد انشاء اللہ تعالی پنجاب کابل اور کشمیر اور ملتان آپ کو تفویض کیا جائیگا۔ اس معاملہ مین آپ مطمئن ہین اور جلد تشریف لائیں تاکہ باتفاق یہ بڑی مہم جو درپیش ہے حسب دلخواہ سر انجام پائے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتداء یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ممالک دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا اب اسکا ایفا کیجیے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر اسکے مقید کرنے کی تدبیر مین ہوا اور یہ جواب بھیجا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ دارا شکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہین ہے
سلطان مراد بخش نے باالجملہ تسلی و تسکین پائی اور آگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لشکر سے
اپنا لشکر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی آگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا مین آئے تو
پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان
اوضاع و اطوار و حرکات و سکنات کو یکدلی و یکجہتی کے خلاف جانا اور خلوت مین
عالمگیر کو اسپر مطلع کیا کہ ایسے وقت مین کہ بڑے بڑے کام کرنے درپیش ہین اور حسب دلخواہ
معاملہ صورت نہین پکڑتی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہین ہوئی۔ مراد کی
ان اداؤن سے عالمگیر کو تردد ہوا اور مصلحت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہواخواہونکی
خاطر کو جمع کرنے کے لیے مراد مقید کیا جاوے۔ جب رائے اس طرف ہوئی تو اول آسنے
مراد کے امراء عظام کو بڑی بڑی رشوتین دیکر اور بڑے بڑے وعدے کر کے اپنی طرف
کر لیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مراد بخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اس وقت بعض
خیر اندیشون و ہواخواہون کے منع کرنے سے کچھ بہانہ بنا کے نہ آیا۔ اورنگ زیب کے دل
مین یہ کانٹا کھٹکتا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ آسنے متھرا مین قیام کیا اسکو یون
پھسلانا شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا کبھی معاملات ملکی مین صلاح و مشورہ
کو حیلہ بنایا۔ مراد بخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اسکے نیک خواہون نے
جو اس فریب سے آگاہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہمکو اورنگ زیب کی طرف سے
اطمینان نہین کہ وہ آپسے وفا کریگا اور پھر آپ کا پچھتانا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد
نے انکی بات کو اس کان سے سنا اور اس کان سے اڑا دیا اور یہ جواب دیا کہ این محض وہمے
است کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ باوجود عہد و پیمان موکد باغلاظ ایمان ازان
حضرت این ہمہ تردد و مظنہ فوا ہمہ را مرا بخاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانی نباشد

یہ دن بھی یون گفتگو مین گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو ادھورا چھوڑ کر آگے مہم کے
لئے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور متھرا مین توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجتا اور
پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہین کہ انہین بغیر آپ کی اصلاح و مشورہ
لینے کے مین آگے کوچ نہین کرسکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے
اگر آپ تشریف لائین تو ایک پنتھ دو کاج ہون ایک ملاقات کی مسرت دوم امور مرجوعہ
کی اصلاح کی تدابیر مراد بخش سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے فقرون مین آگیا اور اسکو
سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہوگیا سوم روز صبح کو سیر و شکار کے لئے صحرا مین گیا۔
اسکا خاص ملازم نورالدین اورنگ زیب کے ساتھ گٹھ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہ سامنے سے آیا
اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ مین دفعتہً شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ
رہا ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت مین اسکی عیادت کے
لئے جانا نہایت مناسب ہے مراد بخش سیدھا سادا آدمی مکر و فریب سے محض ناآشنا تھا۔
وہ نورالدین کو سچا جانکر جریدہ چند خدمتگارون اور خواصون کے ساتھ گھوڑا دوڑا
دار دولت مین بیاے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے استقبال
کو دوڑے دولت خانہ کے خاص خیمہ مین لے گئے اور اسکے ملازمون کو یہ کہہ کر باہر ٹھہرایا
کہ اندر جگہ تنگ ہے۔ . . . . اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش
آیا اور بہت ایسی بشاشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ مین لے گیا اور کہا
کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجئے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت
کے بعد معاملات سلطنت مین فراغ خاطر سے گفتگو و مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش کچھ کھا پی کر
پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک کونے مین رکھ
دیئے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ دیکھ کر کہ سارا کام ٹھیک ہوگیا استراحت کے بہانہ سے
حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آئی اسکے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور شیخ میر
اور بعض اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی۔

خوابگاہ میں آن گھسے انکے پاؤں کی آہٹ سے اور شیخ میر کی صدلے سپرے اُس کی
آنکھیں کھلیں تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہو کر کھڑا ہوا اور جب اپنے ہتھیاروں کا پتا نہ پایا تو اب
سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے یاس ہو کر کھینچنے لگا اور بولا کہ مجھ جیسے راست اخلاص
اور صاف باطن کے ساتھ ایسا کیا اور درست عہد و پیمان جنکا ضامن طرفین میں قرآن شریف
تھا اسکا حق یہ بجا لائے۔ یہ سُنکر حضرت اورنگ زیب نے پردہ کے پیچھے سے ارشاد فرمایا
کہ برادر عزیز چونکہ تم سے ان دنوں میں کچھ ایسی باتیں سرزد ہوئیں جنسے فتنہ و فساد و خلقت
ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگوں کے بہکانے سے جو کہ تمہارے
گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ میں کچھ ایسا غرور اور نخوت سما گئی تھی کہ عقلمند و سمجھدار
لوگوں کو ملک کے امن و امان میں خلل پڑنے اور سلطنت کے انتظام میں فتور آجانے کا یقین
ہوگیا اسلیئے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک سلطنت کی مصلحت کے لیئے کچھ دنوں تمکو
گوشۂ عافیت میں بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کون مکن کے درد سر سے چھوڑانا لازم
ہوا اور خدا نہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو۔
میرے دل میں نہیں ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس عہد و پیمان میں جو آپ کے ساتھ کیا
گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہیں آیا اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت میں ہے
پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لیئے موجب بہتری سمجھ کر حزن و ملال کو طبیعت
میں جگہ نہ دیجیئے ع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بمقتضائے
(عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم) جس شے کو تم مکروہ جانتے ہو
عنقریب وہ تمہارے لیئے خیر ہے۔
اس واقعہ کی تفصیل میں مورخوں کا اختلاف ہے مگر نفس معاملہ میں اتفاق ہے۔
اورنگ زیب نے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان میں لکھی ہیں انسے اسکی
نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہیں۔ یوں اسکی باتیں بڑھی مکر و فریب کی معلوم
ہوتی ہیں لیکن یہ ولی ہی کل اخلاق ہیں وہ حسن اخلاق میں داخل ہے۔ ہر پادشاہ اپنا فرض

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اسطرح ٹھکانے لگائے ملک کو اسکے فتنہ سے بچائے۔
اورنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تدبیر و تزویر سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر ہے
سلیمان شکوہ کے پاس سے علحدہ ہو کر یہ امرا آئے راجہ جیسنگھ اور رائے سنگھ اُس کا برادرزادہ راجہ سجان سنگھ
و سید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگھ مثل اور راجپوت
راجاؤن کے دارا شکوہ کا اسلئے طرفدار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندوؤن کے
حق مین اچھے تھے سوا ازین استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک دارا کا تھا وہ مرزا شجاع سے لڑنے کو
بے تامل چلا گیا مگر اورنگ زیب سے لڑتے ہوئے اس سبب سے اسکو شرم آتی تھی کہ وہ پنج مین برسون تک اسکے
ساتھ لڑائیون مین شریک رہا تھا وہ اسکی لیاقتون اور حکمتون سے ماہر تھا سوا اسکے اب سلطنت
کا تخت اسکے قدمون کے تلے تھا اب اُس سے لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کیسے اُٹھتا غرض اسنے
یہی صلاح و فلاح اسی مین دیکھی کہ نوجوان پچیس برس کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر
اورنگ زیب پاس آ گیا۔ مراد بخش کے رفقا مین سے اورنگ زیب پاس یہ امرا آئے۔
ابراہیم علی خان پسر علی مردان خان۔ کنور لعل سنگھ راسی بہادر رانا۔ قطب الدین خویشگی و راجہ ہمت سنگھ
سید باہا سید حسن ولد سید دلیر خان و سید منصور بارہ و رحمت خان و دلدار بیگ اور اسکا بھائی و سیحا
الورشا و محمد عابد نیلاوری و منوہر داس پسر غریب داس سیسودیہ اور بعض اور کے سردار
علی قلی بیگ و میر فتاح اور میر مہدی میر سامان اور تمام عمدہ نوکر۔
بخشیون کو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مرزا مراد کی سپاہ اگلی پچھلی جو بیس ہزار کے قریب ہے
اسکو ملاحظہ کرائین ان سب کو اُسنے اپنی سپاہ کا ضمیمہ بنا لیا اور انکے افسرون کو بڑے
بڑے منصب دیدیئے۔
دارا شکوہ کو اپنی بادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دہلی سے لاہور بھاگا تو راہ مین
سرہند مین چند روز قیام کیا۔ یہان کی مہمات کا نظم و نسق راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوا جب اُس نے
یہان دارا شکوہ کے آنے کی خبر سنی تو وہ دوراندیشی و پیش بینی کرکے ابھی جنگل مین بھاگ گیا
دارا نے اسکے ذخیرون کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال بیس لاکھ روپیہ کا بعض جگہون

مدفون تھا وہ آدمیون کی نشان دہی سے نکال لیا اور اسپر متصرف ہوا۔ یہانسے لاہور کو روانہ ہوا جو اُسکی جاگیر مین تھا۔ جب ستلج کے کنارہ پر آیا تو گذرون کی کشتیون کو جمع کیا۔ انمین سے بعض کو ڈبویا بعض کو توڑا۔ اُسنے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کیچڑ پانی کی کثرت سے راہون مین اورنگ زیب کا لشکر چل نسکیگا اور ستلج کہین اپنی طغیانی کے سبب پایاب نہین اور کشتیان ناپید ہین۔ گذر گھاٹون پر اپنے عمدہ نوکر داؤد خان کو لشکر کے ساتھ مقرر کیا کہ کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے صدمون سے بچے۔ جبتک برسات ختم نہوگی اورنگ زیب پنجاب مین نہ آسکیگا۔ اس عرصہ مین لاہور مین خزاین پادشاہی اور اپنے اموال پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قورخانہ و توپ خانہ پر اور کارخانون پر اور اسباب تجمل پر اور دوات برد و پیکار پر متصرف ہوکر اپنی اصلاح حال فارغ البال ہوکر کیگا لشکر و سپاہ جمع ہو جائیگی دوبارہ اورنگ زیب سے محاربہ خوب ہوگا۔ مگر وہ اس سے غافل تھا کہ یہ اسکی حکمت اورنگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اسکو پنجاب مین اسباب جنگ کو نہین جمع کرنے دیگا اور پنجاب سے باہر نکال دیگا پہلے تو اُسنے امیرون کو بھیجا تھا۔ اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ اُس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا لشکر کا رستہ چلنا دشوار تھا پھر دریاے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال مین اسنے اور اسکے لشکر نے بھی معرکہ آرائیون مین مشقت شاقہ اٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتین طے کی تھین مگر اُس نے اس یورش کا عزم کیا اور کچھ اسکا خیال نہین کیا کہ سپاہ کچھ دنون آرام کرے اور مین خود آسایش کرون اور فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہ پر خیال کرکے پنجاب کا قصد کیا۔

اورنگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ نجومیون نے روز جمعہ غرہ ذیقعدہ مقرر کی تھی۔ اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آباد مین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی رسم اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اسلیے باغ اعزآباد مین ساعت مقررہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا اُسنے داراشکوہ کی استیصال کے استعمال

کے سبب سے ان مراسم کے ادا کرنے کا خیال نہین کیا۔

عالمگیر نے داراشکوہ کے تعاقب مین بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو خلیل اللہ خان
کو سپہ سالار بنا کے ۲۲ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونون لشکر یکجا جمع
ہو کر آب ستلج کے کنارہ پہ پہنچے اور وہان اسکے آنے تک ٹھیرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر
مین مشغول ہون اور گذرون کو تحقیق کرین اور اس طرف کے حالات کو معروض کرین۔

عالمگیر نے جب یہ سنا کہ سلیمان شکوہ آب گنگ سے اتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اسکے
اپنے اور اسکے باپ کے نوکر ساتھ مین جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہوسکے تو
نوریہ اور سہارنپور کی راہ سے جا کر باپ سے ملجائے تو اسنے امیر الامرا کو ایک لشکر کے ساتھ
ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کا آب گنگ سے عبور کرنے کا سدراہ ہو اور ایک اور لشکر بھی
بسرکردگی شیخ میر روانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ پار گنگ سے عبور کر آئے تو اسکو دریای جمنا پہ ہو کے
جب سلیمان شکوہ کے سدراہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہو چکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔
گو ابھی گرد سفر اسکے چہرہ سے نہ اتری تھی۔

نمدزین لشکر کشان ہنوز تر	عرقناک اسپان لاغر ہنوز
نیاسودہ از بار جبہ تنے	نرستہ ہم از بحر رہ توسنے

۵ ذیقعدہ کو بادشاہ باغ اعزآباد سے روانہ ہوا۔ ۱۸ کو بادشاہ کرنال مین آیا یہان
آگے برسات کے سبب سے پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ پرگنہ روپڑ
مین کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا۔ بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج
سے پار اتر گیا جسکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان داراشکوہ کے تعاقب
میں روانہ ہوا تھا جب اسنے سنا کہ گذر تلون پر داراشکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا۔ مگر
اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلالیا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گذر تلون
پر تو مخالفون کی جمعیت بہت تھی وہان سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمینداروں کی رہنمونی
و مشورہ سے گذر روپڑ سے اتر گیا جو تلون سے دائین طرف اوپر کی جانب ہے اس لئے

اُس نے بادشاہ کے حکم سے دار الخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیون کو چھکڑون مین لاد لیا تھا۔
یہ کشتیان تھین کچھ اور زمینداروں نے جمع کر دین کل بچیس کشتیان تیار ہوئین - ۲۱ ذیقعدہ کو
پار جانے کا ارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا۔ پہر رات باقی ہوگی کہ دریاے
جنگ کے ارادہ سے اُسنے اپنے آٹھ سو آدمیون کو کشتیون مین بٹھا کر پار اُتارا۔ سپاہی
کشتیون سے اُترے اور توپخانہ کو پیش رو کر کے مخالفون کی طرف چلے جو بے خبر پڑے تھے
اور اُن پر حملہ کیا وہ رعب مین آ کر نہ لڑ سکے فرار ہو گئے لشکر شاہی نے دریا کے پار پہنچ کر مورچے
جمائے اور مخالفون کی جگہ پر جا بیٹھے بھگوڑے بھاگ تلون مین اپنے لشکر سے جا ملے یہان کا
لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اسی طرح گھاٹون پر جو اور فوجین بیٹھی تھین بھاگ گئین
اور سلطان پور مین جمع ہوئین اور دارا شکوہ کو یہ سارا حال لکھا بہادر خان کے عبور ہونے
کی خبر بادشاہ سنکر بہت جلد روپڑ مین آیا اور لشکر کو پار اُتارا ——

سلیمان شکوہ کا حال

دارا شکوہ کو ۶ رمضان کو شکست ہوئی تھی۔ ۱۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو الہ آباد
سے تین منزل پر نواحی کڑہ مین باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر دارا شکوہ
کا فرمان آیا اس مین اس شکست کا اور عالمگیر کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر مین اس
خبر کے منتشر ہونے نے اسکی جمعیت مین تفرقہ ڈالا۔ شاہجہان کو ابتداے دارا شکوہ کے احوال پر
توجہ چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان نے سلیمان
شکوہ کو لکھا کہ اپنے باپ کے نوکرون اور اپنے لشکر کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ سے ملجاؤ اسی
مضمون کا رقیمہ دارا شکوہ نے اسکو لکھا اور امرا اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے
کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کرین سلیمان شکوہ نے گھبرا کر راجہ جیسنگ کو بلا کر مشورہ
لیا بمقتضاے المستشار مؤتمن - راجہ نے کہا کہ صلاح اسمین ہے کہ سپاہ جو ساتھ ہے اسکو لیکے
بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہین ہوسکتا تو الہ آباد کو مراجعت کرو
اور جب تک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہان ٹھیرے رہو جب سلیمان شکوہ نے راجہ کو رفاقت
اور ہمراہی کے لئے کہا تو اُسنے صاف جواب دیا کہ مین ہمراہ نہین جاؤنگا اورنگ زیب

پاس جاؤنگا راجہ اپنی منزل مین رہا اور پھر اُسکے پاس گیا۔ دوسرے روز دلیرخان سے سلیمان شکوہ نے مشورہ لیا دلیرخان نے یہ رائے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجیے اور دریاے گنگ سے عبور کر کے شاہجہان پور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادر خان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانون کا وطن ہے وہان افغانون کی اعوام کی اور اورون کی سپاہ جمع کیجیے پھر جو صلاح وقت و مقتضاے حال ہو عمل مین لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجیےگا تو مین آپ کی رفاقت و ہمراہی کرونگا اور نہین اپنا رستہ لونگا۔ سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے روز الہ آباد جانے کا قصد کیا۔ جب راجہ جیسنگہ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیرخان کا بڑا دوست تھا اُس نے دوستانہ نصیحت . . . . . کی کہ کیون احمق بنا ہے اور اپنے خان و مان کو برباد کرتا ہے میری ساتھ بادشاہ پاس چل۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز جب سلیمان شکوہ نے دلیرخان کی رائے کے موافق الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیرخان نے معذرت کی۔ راجہ جیسنگہ کے ساتھ رہا اسی طرح اور سپاہ بادشاہی نے اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے ساتھ کوچ نہ کیا اسکے اپنے نوکر جنکے وطن اسی جانب مین تھے اس خبر کو سنکر متفرق ہوکر اپنے وطنون کو چلے گیے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنے آدمی رہ گیے تھے انکی ساتھ دہلی جانے کا ارادہ کیا مگر بہادر خان اُسکے اتالیق نے اس تجویز کو نہین پسند کیا اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی ناچار وہ باقی بیگ اور سید صلابت خان بارہ کے ساتھ الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اپنے اور باپکے نوکر چھ ہزار سوار تھے انکے ساتھ الہ آباد مین آیا اور سات روز یہان ٹھیرا۔ ہر روز صلاح و مشورہ ہوتا اسکے ہمراہیون مین سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا تا۔ ایک جماعت کی رائے یہ تھی کہ الہ آباد مین قیام کیجیے اور اسکی حدود اور پٹنہ کو اپنے تحت مین لائیے اور خود سری کیجیے ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ مین چلیے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالیے اور اسکے اتفاق و اعتضاد سے کام بنائیے۔ سادات بارہ کی ایک جماعت جنکا وطن میان دواب تھا کہتے تھے کہ ہمکو چاہیے کہ چاندپور اور ندینہ (نگینہ) کی طرف چل کر دریا پار جائیے اور نواحی پور یا اور سہارنپور سے جمنا پار ہون اور یون پنجاب مین جائین—

بعد اسکے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پنا آئی اموال زر و زوائد و کارخانجات اور کچھ اہل حرم
کو قلعہ الہ آباد میں چھوڑا۔ سید قاسم بارہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سے عبور کیا اور منزلین
طے کرنی شروع کین ہر منزل میں اوسکے اور باپکے نوکر اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز
اسکی شوکت و جمعیت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر پرگنہ نگینہ میں آیا جو بیگم صاحب کی
اقطاع میں تھی اُس نے سُنا کہ یہان تحصیل کا روپیہ موجود ہے کروڑی سے اسکو وصول کرنا
چاہا وہ بھاگ کر اپنے گھر میں چھپا۔ سپاہ نے جاکر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دو لاکھ روپیہ وصول
کیا جو بیگم صاحب کا تھا۔ کروڑی کو مقید کیا۔ سید صلابت خان بارہ جو اُسکے ہمراہیون میں
تھا وہ بھی جدا ہو کر عالمگیر پاس چلا گیا سلیمان شکوہ جس گذر سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا۔
اسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اسطرف لے جاتے تھے یہین وہ دریا پار نہ جا سکا تو
ناچار مرادآباد کے پاس سے گذر کر چاندی میں آیا جو ہردوار کے محاذی ہے اور ولایت سری نگر
کی سرحد کے قریب ہے بھوانی داس دیوان بیوتات کو دارا شکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس بھیجا
تھا اور وہ سلسلۂ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہون سے واقف تھا اُس کو۔۔
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیون کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے
عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار میں یہان
ٹھیرا اس اثنا میں امیر الامرا فدائی خان اور سارا لشکر جو شاہجہان آباد سے اُس کے
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہان سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا
تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ میں اُس سے لڑنے کی کہان
تاب و توان ہے ناچار پہاڑون میں ٹکراتا ہوا کانہ تال میں جاکر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی
سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب بھوانی داس گیا تو اُسنے اپنے آدمیون کو بھیجا تھا وہ
سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑون میں لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پر پہنچا تو
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سے ملا اور اُس نے کہا کہ میری پاس تھوڑی سی جگہ ہے
آپکے ساتھ جو لشکر ہے اسکی گنجایش اس میں کہان ہے سوا ان تین گھوڑے۔ ہاتھی اور پیادے

راہ عبور بند ہی اگر یہان رہنے کا ارادہ حضور کا ہو تو سپاہ کو رخصت کیجئے اور اہل و عیال اور
چند نوکرون کے ساتھ سری نگر چلئے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان شکوہ
سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ گردری پرگنہ
ندینہ کو جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی پابزنجیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔
غرض سات آٹھ روز وہ یہان ٹھیر رہا جسطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے
لئے کہا تھا اس مین وہ متردد و متفکر تھا اور ہر روز صلاح و مشورہ کرتا تھا سلیمان شکوہ اور
دارا شکوہ کے نوکر اپنی خیریت اسی مین جانتے تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائین وہ اسی گھات مین
لگے رہتے تھے انہون نے دیکھا کہ یہان کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہین جنکے ہاتھ مین یہان کی
ساری راہین اور رستے ہین وہ سری نگر مین پہاڑون کے چکرون مین جا کر کیون پھنسین
سب نے متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھین اور حسن تدبیر و
لطائف الحیل سے کر ان پہاڑون سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع مین لے جائین
جہان سے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو۔ سردارون نے اتفاق کر کے سلیمان شکوہ
کو سمجھایا کہ یہان کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ حزم و احتیاط سے خلاف ہے
بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہین اسی راہ سے الہ آباد چلین مزید ترغیب کے لئے سید قاسم قلعہ دار
الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے
اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب یہان آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد مین آجاؤ اور اسکے
ساتھ اتفاق کر کے جو صلاح حال اور مرکوز خاطر ہو اسپر عمل کرو اس سمجھانے سے سلیمان شکوہ
نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر اور
مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔
جب ندینہ مین آیا تو اسکے آدمی جنہون نے اپنی صلاح کار دیکھ کر یہ توطیہ بنایا تھا۔
اور وہ جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے
اور وہ بھی بھاگنے کی فکر مین تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھ الہ آباد

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہی تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا - اور پھر اسی طرف چلا - اب باقی ماندہ آدمیون مین سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئے مرادآباد مین قاسم خان تیول دار ہوکر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اسنے سنا کہ شاہزادہ سری نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پہنچے بجھاڑ کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا - اور اسکے پکڑنے کے لئے چارون طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا اب اسکا اور بھی ساتھ چھوڑکر چلے گئے - محمد شاہ کوکہ اور ستر آدمی باقی رہے - پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہون سے رہبری کرکے سری نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت مین رکھا - شاہزادہ پاس کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیان تھین خافی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع مین زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیون کے نظربند رکھا -

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

دارا شکوہ ۱۲ شوال ۱۰۶۸ کو لاہور کے باغ فیض بخش مین ۱۲ کوس شہر مین اور پھر قلعہ مین آیا - عزت خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب دارا شکوہ اکبرآباد سے بھاگا ہے تو اس نے اسکو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سرانجام اور توپ خانہ کا سامان کرنے مین جسقدر کوشش ہوسکے وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف مین اور اسکے حدود و نواحی مین استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے عدہ و پیمان کے بھیجے کہ اس مرز بوم کی ہر قوم و قبیلہ کے سپاہیون کو میری نوکری کی ترغیب دین اور اسکی اقطاع مین جو پنجاب ملتان و بھکر تھے انکے زمیندارون و فوجدارون اور کوتلیون کو اور تتا ور و کابل کے حاکم مہابت خان کو خلعت بھیجکر نزدیک اور دور کے آدمیون کی دعوت اپنی طرف کی خافی خان نے لکھا ہے کہ اس کام مین شاہجہان کو بھی شریک کرلیا اور ایک نامہ شاہجہان کی طرف سے مہابت خان کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نمک حرامون کے ہاتھ سے جو صدمہ میری سلطنت کو پہنچا وہ تم نے سنا ہی ہوگا - میرا مظلوم بیٹا

دارا شکوہ شکست پاکر لاہور مین گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان
ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص درست اعتقاد ہو اسلیئے مین اپنا درد دل بیان کرکے امید
رکھتا ہون کہ تم اسکا تدارک کروگے۔ تم اُس بڑے باپ کے بیٹے ہو جسنے جہانگیر کو خراسانیون
کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور مجھی پادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہی
کوئی شخص اسکا متکفل سوای تمہارے نہین ہوسکتا میرا دارا شکوہ لاہور مین ہی وہان خزانہ
مین کمی نہین ہی اور کابل مین آدمی اور گھوڑے بہت ہین تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہی اور
لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور مین پہنچکر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ
کرے اور صاحب قران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے ع این کار از تو آید و مردان
چنین کنند + مینے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنی تئین بالکل تجھے حوالہ کرے اور
تجھ سپہ سالار کی اطاعت مین اپنا حال و مآل جانے۔ مکرر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو
یہ بات کب پسند ہوگی کہ صاحب قران ثانی زندانی اقسام بلا مین گرفتار ہو اور ایک
شخص دام تزویر مین ایک عالم کو رام کرکے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال
سے عمدۃ الملک اغماض کرے فردای قیامت دست من و دامن تو۔ دارا شکوہ نے
لاہور مین داخل ہو کر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قورخانے و توپخانے اور اور
کارخانون پر قبضہ کیا۔ سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا۔ ایسا روپیہ بیدریغ
دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت مین بیس ہزار سوار جمع ہوگئے اور کچھ بندہای پادشاہی
بھی اسکے ساتھ ہوگئے جیسے کہ راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمون سنجر خان فوجدار
بھیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بڑھاتی تھی۔ وہ
خفیہ استمالت نامے امرائے صوبجات و راجپوتون و رئیسون کو انکے وطن مین بھیجتا تھا کہ
وہ عالمگیر سے سرکشی کرین۔ داؤد خان کو پانچ ہزار سوار اور توپخانہ اور بہت سے سامان
دیکر ستلج کے کنارہ پر بھیجا تھا کہ گذرگاہون کو استحکام دے جب پادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی
تو غوث خان و مصاحب بیگ کی ہمراہ ایک اور تازہ سپاہ گذر روپر کی طرف بھیجی اور

دریا کے کنارہ پر جا بجا لشکر تعین کیئے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ اُس نے مرزا شجاع کو
جس سے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ مین
پنجاب مین لڑائی پر آمادہ ہوتا ہون وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات
پر قول وقسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہو جائے تو آپس مین آدھا آدھا مساوات کے ساتھ
تقسیم ہو جاوے۔ داراشکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جسکا
بیان آگے ہوگا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ وسترو سامان مقدمات نبرد و پیکار
مین کوشش کرتا تھا مگر اورنگزیب سے شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اُس سے
لڑنے سے ڈرتا تھا اُس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جاوے
اسلیئے وہ کشتی و بار برداری کا سامان کرتا تھا جب آدمیون نے اپنی فراست سے یہ عزیمت
اسکی دریافت کی تو لوگ اُس سے جدا ہونے شروع ہوئے چنانچہ راجہ راجروپ نے
جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بنا کے جُدا ہو گیا کہ مین اپنے وطن
مین سپاہ ولشکر کا سرانجام کرونگا اور وہان کے زمیندارون کی استمالت قلوب
جیسے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان وبہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے
تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے سردارون کو جو اور گذرون
سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور مین توقف کرین اور داؤد خان کو گذر تلون سے
اپنے پاس داراشکوہ نے بلا لیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ (دریاء بیاس)
کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہان جا کر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جا کر
مصلحت ہو تو پار جاوے اور وہان کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر دشمن کی مدافعت کرے
اور نہین تو دریا کے اس طرف توقف کرکے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلالے اور پھر جنگ پر آمادہ
ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے داؤد خان بہت جلد گذر گوبند وال پر آیا
اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی طاقت سے

بناہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پار کا لشکر اپنے پاس بُلا لیا حقیقت حال یہ
دارا شکوہ کو مطلع کیا اس نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گذر گوبند وال مین
داؤد خان کے پاس بھیجا کہ بمقتضاے مصلحت دریا کے وار پار ہنگامہ کارزار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۵
ذی قعدہ گذر رو ہر (روپر) آب ستلج پر آگیا تھا۔ مہاراجہ جسونت اجین سے بھاگ کر اپنے وطن
جودھپور کو چلا گیا تھا اُسنے اپنے رشتہ دار راجہ جیسنگہ کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف
کرائین خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیم دریاے بیاس کے اس طرف پیکار
اور مدافعہ کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان اور سپہر شکوہ آگئے ہین اور دارا شکوہ لاہور سے آنیوالا
ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جیسنگہ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لئے بھیجا اور دوسرے
روز صف شکن خان میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان و بہادر خان کو حکم بھیجا
کہ جبتک یہ لشکر تم سے آنکر ملین جہان ہو وہین ٹھیرنا۔
یہ دونو خان والاشان ۲۲ ذیقعدہ کو دریاے ستلج سے پار اُترے تھے ۲۵ کو نوشہر آگئے
آگے کی منزل مین بہت نشیب و فراز اور دشوار گذار آب کند تھے کہ لشکر آسانی سے نہین جا سکتا تھا
اسلئے بیلداروں کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہو گئی تو ۲۷ کو گدھ ساز نگت مین
منزل کی۔ کمک کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جیسنگہ اور دلیر خان آن ملے۔ دو
روز تک داراشکوہ کے حال کی تحقیق مین صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبند وال بھیجا تھا اسکو بلا لیا اور ۲۹ ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان
کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور
کشتیوں کو جلا دے یا غرق کر دے پھر اسکے لشکر سے جا ملے بادشاہی آدمی اس خبر کو سنکر
خوش ہوئے اسکی بادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبند وال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر
کے پہنچنے تک وہ اطراف و نواحی اور مواضع بالا آب مین کشتیاں جو دشمنوں کے تلف کرنے سے
بچی ہین جمع کرین اور ڈوبی ہوئی کشتیوں کو نکالین اور پل بنانے مین کوشش کرین اور ناہر خان کو
لاہور بھیجا کہ وہ ۶ ذوالحجہ کو لاہور مین آیا شہر کی خبرداری اور انتظام مین مشغول ہوا۔ لشکر شاہی

۲۰ خلیل اللہ خان و بہادر خان سے لشکر دارا کا حال

پانچ روز مین بڑے بڑے کوچ کرکے دریاے بیاس سے آدھہ کوس پر آیا۔ راجہ راج روپ پنجی وطن
راجہ جیسنگہ پاس آیا جسکی معرفت اسکا قصور معاف ہوا لشکر دریا سے عبور کرکے دار السلطنتہ لاہور
سے باہر آیا خلیل اللہ خان پاس متصدیان دار السلطنت آئے۔ انکی تقریر سے معلوم
ہوا کہ دارا شکوہ نے اول عالمگیر سے لڑنے کا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے مارے وہ لاہور سے
ملتان کو فرار ہوا۔ اور کل خزائن و ذخائر لاہور اشرفی روپیہ و طلا و نقرہ غیر مسکوک جو ایک کروڑ
روپیہ سے زیادہ کا تھا نفیس اشیا اور کارخانجات شاہی کی اجناس کو ساتھ لے گیا اور اکثر توپون
اور تمام ادوات توپخانہ کو زیادہ تر کشتیون مین اور کچھہ دواب پر لادکر پار لے گیا اور قندھار
کے جانے کے ارادہ سے ملتان کو کوچ کیا اگرچہ دارا شکوہ کو آدمی چھوڑتے چلے جاتے تھے مگر وہ
آدمیون کو اس قدر روپیہ دیتا تھا کہ چودہ ہزار سوار اس پاس اب تک موجود تھے۔
عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان مع بہادر خان و دلیر خان و صف شکن خان و طاہر خان
اور سارا لشکر لاہور مین توقف نہ کرے اور دارا شکوہ کا تعاقب کرے اور اسکو کہین ٹھہرنے
کی مہلت نہ دے خلیل اللہ خان شہر مین نہین داخل ہوا اور ۸ ذی الحجہ کو اسنے کوچ کیا۔
دارا شکوہ کا بخشی خواجہ صادق اور اور امرا جو اس سے جدا ہوئے تھے وہ خان کی خدمت
مین آئے۔ عالمگیر آٹھہ روز تک ریاے ستلج کے کنارہ پر مقیم رہا کہ کشتیون کو بہم پہنچاکر عبور کرے اور
دارا شکوہ کا حال دریافت کرے۔ ان دنون مین مہاراجہ جسونت سنگہ کوت ماچھیان آیا اسکو
رخصت کیا کہ اس مہم کے انجام ہونے تک وہان ٹھیرے۔ ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر
اسکو عنایت کی۔ راجہ راجروپ کا قصور معاف ہوا اسکو اپنے پاس بلایا۔ شاہزادہ محمد معظم کو
برہان پور حکم بھیجا گیا کہ معظم خان کو قلعہ ارک سے باہر حصار مین رہنے کی اجازت دے اور پچاس ہزار
روپیہ اسکو انعام دے پھر اسکو ہمارے پاس بھیجدے اور اسکا مال متاع ضبط شدہ جو برہانپور
مین موجود ہے اسکو واپس دیدے اور کشتیان تو اتنی بہم پہنچی نہین۔ بادشاہ نے ۵ ذی الحجہ
سات روز مین لشکر کو کشتیون مین بٹھاکر ستلج سے پار اتارا۔ ۱۰ کو عید الضحی کا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ بڑے منصب و خلعت و خطاب امرا کو مرحمت ہوے۔ ۱۵ کو فدائی خان کو حکم ہوا

جلوس سال اول

کہ وہ خلیل اللہ خان سے ملکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے۔ ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ دریا بیاہ کے کنارہ پر آیا اور پل پر جو اُسکے حکم سے بندھا تھا عبور کیا۔ راجہ راجروپ موضع چاندی کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ سلیمان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیون کو اس پاس جانے نہ دے۔

خلیل اللہ خان کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا اور اسکے ساتھ خزانہ و توپخانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سوارون کا موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان تک ہو سکے وہان عالمگیر کے لشکر سے لڑے عالمگیر نے یہ گمان کر کے کہ کہین اُس کے لشکر کو شکست نہ ہو جاوے۔ وہ خود ایلغار کر کے دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا کہ کہین اُسکا پاؤن نہ جمنے دے اور اسکے دل مین جدال کا خیال نہ پیدا ہونے دے کہ ملک و دولت کا ساحت اُسکے غبار وجود سے پاک ہو جاوے تاکہ بادشاہ کی خاطر کو بالکل اُسکی طرف سے جمعیت ہوا ور پھر امور سلطنت پر بفراغ توجہ کی جاے جسمین بہت سے خلل و فتور پیدا ہو گئے ہین اسلئے اُس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجدیا اور اسکے ساتھ زوائد لشکر اور کارخانون کو روانہ کیا کہ جب تک اسکو اس مہم سے فراغت ملے وہان وہ رہے اور خود چلکر ۲۹ کو نوازی موضع موہن پور مین آیا۔ بادشاہ نے سنا کہ دارا شکوہ ملتان مین اس سبب سے نہین ٹھیرا کہ اُسنے بادشاہ کے آنے کی خبر سنی بہت سے اسکے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہین اور روز بروز اُسکا لشکر پریشان و پراگندہ ہوتا گیا اسلئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن میر آتش کو اسکے تعاقب مین روانہ کیا کہ اسکو ممالک محروسہ سے نکال دے اور چھ ہزار سوار اور بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ کئے۔

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اُس نے دارا شکوہ کے تعاقب مین کوتاہی اور تاخیر کی اس لئے اسکو فرصت مرحلہ پیمائی اور رہ سپاری کی ملی اور کچھ دنون گرفتاری سے بچا ۱۳ ذی الحجہ وہ ملتان مین آیا اور یہان آ کے بادشاہ کے بیم و خوف سے آٹھ روز سے

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنون مین یہان خزانہ شاہی پر قابض ہو جسمین بائیس لاکھ روپیہ
تھا اسکو اپنے خزانہ مین شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احمال و اثقال جو کشتیون
مین ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیون مین لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بسنت خواجہ سرا
کو انکا محافظ بناکے اور سپاہ مقرر کرکے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر مین لیجاوین اور وہ خود خشکی کی
راہ سے روانہ ہوا ستلج و بیاہ پر اسکے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اتر گیا اور بھکر
اسلئے گیا کہ وہان سے قندھار جاوے۔ جب وہ ملتان سے چلا تو ایکروز بعد یہ خبر خلیل اللہ خان
اور بہادر خان اور بادشاہی سردارون کو ہوئی تو اسکے تعاقب مین وہ جلد روانہ ہوئے
اور ملتان مین آئے ابھی انکو تحقیق نہ تھا کہ وہ اجمیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجمیر کی طرف
اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجمیر کی راہ پر گئے جہان اسکا پتا نہ پایا نہ وہ
بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمیندارون مین سے ہے
دولت خواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب
کی کشتیون کو جنکے محافظ فیروز اور بسنت تھے روکنا چاہا اور انکے لوٹ لے جانے کا ارادہ
کیا لیکن انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے فیمابین
جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیون کو مخالف نہ روک سکے۔

جب بادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اسنے ایلغار کرنا موقوف
کیا اور آہستہ آہستہ چلکے ۲ محرم سنہ ۶۹ کو دریاے راوی کے کنارہ پر ملتان سے
تین کوس پر آیا۔ داراشکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑکر بادشاہ پاس آتے تھے وہ خلعت
کی عنایت سے سرفراز ہوتے تھے۔ ۲ محرم کو صف شکن خان ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب
مین روانہ ہو چکا تھا مگر بادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ داراشکوہ پاس ابھی بڑا لشکر ہے معلوم نہین کہ
صف شکن خان اس سے مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ۸ محرم کو شیخ میر کو نو ہزار سوارون کے
ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جسکی رہائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے گجرات کا صوبہ دار مرزا مراد
کی جگہ مقرر کیا اور بادشاہ نے شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی سجادہ نشین

اور خادموں کا دامن دولت سے پُر کیا۔

جب بادشاہ ملتان میں آیا تو ممالک مشرقی کے وقائع نگاروں کی برابر عرائض آئیں کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا ہے جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت و فرمانروائی کے مصالح کے سبب اسکی شورش فزائی کو دفع کرنا چاہا تھا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہیے نہیں ہوا تھا ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ داراشکوہ جب ملتان سے بھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اسکے تعاقب میں افواج تعینات کیں اور خود اکبرآباد جانے کا ارادہ کیا۔ برنیر لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب کو معلوم ہو گیا کہ داراشکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہیں ہے تو اسکو اطمینان ہو کر اب دارا کا کام چندان مشکل نہیں رہا۔ اُسنے بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے کہ داراشکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نجانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہاں کا حاکم مہابت خان اورنگ زیب کا مخالف اسکی مدد کرتا روپیہ پاس تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکٹر نے اس بات پر خیال نہیں کیا کہ داراشکوہ نے قندھار جانے کا قصد اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایون نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایون کی طرح ہندوستان کی سلطنت لی ملنے کے دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایک دفعہ [illegible] میں اسی نیت سے آیا تھا بادشاہ پانچ روز ملتان میں رہ کر ۱۲ محرم سنہ ۶۹ کو یہاں سے روانہ ہوا۔ ۲۲ کو اُنچھرہ میں کہ لاہور سے باہر راہ ملتان کی سمت میں واقع ہے بادشاہ اترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دارالسلطنت لاہور میں چند روز ٹھیر کر مہمات پنجاب میں مشغول ہو اور ان حدود کے بندوبست سے خاطر جمع کرے۔ داراشکوہ کے سبب سے اس ملک میں بہت خلل آگیا تھا مگر شجاع کا ایسا فکر اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہاں نہ ٹھیر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش میں رہا۔ شاہزادہ معظم اور اسکے ساتھ کے امراء بادشاہ کی خدمت میں آئے

بادشاہ کا ملتان میں آنا اور شاہجہان کا اکبرآباد جانا اور شاہزادہ شجاع کے حالات۔

پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر میں گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد میں ظہر
کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش میں وہ آگیا جو کچھ انتظام کی بابت بتلانا تھا وہ
شاہزادہ اور قلعہ دار کو بتلا دیا - پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو مرحمت ہوئی
اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی - سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی
طرف روانہ ہوا ۲۳ صفر کو باغ اعز آباد میں آیا یہاں راجہ جسونت سنگھ جو بادشاہ کے
حکم سے شاہجہان میں مقیم تھا پادشاہ کی خدمت میں آیا - پادشاہ شاہجہان آباد میں
۱۸ ربیع الاول کو پہنچا -

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و مصادقت و یکجہتی و موافقت کا اورنگ زیب دم
بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر میں اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضائے
مہر اندیشی و محبت برادری اس سے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے
کام و حال کی رونق میں اور اسکی دولت کے استقلال میں اعانت کرتا تھا چنانچہ
جب نواحی بنارس میں شجاع کو داراشکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اسکے ملک و مال میں
فتور آیا تو اورنگ زیب کو اسکا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اسکے کار کو رونق
ہو اور اسکے ملک و دولت کو استحکام جب داراشکوہ کو اکبرآباد کی نواحی میں شکست
ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ میں آیا تو اول
کام اس نے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر صوبہ بہار
و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک عمر سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان
ملکوں کے تفویض ہونے کا حاصل کر کے محمد بیگ گرز بردار کے ہاتھ بھجوایا اور اپنا خط
بھی بھیجا جس میں سفر کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تمکو
ہمیشہ رہتی تھی اب اسکو ولایت بنگالہ کے ساتھ ملا کر متصرف ہوجیں جب داراشکوہ کے
مہم سے فراغت ہوگی تو تمہارے اور مدعاؤں و مطالب کے حاصل کرانے میں کوشش کرونگا
جیسا کہ آئین اخوت ہے اور مقتضائے فتوت ہے ویسا ہی ملک و مال میں تمہارے ساتھ

مین مضائقہ نہ کرونگا جب بنگالہ مین محمد میر آیا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ
خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار
اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا مین اسکے احسان
کی نہایت شکر گذاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ مین چلا آیا یہان
اسکو خبر اُسکی پہونچی کہ داراشکوہ کے تعاقب مین اورنگ زیب پنجاب مین بہت دور چلا گیا
ہے اور اس مہم کا جلد سر انجام پانا خیال مین نہین آتا اب میدان خالی ہے اول لشکر
جمع کر کے الہ آباد چلیئے اور پھر اگر ہو سکے اکبر آباد دوڑیئے۔ شاید اس تیز دستی مین کام
بنجائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اُسنے تھوڑے توقف مین پٹنہ
مین ان حدود کے لشکرون اور توپخانہ اور نوارہ عظیم بنگالہ کو جمع کر لیا سنہ ۱۰۶۸
مین پٹنہ سے الٰہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس زمانہ مین اورنگ زیب پنجاب مین داراشکوہ کی
مہم مین مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ رہتاس کے نواحی مین آیا۔ یہان کے قلعدار
رام سنگہ نے اس سے ملاقات کی اور اسکو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا
اور اسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد
اسکو اور الٰہ آباد کی سمت کے قلعدارون کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کر دین
اور ایسے ہی سید عبد الجلیل بارہہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ چنارہ کا حارس
تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کر دیا۔ الٰہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ
اگر حضور اس طرف تشریف لائین تو مجھے حکم ہو کہ قلعہ آپکے سپرد کرون۔ ان
مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھایا جب اورنگ زیب کو
ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اُسنے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلاویز صلاح
انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہو کر
عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خون ریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضائے حفظ سلطنت
و جہانداری و خردمندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری لینے کو

شجاع نے قلعہ الٰہ آباد لیا

ہوتا تا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ
الہ آباد کی تسخیر کے لئے گیا تھا وہ دشمن کی تاب مقاومت نہین رکھتا اس لئے یہ تجویز کی
کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سد راہ ہو اور حقیقت
حال اور اسکی عزیمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اسی کے فرمان لکھا کہ شاہزادہ
محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کرکے ربیع الاول کو الہ آباد
روانہ ہو ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے
قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑ کے شاہزادہ کے
رکاب کے ساتھ نکل جائے۔

خاندان تیموریہ کے سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ
شمسی و قمری سالون کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو بادشاہ ایک دفعہ
سونے اور دوسری دفعہ چاندی سے تلکر اور جواہرات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزین محتاجون
اور مستحقون کو خیرات ہوتی تھین چونکہ تاریخ شمسی و قمری مین اختلاف ہوتا تھا اسلئے
ایک سال مین یہ تلادان دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن مین عیش و نشاط کا سامان ہوتا تھا
اور محتاجون کو خیرات بھی ملتی اورنگزیب کا جشن وزن سنہ یک اہل بروز دوشنبہ
مین ربیع الاول کو ہوا اور اسدن بہت سے امرا جو دارا شکوہ و سلیمان شکوہ
سے برگشتہ ہوکر عالمگیر کی حمایت مین آئے انکو بڑے بڑے منصب
و جاگیرین عنایت ہوئین جیسے کہ راجہ جسونت سنگھ و راجہ جے سنگھ و داؤد خان
وغیرہ مین اورنگزیب کے اس جشن مین جمنا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتشبازی
چھوٹی معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جسکو چاہے
سپرد کر دے۔ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے۔

شاہجہان آباد مین بادشاہ نے حضرت ہمایون اور حضرت نظام الدین اولیا کے
مزار کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر مزار پر چڑھایا اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذو الفقار خان کے نام حکم صادر ہوا
کہ جب عمداندازخان جو اکبرآباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہی وہان پہنچے تو اسکو قلعہ سپرد کرکے
اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیان خزانہ عامرہ سے لیکر شاہزادہ محمد سلطان پاس
چلا جاوے۔

اب عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہی کہ مین پنجاب سے شاہجہان آباد مین آگیا
مخالفت اور عناد سے باز نہین آیا اور بنارس کے نزدیک پہنچکر الہ آباد
کرتا ہے اسلئے بادشاہ نے اسمین مصلحت دیکھی کہ دار الخلافہ
سورون کی نواحی مین شکار کھیلنے جاوے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے اخبار
سنے اور اسکو نصیحتین کرے اگر وہ انکو سنکر معاودت کرے اور بنارس سی آگے نہ بڑھے
تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سورون مین شکار کھیلکر
دار السلطنت میں واپس آئے اور اگر شجاع الہ آباد مین آکر جنگ پیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ
خود توجہ کرے۔ ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۹ کو بادشاہ سورون کی طرف چلا۔
سورکو قصبہ سورون مین آیا دوسری دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ
جہانتک ممکن ہو یہ مہم مدارا اور مصالحت سی انجام پاے۔ ستیز و آویز کی نوبت نہ آئے
اسلئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سی اسکی عزمیت کی کیفیت
اور اسکے ما فی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جاے۔ اس عرصہ
مین مخلص خان جو بسم سزاولی لشکر سلطان محمد مین مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت
شاہزادہ کی لایا اسمین مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی
فتنہ جوئی و شورش انگیزی کی خبرین روز آتی تھین اب اسکو یقین ہو گیا کہ شجاع
کو سلطنت کا سودا ہوا ہے وہ اب نصائح کو نہین سنیگا اور کسی طرح مدارا اور مواسا
نہ کریگا۔ ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۹ کو وہ سورون سی شجاع کی مدافعت کے لئے
چلا جس روز بادشاہ نے کوچ کیا ہے ذو الفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد مین آگیا اور سید قاسم
قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرارداد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس مین آیا تھا وہان
کے تجار و متمولون سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج بسرکردگی
سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجی تھی اسلئے وہان جاکر جونپور کا محاصرہ
کیا۔ یہان اکرم خان صفوی حاکم تھا اُسنے اپنے مین ثبات و پائداری کی قوت نہ دیکھی
کچھ توپین چلا کے اور تھوڑی لڑائی کرکے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر
مخالفون سے جا ملا۔ ۷ ربیع الثانی کو الہ آباد مین شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارھی
قلعہ سے باہر آنکر اُس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اسکو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا
نائب یہان مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ نو روز نہ
الہ آباد مین شجاع رہا پھر دریا سے اُترکر آگے بڑھا۔

۱۷ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی صوبہ بہار کے جاگیردارون مین تھا اور شجاع کی
ہمراہ ہوگیا تھا وہ پادشاہ کی خدمت مین آگیا اسکو مرزا خانی کا خطاب اور تین ہزار
روپیہ انعام ملا۔ ۲۰ کو پادشاہ کہن پور کی نواحی مین آیا سید بدیع الدین شاہ مدار
کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہان کے مجاورون کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۲۰ کو قصبہ
کوڑہ سے باہر جہان شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا پادشاہ آگیا یہان سے چار کروہ
پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اسنے اپنے برابر توپخانہ لگا رکھا تھا اور صف آرائی
پر مستعد ہو رہا تھا پادشاہ سے شاہزادہ اور امرا آنکے ملے اور معظم خان بھی کہ خاندیس سے
پادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہین کہ کوئی صفت لجاجت و پرخاش خوئی و شورانگیزی و فتنہ جوئی
سے زیادہ نکوہیدہ نہین ہے۔ انہین خصلتون سے دولتہا عظیم خلل پذیر ہوتی ہین سلاطین
والا مقام کا کاخ رفعت و حشمت منہدم ہوتا ہے تخاذ و جدال کی آتش سے
والا نژاد نامدارون کا خرمن اقبال و کامرانی برباد ہوتا ہے خاص کر جبکہ

رذائل فساد انجام کے ساتھ سوء تدبیر و اختلال رای سے قرین ہون جو حقیقت مین بڑے
دشمن جانگی ہین اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان عہود حق شناسی اسکے علاوہ ہوا ور
نیت خیر اور اندیشہ حق اسکے ساتھ نہ ہو اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اُسنے اورنگ زیب
کی نصیحتون کو نہ سنا اور جنگ و پیکار پر اصرار کیا کوڑہ مین مقیم ورزیدہ کر بادشاہ ۱۹ ربیع الثانی
کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اُس نے اپنا توپ خانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔
اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے زینت دی برانغار راجہ جسونت سنگھ کے
سپرد ہوا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی اور التمش کی سرکردگی بہادر خان کو
تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر مین خود بادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔
چنداولی خواص کو دی۔ بادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ
حوضہ مین بٹھایا اور معظم خان اور اُسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول مین مقرر کیا
غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہان تک نظر جاتی ہاتھیون کے نشان اور سنان بجلی کی طرح
چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوی ہزار سپاہ تھی مرزا شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا
کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بڑے بیٹے زین العابدین کو برانغار مین جگہ
دی اور بکرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار معموری کو التمش
قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام ابوالمعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاء الملک دیوان کو چنداولی
اور محمد قلی اُزبک کو قراولی حوالہ کی اور خود قول مین کھڑا ہوا۔

۱۷ ربیع الثانی ۶۹ھ کو بادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو
اُس وقت خوب سوجھی کہ نیک فالی کی تاریخ (شود فتح مبارک بادا) بادشاہ کو سنا کر
پانچہزار روپیہ انعام لے لیا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفون کی ترتیب و
تسویہ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکرگاہ سے آدھ کوس پاس سرزمین مین
پہنچا کہ جہان بادشاہ کا توپ خانہ نصب تھا اور وہین میدان جنگ مقرر ہوا تھا شجاع لڑنے
کے لئے میدان جنگ مین نہین آیا۔ مگر اپنا توپخانہ پہلے بھیجدیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

طرفین سے برابر شام تک بان اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا
توپ خانہ واپس بلا لیا اور اپنی فوج کو یکجا کر لیا جس سرزمین پر شجاع کا توپ خانہ تھا ایک
مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد مین تھا معظم خان نے
اپنے توپخانہ کی چالیس بیس توپین وہان لگا دین اور انکا منہ دشمن کی طرف کر دیا عالمگیر نے حکم دیدیا
کہ لشکر جس ترتیب آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑون سے اترے اور ہتھیار لگائے
ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچال بنا کے اعدا کے غدر و کید
سے غافل نہ رہین معظم خان بھر رات رہی تک مورچالون کا اہتمام اور خبرداری کی تاکید
کرتا رہا۔ بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑون سے زین اتارے۔
بادشاہ کے حکم سے لشکرگاہ مین ایک مختصر دولتخانہ لگا تھا اس مین بادشاہ ہاتھی سے
اتر کر گیا اور مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات
کو پچھلے پہر لشکر مین یکبارگی غلغلہ عظیم ہوش ربا اٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے
غدار کی بدنامی کا جامہ اسکے لئے سیا گیا تھا اس نے اول شب مین شجاع کے محرم راز کی
زبانی پیغام اس پاس بھیجا تھا کہ مین آخر شب مین لشکر شاہی پر شبخون مار کے لوٹتا مارتا
فرار اختیار کرونگا بادشاہ اسسے مطلع ہو کر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بہادر
لشکر شاہی پر تاخت کرین رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنی صاحب فوج
راجپوتون سمیت جیسے کہ رام سنگھ راٹھور اور رجھیداس (جھیم داس) تھے اور اپنے لشکر
بے تحاشا سب کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت مین آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ امرا
و شاہزادون کے بہیر و کارخانون کو جو اسکی راہ مین آگئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ
راجپوتون کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانون اور بہیر پر اسکے
ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی خیمہ چھوٹا بڑا راجپوتون کی لوٹ سے سالم نہین بچا شاہزادہ
کی سرکار کے تمام خزانے اور توشک خانے راجپوتون نے لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانون و دواب پر راجپوتون اور دیگر اشرار
اور واقعہ طلب غارتگرون کا ہاتھ پڑگیا۔ دولت خانہ تک کوئی خیمہ نہین تھا کہ مفسدون کی دست برد
سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامۂ فساد کا سبب نہین معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سے بقدر اپنے
قیاس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر مین تفرقہ پڑگیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال
نہ پوچھو کہ کیا تھا کوئی تو راجپوتون کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ یہین امن ملیگا کوئی
سمجھ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہان لٹ جاتا۔ با نام و نشان امیر کہ بادشاہ کے
ہمرکاب تھے اسکو چھوڑکر اضطراب مین آکر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبرگیری کو جاتے
کوئی بے تحاشا صحرا کو بھاگا جاتا۔ اخلاص کیش فدویون کی ثبات قدم مین خلل عظیم آگیا
اور منافقون اور حوصلہ باختون کا ذکر تو کیا ایک راجپوت ٹٹو پہ سوار نیزہ ہاتھ مین
لئے آتا تو اسکو ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوار بن کر بے حس حرکت ہو جاتی ایک
راجپوت یہ بارا ونٹون کی قطار کو ساربان کے ہاتھون سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اسکا مزاحم ہوتا گو لشکر کے حال مین بالکل اختلال آیا مگر بادشاہ
استقلال مین اصلا فرق نہ آیا جب اس نے سنا کہ جسونت سنگھ بھاگ گیا سراپردہ سے
نکلکر عمدا ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پہ سوار ہوا اسکے اولون کو بھیجکر تاکید
کی کہ فیل اور اسپ سوارون کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دین اور جو کوئی اپنی
جا سے بیجا ہو تو اسکو عنان کشان خفت کے ساتھ میرے روبرو لائین۔ باوجود اس
آشوب لشکر کے درہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سر رشتۂ تدبیر رزم اور کارفرمائی
کو ہاتھ سے نہین دیا اس بادشاہ کو وقار کے دل اور حوصلہ مین کچھ تغیر نہین ہوا۔ بلکہ
اسکی شگفتگی اور بشاشت مین مطلقا بیدماغی و تندگوئی جو کم ظرفون کی دل باختگی کا
نشان ہے دخل نہین دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و دو رو
مین تفریق بروے کار آئی اور محک عیار مین آئی اس بات کو مین عطیۂ الٰہی اور اثر فتح و فیروزی
جانتا ہون جو کوتہ اندیش منافق اپنی مآل کار کی بد اندیشی کرکے اس بات کو غلبہ و

غنیم کی ذلیل عظیم تصور کرکے لشکر خصم مین چلے گئے ہین وہ اپنے اعمال و خیال خام کی سزا کو پہنچینگے
نصف لشکر سے زیادہ تاراج و فرار ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم
ہوا کہ جسونت سنگہ اکبر آباد کو گیا پادشاہی آدمی جو رہے ہین پادشاہ پاس جمع ہوئے۔ پادشاہ
بدستور ہاتھی پر سوار ہوا اور دستور مقرری کے موافق کارزار کے عزم مین جنگ و پیکار کے
آہنگ مین کارفرما ہوا اس ہلچل مین اسکی پیشانی مین بل نہ آیا جسونت سنگہ کی جگہہ
اسلام خان کو برانغار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور از سر نو فوج کی ترتیب مین مشغول
ہوا اور شیخ میر خان کو مختار کیا کہ جو تغیر و تبدل مین ضرور ہو اسکو کرے شجاع نے بھی
فوج کی ترتیب مین تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستظہر ہوا مجموعہ لشکر کو یک صف قرار
دیا۔ ہراول کا قائم مقام توپخانہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول مین لیا اور جرأت سے
آگے بڑھا۔ چار پانچ گھڑی دن چڑھا تھا کہ دونون مقابل ہوئین اول بان اور توپون نے
شورش شروع کی کوس و کرنا کا شور مچا ہر توپ کے آواز بہادرون کے دلون کو بڑھاتی
تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا
جاتا تھا۔ اس حالت مین سلطان زین العابدین کی سواری کے ہاتھی پر گولہ پہنچا۔ اگرچہ
راکب و مرکوب کو کچھ ضرر نہین پہنچا لیکن فیلبان کا اور خواص کا جو پیچھے بیٹھا تھا ایک ایک پانون
اُڑ گیا اس سے دشمن کی فوج مین بہت آدمیون کے ہوش اُڑ گئے جب توپون کی گرمی سے
کار گذر گیا تو تیر کی آمد و شد اور ناوک اندازون کی صنعت پردازی شروع ہوئی
طرفین سے کئی ہزار تیر کمان سے چھوٹے اور بہادرون کے موے تن سے خون کی
ندیان بہاتے تھے جوشن پوش پہلوانون کے تن و بدن سے تیرون کا نیستان ظاہر
ہوتا تھا اس دار و گیر مین سید عالم بارہہ نے تین جنگی مست ہاتھی پادشاہی لشکر کے
جرانغار مین چھوڑے ادھر ان ہاتھیون کے صدمے اور ادھر حملہ سادات سے دست
چپ کی فوج کے ثبات قدم مین لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بودے بھاگے لشکر
مین ایک فتور عظیم نمودار ہوا۔ اس فوج میسرہ کے تفرقہ سے اور فوج خصم کے غلبہ سے

بادشاہ کے غول میں تفرقہ پڑا اور یہاں تک نوبت آئی کہ بادشاہ کے پاس برکات دو ہزار
سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی مبارکباد دین آپس میں دینے لگے
اور جرأت کرکے قلب لشکر شاہی پر کمال گستاخی اور دلیری سے دوڑ پڑے بادشاہ
شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ دل باختہ کی تسلی و تشجیع میں مشغول تھا اور اپنے ہاتھ
سے دشمنوں پر تیر مارتا تھا اس ضمن میں مرتضی قلی خان میسرہ سے اور بہادر خان علیمش کو
اور حسین قلیخان دست چپ سے آگئے اور ہر اہنوں نے اپنی تھوڑے آدمیوں سے دشمنوں کو
روکا اور بادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنوں کی طرف پھیرا اور
ان بہادروں سے اتفاق کرکے دشمن کشی اور جنگ کی اس زد و گیر میں اکثر دل باختہ
ہزیمت خوردہ کو غیرت دامنگیر ہوئی کہ وہ عنان کشان بادشاہ کی سواری کے
ہاتھی کے پاس آئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا اسکی جرأت جلادت
سے مرزا شجاع کے لشکر میں تزلزل آیا بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے اگرچہ سادات
بارہہ کی ثابت قدمی بحال نہیں رہی مگر ... میں بہت فیل جنگی بلا سیاہ چھوٹے وہ اپنی سونڈوں
میں دو دو من کی زنجیرین لئے ہوئے ہر طرف حملہ کرتے تھے راکب و مرکوب کو
ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی بادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا بادشاہ نے
اپنے فیل کے پاؤں میں زنجیر ڈلوا کے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام
کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جسکے اشارہ پر یہ ہاتھی حملہ آوری کرتا
تھا گولی مار کے نیچے گرا دیا اور ایک بادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے
انکس کے بس میں کرلیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی بادشاہی فوج سے نکل کے لشکر باغی
کے جانب راست پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال میں بلند اختر نے چند سرداران نامدار مثل شیخ
ولی و شیخ ظریف و حسن خویشگی کو ساتھ لے کر برانغار شاہی کو ہلا مارا اسلام خان کی
سواری کا ہاتھی بان کے صدمہ سے بھاگا بہت سے آدمی انکی سپاہ کے بھاگ گئے
سیف خان و اکرام خان جو برانغار کے ہراول تھے ثابت قدم ہو کر اعدا کے مقابل ہوئے

اور سردارانہ کوشش کی اس ضمن مین اگرچہ بعض ناآزمودہ کار ہمرکابون نے صلاح دی
کہ بادشاہ برانغار کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج سنگین گرد و ارمین گرم
تھی اور غلبہ خصم سو اکثر دل باختہ فرار کے فکر مین تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفون کی
بات کے قصد سے فیل سواری کے رخ بدلنے مین یہ احتمال ہی کہ دشمن کے توپخانے کے
پیادے جو حساب سے زیادہ ہین فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کرینگے اس صورت مین بساط
برانغار بھی درہم برہم ہوگا پھر معلوم نہین منصوبہ خاک کیا اپنا نقش دکھائے اسلئے بادشاہ
نے دشمن کے روبرو استقامت اختیار کی اسلام خان ورسردارون کو پیغام دیا کہ ثابت
قدم رہ کر لڑو مین ابھی کمک کو آتا ہون اس حال مین خبر آئی کہ بختاور بختیار بیگ
روز بھائی کہ توپخانہ کا کارفرما تھا اور سیف خان واکرام خان کا بیٹا تھا یا پنے زخم
کھا کر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فوج مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ مین کچھ خفیف ہوگیا تھا
برانغار کی مدد کو گیا جسسے برانغار کے سردارون کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے ہر طرف
دشمنون کا خون کیا اس زد و خورد مین شیخ ولی فرملی کہ شجاع کی فوج مین بڑا نامور
شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانۂ زین سے
سرنگون ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر بادشاہی لشکر کی بہادری
کو دیکھ کر باپ پاس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال مین
مکرم خان صفوی کو فوجدار جونپور جسنے کہ بتقاضائے مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی
تھی وہ رہائیون کی صورت مین بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو آفرین دی گئی۔ اور
حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمرکاب ہین ان مین سے کسی ایک کے اوپر ہو بیٹھے۔ پھر عبدالرحمن خان
پسر نذر محمد خان جو شاہجہان کے عہد مین بنگالہ مین کمکی تھا و سنجر بیگ ولد الہ وردی خان
شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہو کر بادشاہ کے لشکر مین آگئے اس اثنا مین شجاع بھاگ
گیا اور عالمگیر فتحیاب ہوا افواج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جا کر خزانون ہاتھیون

اور گھوڑون اور تمام اسباب تجمل و کارخانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا ایک سَو چودہ توپین اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوا جو لٹ گیا سرکار مین ضبط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اُترکر دوگانہ شکر ادا کیا اور اپنے ہمرکاب امراء کو تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہین قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب مین روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اسکا درست کردیا پادشاہ نے ایک ہفتہ یہان قیام کیا اور امراء کو اضافہ منصب و انعام سے سرفراز کیا معظم خان کا منصب ہفت ہزاری سوار پر اضافہ کرکے دوازدہ ہزار سوار بہ آوردی بنایا اور دس لاکھ روپیہ انعام دیا اور سب کل امراء مین ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگھ جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت مین آیا۔ پادشاہی حکم سے صف شکن خان ۳ محرم کو ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب مین گیا وہ دس روز پہلے یہان سے بھاگ گیا تھا اُسنے اوجہ مین دو تین روز قیام کیا جب۔ اُس نے لشکر شاہی کے یہان آنے کی خبر سُنی تو ۸ محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوجہ مین آیا یہان آس پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صاحب بہادر گنج پر دارلا یا اور بہت سے بندوقچی اور پیادے و بیلدار بھی پادشاہ نے آس پاس بھیجدیئے اور کمکی جو پیچھے رہ گئے تھے آ گئے۔

۱۸ محرم کو شیخ میر لشکر لے کر چلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ جھنجھی آہن محل مین لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ یہان سے ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور اسی کوس آگے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی یہان صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہان قراولون نے خبر دی کہ ۱۵ محرم کو داراشکوہ بھکر مین دریا سے عبور کرکے سکھر مین اترا ہے اس منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوس کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر تک سو کوس کا شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئے کہ دریا کے دونو طرف سے تعاقب کرکے داراشکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین منزلون مین اسی کوس کے قریب طے کئے ۵ صفر کو سکھر سے تین کوس پر پہنچ گیا راہ مین جنگل تھا خاردار درخت جھاڑ جھنکار بہت تھے

اسلئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا تھی اُسنے
حیوانات بہت تلف ہوئے لشکر نے بہت تکلیف اٹھائی تیسری منزل مین خیمہ بار و ارکے
جدا ہوگئے اور آذوقہ کم ملا ۲۷ کو سکھر مین مقام ہوا صف شکن خان تین روز پہلے بھکر مین
پہنچا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ حمال و اثقال اور بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا
آلات و نقرہ آلات کو قلعہ سکھر مین لایا بسنت نام خواجہ سرا کو جسپر اسکو اعتماد تھا اور
سید عبدالرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپین جو ساتھ تھین اور
اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیراندازون اور بندوقچی پیادون کو اس
استوار حصار مین تعین کیا سلخ محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی خزانے اور احمال
کشتیون مین تھے وہ خود بیشون جنگلون و درختون کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا
چلا جا رہا ہے اور اسکے عمدہ نوکرون مین سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و
میر رستم و سید تاتار خان بارہہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار
ہزار کے نواحی گھکھر مین اس سے جدا ہوگئے ہین داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا اور
میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صف شکن خان
سے ملگئے جنکو اس نے بادشاہ پاس بھیجدیا کچھ اسکے رفیق جدا ہوکر بھکر مین رہ گئے ان مین
سے شیخ عبدالرحیم خیرآبادی جو اسکا مقرب مصاحب تھا شیخ میر سے ملاقی ہوا اسنے
کہا کہ داراشکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہین شیخ میر سکھر سے تعاقب مین آگے بڑھا
تو زمیندارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے پچیس کوس پر قندھار کو راہ جاتی ہے داراشکوہ
یہان سے اسی راہ پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور اہل حرم وہان جانے پر راضی
نہین ہوئے ناچار وہ ٹھٹھہ مین آیا صف شکن خان کہ ۲۹ محرم کو نواحی قصبہ بکن سے شیخ میر سے
ملکر جانے کے لئے جدا ہوا اسنے سہ کوس دو منزل مین طے کئے تھے کہ داراشکوہ کا ایک
رفیق بسنکا اوجبر ذکر ہوا صف شکن خان سے ملاقی ہوا جسکو اسنے بادشاہ پاس بھیجدیا بادشاہی
کشتیون مین داراشکوہ کے قراول اور کوتوال اور بعض اور نوکر اسکے اردو بازار کے علم لائے اور یہان

سپاہ مخالف کے پچاس آدمی مارے گئے۔ سوم صفر کو صف شکن خان بھکر میں پہنچا قصبہ لوہری میں
نزول کیا۔ بھکر کا نظم و نسق کیا آغر خان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کرکے یہان کا فوجدار
بنایا محمد علی بیگ جمعدار توپ خانہ کو دو سو برقنداز سوار اور تین سو بندوقچی حوالہ کرکے
قصبہ بہری کی کوتوالی دی اور قوجعلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوقچی
پیادے اور توپ خانہ کی پانچ توپین ہمراہ کیں اور سکھر مین مقرر کیا کہ وہ مداخل و مخارج
قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ و تفنگ سے جنگ کرکے متحصنان قلعہ
کو تنگ کرے صف شکن خان پانچوین کو کوچ کرکے ۱۲ کو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوس پر
پہنچا۔ یہان کے قلعہ دار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوس پر
دارا شکوہ آگیا ہے تمکو چاہیئے کہ جلدی پہنچکر اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیون کے
سد راہ ہو۔ جو دریا کے کنارہ پر پیچھے سے آرہے ہین خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش
کو ہزار برق انداز سوارون اور چودہ شتر نال اور کچھ بان و ربیلدارون اور سقون
کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ دارا شکوہ کی کشتیون سے گذر کر قلعہ سیوستان کے
نزدیک جہان دریا کا عرض کم ہو وہان دریا کے کنارہ پر مورچل بنائین اور توپون کو
نصب کرین اور برق اندازون اور کمانداروں کو بٹھائین اور خود راتون رات کوچ
کرکے دارا شکوہ کے لشکر کے محاذی سے تین کوس پر گذر کر اوائل روز مین دریا کے کنارہ پر
ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے
آگیا تھا۔ آدھہ کوس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیون کے آنے
کی امید مین بیٹھے مخالف نے کشتیون کو اپنی جگہ سے لیجا کر لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس
پر اُس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہان ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیون
کے قریب نمایان تھے صف شکن خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لے جاکر
دشمنون کو دفع و منع کرے مگر دشمنون کی کشتیان پہلے آگئی تھین جو اسکی کشتیون کے
پہنچنے کے مانع تھین اسنے محمد صالح قلعہ دار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیون کو بھیجے

اور خود بھی سپاہ اور تابینون کے ساتھ قلعہ سے نکلے اور گھاٹی جو سخت دشوار گذار سیوستان
کے قریب واقع ہوئی ہے جسپر داراشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اُس پر قبضہ کرکے لشکر کے آنے
تک حتی المقدور دشمنونکی ممانعت مین کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت
مخالف اپنی جگہہ سے کشتیون کو حرکت دے کر قلعہ کے نیچے سے گذرنا چاہین تو قلعہ کے اوپر
سے توپ و تفنگ چلاکر شرائط ممانعت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح مین اُس خدمت کی
لیاقت نہ تھی اُس نے جواب دیا کہ اگر کشتیان بھیجی جائین تو داراشکوہ کے آدمی جو دریا مین
ہین انکو پکڑ لینگے اور مجھہ مین لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاٹی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور
دشمن کی مقاومت و مصادمت کی تاب نہین ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عمق اس قدر
کم ہے کہ کشتی کا گذر ناممکن نہین ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیون کا گذر ہوگا۔
وہین انکی ممانعت کرنی چاہیئے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہین کیا
اور اپنے محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف داراشکوہ کی کشتیون کا منتظر رہا۔
مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ داراشکوہ نے کشتیون کو دوسری طرف روانہ کیا
اور بادشاہی مورچالون کی طرف نہین آیا دریا کے اس طرف جو توپ خانہ شاہی
تھا اُس نے گولے مارے مگر زیادہ بُعد کے سبب سے کچھہ اثر نہین ہوا ایک کشتی توپ کے
صدمہ سے ٹوٹ گئی اور دوسری گل مین پھنس گئی باقی کشتیان قلعہ کے نیچے سے
نکل گئین محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ١٦ کو داراشکوہ کنگ سے
بھی گذر گیا۔ ٢١ کو شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایک طرف مین ملگئے اور
دونو لشکرون نے مقصد کی طرف کوچ کیا بادشاہی لشکر کے قراول چند پیادون کو
کہ ٹھٹھہ مین داراشکوہ کے لشکر سے جدا ہو گئے تھے لشکر شاہی مین لائے تو انکی تقریر سے
معلوم ہوا کہ ٹھٹھہ مین داراشکوہ ٢٦ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر
کو دریا سے پار اُتارتا تھا۔ ترکتاز خان افواج شاہی کا قراول تھا اسکا نوشتہ
کو ہین شیخ میر نے پہنچایا کہ داراشکوہ نے ٢٩ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھہ آدمی اسکے دریا سے

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ انکےآدمی مارے اور کچھ زخمی
ہوئے کچھ قید ہوئے۔ بادشاہی آدمیون مین ایک کشتہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ خان غزوکو
یہ خبر سنکر ٹھٹھے سے ایک گروہ پیچھے پہنچا اور محمد معصوم کو شہر مین بھیجا کہ دارا شکوہ کا مال جو
اس شہر مین رہ گیا ہو اُسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارا نے گجرات کی طرف
کوچ کیا۔ صف شکن خان نے تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثناء مین شیخ میر کے نام حکم شاہی
آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑکر ہمارے پاس آؤ ایک بہت ضروری در پیش ہے اس
سبب صف شکن خان و شیخ میر اور دو لتخواہ جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھے سے آگے
جائین یا بادشاہ کے پاس مراجعت کرین چونکہ اس یورش مین لشکر نے بڑی اور کڑی
منزلین طے کی تھین بہت سے رنج و تعب اُٹھائے تھے اور اکثر سپاہ و لشکریون کی سواریان
اور بار بردار تلف ہوگئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوا خزانہ مین
ایک ماہ کی تنخواہ کی جمع کے سواء روپیہ نہین رہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہین کرتا تھا
اور سواء اسکے دارا شکوہ نے جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس مین چول و بیابان
بے آب و ویران تھے اسلئے ٹھٹھے سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور سب نے
مراجعت کی ٹھیرائی اور لشکر بھکھر مین آیا یہان معلوم ہوا کہ دارا شکوہ کچھ مین پہنچ گیا
اور تین منزل طے کرکے کنارہ چول پر آگیا اس سال مین کمی باران سے راہ مین تالاب سب
تھے اور جہان کنوئین تھے وہ لشکر کو کفایت نہین کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر
آدمی مرگئے اور بہت دواب تلف ہوگئے۔ گیارھوین کو وہ چول مین داخل ہوا
چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریا شور سے چالیس کوس دور
پر ہے اور اس فاصلہ مین میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور سب جگہ بجاے آب کے موج
سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ قرب دریا کے سبب سے اس سرزمین مین بعض مواضع پر ایک
قسم کی گل ہے جسکی شہ مین پانی ہوتا ہے اور دواب اسمین ڈوب جاتے ہین۔
ہندی مین اسکو دلدل کہتے ہین۔

اس بیابان کا طول موضع لونہ پہ منتہی ہوتا ہے جو کچھ کی ولایت مین واقع ہے وہان ایک راہ گجرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جونا گڈھ کو ۲۶ ربیع الثانی شیخ میر وصف شکن بھکر مین آئے اور ایک دن یہان تسخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپین اور جو آلات و ادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغر خان کو زمرہ آغرون کے ساتھ سکھر مین اور حاجی اللہ وردی خان کو لوھری مین چھوڑا - ۸ رماہ مذکور کو بادشاہ کی خدمت مین جلد روانہ ہوئے -

شجاع کی شکست دیگر بادشاہ کچھو مین جہرہ وزیر ہاتھ دریائے گنگا کے کنارہ پر سفر کیا اور شجاع کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ دارا شکوہ کے گجرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود مین توقف جائز نہ جانا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ دارا شکوہ کے دفع استیصال کی تدبیر کرے اور راجہ جسونت سنگہ کی تادیب و تنبیہ کرے -

بند و مہم بڑی درپیش تھین انکی طرف بادشاہ کی توجہ تھی - غرہ جمادی الاول کو بادشاہ قصبہ کوڑہ مین آیا یہان شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ الہ آباد فتح ہو گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قاسم کو کہ دارا شکوہ کی قلعداری الہ آباد مین بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو اپنی قوم مین سے قلعہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ بادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی پختگی اور منصوبہ شناسی کے سبب شجاع سے پہلے اپنے تابینون کے ساتھ قلعہ مین چلا آیا - جب شجاع الہ آباد مین آیا ہر چند اسنے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف مین لائے مگر سید قاسم صواب اندیشی اور مآل بینی کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا زمانہ سازی کرکے شجاع سے ملنے گیا مگر قلعہ مین اسکو قدم نہ رکھنے دیا - جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

لشکر الہ آباد مین آیا تو سید قاسم نے اپنا چارہ کار اور مصلحت پادشاہ کی بندگی اور
دولت خواہی مین دیکھی اور استعفاء جرائم کر کے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ
کیا وہ یہان قلعہ دار مقرر ہوا - اور سید قاسم پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا -
شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا ـــــ

راجہ جسونت سنگھ کی تنبیہ و گوشمال کے لئے پادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار
سوار کا سردار بنا کے عبد اللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگھ کا برادر
زادہ رائے سنگھ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارثی رکھتا تھا اسکو راجہ کا
خطاب دیا اور منصب مین ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ و خلعت و اسپ
وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم مین شریک کیا اور اسکے وطن جودھپور کے
دینے کا وعدہ کیا - امیر خان حارس دار الخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ دارا شکوہ
کے تعاقب سے جب شیخ میر آوے تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اسکے ہمراہ
قلعہ گوالیار کو بھیجدے - ۱۸ جمادی الاول ۱۰۶۹ سنہ کو پادشاہ اکبر آباد کے نزدیک
باغ نور کے متصل مقیم ہوا - فاضل خان خانساماں نے دارا شکوہ کا نقد و جنس و اموال لاکھہ
روپیہ کا پادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامراء اور تمام امراء متعینہ اکبر آباد پادشاہ
کی خدمت مین رہے -

بعض خلاص کیشون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ جب یلغار کر کے اکبر آباد کے
قریب آیا تو منافق کیشون کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور
شاہجہان کو قید سے آزاد کر کے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و صفا باخوف
کے دلون مین وسوسے پیدا ہوئے تھے -

عالمگیر و شاہجہان کی تاریخ کے تحریر کے وقت کونسٹبل کے اور بنیل مس سیلبی برنیر کا
سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے - ہندوستان مین جو ارباب دانش اپنے
ملک کے حال سے خوب واقف ہین وہ جانتے ہین کہ یہ امراس ملک کی عادت مین

راجہ جسونت سنگھ

مراد بخش کا قلعہ گوالیار مین بھیجا جانا

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو اُنکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے
موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے جھوٹ و سچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے
بیان کیا کرتے ہین کہ سُننے والون کو اُنمین بڑا مزہ آتا ہی۔ انکا انداز بیان و ادا و طرز
ایسا ہوتا ہے کہ بہت آدمی اُنکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین
نہین کرتے ڈاکٹر برنیر کو کوئی ظریف ایسا ملگیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتون کو سچ
جانتا ہے اور اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا لال بجکڑ بنتا ہے۔ جو
یہان کے حال سے بالکل لاعلم ہین اسلئے ہر واقعہ مین ایک دو باتین ایسی گھڑتا ہے کہ
جن کی کچھ اصل نہین ہوتی اور پھر انپر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اسمین رائے دینے
کے لئے کافی ہو۔ اب مین مثال کے طور پر اورنگزیب و راجہ جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہون کہ جب راجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا الٹ
گیا تو اُس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اڑائے وہ فی الفور
آگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دارالخلافہ آگرہ مین
یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ اورنگزیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ
(معظم خان) دونو قید ہو گئے ہین اور سلطان شجاع اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگزیب کے حامیون کو ادھر
اس شہرت کا یقین ہوا اُدھر جسونت سنگھ جسکی دغابازی سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لئے ہاتھ مین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتون نے اسکو جا کر گھیر نہ ہوتا اور
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا۔ آگرہ کے رہنے والون کو دو روز
تک ٹھیک اصل حال نہین معلوم ہوا اسمین شبہ نہین کہ ان دو دن مین انکو اگر جسونت سنگھ
بہادرانہ دھمکیان اور فیاضانہ وعدے کرتا تو شاہجہان کو قید سے آزاد کر لیتا

۔ دیکھو صفحہ ۱۶۸ ترجمہ برنیر

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دار الخلافہ مین یا دو
دنون ٹھیرنے کی جرأت کرسکتا تھا اور نہ کوئی مہم بہادرانہ اختیار کرسکتا تھا اس لئے وہ
صرف شہر آگرہ کے اندر کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ مین عاقل خان لکھتا ہے کہ
جسونت سنگھ کے چلے جانے کی خبر موحش اکبرآباد مین و شاہجہان آباد مین پھیلی بلکہ لاہور
تک اور اطراف و اکناف مین پہنچی طرفہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر
نا ملائم کو آتا ہے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعہ ناگوار کو خود اسنے دیکھا ہے
یہان تک یہ ہوائی خبر اڑائی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار کرکے آگرہ کو لئے آتا ہے۔ جب جسونت سنگھ
آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حاکم آگرہ کے ہاتھ پاؤن پھولے اور اس خبر کو سچ جانا
اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے غضب سے بچے آدھی رات کو فاضل خان
پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کرادو فاضل خان نے اسے سمجھایا کہ
خیر ہے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پانچوین جمادی الاول
سنہ ۶۹ کو بادشاہ عماد پور مین آیا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہان بادشاہ کو دارا شکوہ
پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح شکار رکھا بادشاہ کے پیش نہاد
ہمت یہ دو امر تھے دارا شکوہ کی تنبیہ اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب اس لئے
بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲۵ جمادی الاول سنہ ۶۹ کو اجمیر کی طرف
کوچ کیا۔

دارا شکوہ کا حال

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سپاہ جو ٹھٹھہ مین دارا شکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو
بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو دارا شکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو
خود سری کا سودا ہوا ولایت گجرات مین نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اس کی
مدافعت و ممانعت کرتا۔ میدان خالی تھا اسنے چول و بیابان مین قدم رکھا۔
بعض میدارون کی رہنمائی سے دریائے شور کے کنارہ پر اسی راہ سے کچھ مین آیا۔
کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گذار تھی کچھ کا مرزبان اس کے

استقبال کو گیا اور آنسے ملاقی ہوا۔ دارا شکوہ نے اسکو نقد جواہر دیکر بہرہ پایا اور اسکی بیٹی سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ کرکے اپنی حد سے باہر کر کے احمد آباد کو روانہ کیا جب دارا شکوہ احمد آباد کے قریب آیا شہسوار خان صوبہ دار احمد آباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی مراد بخش سے تو وہ دیوان رحمت خان اور اور کومکیون کو ساتھ لیکر دارا شکوہ کے استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری دارا شکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور محمد مراد بخش کا جو روپیہ و جنس طلا و نقرہ آلات اور دس لاکھ روپئے جو اسکے گھر مین تھے وہ دارا شکوہ کو پیشکش مین دیئے اب دارا شکوہ زر و سپاہ کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا آدمیون کو خلعت و اضافہ و خطاب و جواہر دیکر خورسند کیا اور لوگون کا دل اپنی طرف کیا اور بندر سورت و کنبھایت و بھروچ و پرگنات سیرحاصل مین اپنی طرف سے حکام و عمال مقرر کئے اور انمین اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روز یہان رہ کر بیس بائیس ہزار سوار جمع کر لیئے اور حکام بیجاپور اور حیدر آباد سے بھی خطوط و پیغام بھیجکر نقد و جمعیت سپاہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جسونت سنگہ سے ملنے کے لیئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گرما گرمی مین اس پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی کی رفاقت سے راجہ جسونت سنگہ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت عیرہ وقوعی اور خبر کاذبہ دارا شکوہ نے سچ مین سمجھا اور انکو سچ جانا۔ راجہ جسونت سنگہ کا نوشتہ آیا اسمین اس نے اپنا حال لکھا اور دارا شکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے دارا شکوہ غرہ جمادی الاخری سنہ ۶۹ کو آراستہ سپاہ اور توپ خانہ کے ساتھ چلا۔ یہ توپخانہ اس پاس اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اس نے بندر سورت سے چالیس توپین منگالی تھین جب دارا شکوہ چلا ہے تو ہر منزل مین راجہ جسونت کا نوشتہ ابلہ فریب پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سناتا کہ مین قوم راتھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہون

جنکے وطن اجمیر کی نواحی مین ہین اور اس بات سے داراشکوہ کے عزم مین تقویت ہوتی تھی وہ
جودھپور سے تین منزل پر میرٹھا مین آگیا تربیت خان فوجدار اجمیر داراشکوہ کے قریب
آنے سے حواس باختہ بادشاہ پاس بھاگ گیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ
رزم و پیکار کو آمادہ ہوا ہے تو بادشاہ نے طاہر خان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ
جاکر دارا کی خبر لائے - بادشاہ بھی چلکر قصبہ تودہ کے قریب آیا - چونکہ غنیم نزدیک
اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبہ تودہ مین جو قلعہ ہے اُس مین خزانہ اور زواید
کارخانجات غیر ضروری اور احمال و اثقال رکھی جاوین راجہ رائسنگہ کو قلعہ کی محافظت
سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ مین تھا پھر بادشاہ تالاب امرسر سے چھہ کروہ پر آیا -
یہان طاہر خان نے جو قراولی کے طور پر آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کرکے
بادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا انبیر متعلقہ راجہ جیسنگہ مین بادشاہ نے پہنچکر
فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو دلیر خان و حسن علی خان اور ایک اور جماعت کے
ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خان کو توپخانہ کے آگے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر اور
اُسکے بھائی امیر خان کو التمش کا سر فوج بنایا امیر الامرا کو اُسکے بیٹون اور نجعلیخان
اور بعض سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری
بادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادرون کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان
و ہوشدار خان و عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان اور ایرانی و تورانی اور سرداران کو
اور افغانون اور راجپوتون کو جابجا میمنہ و میسرہ و قول و چنداول مین مقرر کیا اور حکم
دیا کہ جبتک دشمن سے مقابلہ ہو لشکر کی یہی ترتیب ہے اس مین فرق نہ آئے -
جب داراشکوہ میرٹھا مین آیا تو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جو معاملات پیش آئے وہ بیان کئے
جاتے ہین اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ سے
شجاع کی لڑائی مین بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ افواج میری تنبیہ و تادیب کے لئے
مقرر کریگا تو ناچار اُسنے اپنا چارہ کار اس مین دیکھا کہ داراشکوہ کو ترغیب و تحریص

کر کے اپنی طرف کھینچے اور الوس اٹھوار اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور
اسکے استظہار سے خلاف جوئی کرے جب جودھپور مین گیا تو اسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود
راجپوتون کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار مین بیٹھا راجہ جیسنگہ کہ
حال پر بادشاہ از حد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے اسکے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عاطفت
شاہانہ سے اسکی خطاؤن کو معاف فرمائینگے اور اسکو جان کی امان دینگے تو یہ بڑی فرازی
کا باعث ہوگا اور وہ وحشی بھی رام ہوگا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا۔
بادشاہ نے اسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے
اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور دولتخواہی پر رہنمون ہوا اور عفو جرائم کی نوید سنادے اور
داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھے اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اُس کی عفو تقصیر کا لکھدیا
(عالمگیرنامہ مین فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگہ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن
اس خط کا مضمون نہین لکھا مگر ڈاکٹر برنیر کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوگیا جیسے امیر
افغانستان اور بادشاہ روس کی خط و کتابت کے مضمون ہندوستانیون کو گھر بیٹھے معلوم
ہوجاتے ہین وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگہ نے یہ خیال کر کے کہ لڑائی کے سارے احتمالات
اورنگ زیب کی فتح پر دلالت کرتے ہین راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے
خوش کرنے مین جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگہ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز
رکھنے مین اپنی رعب و داب کو یہ کام مین لایا اسنے جسونت سنگہ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم
جو بد اقبال داراشکوہ کی امداد کرنے مین کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدے تمکو حاصل ہونگے
اس کام مین تمہارے استقلال سے داراشکوہ سے کام مین بہبودی ہونے کی نہین مگر
مجھے شک نہین کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائیگی اور اورنگ زیب
سے تم ہرگز اپنے قصورون کی معافی نہین کرا سکوگے مین بھی راجہ ہون۔ مین منت و
سماجت سے تم سے عرض کرتا ہون کہ بیچارے راجپوتون کا خون اپنی گردن پر لو

تم اس بات پر نہ بھولو کہ مین اور راجاؤن کو اپنی ساتھ کر لونگا۔ میری پاس ایسے وسائل ہین کہ تمھاری اس کوشش کے خلاف مین سعی کرونگا اور کسی راجہ کو تمھارے ساتھ نہین ہونے دونگا یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندوؤن سے تعلق رکھتا ہے تمکو کیسے اسکی اجازت دی جاسکتی ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک مین ایسی پھیل جائے کہ پھر کسی کی کوشش سے بجھ نہ سکے اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور دارا شکوہ کو اپنی حالت مین چھوڑ دو تو اورنگ زیب تمھاری ساری خطاؤن کو بھول جائیگا تمکو جسونت مین جو لوٹ ہاتھ آئی اسکا مطالبہ وہ نہین کریگا بلکہ فوراً تمکو گجرات کا حاکم بناویگا ایسے ملک کی حکومت کے فوائد کی تم خوب قدر جانتے ہو جو تمھارے ملک کے ہمسایہ مین ہے یہان تم امن امان سے بیخوف و خطر رہو مین ان وعدون کے ایفا کی ذمہ داری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہون۔

جب اورنگ زیب کا منشور نجابت اور راجہ جیسنگہ اور ہوا خواہون کے نوشتجات مخفی راجہ جسونت سنگہ پاس پہنچے تو انکے اخفا مین اوس نے کوشش کی اور جو وعدے کیے تھے دارا شکوہ کے استقبال کے لیے بیس کوس تک یا اب تک آسکے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے وطن کیطرف مڑا۔ دارا شکوہ کو راجہ کے وطن کیطرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ متردد ہوا رسل و رسائل شروع کیے بار بار خوشامد کر کے پیغام بھیجا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس سے دارا شکوہ کے دل مین وہ خلشین پیدا ہوئین جو خود جودھپور سے بیس کوس پر گیا اور یہان چند مقام کیئے اور راجہ پاس ویبن چند (دوہی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ سے اتحاد رکھتا تھا اس نے جا کر بڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اپنے وعدہ کو ایفا کیجیے اسنے جواب مین یہ عذر کیا کہ مین اپنے قول پر راسخ ہون فی الحال میرا آنا مصلحت نہین ہے دارا شکوہ اجمیر مین جا کر قیام کرے اور راجپوتون کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلائے جب وہ نامی راجپوت اُس کے پاس جائینگے تو مین بھی اس پاس آجاؤنگا۔ دوہی چند یہ جواب پاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو دارا شکوہ اجمیر مین آیا اور دوبارہ دوہی چند کو راجہ پاس بھیجا اُس نے یہان آنکر ہزار و ن توطیہ کلام بنا کر پیام کا

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے وافسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہو گیا
کہ راجہ کے سامنے جواب ٹالم ٹولے کرتے ہین یہ بات لوگون مین بھی مشہور ہو گئی تھی کہ عالمگیر
پھرا یا ہے بلکہ راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہے اور احتیاج
شیر مزاجون کو روباہ بناتی ہے پھر داراشکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا
ہرچند اس شہزادہ نے لابہ گری والحاح ودلبری کی اور وعدے وعید کئے مگر راجہ نے
اسکو بھی دوہی چند کی طرح مایوس واپس کیا اس انقلاب سے سپہر شکوہ بادیدۂ پر آب
وجگر کباب باپ پاس آیا تو داراشکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید
کی اب حیران تھا کہ اپنا چارۂ کار کیا کرون کہ اس حالت مین عالمگیر کے آنے کی خبر
مشہور ہوئی چارہ ناچار کارزار کو قرار دیا اور بتقاضاء وقت جنگ صف مین صرفہ
مناسب جانا اور نواحی اجمیر کے کوہستان مین مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور
اپنی جگہ سے چلکر درۂ کوہ مین آیا بعض راہون کی دیوار خام بنا کر اور سنگچین کرکے
توپون کے لگانے کے لئے اور تفنگچیون کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اس نے جانب
یمین مصطفے خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور تین ہزار برقنداز اسکے ہمراہ
مقرر کئے اور ایسا ہی مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹون کو سپرد کیا۔
اور ایک جماعت برقندازون کی انکے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز میواتی کو حوالہ
کیا توپخانہ کا مصالح دیا اور سپاہیون کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو
سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشبازی اور باقی توپون کے ساتھ قائم کیا خود
بیچ مین ہر سب جگہ توپین چن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال مین مصالح
مطلوبہ پہنچا کر سزاولی کرتے رہین اور ایسا نہ کرین کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہے
اب بادشاہ نے موضع دیوارئی مین آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا ـ
اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہان سے گولہ دشمن تاب جا سکتا تھا مکان
مقرر کرکے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خان

داراشکوہ اور بادشاہ کی لڑائی

بسر آتش مامور ہوا کہ توپخانہ کو آگے لیجا کر جا بجا خصم کے مورچالون کے مقابل لگائے
اور توپ خانے کے پیچھے شیخ میر دلیر خان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سردارون نے
مقامات مورچال بنانے کے تجویز کر لئے اور توپ کے گولون کے مارنے مین دست
و بازو کھولے انہین سے ہر ایک دوسرے پر کارفرمائی کے تردد مین سبقت لیجانا چاہتا
اور دوسرے کو پیش قدمی نہین کرنے دیتا تھا خصوص شیخ میر اور دلیر خان و سید نصیر الدین خان
دکھنی نے جانفشانی کرنے مین تین روز تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب و خور کو اپنے
اوپر حرام جانا امیر الامراء بھی بہت سعی کر کے مورچالون کے بڑھانے کے لئے
دشمنون پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ اُن کے دل ہل جاتے تھے لیکن مخالف کے مورچال جو فرق
کوہ مین قلب مقام مین کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے بادشاہی آدمیون کی کچھ پیش
چلتی نہ تھی بلکہ داراشکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور منہ کے آگے سپر لگا کے بادشاہی
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیون اور چارپایون کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑون کی پناہ مین چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی نہ کسی کو
ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور بادشاہ کے مورچال کے گولے سوا اسکے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکرائین کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو بادشاہ نے اپنے اخلاص کیشون
کو بلا کر تاکید و تہدید کی اور وعدہ وعید کئے اور شورش کی ترغیب دی - دوسرے روز
راجہ راجروپ نے جو کوہ نوردی اور شیر نبردی مین ضرب المثل تھا اپنے
پیادون کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہان کوہ نشینون کو
یورش کا گمان نہ تھا ان کوہ نوردون نے دامن ہمت کو کمر پہ کس کر افغانان حیران ان
مورچال آتشبازون کے مقابل یورش کی جو کوئی مرجاتا اسکو اپنے پاؤن کا زینہ بناتے
چڑھ گئے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ جو ان
جان بازون کے عقب مین تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اوپر چڑھ کے
آواز دین باوجودیکہ مخالف کے ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آ گئے تھے مگر راجپوت

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ و تفنگ و سنگ کے بارش مین سینہ سپر بنائے گھوڑے سے اُتر کر
حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانون مین بہادری مین مشہور تھا - راجپوتون کی
یہ بہادری دیکھکر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ و تفنگ کی باڑ مین ہوکر بائین طرف سے
اوپر چڑھ گیا اور بائین طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر
مین بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جسونت سنگہ نے بہادر راجپوتون کے ساتھ بہادرانہ توجہ
کیا اور امیر الامراء نے توپخانہ کے آدمیون کو ساتھ لیکر جانب چپ سے اور اسد خان و سید خان
نے جوانغار کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہوکر ہر طرف صف بصف معرکہ آرا ہوئے گو
اس یورش مین سب بہادرون نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا مین راجہ راجروپ کے آدمیون نے
پیش قدمی کی اور آخر کار مین شیخ میر و دلیر خان افغانون نے اپنی شجاعت و جلادت
دکھائی انکے مقابل مین شہسوار خان و فیروز میواتی کے مورچال نے بلا فاصلہ بلا کے گولے
ایسے جو اجل کے اولے بنتے تھے - دو تو امیرون کے آدمیون مین سے ایک جمع کثیر کام مین
آئی ادھر توپ چلاتی تھی اُدھر پہاڑون کی گونج ہوتی تھی یہ صدا اور توپون اور بانون
کے چھوٹنے کا دھوان اس کوہ و صحرا مین ایسی وحشت افزا پھیلی تھی کہ خویش و بیگانہ مین فرق کرنا
دشوار ہوتا ہر طرف سے اتنے گھوڑون کی ٹاپون مین سر و تن پامال ہوکر [illegible] دوسرے کا
نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے دائین ہاتھ مین ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا
دارا شکوہ بلندی کوہ پر کھڑا ہوکر اپنے آدمیون کو باوجودیکہ آثار ہزیمت دیکھتا تھا
جنگ کی ترغیب نام و ننگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہرچند کوششون نے مورچالون کی
پناہ مین اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آکر دلیری بہادرانہ کی مگر فائدہ نہ ہوا -
شہسوار خان بغیرت ذاتی سے اس جنگ جانستان سے نجات محال جانی اور اپنے
دونو ولی نعمتون کی خدمت مین خصوصاً بادشاہ کی جناب مین نجات دائمی سے نکلنا
اپنی جان کے جانے مین دیکھا اتنی مردانہ وار کوشش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس دنیا سے
جان رخصت ہوئی شیخ میر بھی جدال و قتال کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا -

اسکے سینہ مین گولہ لگا کہ اس حال مین سید ہاشم سے کہا جو اس سے نسبت قریبہ رکھتا تھا
اور اسکے حوضہ مین پیچھے بیٹھا تھا کہ مین اب چلا میری کمر بند مین ہاتھ ڈال کر اتنی دیر لگا رکھ
کہ مین شادیانہ فتح کی آواز سن لون جو ابھی ہونے والی ہے ظفر کے آثار ظاہر ہین ایسا نہو
کہ میرے رفیق وہمراہی میرے حال سے مطلع ہو کر کارزار سے دست کشی کرین اور دشمنون کے
آدمی اطلاع پاکر دلیرانہ پیش قدمی کرین۔ انسان کو بھی کس مرتبہ پر دنیا اور اولاد سے
دلبستگی ہے کہ ایسے حال مین کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہیے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی
ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت وارادت کے سبب بادشاہ
مردم خواف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین
نہین ہوئی تھی۔ فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیون کے نسبت مردم خواف ظاہر مین اکھڑ
اور بے مروا درشت ہین لیکن اکثر کامون مین راست باز اور آقا کے حق نمک کے پاس مین
سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہین دارشکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار خان
کی جان گئی اور اسکی جان کا جانا میر لشکر کے علم کے سرنگون ہونے کا سبب ہوا اور شاہی
لشکر سر پر چڑھا آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ فیروز میواتی اور بعض اور خدمہ حرم کو لیکر
اندھیری رات کے پہلے پہرہ مین اس ناامیدی اور غم والم کے ساتھ کہ خدا کسی شاہ
گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا عمدہ مردم مین سے سوا دو نامبردہ کے کسی کو توفیق اس کی
ہمراہی کی نہ ہوئی کچھ جواہر واشرفی دمحل خاص بیٹی وچند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف
متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب انتخابی بالیت دارا اور بہت سی خدمہ محل کو بارہ ہاتھیون
اور خچرون واونٹون پر بار کرایا مگر ساتھ نہ لے جاسکا اپنے قدیم وجدید آدمیون کے
اعتبار پر انکو سپرد کیا چند خواجہ سرا معتمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار برقنداز پیادے جو
اسکے سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کیے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئین یہ سب لٹ
لٹا گئے اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ القصہ شکست بزمیت خوردہ مین اکثر آدمیون کے مال
وعیال بھیر مین تھے وہ وہان دوڑے گئے۔ ایک جماعت اپنے مال وعیال کے تاراج

ہونیکے غم مین اور عزت و ناموس کے برباد جانیکے الم مین تھے بعض زخم کاری کے پہنچنے سے او
اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیون کے بھاگ جانے سے کوہ و درہ مین
حیران و سرگردان آہ و نالہ کے ہمدم ہوئے۔ داراشکوہ کا کل اردو اور اُسکے تمام خزانے
مع ہمراہیون کے لٹ گئے اس اندھیری رات مین اور بارود کے دھنوئیں سے بھرے ہوئے
درہ مین کہ دو تین گھنٹہ تک یہ خبر تحقیق نہین ہوئی کہ داراشکوہ بھاگ گیا۔ دونو طرف بعض
مورچال مین جنگ قائم رہی۔ اسد خان و ہوشدار خان مع بعض امراء کے اپنی جگھہ پر
دار و گیر مین گرم رہ کر برقندازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دشمن کے فرار اور مورچال کے
خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی داراشکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سید ابراہیم
ایک اور جماعت داراشکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئی پہر رات گئے تک حرکت
مذبوحی کرتے رہے محمد شریف مخاطب بہ قلیچ خان کہ داراشکوہ کا میر بخشی تھا اُس کے
پیشانی مین تیر لگا جسسے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیادت پناہ سید شہنواز خان کے
گولیون کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سید ابراہیم اور داراشکوہ کے ہمراہیون
کی ایک جماعت جنکا بدن زخمی اور دل پرخون تھا اور جنکا سوا رخت بدن کے سارا اسباب
و احتیاج تاراج ہو گیا تھا صف شکن خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے
اور مورد عنایات۔

کارزار دیدہ و تجربہ کار منصف پیشون پر ظاہر ہے کہ [illegible] و رہای غیرت اور
شیران بیشۂ شجاعت سے جنمین سے ہر یک یکہ تاز رزم مین رستم ہو چار جنگ کرنا اور ایسے
حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہون اپنی جگھہ سے نہ ہلنا اور ثبات
قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم و خصم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و
فضل الٰہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر محمول نہین کرسکتے۔ عالمگیر نے فتح
کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا
اور فرمایا کہ دونو کو حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ مین مدفون کرین۔ خود

اس مزار کی زیارت کرکے اور خدام کو روپیہ دیکر کوچ کیا اور تالاب انا ساگر کے
کنارہ پر آیا تین چار روز مقام کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو ایک لاکھہ روپیہ اور بہادر خان کو
تیس ہزار روپیہ عنایت کیا اور انکے ساتھہ ایک جماعت کارزار دیدہ سپاہیون کی داراشکوہ
کے دوبارہ تعاقب کرنیکے لئے مقرر کی اور خلعت دیکر رخصت کیا راجہ جسونت سنگہ اپنی
تقصیرون کے خجالت کے مارے بادشاہ کے روبرو نہین آتا تھا۔ راجہ جیسنگہ کی سعی سے بادشاہ نے اسکو
فرمان عطوفت نشان تسلی و خطابخشی و صوبہ داری احمد آباد کا اور منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کی بحالی کا مع خلعت کے عطا کیا۔ شاہنواز خان کی اہلیہ قیورس بیگم پر اور اسکے
فرزندون پر اسکی خدمات سابق پر نظر کرکے بہت سی عنایتین کین امیر خان برادر شیخ میر
کو خلعت ماتمی اتروایا اور اضافہ نمایان کیا۔ داراشکوہ کے اموال مین سے فیل اور کارخانجات
ضبط سرکار ہوئے امراء اجمیر مین جس جماعت کو داراشکوہ نے بادشاہ کی ہوا خواہی کے گمان مین
قید کیا تھا انکو رہائی ہوئی اور مورد عنایات ہوئے تربیت خان جو داراشکوہ کے خوف
کے مارے اجمیر سے بھاگ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا باوجود اس تقصیر کے اسکو اجمیر کی صوبہ داری
پر پھر مقرر کیا۔ ۱۳ رجب کو بادشاہ پیادہ پا خواجہ معین الدین کی درگاہ کی زیارت کو گیا اور
پھر اپنے دار الخلافہ کی طرف چلا۔ ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
محمد سلطان جب مرزا شجاع کے قریب گیا تو وہ خوف کے مارے مونگیر سے بھاگ کر
جہانگیر نگر کو چلا گیا اور معظم خان نے مونگیر مین داخل ہوکر اس مژدہ کے شادیانے بجوانے
کا حکم دیا۔ سلخ ماہ رجب ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ دار الخلافہ مین داخل ہوا۔

بادشاہ نے اپنے جلوس کا اصل جشن اس دن پر موقوف رکھا تھا کہ مخالفون و ملک کے
بدخواہون کی بیخ کنی ہوجاوے ان ایام مین ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ کو وہ دن آیا۔ جو
فتح اول کی تاریخ اور جلوس کا سال دوم تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ہوا خواہان دولت
پر ابواب عیش و عشرت وا ہون اور دولت خانہ کے اطراف کے حجرے و در و دیوار
دیوان عام سے باہر و غسلخانہ کے اندر اقسام فرش و اقمشہ طلا باف و کلابتون دوز

آرایش پایئین اسقدر روپیہ ولایت و احمد آباد کا زربفت صرف ہوا کہ بہت ملکون کے تاجرون کو اسمین نفع ہوا اور رامشگران طناز ہزارون عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آرا ہوے اور انہون نے اصول گوناگون سے رقص و سرود کا ایک ہنگامہ پرجوش و خروش گرم کیا۔ پادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا منبر پر اسم و لقب ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا عہد سابق مین روپیہ اشرفی کیا ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔ ہر کس و ناکس کے ہاتھون مین اور پاؤن تلے یہ سکے آتے تھے اور ناپاک مقامون مین جاتے تھے پادشاہ کے نزدیک یہ بے ادبی نامناسب تھی اسلیئے پادشاہ نے اسکو بدل کر اشرفی کے لئے یہ سکہ تجویز کیا۔

سکہ زد در جہان چو بدر منیر + شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا۔

از سکۂ اقبال شہ مہر نظیر + سیم و درم ستارہ شد نقش پذیر
از سکۂ او غلغلہ در چرخ او فتاد + گردید زر از سکۂ او عالمگیر

چونکہ دو نو دفعہ تاریخ فتح روز یکشنبہ کو ہوئی تھی اسلیئے ہر ہفتہ مین جشن کا روز یہ دن مقرر ہوا اس جشن مین جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طول عمل ہے اسلیئے چند خاص اسامیون کا انعام لکھا جاتا ہے سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ پادشاہ بیگم کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو حاضر تھا دیا اور منصب دہ ہزاری ہشت ہزار سوار اور اسکے لوازم اور پادشاہزادہ محمد سلطان کو جو شجاع کے تعاقب مین گیا تھا تین لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ پادشاہزادہ محمد معظم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن مین تھا امیر الامراء فاضل خان خانساماں کو اور سعد اللہ خان کے بیٹے اور دولہ راجہ رگناتھ کو خلعت و خطاب منصب اور جواہر عنایت ہوے تیس ہزار آدمیون اور عمدہ روشناسون کو خلعت دیا اور

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا - ہر شب کو روشنی رہتی آتشبازی چھوٹتی آن مین
لوگ اپنی صنعتین دکھاتے طرح طرح کے فانوس و چراغ بناتے اقسام کے گل کھڑی و چمن و
طاق بندی نمایان کرتے اور قلعہ کے نیچے دریا کے اوپر کشتیان اقسام آرایش و روشنی سے
بھری ہوئی اور انپر نقارہ بجتا ہوا تماشائیون کو تماشا دکھاتین - ملا شاہ نے جو کشمیر کے
مشہور گوشہ نشینون مین تھا اور داراشکوہ اسکا مرید تھا اُسنے یہ تاریخ جلوس نظم مین کہی
جسمین تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے -

ابیات

صحن دل من چون گل خورشید شگفت	کامد حق و غبار باطل را رفت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را	ظل الحق گفت الحق این را حق گفت

جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب کا
بنا غرہ فروردی پر رکھی گئی تھی اس تاریخ مین آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے -
بہار کا موسم ہوتا ہے - اس بادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی
تو اُسنے سارا حساب فروردی سے لیکر اسفندار کے مہینون تک مقرر کیا تھا اور مہینونکا
نام ماہ الٰہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست بادشاہون و مجوسیون کے دستور کے
مشابہ تھا اسلئے بادشاہ نے شریعت کا پاس کرکے جلوس و جشن و دفتر کے حسابون کے
لئے سال و ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال و ماہ مقدم
ہون اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو -

سب جانتے ہین کہ قمری سال و ماہ کے حساب لکھنے سے پہلے حسابون مین کیا کیا دقتین
پیش آتی ہین فصول اربعہ گرما و زمستان و برشگال ہندوستان و فصل خریف و ربیع
اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر و نقدی منصبداران یہ سال و ماہ شمسی سے دریافت
ہو سکتی ہین اور ماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے - ہمیشہ موسمون مین قمری ماہ
بدلتے رہتے ہین لیکن اس دیندار بادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہین کیا

اور سال کا حساب عربی اور نوروز کے جشن کا موقوف ہونا -

فقط آتش پرستون مجوسیون کی ثنا بہت کے سبب سے نوروز کے جشن کو موقوف کیا
اور جلوس ثانی کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کرکے اسنے جلوس کا نیا سال مقرر
کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عید الفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سال مقرر کرنے سے
اسکی سلطنت کے سال السیال و وقائع کی تاریخ مین ایک دقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت
کا سال اول غرہ جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۸ سے غرہ رمضان سنہ ۱۰۶۹ تک شمار ہوتا
وہ اول تاریخ مین دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان مین اسکا جلوس دوم ہوا تھا
ایکسال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اول مین شمار کرلو اور باقی جلوس کے سالون کا حساب
غرہ رمضان سے شروع کرو اگرچہ اسپر اہلکارون نے حساب کے دقت کا اعتراض کیا
اور کہا کہ فروردی مین بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا
ہے جشن کی بہار موسم بہار مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے انکے کہنے پر
کان نہ لگایا۔

احوال داراشکوه ۱۰۶۸

دارا شکوہ کا احوال پر ملال یہ ہے کہ درہ کوہ اجمیر مین شکست پانے کے بعد (جسکا
حال پہلے لکھا گیا ہے) دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ جواہر
و اشرفی و چند اشاعی خدمہ محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور
بارہ ہاتھیون پر باقی خزانہ و اسباب و سرانجام ضروری لادا اور کچھ خادم
عورتون کو سوار کیا اور انکو پیچھے انکے پیچھے نوکرون کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ
سرا انکے ناظر و رفیق مقرر کئے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کو لائین وہ چار پانچ کوس راہ
چلے ہونگے کہ سنپنے گرون نے اس مال پر بیداد و غارت کا ہاتھ دراز کیا۔
آپس مین خوب دست و گریبان ہوئے اور جسکے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اڑا ہاتھیون
کے اوپر سے مال کے بار اتار لئے عورتون کو اونٹون کے کجاوے سے اتارا اور
انکا سارا زیور چھینا اور انکو ہاتھیون پر بٹھایا اور صحرا مین آوارہ کیا اور ہاتھیون
سے اتارا ہوا مال ان اونٹون پر لادا ادھر اشتر بار اور استر سبک رفتار

نقد و جنس جو بکھرے ہوئے اپنی ساتھ لے گئے۔ زیادہ یہ مال راجپوتون کے ہاتھ لگا وہ
اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا لیڑون کو منع نہین کر سکے بادشاہ کے
لشکر کے خوف کے مارے عورتون کی ہاتھیون کی سواریون کو دارا شکوہ کے پاس لے جانے
کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھے اس اندھیری رات مین بڑی ہراس
کے ساتھ دارا شکوہ کے پیچھے دشت پیما ہوئے متصل راہ چل کر ایک رات دن کے بعد
دارا شکوہ سے جا ملے اور دارا شکوہ وادی بے سر گردانی مین سرگشتہ ہو کر کمال حیران و پریشان
و بے سر و سامان دشت و صحرا مین آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمد آباد مین آیا
احمد آباد کے متصدیون کو عالمگیر کی فتح اور دارا شکوہ کی شکست و فرار کی خبر
ہو گئی تھی احمد آباد مین سید احمد بخاری کو دارا شکوہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اُس نے
اور متصدیون کے ساتھ رفاقت نہین کی تو اور متصدیون نے عاقبت بینی سے
متفق ہو کر یہ شہرت دی کہ سید احمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہین اس بہانہ سے
اُنہون نے اُسکے گھر پر جا کر اسکو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا کہ شہر کا
سارا بند و بست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا نقارہ بلند آوازہ کیا اور دارا شکوہ
کو شہر مین نہ داخل ہونے دیا اسکی ممانعت اور مدافعت کے لئے درپے ہوئے جب
دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے پیش قدمی
کر رہی ہے تو اُس نے شہر کی طمع نہین کی وہ احمد آباد سے دو کروہ پر پرگنہ کری مین
گیا اور کانجی کولی سے ملا جو اس ضلع مین سرکشون اور رہزنون مین بڑا مشہور
تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج　　احتیاج است احتیاج است احتیاج

کانجی دارا شکوہ کا رفیق بنا اور گجرات کی سرحد سے اسکو نکال کر ملک کچھ مین پہنچا دیا
اس ضمن مین گل محمد جو دارا شکوہ کا نوکر تھا اور اسکی طرف سے سورت اور بھروچ
مین حاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا دارا شکوہ پہلی دفعہ

جو احمد آباد مین آیا تھا اسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہبود کا رکھے
لئے اپنی بیٹی کو سپہر شکوہ سے بیاہنے کے لئے پیش کیا تھا دارا شکوہ اس پاس پھر مدد اور
رفاقت کی امید مین آیا تھا اس مصیبت کے سفر مین اصلا اسکے احوال پر ملائم وہ متوجہ نہ ہوا
بلکہ عین نا آشنا بن کر کمال بے روئی سے پیش آیا ملاقات تک نہ کی

ابیات

بوقتے کہ دولت ورا یار بود ؛ زرہ پیش تیرش نخدے نمود
بوقتے کہ بخشش نہ شد دستگیر ؛ نہ کردہ خدنگش گذر از حریر

دو تین روز تک دارا شکوہ نے اس زمیندار کے مستمال کرنے مین بیہودہ کوشش کی مگر آخرکار
جل مین گر بھکر کی راہ لی جب سندھ کے کنارہ پر پہنچا فیروز میواتی دارا شکوہ کی بد اقبالی کے دنون
مین بھی آجکے دن تک رفیق تھا اسکو برگشتہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دار الخلافہ کو چلا گیا
جب دارا شکوہ جادیون (جادخان کا خاندان) کی ولایت مین آیا تو اس بار کے صحرا
نشین اس کے سدراہ ہوئے اور اسکے دستگیر کرنے پر تیار ہوئی سپاہ کچھ ساتھ تھی جنگ و کوشش سے انکے
ہاتھ سے نجات پائی منگشون کی ولایت مین گیا مرزا مگشتی نے جو اس قوم کا سرگروہ تھا استقبال
کیا اور اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی۔ ایران جانے کے مشورہ کر کے درخواست
کی کہ مین آپکے ساتھ بدرقہ راہ تیار کر دونگا آپ یہان سے قندھار کہ بارہ منزل ہے تشریف
لیجائیے اس باب مین اسنے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن دارا شکوہ کو تو یہ لو لگی ہوئی
تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کر کے ملک و مال پر متصرف ہون اسلئے مرزا مگشتی کی بات
نہ مانا اب اسنے ملک جیون زمیندار دھاندر کے تعلقہ مین جانے کا ارادہ کیا جو دارا شکوہ
کا مرہون احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا ادعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجا رہتا
تھا مصرعہ - صید را چون اجل آید سوی صیاد رود + اس بینداہ کے وطن کی حد
مین پہنچا تو ملک جیون نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس میزبان مہمان کش حق ناشناس نے
اسکو اپنے گھر مین اتارا اور مہمانداری مین کمر بستہ ہوا۔ یہ اتفاقات سے ہے کہ ان ہی دو مین

رہ مین دارا شکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر پرویز مر گئی جو مرض اسہال مین مبتلا تھی۔ ان
میان بیوی مین کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و رنج مین گھل گھل کر وہ مر گئی تھی خاوند
کو غم پر غم اور الم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اس لئے
دارا شکوہ نے اسکو لاہور مین اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ مین دفن ہونے کے لئے
بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیکسی مین رفیق شفیق ایک سپاہی کار آمد با اخلاص تھا اور
جدا ہونے پر راضی نہین ہوتا تھا ستر آدمیون کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ
مقبول کو بھی جسکی رفاقت اس حال مین غنیمت تھی لاہور روانہ کیا۔ خود چند خدمتگارون
اور ناکارہ خواجہ سراؤن کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد یہ مصلحت جانا کہ صبح کو ملک جیون کو
بدرقہ راہ بنا کے اور اپنی نقد و جنس کو ساتھ لے کر ایران کے ارادہ سے قندھار کو مرحلہ پیما ہو
ملک جیون بحفاظ ہر ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اس نے اپنی
ترقی احوال کے لئے حق نمک و احسان کا کچھ خیال نہین کیا اس کو دستگیر کی فکر و تدبیر مین مشغول
ہوا۔ مہمان کی رفاقت مین چند کوس چلا پھر اپنے بھائی کو طرار راہ زن جماعت کے ساتھ
دارا شکوہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود یہ عذر بنا کے چلتا بنا کہ ایران کے سفر ضروری کا
سرانجام کر کے دو تین منزل پہنچ جاؤنگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور پیچھے دارا شکوہ
کے سر پر جا چڑھا اور اسکو ہاتھ پاؤن ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اسکو
اور سپہر شکوہ اور اسکے ہمراہیون کو اس بھلے مانس میزبان پاس لائے اور ایک معتبر جگہ
مکان مین انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر مین مرزا راجہ جیسنگہ و بہادر خان کو کہ دارا شکوہ کے تعاقب
کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس نیکو خدمتی کی اطلاع دی اور [illegible]
فوجدار بھکر کو بھی ایک اپنے حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد باد پا کے ہاتھ اسکے پاس
بھیجا باقر خان نے اسی وقت حضور مین اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط
شتر سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے محرمون کو
اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اسکے اخفا مین کوشش کی عالمگیر ایسا [illegible]

خبر نے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خان
کی عرضداشت آئی کہ جسمین اُس نے ملک جیون کی سعی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی
مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لے کر آتا ہون جب یہ عرضداشت بادشاہ
کی نظر سے گذری تو اُس نے اواخر ماہ شوال مین شادیانہ بجانے کے لئے اشارہ کیا۔
گویا اس نوید کی اطلاع ہوئی اور اپنے جشن جلوس کے ایام عید الضحیٰ تک بڑھائے جب یہ
خبر منتشر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے گالیان دینی شروع کین ملک جیون کے لئے
پادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دو صد سوار کا بہادر خان پاس بھیجا۔
بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ پدر پسر
کو اسی طرح سلسل کھلی حوضہ فیل پر بٹھا دار الخلافہ کے لاہوری دروازہ سے داخل کرین اور
ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک اور بازار سعد اللہ خان اور ارک مین تشہیر کر کے
پرانی دلی مین خضر آباد مین لے جائین اور عمارت خواص پورہ مین مقید کرین بہادر خان نے
یہان انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مورد عنایت بے پایان ہوا ملک جیون
کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین وہ داخل ہوا اور بازارون
مین گذرا تو اوباش آدمی اور داراشکوہ کے ہوا خواہ ہر کوچہ و بازار کے اہل حرفہ و پیشہ
اور ہر قوم کے تماشائی ایک دوسری کی تقلید کر کے جمع ہو گئے۔ بختیار خان اور اوسکے
ہمراہیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایسے اس پر
پھینکے کہ کئی آدمی مجروح ہو کر ہلاک ہو گئے اور بہت زخمی ہوئے بختیار خان سر پر سپر
لگا کے اس بلا سے بچکر بادشاہ کی خدمت مین آیا لکھتے ہین کہ اُسدن اگر کوتوال شہر
اپنے آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے رفع کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ
ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افغانون کے
سر پر کوٹھون سے عورتون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے
ہوئے ٹھیکرے پھینکے کہ تماشائیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کوتوال نے

مے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی ہیبت نام احدی تھا اسلئے اس جرأت مین تقدیمی کی تھی وہ
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب تھا علماء زمان کے فتوی سے اول ہیبت کو قتل کیا۔
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا
تصوف کو بدنام کیا تھا الحاد وکفر پر نوبت پہنچائی تھی اسلئے اسکو ذبح کرکے اسکی نعش کو حوضہ فیل پر
ڈال کر دوبارہ چوکون کے بازارون کے راستون مین لیجلیجے سارے تماشائی اسکے حال پر
قال کار پر گریان تھے پھر اُسکو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جائے اور وہان مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب آگے
یہ جھوٹی کہانیان بنائی گئی ہین کہ اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بھائی کو خط لکھا
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ برادرمن بادشاہ من سلامت سلطنت تمہین اور تمہاری اولاد کو
مبارک ہو مجھے اسکی ہوس نہین ہے فقط ایک گوشۂ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کی
لئے چاہتا ہون کہ کچھ کھا پی لیا کرون اور تمہارے لئے دعا کیا کرون۔ اس عجز نامہ کا کیا خوبصورت
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علما کو بلایا اُنکے روبرو اسکی چند کتابین پیش کین جو مقامات صوفیہ
اور تحقیقات کلمات محققین ہنود کے باب مین تصنیف و تالیف کی تھین اور پوچھا کہ جس مسلمان کا
یہ اعتقاد ہو اسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابون کے مضامین شرع کے
خلاف ہین جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اسکا قتل واجب ہے یہ حجت شرعی تمام
کرکے مصرعہ اگر خون بفتوی بریزی رواست * بظاہر نہایت افسردگی سے قتل کا
فتوی جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہین کریگا اسلئے ایک سنگدل کو
جو داراشکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالمون کو قیدخانہ مین بھیجا
دونو باپ بیٹے اس قیدخانے مین مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اُسی دال کو زہر کے اندیشہ
سے کھایا کرتے تھے جسوقت یہ قاتل سامنے آئے داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے آن پہنچے
اُسوقت مین بھی خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے مقابل
مین آیا جب تک بہت سے ظالم اُسپر آکر نہ ٹوٹ پڑے وہ نہ گرا آخر زخمون سے چور ہو کر

مار اگیا- پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی اسکا سر خون سے پاک صاف
ہوکر طشت مین پادشاہ کے روبرو رکھا گیا- جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا
سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت سے پیچ اور کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اسی
دفن کرین- اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر برنیر صاحب سیاحت نامہ سے جسے انگریزی کتابون مین
لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگاکے دو چار خدمتگارون کے ساتھ چاندنی چوک مین ارشاکو ہو
سکا تماشائی بنا تھا دوسرے سال ہر طرف خصوصًا شمال و مشرق مین لشکر کشی ہو رہی تھی اور
بعض جا بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ مہنگا ہوگیا تھا اور ملک کے احوال مین اختلال آگیا تھا
پادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرما کر راہداری
کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سہ گذر و سرحد و معبر پر لی جاتی تھی اور اس
آمدنی کا بہت روپیہ حاصل کا خزانہ مین داخل ہوتا تھا- پاندری (جسکو تہ بازاری کہتے
ہین) جو ہر ایک سال و ماہ مین تمام ممالک محروسہ مین ان سب لوگون اور مکانون کے کرایہ
مین لی جاتی تھی جنہین صنعت گر اور کاسب قصاب کلال و سبزی فروش سے لے کر بزاز
و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے- سر رستہ اور بازار کی ہر گلی زمین پر دکان بنا کر خرید و
فروخت کرتے تھے اور سرکار مین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھون روپیہ سے
زیادہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اور اور ابواب مشروع و نامشروع مثل سر شماری
و برشماری و برگدی و چرائی بنجارہ اور حاصل ایام بازار عرس و جاترہ ہنود کہ ہنود
اپنے معبد خانون مین دور و نزدیک کے پرگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایک لاکھ فراہم
ہوکر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے مسکرات و قمار خانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و
شکرانہ اور چوتھائی حصہ جو داد قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہون کو وصول
ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنکی آمدنی کا کروڑون روپیہ خزانہ سرکار مین داخل
ہوتا تھا ان سب کو قلمرو ہندوستان سے معاف کرایا اور سوا اسکے عشور جنس غلہ کہ پچیس لاکھ
روپیہ از روے دفتر دیوانی کے محصول شرعی ہوتا تھا گرانی غلہ کے سبب سے معاف کیا-

اور اس حکم کے اجرا کے واسطے جابجا صوبجات مین احکام گرز برداروں اور احدیون کے
ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامر یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ رعیت پرور نے ابواب مذکورہ
معافی کا حکم جاری کر دیا اور یہ احکام بہ تہدید صادر کیے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری ہوئی
راہداری کا محصول زیادہ تر مشہور پایہ تخت و حاکم نشین شہرون اکبرآباد - دہلی - لاہور
برہان پور مین لیا جاتا تھا وہان تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی - باقی ابواب کی ہر چند ممانعت
بادشاہ نے کی لیکن زبردست فوجدارون اور جاگیردارون نے دو دست اس مال ستانی سے اپنا
ہاتھ نہین روکا - اول عالمگیر کے عہد مین تمام ممالک محروسہ مین جاگیردارون اور فوجدارون
اور زمینداران جاگیر کے دل مین سیاست کا ترس و رعب اہمہ نہین رہا تھا دوم ابواب مذکورہ
جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہیے تھا کہ سررشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت
عمل جو بڑھا ہی پروانہ جاگیر تنخواہ مین ہوتا وہ کیا تو بادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا تغافل عدم
غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل مین نہین آیا - جاگیرداران
عمدہ اس حجت کے سبب سے کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ مین درج ہو چکے ہین زیادہ طلبی کی
طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے - راہداری اور ابواب مذکورہ مین بہت سے بدستور
سابق بلکہ مزید بران ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے - اگر از روے سوانح و وقائع بعض
پرگنات کا حال بادشاہ سے معروض ہوتا حکام کے منصب مین کمی ہوتی اور گرز بردارون
کے تعین سے انپر عتاب ہوتا اور گرز بردار مبلغ لے کر چند روز اسکے اخذ کو ممنوع کر کے آتے
مگر بعد انقضاء ایام معدود مربی کے وسیلہ سے یا وکلا کے باتین بنانے سے منصب
بحال ہو جاتے اسلیے زیادہ تر ابواب معافی کا بندوبست عمل مین نہین آیا خصوص راہداری
یہ محصول جسکی آمدنی بڑی ہوتی ہے - حق آگاہ خدا ترسون کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہے
اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک محروسہ مین بیوپاریون
اور بے بضاعت مسافرون اور محتاج رہ نوردون سے فوجدار اور جاگیردار سابق سے
زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہین - زمیندارون نے عدم

باز پرس کے مشاہدہ کے سبب سے اپنے تعلقون مین حکام پادشاہی کے تعلقون کی راہون سے زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال ارزنگ و بنادر سے خریدا جاتا مکان مقصود تک پہنچنے تک اتنا روپیہ خرچ راہداری کے خرچ مین صرف ہوجاتا کہ مال کی قیمت دوچند ہوجاتی۔ یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن مین تھا مرہٹون کی لوٹ مار سے دکن مین یہی حال دیکھتا ہوگا جو اُس نے لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نمک ارزان ہوگیا۔ اور قحط سالی مین بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جاکر بِکنے لگا کال کا اندیشہ بہت کم ہوگیا۔

شہنشاہ اسلام پرور تھا اُس نے اپنی راہ سے ایک عالم ملا عوض وجیہ کو محتسب مقرر کیا۔ وہ تدین و مسلمانون کی مسئلہ دانی مین مشہور تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو منہیات و محرمات سے خصوصاً شرب خمر اور بنگ بوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زنانیات کی مباشرت سے منع کرے حتی المقدور بُرے کامون سے خلق کو روکے۔ ملا عوض پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صد سوار مرحمت ہوا منصب داران اور احدیون کی ایک جماعت اسکی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خود سر ملا کے کہنے کو نہ مانین تو وہ اسکی رفاقت کرکے انکی تنبیہ تاکید کرین۔

ہمنے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہے مگر اسکے معنے نہین بیان کئے۔ کسی زمانہ مین اہل عرف قلعہ کی فصیل کو شیر حاجی کہتے تھے اکبرآباد کا قلعہ جو شہنشاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد عالمگیر نے حصار شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی اکبر کی پہلی فصیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ فتحپوری کی بنوائی سال دوم جلوس مین ۵ ذی قعدہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب پستی بہت تھی اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا فصل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور عرض دیوار پانچ ذراع۔ اور اور جوانب مین زمین مرتفع تھی۔ ارتفاع دیوار پیاست قلعہ

اور دیوار قلعہ سے فصیل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق شیرحاجی سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھے گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازون پھاٹک پول و خضری و اکبری کے روبرو اور ایک دروازہ دائین دروازہ کے سامنے جو شاہ برج کی جانب ہے اور ایک اور دروازہ دروازہ خردی کے محاذی جھروکہ کے نیچے کنگرہ و سنگ انداز بدستور قلعہ ہے یہ فصیل تین سال مین تیار ہوئی۔

عالمگیر یہی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد مین فرض و سنت و نفل ادا کرے اسلئے اس نے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جسکے سبب سے بغیر سواری اور طول مسافت کے مسجد مین پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے غسلخانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور اسمین سنگ مرمر کی مسجد بنائی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول مین متصل تھے اور سقف ہر ایک کی بشکل بنگلہ اور دائین بائین طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب مین کہ محراب کی جگہ ہے گنبد باہر سے نمودار نہ ہو اور آگے کے ایوان مین تین گنبد عالی نمایان ہون ایک بنگلہ کے اوپر اور دونو بازوؤن کے اوپر عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوای اساس کے اور اسکے طول کا صحن پندرہ ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ تسو اور کرسی کی زمین کا ارتفاع صحن سے ڈیڑہ ذراع اور سمت شمالی مین ایک مختصر ایوان جسکا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھے تین ذراع۔ ایک در اسکا ایوان مسجد کی جانب اور دو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب مین شرقی و تین غربی و تین شمالی۔ وسط ایوان مین ایک چھوٹا حوض جس مین پانی جوش کرے اور صحن مسجد مین تین دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبدون کی پوشش تانبے سے کی گئی اور اسپر سونے کا ملمع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال مین ایک لاکھ سات ہزار روپئے مین تیار ہوئی۔

ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ سنہ جلوس ماہ ربیع الثانی مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینے سے آگے سولہ مہینے کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہین۔ شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس مین گیا

اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادرپور مین جو بنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا
ایک حصار بنا کے اور مورچال لگا کے یہان چند روزہ قیام کرے اور جہان تک ہو سکے دشمن
کی مدافعت کرے اور جب کچھ بری بنے تو نوارہ مین بیٹھ کر بھاگ جاے۔ بہادرپورہ وہ زمین ہے
جہان اُس نے شاہجہان کی بیماری کے دنون مین سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور
بھاگا تھا اور پادشاہ سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اب یہان
اُس نے ایک دیوار کھینچی اور مورچال لگائی اور الہ آباد سے آنے کے وقت اُس نے قلعہ چنار گڈھ
پر تصرف کیا تھا وہان سے سات بڑی توپین منگائین اور مورچالون مین نصب کین اور
آدمیون کو بھیجا کہ وہان سے اور توپین لے آئین جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد سلطان
اور معظم خان دو منزل پر آن پہنچے ہین تو اسکی عزیمت مین تزلزل ہوا اور بہادرپور مین توقف کرنا
مصلحت نہ جانا پٹنے مین بھاگ کر گیا اور ۲۷ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔
ذوالفقار قراقلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کرکے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح
کیا اور اسکے بعد آگے گیا۔ ۶ جمادی الآخرہ کو مونگیر مین داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف
پہاڑی اور دوسری طرف دریاے گنگ ہے اور افغانون نے اپنے زمانہ حکومت مین اس شہر کے
استحکام کے واسطے ایک فصیل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے
فصیل طول مین سوا کروہ ہے اسکے گرد خندق کھدی ہوئی تھی۔ شجاع نے احتیاطاً
سال گذشتہ سے اس وقت تک اس دیوار کی مرمت کی ہر تیس گز پہ ایک برج بنایا اور اس کی
خندق کو ایسا گہرا کیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فصیل کے آسرے پہ یہان ٹھیرنے کا اور دشمن کی
مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام مین اُس نے اپنے آدمیون کو مورچال تقسیم کئے اور
انکو آلات توپخانہ ...... سے جو اسکے نوارہ مین تھے مستحکم کیا بہروز زمیندار کھڑگپور
اپنی کسی مصلحت کے سبب سے شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اُسکو
سپرد کر رکھی تھی جس مین سے ایک راہ دشوار گذار اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہواخواہی
و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع

تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ میں مونگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور
مصلحت سنجی اور حسن تدبیر سے مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ کا طول
ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانے کا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمہارے حال پہ
اگر عبودیت و دولتخواہی کرو گے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کرو گے تو قہر شاہانہ
ہوگا یہ پیغام دیکر اوسکو شہزادہ کی خدمت میں بلایا راجہ بندگی اور خدمت گذاری پر تیار
ہوگیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اسکی رہنمونی سے لشکر شاہی نے مونگیر پہاڑ
کی جانب چپ کو چھوڑ دیا دامن کوہ کھڑک پور کی راہ سے روانہ ہوئے جہان جنگل و بیشہ ہے
کہ شجاع کے عقب میں آنکر اسپر کام کو تنگ کریں شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو
وہ سمجھا کہ اگر میں مونگیر میں توقف کرونگا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو مسدود کر دیگا
پھر بنگالہ پہنچنا مشکل ہوگا جو اسکے اہل عیال کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اوسلئے
اسنے راہ مذکور کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر سیالیہ پور سے جو مونگیر سے
بیس کروہ پر اکبر پور کی سمت میں ہے سیدھی راہ چلا اور مونگیر میں معظم خان آگیا کہ اوس کا
بندو بست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے خان مذکور کے آنے تک وہین قیام کیا شجاع
موضع رانگاماٹی میں آیا۔ وہ مونگیر سے ۳۰ کروہ اور اکبر نگر سے پندرہ کوس تھی۔
اسکی ساری وضع مونگیر کی سی تھی کہ ایکطرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے
یہ سنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ
متعذر ہے اسکو چھوڑ کر راہ متعارف سے میرا تعاقب ہوگا تو اوسنے یہان بھی مونگیر کی طرح
قیام کرنے کا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ
روز یہان قیام کیا اور دیوار کے استحکام میں اور مورچال کے بنانے میں مشغول رہا خواجہ
کمال افغان بیربھوم و جاڑ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالب مدعاؤن کے
لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اوس نے
خواجہ کمال کو راجہ بہروز پر قیاس نہیں کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اسکی ہوا خواہی کے اعتبار پر مستوثق تھا اسنے اپنے نوکر اسفندیار معموری کو اسکے ہمراہ موضع
بیر بھوم مین بھیجا کہ اسکے حدود مین سے جنگل و بیشہ کی راہ سے لشکر شاہی کو نہ گذرنے دین
اور اسکو روکین معظم خان مونگیر مین پہنچکر شہر و قلعہ کے نظم و نسق مین مشغول ہوا بادشاہ نے
محمد حسین سلدوز کو مونگیر کا قلعہ دار مقرر کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہو کر شاہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور بیالیہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ
ہوا خواجہ کمال اپنے سود و زیان کو خوب جانتا تھا اس نے بیر بھوم مین راجہ بہروز کی
طرح عمل کر کے اولیاء دولت سے مخالفت نہین کی اور خود بادشاہزادہ پاس چلا آیا۔
اور لشکر شاہی کو بیر بھوم مین راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ مین راہ لی اسفندیار نے جب
دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہو گیا تو اسنے مایوس ہو کر معاودت کی۔ لشکر
پادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتون نے لشکر سے جدا ہو کر شورش مچائی۔
راجپوتون کے پاس جنگ اجمیر کی جھوٹی جھوٹی خبرین آنی شروع ہوئین۔ جب لشکر شاہی
بیالیہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگھ ولد راجہ جیسنگھ و راؤ بہادر سنگھ ہاڈہ نے
بہت سے راجپوت سردارون کو اپنے ساتھ لیکر بیدانستی و کوتہ اندیشی سے نہ حال
کی تحقیق کی نہ مآل سوچا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چند روز پہلے بادشاہزادہ
کی سواری اور اترنے کے وقت کورنش کرنی چھوڑی اور اسکے پاس جانا موقوف کیا اور
جنگ اجمیر کی متوحش خبرین اڑا کر عقیدتمندون کا دل دکھایا۔ جب لشکر شاہی بیر بھوم
سے دو منزل تھا تو ۱۲ رجب کو انہون نے اپنے سلوک مین تغیر پیدا کیا جو مقام
ہر ایک کے واسطے مقرر تھا وہان وہ نہ اترا اور سب جمع ہو کر لشکر سے دور فرود ہوتے
اور کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے۔ ۱۶ رجب کو کہ لشکر شاہی بیر بھوم سے تین
منزل گذر اتھا کہ ان سب راجپوتون نے مخالفت کر کے معاودت کی معظم خان بمقتضائے
مصلحت انکے احوال کا متعرض نہین ہوا جب شجاع کو بیر بھوم سے لشکر شاہی کے آگے
بڑھنے کی خبر پہونچی تو وہ رانگا ماٹی سے اکبر نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب مین وہان

پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ مین نہین ہے تو وہ اوسط جب
مین گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبر نگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے
سیف اللہ خان کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبر پورسے بارہ
کروہ جو گذرِ دوگاچی ہے اُسے اُترکر مخصوص آباد کو جائے وہ شہر سے نکلا تھا اور گذر مذکور
سے تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نور الحسن کو شہر مین چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانون
اور آدمیون کا انتظام کرین خود اسنے دریا کے کنارہ پر جاکر کشتیون کو تقسیم کیا اور مقرر کیا
کہ اواخر شب مین دریا سے گذرے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیون کے
چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ مین آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کریگا
جسوقت لشکر شاہی بلکھتہ مین مقیم تھا جو اوسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔
اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ مین لشکر شاہی سے ملجاؤن جس شب کو شجاع کنارہ دریا
سے اپنے خیمہ گاہ مین گیا تو اللہ وردی خان شہر مین آیا شجاع کے بہت سے آدمی جو
اُسسے جدا ہونا چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آگئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی
اس سبب سے اگر شجاع اسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شہر مین
اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اُس نے ایک تدبیر اُسکے ہلاک کرنے کی
سوچی اور وہ خود شہر مین چلا آیا اور اپنے آدمیون کو اللہ وردی خان کی حویلی کے
گرد بھیجدیا اور جھوٹی جھوٹی خبرین اُڑانی شروع کین جسکے سبب وہ آدمی جو شجاع سے
برگشتہ ہوکر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہوگئے۔ سراج الدین
جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خان اور اُسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلاسے
دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیون
نے اُسے گھیر لیا۔ گنہگارون کی طرح اسکے ہاتھ پیٹھ پر باندھکر شہر سے باہر باغ مین
شجاع پاس لائے جسنے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان
کو اپنے رذلے فتنہ پرور کے فتوی سے اور مفسدان کوتہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔
۱۳ رجب کو دوبارہ اکبرنگر سے نکل کر دو کاچی دکاینجی کے گھاٹ سی دریا پار ہوا اور اس گھاٹ کے محاذی زمین باقرپور مین اقامت کی۔ بنگالہ مین جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا باقرپور سے لیکر سوتی تک جابجا مورچال بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سرداروں اور کام کے آدمیون سے استحکام دیا۔
سلخ رجب کو اکبرپور مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان آئے۔ موضع مذکور اور باقرپور کے درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسمین شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھے مین اپنے آدمیون کے ایک گروہ کو اور چند توپون کو کشتی مین لایا اور اندھیرے مین زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال بنائے اور دمدمہ تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کئے
معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیان بہم پہنچا کر اور تمام لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب مین ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی دریا مین نہین چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیون مین بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہان اپنے آدمیون کو اتار کر کشتیون کو واپس بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھیپ لائین اس طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی اور سردار مثل ذوالفقار و فتح جنگ خان و رشید خان انصاری و لودی خان و راجہ سبحان سنگھ بندیلہ و تاج نیازی مع اپنے تابینون کے اور دو سو بیلدار اور توپ خانہ کا ایک حصہ یہ سب دریا سے پار اتر گیا جب صبح کو مخالفون کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم مین لغزش آئی اور کشتیون مین توپون کو ڈال کر بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا اور اسمین دشمنون کے مورچالون کی جگہ اپنے مورچال قائم کئے دوسرے روز دشمن بڑی جمعیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیون پر سے توپ تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کارزار روشن ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچالون مین قائم ہو کر دشمنون کی مدافعت مین کوشش کی توپون کی مار سے چھہ کشتیان مع توپون

دشمنون کے ایک گروہ نے کشتیون سے اُتر کر نوارہ کے استظہار پہ دریا کے کنارہ پر مورچال بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانون اور معظم خان کے تابینیون نے حملہ کر کے اُن کو یہان ٹھہرنے نہین دیا طرفین سے جنگ نمایان ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے گئے ایک دن بعد پھر نوارہ کے استظہار پر دشمنون نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی سے مغلوب ہوئے کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنون نے تھک کر اس سرزمین کے لئے جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالون کے مستحکم کرنے مین مصروف ہوئے ہمیشہ انکا نوارہ دریا پر گشت کرتا کبھی اکبرنگر کی سمت جاتا وہان محمد مراد بیگ سیاہ کے ساتھ متعین تھا اُس سے رات دن توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ کو گرم کرتا۔ دوکاچی اکبرنگر کی سمت مین دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے پادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل مین اپنے توپ خانہ اور سپاہ کو جمار کھا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر پادشاہی عبور کر سکے میسر نہین ہوتا تھا تو معظم خان نے یہ چاہا کہ چھہ سات ہزار سوار ساتھ لے اور شاہزادہ محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبرنگر سے چودہ کوس جہانگیرنگر کی سمت مین ہے اور وہان سے دریا پار جانے کا ارادہ کرے اور لشکر شاہی دوکاچی سے سوتی تک جابجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھاٹ مین بیٹھے خان کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی مین جا کر مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدا کے مارنے کی تدبیر مین لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دونا پور کے محاذی مقرر کیا یہ موضع چھہ کوس کے قریب جہانگیرنگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دوکاچی مین تعین کیا کہ وہ شجاع کے مقابلہ مین بیٹھین شجاع نے اپنے سردار نورالحسن کو فوج اور توپ خانہ کے ساتھ بھیجا کہ سوتی کے مقابل مین بیٹھ کر دشمنون کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو ایک جماعت کے ساتھ دونا پور بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اشیا کو ٹانڈہ مین بھیجا

معظم خان نے سوتی میں نوارہ کا اہتمام کیا سو کشتیون کے قریب جمع کین اور انکا سامان تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاہ مین لگا رہا مخالفون نے دمدمہ بنا کے آٹھ بڑی توپین اسپر نصب کین اور ہمیشہ لشکر شاہی پر اسنے گولہ اندازی کی جس سے بادشاہی سپاہیون اور اہل اردو و دواب پر آسیب پہنچا معظم خان نے چاہا کہ دشمنون سے دست بردی کرے اسنے کشتیون کو آلات توپ خانہ سے پر کیا۔ اور تفنگچیون اور کام کے آدمیون کو اس مین سوار کیا کہ دریا کے اس طرف جا کر دست بردی کرین جب یہ کشتیان دریا کے قریب پہنچین تو غنیم کے نوارہ کے دیدہ بانون اور قراولون کو خبر ہوئی تو انکا نوارہ لڑنے کو آیا بادشاہ کے نوارہ نے کچھ کام کیا اور الٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دوبارہ بیس بندہاے بادشاہی اور اپنے غلامون کی جماعت کو کشتیون مین بٹھایا اور دن کو جسوقت ہوا مین بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا کہ شاید اس فرصت مین دستبردی ہو سکے یہ کارطلب چالاک ہوا کی طرح سیر کرکے آب سے گذرے اور غنیم کے توپ خانہ پر جو دریا کے کنارے مورچالون مین تھا پہنچ گئے اور دلیری و تیزدستی سے چھہ توپین چھین کر اپنی کشتیون مین لے آئے اور دو بڑی توپون کو آتشگاہ مین میخین ٹھوک کر بیکار کر دیا وہ کشتی مین نہین آسکتی تھین اور معاودت کی جب شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کا رکن اعظم تھا ایک تازہ فوج کے ساتھ بجاے نورالحسن کے تعین کیا اب بادشاہی لشکر پر ایک صدمہ عظیم پہنچا جسکی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بھروسہ پر معظم خان نے دوبارہ اور شعبان کو تشکر اور نامی سردارون کو کشتیون مین سوار کیا آواخر شب تک اہتمام کرکے تہتر کشتیان مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی طرف روانہ ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وہ اس عزیمت سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا رات دن حزم و یاسداری لوازم اور

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس عزیمت سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا مورچال سے دو ویدمون کے عقب سے دشمن کی کشتیوں کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر اور چند جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے پادشاہی تین کشتیاں پہنچیں انمیں سے اہتمام خان اور لشکر نے اُتر کر دشمنوں کے مورچالوں پر حملہ آوری کی مورچالوں میں آدمی بھاگ گئے لشکر شاہی نے ان مورچلوں پر اپنے علم قائم کئے۔ عالم خان یہ دیکھ کمین سے نکلا پادشاہی کشتیوں میں سے تھوڑے آدمی اُترے تھے اور انپر سید عالم نے حملہ کیا۔ انہوں نے مقابلہ کرکے اپنے مورچال میں مخالفوں کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیوں میں جو آدمی تھے اُنکو امداد اعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نواره میں سے صرف چھ کشتیاں کنارہ پر آئیں جنمیں کچھ آدمی اُتر کر مورچالوں میں داخل ہو گئے تھے اور باقی اُتر رہے تھے مخالفوں نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوئے اور اس ہئیت اجتماعی سے کہ اول مورچالوں پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیوں پر ہجوم کیا اور خوب لڑے معظم خان نے ہر چند کوشش کی کہ کمک کے لئے کشتیوں کو لے جائے۔ مگر کوئی صورت اسکی نہ ہوئی اس اثناء میں کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی اطراف کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خان مع اپنے رفیقوں کے دشمن سے خوب لڑا اسکو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور سرداران شاہی زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اُتر کر دشمن سے لڑے کچھ کشتیوں سے اُتر کر دشمنوں سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک دو سو سواروں کی جیلے آگے ہاتھی تھا آن پہنچی اُسنے حملہ کرکے لشکر شاہی میں سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا بعض کو اسیر کیا یوں سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالوں پر حملہ کرکے اہتمام خان کو مارا۔ پادشاہی لشکر کو کمک پہنچی نہیں دشمنوں کے آدمیوں اور ہاتھیوں نے لشکر شاہی کو

پریشان و پراگندہ کر دیا اس لڑائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینھہ برسنا شروع
ہوا اس کے قطروں نے پیکار کے غبار کو بٹھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھا دیا
طرفین نے بساط نبرد کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سرانجام میں مصروف ہوئے۔
بادشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار بکمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک
جو لڑائیاں ہوئیں انمیں فوجوں کا بھیجنا اور امیروں کا مقرر کرنا معظم خان کے اختیار میں تھا
شاہزادہ محمد سلطان کو اپنے اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جب شجاع کو اس امر پر اطلاع
ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل کیجیے۔ زمانہ سازی کر کے اکثر
اوقات نامے لکھتا اور تحفے تحائف بھیجتا رہتا۔ جو جوانان ناتجربہ کار کے دل کے تسخیر کرنے
کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اسنے تزویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا مستحکم کیا کہ شاہزادہ اسکی
لڑکی سے جو پہلے اس سے نامزد ہو چکی تھی ازدواج کے لیے جانا قبول کیا اور اسنے پیغام ابلہ
فریب بھیجے کہ بیٹے کے دل میں باپ کی عقیدت کچھ نہ رہی جوانوں کو آزمودہ کار بڈھوں
کی نصیحت و صحبت و رفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور بے کمال بدنالوں کی صحبت سے
زیادہ رغبت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت خاک میں ملتی ہے ان دنوں میں
ایک غماز جماعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان
غبار خاطر روز بروز یہاں تک بڑھایا کہ بادشاہزادہ نے شجاع سے ملجانے کا ارادہ کیا اور آخر
رمضان آغاز سنہ جلوس میں اپنے مصاحبوں و مقربوں کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھجوایا
کہ آخر شب میں آپ پاس کشتی میں بیٹھ کر آتا ہوں میری توپ خانہ کا داروغہ امیر قلی
اور قاسم علی میر توزک اور چند خواجہ سرا اور خادمۂ محل میری ہمراہ ہونگے جواہر اور خزانہ
جتنا لا سکوں گا لاؤنگا شجاع اس خبر کو فضل الہی سمجھا اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر کو
شہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیوں اور بہت سے کہاروں کو اسکے خزانہ
و اسباب کے لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ
دریا کے پار اتر گیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لینے گئے تو اس راز سربستہ کا

انتشا ہوا اس سانحہ سے لشکر مین فتور و اختلال پیدا ہوا اور سپاہ نامے پادشاہی ابتلا
اور سست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دوگاچی مین بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر
اور کارخانجات و اموال و اشیا جو اسکے بے آئین معظم خان کو جب ہی رات کے اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی گو اسکے دل مین شاید خوف پیدا ہوا ہو مگر ظاہر مین اسنے اپنی حسن ہمت و نیرو ہی
تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہین دیا اصلا ہراس و تزلزل کا متعلق ہوا
اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہین رکھا اور جریدہ سوتی سے دوگاچی
مین گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت و دلدہی سے مستقل کیا
اور مخالفون کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب کو لینے
آئی تھی اسکو یہان سے دفع کیا اور اس قضیہ نا ملائم کے تدارک مین مشغول ہوا۔
یہ موسم پانی کی طغیانی کا تھا طرفین نے مورچے اوٹھا لئے معظم خان برسات بسر کرنے
کے لئے موضع معصومہ بازار مین چلا گیا جہان کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و
سیف خان و اخلاص خان خویشگی و راجہ اندرمن بندیلہ و قزلباش خان اور چند اور
امراء اکبر نگر مین رہے۔ پادشاہ کی یہ رائے تھی کہ معظم خان لشکر مخصوص آباد و اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استیصال مین کوشش کرے اور ایک فوج دریاے گنگ کی
اس طرف سے ٹانڈہ جاے اور جہان شجاع کا بنگاہ ہے وہان اسکا قافیہ تنگ کرے
اسلئے پادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت
پر مستعد ہوا ور ٹانڈہ جاے جس کمکی اوتباعین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہ
فرمان داؤد خان پاس آیا تو اسنے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے
ساتھ پٹنے مین چھوڑا اور غرہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان و ہادی داؤد خان
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کومکیون کو لیکر گنگا سے اترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریاے ترچوک و گندک اور دریاء گنگ کے

بعبور راہ مین پڑتے تھے اس فصل مین بغیر کشتی و پل اکثر ناممکن ہے دشمن اپنے نوارہ کے
استظہار پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جابجا مورچال بنا رکھے تھے اور مدافعت کیلئے سپاہ
مقرر کر رکھی تھی جو نہ خشکی مین نہ تری مین راہ چلنے دیتی تھی اسلیئے منگیر و بھاگلپور جانے
مین داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے
لشکرون مین لڑائیان ہوئین جنمین ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ رہا جب موضع قاضی کریہ مین کہ
بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کوسی و کالہ پانی و جہاندی
برسات کے سبب سے طغیانی مین آرہی تھی انسے گذرنا ضرور تھا اسلیئے باقی برسات بسر
کرنے کے واسطے وہ اس موضع مین مقیم ہوا. برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ ہل سکا
بادشاہ نے دلیر خان کو کومک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔
اکبرنگر کے ایکطرف کوہستان ہے. برسات مین اسکے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر
کھڑا ہو جاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہین سکتا. عین شہر مین کشتی کام کرتی ہے۔
اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے
سپاہ شاہی کو آذوقہ نہین پہنچا تھا اور اس سبب سے کہ راجہ ہرچند زمیندار مجھو .. مرزا
شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجارونکو نہین آنے دیتا تھا
انکو لوٹ لیتا تھا کسی وجہ بادشاہی لشکر مین غلہ نہین پہنچا تھا اس سبب سے اکبرنگر
مین سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے
بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی
تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اُس نے اکبرنگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عباس
میر بحر کو چار سو سوارون اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع بتوارہ مین بھیجا جو اکبرنگر سے
دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبرنگر بادشاہی لشکر کے
قبضہ مین تھا وہان سے اکثر نوکرون کے عیال اور اموال تھے معظم خان عم
ذوالفقار خان کی معدلت ونصفت کے سبب سے کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ

شجاع کے متعلقون اور منسوبون کے مال کا تعرض کرتا مگر یون انکا مال غارت شدہ ہوتا
اور انکی ناموس اوباشون کے ہاتھ مین پڑتی کہ شیخ عباس مذکور ہمیشہ [illegible]
کو اکبر نگر کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجا اب شجاع نے دلیر ہوکر دریا کے اس طرف آنے
کا قصد کیا سراج الدین جابری ٹانڈہ مین اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے چھوڑی
۶ ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ پر بھوارہ مین آیا اُسنے شاہزادہ محمد سلطان کو تو [illegible]
روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کرکے مراجعت کیے ۱۳ ماہ مذکور کو بھوارہ سے اکبر نگر مین
آیا اور راجہ اندرمن سے لڑائی ہوئی مگر اُسنے ہزیمت پائی۔ اسلام خان و فدائی خان
اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنی اغراض باطلہ نفاقی کے سبب ایک دوسرے کی خلاف
تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کوہ منجوہ وجھاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ
گیا اور اکبر نگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعض شاہی ملازم شجاع سے جا ملے۔ اور
محمد سلطان کے اکثر نوکرون نے شاہزادہ کے کارخانون و ہاتھیون اور گھوڑون پر تصرف
کیا جسسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اُسکا لشکر اکبر نگر مین
بے مزاحم و مانع قائم ہوا۔ اور برسات کا موسم اُنھون نے یہین بسر کیا جب برسات
ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی کے بعد اکبر نگر مین آیا تو اُسنے معظم خان کو
معصومہ بازار مین جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور
بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوے معظم خان بھی غنیم کی یہ
خبر سنکر کہ وہ اکبر نگر سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعہ کے لئے روانہ
ہوا جب وہ موضع بلکھسہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب مین مقیم ہوا جو بھاگیرتی
دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اُسنے دو پل آدھ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لشکر کے آگے
اور دوسرا بلکھسہ کی جانب راست مین تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلون پر سے نالہ
سے گذر جاے۔ پلون کی اس طرف مورچال بناے اور توپ خانون کے آلات سے
استحکام دیا۔ اپنی روبرو کی سمت مین مورچال مین توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ کو

کو دیا اور دائین طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خان کو سپرد کی اور سید محمد اعزاز خان کو آغرون کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب دشمنون کے آنے کے انتظار مین بیٹھے دو مہینے بعد غرہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بلکھتہ مین لشکر شاہی کے مقابل مین شجاع آیا نالہ کہ درمیان مین حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہین آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی کہ جسپر بالا مین لشکر شاہی کم ہے تو نوین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع اور اسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جا کر یکہ تاز خان کو شکست دی اسکو اور اسکے دو بھائیون کو مار ڈالا اور لشکر پادشاہی کے امیرون اور بہت آدمیون کو بستہ و زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس چلے گئے۔ ذوالفقار خان نے توپ تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنون کی کثرت کو دیکھکر کشتیون کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آب سے نہ گذر سکین معظم خان نے لشکر کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنون سے لڑنے گیا اور لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑی بڑی امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خان نالہ سے اُترکر لڑنے آیا ہے تو اُس نے ذوالفقار خان سے جسپر کے سرے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خان سے لڑنے آیا معظم خان نے چاہا کہ جسطرح اُس نے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سی دشمن پر حملہ کرے مگر امیرون نے انانیت اور خودسری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا اور فرمانبری نہ کی نفاق کرکے خودداری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا اور اُس نے ہزیمت پائی جب معظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ مین آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور مخصوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خان کی جرأت و استقلال مین اختلال کا گمان کیا اور وہ مخصوص آباد کی طرف آیا کہ بھاگیرتی کو عبور کرکے لشکر شاہی سی

سے لڑے نصیرپور کی گذر پر جہاں لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچکر لڑائی شروع
کی توپ و تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔
۱۱ ربیع الثانی کو شجاع پاس خبر آئی کہ داؤد خاں نے دریاے گومتی سے عبور کیا سید
تاج الدین کو اسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک
سکا اور عنقریب ٹانڈہ میں جہاں اسکا تکیہ گاہ تھا داؤد خاں آنے والا ہے تو شجاع
ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خاں اسکے تعاقب میں روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی
میں بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے
بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جھیل پار سے کے اس طرف گیا لشکر شاہی
نے سر چڑھا کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونوں لشکر
نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیر و دار اور کارزار کے لئے آمادہ
رہے اواسط شب میں نور الحسن جو شجاع کے عمدہ سرداروں میں تھا معظم خاں سے
آملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز
تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۷ کو شجاع دونا پور میں چلا گیا معظم خاں نے اسکا
تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جس میں دس توپیں اور دو سو بان تھے۔
جب یہ سنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب برہم و درہم
ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ وہ کاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خاں نے
تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کے بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ
ہوا اور اسلام خاں افواج برانغار کو لے کے اس ہراول سے جا ملا معظم خاں نے
آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ تقصیری اور وہ کاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے
اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپخانہ کو آگے چن رکھا تھا
وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اسلئے فتح جنگ خاں و
اسلام خاں کو نرغہ میں کر لیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے معظم خاں آیا۔

اُسنے نالہ سے پار جاکر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سرداروں نے
کوتاہی و خودداری کی اور معظم خان کی بات نہیں سُنی۔ ناچار معظم خان سیک توپخانہ
لیکر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اسطرف تھا برق افگنی و آتش فروزی
سے ہنگامہ دشمن کشی و عدو سوزی کو گرم کیا اور آخر روز سے اواسط شب تک لڑائی
رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن نے جنگ موقوف کی۔ دوسرے روز معظم خان اکبر نگر
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریاے گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اُسکو
یہ اندیشہ تھا کہ اگر میں پہلے عبور کرونگا تو لشکر جسکو کوئی امید اسّے نہ تھی
اسکو چھوڑکر عبور نہ کریگا اور اگر پہلے لشکر کو اُتارتا ہوں اور خود قلیل آدمیوں کے
ساتھ رہتا ہوں تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسنے لشکرگاہ کے گرد
ایک عریض عمیق خندق کھدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو استحکام دیا تاکہ
لشکر شاہی سے امین ہوکر دریا سے عبور کرے اس وقت محمد سلطان جس کے
رفاقت و اتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریاکے پار اتار دیا تھا —
معظم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبر نگر پر قبضہ کرے اور دو کھاجی سے
سوتی تک جابجا تھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے ساڑھے اٹھارہ لاکھ
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر میں تھا نصیرالدین خان کو مونگیر سے خزانہ لانے کیلئے
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نوارہ جس میں ایک سو ساٹھ کشتیاں تھیں
گذر وودھیر آگئیں ان دنوں میں دریاے گنگ کے تین شعبے ہوگئے تھے ۱۲ اربا صفر کو
پل باندھکر شعبۂ اوّل سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبۂ دوم سے کشتیوں میں بیٹھکر
عبور کیا اور اس جزیرہ میں لشکر آیا جو شعبۂ دوم و شعبۂ سوم کے درمیان تھا —
ان دنوں میں اکثر اوقات ہوا تیز چلتی تھی اور دریا میں بہت تموج و تلاطم رہتا
تھا اس سبب سے تین روز میں لشکر نے عبور کیا خبر آئی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدہ
میں آئے ہیں کہ ملاحوں کے اہل و عیال کو لے جائیں یہ موضع شعبۂ بزرگ و شعبۂ سوم

گنگ کے درمیان اکبر نگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہہ رہتے ہیں
تو معظم خان نے دوسو سوار اپنے تابعینون کے پادشاہی قراولون کی ایک جماعت
کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنون کو بھگا کے ملاحون کے اہل وعیال کو غنیم کی طرف جانے
نہ دین انہون نے سمدہ مین جاکر چند سوارون کو دستگیر کیا اور لے آئے سمدہ مین
ہزار سوار کا تھانہ شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحون کے اہل وعیال کی حفاظت کرین اور اُن کو
دشمن سے نہ ملنے دین۔ یہان دوسوار اور گرفتار ہوے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع
نے مالدہ ہی پر پل باندھ کر یہ تجویز کی ہے کہ پادشاہزادہ محمد سلطان کو توپخانہ
اور لشکر کے ساتھ دریا سے عبور کرا کے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے
جب اُسنے یہ سُنا کہ لشکر شاہی شعبہ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا
خوف ہوا کہ اُسنے پل کھلوا ڈلوایا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے
اواخر روز مین جزیدہ دریا کے اسطرف آئے اور معظم خان سے ملاقات کی اور صلاح کار
مین مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر مین واپس گئے۔ غرض پندرہ بیس روز تک
لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر مین محاربات عظیم ہوئے اور ہر بار لشکر شاہی کو فتح ہوئی
اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ پھر اپنی نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر شبخون مارنے
سے سخت لڑائیان کرتا اور مقابلہ مین مشغول ہوتا اس اثنا مین یکہ تاز خان اور بہت سے
نامی آدمی پادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور
داؤد خان نے تردداتِ نمایان کئے خاصکر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھ کے لشکر
محمد سلطان ملا۔ طرفین سے ترددات صف ربا ہوتے تھے اور ہر بار ہر طرف غالب و مغلوب
ہوتی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقاتلہ مین مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیان ضرب توپ سے
غرق اور دستگیر ہوئین۔ تمام جنگون مین ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہین جو خالی عجائب
سے نہین ہے۔ آب گنگ کے اسطرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر
تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپخانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سمت پر

بعض جا پایاب تھا توپوں کو لگایا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور بادشاہی فوج
کا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جنگی ہراولی بطریق قراولی آغر خان سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہہ پانی سینہ تک تھا۔ پایابی کی نشانی کے واسطے دونوطرف
چوبیں نصب کیں سارا لشکر پانی کی طغیانی اور توپ تفنگ کی آتشبازی سے روبرو ہونے
کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ آغر خان نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا پیچھے دلیرخان نے اپنی
سواری کا ہاتھی پانی میں چلایا بعد ازاں پسر دلیرخان گھوڑے پر سوار دلاوروں کے ساتھ
بطریق یورش جان بازی کو کار فرما کے توپخانہ آتش بار کے مقابل دریا میں آیا اور بھتیجی کی غیرت
سے اپنے سارے لشکر کو لے کر آب آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندی کے درمیان
جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی رواں ہوا روبرو سے گولہ توپ گولہ تفنگ ایسا
متصل برستا تھا کہ آنکھ کھولنے کی فرصت نہ دیتا تھا اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے پھر
نہ نکلتا تھا اور اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ عبور میں ہاتھی گھوڑوں قسم کی ریل
پیل سے چوب بندی کا نشان بجال و بجا نہیں رہا سپاہ اور چار پایوں کے تردد سے
پاؤں کے نیچے ریگ خالی ہوئی اور پایابی بالکل برطرف ہوگئی اسلئے بہت سے سوار اور
پیادے بحر فنا میں غرق ہوئے ایسی حالت میں پسر دلیرخان متوجہ دریا سے مع اسپ
دریا میں ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مردہ کا نشان نہ ملا غرض بان اور گولے
اولوں کے برسنے سے اور بارود کے دھوئیں کے گھر جانے سے یہ حال ہو گیا کہ بیٹے
کو باپ نہیں پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی خبر نہ لیتا تھا۔ پادریا گلگون ہو گیا
تھا۔ خوش گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے وبعض جنکو تیرنا آتا تھا وہ گولہ وبان
کے صدمہ سے محفوظ ہو کر دریا سے پار جا کر جان بر ہوئے۔ دلیرخان کے فیل کے
آگے آغر خان غنیم کے پیادہ و سوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا پھاڑتا چلا جاتا تھا کہ
ناگہاں فیلبان کے اشارہ سے آغر خان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اس بہادر نے
فیل کی خرطوم پر تلوار ماری فیل نے آغر خان کو مع گھوڑے کے سونڈ میں لے کر ادہر

اٹھایا اور آبشار مین پٹکا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے
دور جا پڑے دونو کے چوٹ لگی گھوڑے کا رودہ پھٹ گیا لیکن آغر خان پھر گھوڑے
پر سوار ہو کر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے مین بوتا
نہ تھا اسلئے یہ سمجھ کر کہ پھر اس بلاے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا
ہے ہاتھی کے پیچھے سے جا کر فیلبان کی گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرایا اور
گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جا کر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجک انکس
ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بس مین نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کرون کہ اسکے ایک نوکر نے کہا
کہ خنجر کو کمر سے غلاف مین سے نکالکر ہاتھی کی بناگوش پر سہلائیے - اس حالت مین
دلیر خان جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغر خان کے پیچھے آتا تھا اس بہادر کا
رستمانہ کام دیکھ کر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا
ہاتھی کے ارد گرد تصدق ہونے لگا - آغر خان نے کہا کہ مین نے یہ ہاتھی بادشاہ
کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے مین امیدوار ہون کہ آپ فیلبان سرکار کو حکم دین کہ
فیلخانہ مین اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپہار کوتل مرحمت ہوں
دلیر خان نے تحسین کر کے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی و عراقی
اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو - آغر خان
گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانون کو دشمن کے مقابلہ مین لے گیا اور
تیر مارنے شروع کئے اور پیاپے حملہ اور چپقلشین کین شجاع کے دو تین سردار اور
بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت
زخمون سے سرخرو ہوئی - دشمن کا ہراول فرار ہوا اور شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ
پاس چلا گیا - القصہ اس وتیرہ پر سخت لڑائیان ہوتی رہین - نالہاے قلب پر
اور دریاے گنگ پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف مین -
جب عالمگیر نے سنا کہ شجاع سے محمد سلطان جا ملا اور معظم خان نے خدویانہ تردد

گئے ہیں تو پادشاہ نے از راہ احتیاط و مصلحت پانچوین ربیع الاول ۱۰۶۹ سنہ کو بہ سمت
شرقی کا سفر شروع کیا اور اس زمانہ مین راجہ جسونت سنگھ کو از سر نو مہاراجہ کا
خطاب دیا سیر و شکار کرتا ہوا پادشاہ چلا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہزادہ محمد معظم اور
وزیر خان دکن سے بھی پادشاہ پاس آ گئے۔ پادشاہ نے حوض طلائی بصورت بنگلہ
ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو تیار کر کے پادشاہ کے روبرو لایا
اسکو پادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک منزل مین سات روز قیام کر کے
مرزا سنجر نجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے پادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا۔

پادشاہ پاس خبر آئی کہ پادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر
معظم خان سے آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے۔

کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیاں شجاع اور پادشاہی لشکر کے درمیان ہوئیں
ان مین پادشاہزادہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہین کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا یا وہ
جیسا معظم کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی بیعت سے آزردہ خاطر
ہوا گیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہین کرتی اسکے ساتھ رہنے
سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا
غرض کچھ ہی سبب ہو اپنی خطا سے نادم ہو کر مراجعت کرنے کی فکر مین وہ
ہوا۔ خود اکبر نگر مین شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ مین شجاع سے ایک
دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے
رخصت لی اور ٹانڈہ مین آیا۔ اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ
موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج
خطیر کی مدد مع اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین مین اشارہ پر وہ بھیجدیں
۱۳ جمادی الاول ۱۰۶۹ سنہ کو خدمہ محل و چند خواجہ سرا لیکر مچھلی کی شکار کا بہانہ بنا
سوار ہوا اشرفیان و جواہر جسقدر اسکا ساتھ تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا۔

پادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا

چار کشتیون مین سوار ہوکر سہر دو کا چی پر اسلام خان بموجب اشارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔
شجاع کے آدمیون کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیون مین سوار ہوئے اور
انھون نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے
آدمیون کو دیکھا تو اُنکے دفع کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ مین
روانہ ہوا دونو طرف سے توپین چلنی شروع ہوئین اگرچہ بادشاہزادہ مع محل خاص کے
اور آدمیون کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جسپر بعض کارخانے
اور کچھ خادمہ محل تھین اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولون کے لگنے سے
ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مر گئے بہت سے ملاحون کی مدد سے اور اسلام خان
کی کشتی کے جا پہنچنے سے بچ گئے جب یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت
ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ بادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ
سے ملنے آیا اور بادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال
کی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ بادشاہ پاس بھیجا گیا اُسنے اسکو گوالیار کے قلعہ مین قید
کیا مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب
ہوگئے ہون وہان مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر
داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اب ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہان
معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بنگلہ گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا نے ہزیمت پائی۔ اب
شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت سرا سے دل اٹھایا۔ ٹانڈہ گیا جہان اُسکا
بنگاہ تھا وہان سے جہانگیر نگر مین جانے کا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہان سے
سترہ پور جاکر شجاع کے نوارہ کی چار سو کشتیان گرفتار کرلین جنمین سے بعض اموال اور
کارخانجات سے بھری ہوئی تھین شجاع کے انتظار مین۔ یہان یہ کشتیان کھڑی
ہوئی تھین۔ ٹانڈہ مین شجاع نے دو صندوقون مین نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی
طلا و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور صندوقون مین منتخب اشیا اور کارخانے

لا دے ان چارون کو روانہ کیا اور ٹانڈہ سے خود ایک درخت زار مین آیا جب اُسنے
سُنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھہ گھڑی دن رہے دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے بیٹون
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ سید عالم و سید قلی اوزبک و مرزا بیگ و خدمتیہای
و خدمہ خواجہ سرایون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے و ساٹھ کوسہ۔ وہ کشتی مین بیٹھا
پنجم شعبان سنہ ۲ جلوس مین جہانگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکرون اور سردارون
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خودسرون نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا مفصل خواجہ سرا اسکا چھہ ہاتھیون اور بارہ اونٹون پر اسباب لاد کر کشتیون مین جمع
کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو اوباشون نے لوٹ لیا ششم ماہ مذکور کو معظم خان ٹانڈہ مین
آگیا اس غارتگری کا انتظام کیا لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کر لے گئے تھے ان سے وہ مال
واپس لیا اور شجاع کی جو عورات و پردگیان وہان رہتی تھین انکی حراست کے واسطے
چوکی پہرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظرون اور خواجہ سرایون کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم
اپنی خدمت بجا لائین اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر رکھین آخر کو ان سب
مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع نے جو دو غراب جواہر وغیرہ سے پر کر کے
بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیون مین سوار ہو کر انکو گرفتار کر لیا اور سارے جواہر و مال
بادشاہی ضبطی مین آئے اور بیس اور کشتیان شجاع کے مال اسباب کی پکڑی گئین اور ان
مین سید عالم کا برادرزادہ اور شجاع کا حبشی اور بعض اور انکے بڑے امیر اسیر ہوئے۔
شجاع کا تمام مال غارت ہوتا معظم خان کی حسن سعی سے اسکا استرداد ہوتا۔ آٹھوین ماہ مذکور کو
شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار معموری و میر مرتضیٰ نامی وغیرہ معظم خان سے
آن ملے خان نے انکو جان و مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید سنائی اور ہر ایک کو
مناسب مناصب دلادیئے۔ جب بادشاہی لشکر خشکی سے جہانگیر نگر پہنچا تو وہان بھی وہ نہ
رہ سکا۔ جہانگیر نگر مین جبتک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ
رخشنگ (ارکان) سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر اُس پاس آدمی ارمغان کے ساتھ بھیجتا

منور خان جہانگیر نگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ
متفق کرکے شجاع کا فرمان بر نہ ہونے دیا۔ منور خان کے دفع کرنے کے لئے راجہ سے
کمک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر رخنگیون کی بہت الیہ و غراب کے ساتھ
بھیجدی۔ زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست دی
اور اس مہم کے جلدو مین رخنگیون کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام بھیجکر
راجہ سے یہ بات ٹھیرائی کہ جسوقت شجاع جہانگیر نگر سے رخنگ مین آنا چاہے تو
وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رخنگ مین لیجاوے۔ چاٹگام
رخنگ کی سرحد پر ہے وہان کے حاکم کو راجہ نے تاکید کردی کہ اس باب
مین شجاع کوئی اشارہ کرے تو بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔
جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیر نگر مین آیا اور اسکو یہ یقین ہوا کہ لشکر قضا ہی اُسکے
پاؤن یہان جمنے نہین دیگا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہین ہوگا کہ رخنگ
کی طرف مین بھاگون تو اُسنے راجہ رخنگ پاس اپنے آدمیون کے ہاتھ نوشتے
بھیجکر درخواست کی کہ اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو میری رہبری و ہمراہی
کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری ولایت مین مجھے لیجائین ایک مہینہ تک جواب کا انتظار
کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار
نہ کیا کہ رخنگ سے اسکے آدمی آجائین وہ ۶ رمضان آغاز ۳ سنہ جلوس کو زین العابدین و
بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹون کو اور چند رفیقون مثل جان بیگ و سید عالم
و سید قلی ازبک و مرزا بیگ اور سپاہیون کی ایک جماعت اور چند خدمہ و خواجہ
کو لیکر جہانگیر نگر سے برآمد ہوا۔ راستہ مین کہین کشتیان نہ ملین اُسکے رفیق جو اتنک ساتھ تھے اُس سے
جدا ہوئے۔ تین مہینہ ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخنگ پاس اور
جہانگیر نگر مین شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی
بھیجے تھے وہ تینون آدمی اور ایک دن جلیہ رخنگی فرنگی مردان کار وارد

ضرب بیکار سے پر جو حاکم چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک کے طور پر شجاع سے ملے اور انہون نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا! ور رخنگ کے سردارون نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہمکو آپ کی کمک اور امداد کو بھیجا ہے اور قرار دیا ہے کہ خود چاٹگام مین آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارہ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب اس صورت مین ہین کہ آپ جہانگیر نگر مین ثبات قدم رکھین آپ اضطراب کرکے وہان سے جو چلے آئے ہین اب ہمکو حکم نہین ہے کہ آپ کو رخنگ لے جائین شجاع نے اُن سے کہا کہ مین جہانگیر نگر سے اسی عزیمت سے باہر آیا ہون کہ موضع بہلوہ مین کہ سرحد ملک پادشاہی ہے اقامت کرون اور اُسکے قلعے اور تھانون کو استحکام دون اور تمہاری اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہون وہ تو وہ سی فعل مین لاؤن تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اسکی ہمراہ ہوا اس ورپہ گنہ لکھی دیہ مین منزل کی دوسرے روز صبح کو یہان سے نوارہ رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بہلوہ مین قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔ یہان حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا شجاع نے اسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا بجھوکر لاوے حسین بیگ اپنی کم عقلی سے سو سوارون کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع نے اسکو اور امام قلی کو حوالات مین کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا کہ حسین بیگ اپنے آدمیون کو جو قلعہ مین موجود ہین لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع کے آدمیون کو سپرد کرے دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھ کشتیون مین بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جاکر قلعہ کو مع اموال و اسباب اپنے تصرف مین لائین مرزا بیگ نے قلعہ سے دو کروہ پر کشتی کو ٹھیرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتون کے پاس بھیجا جو قلعے مین تھے اور انکو پیغام دیا کہ وہ چند مرکوب بھیجین کہ کشتی سے اتر کر ہمراہیون سمیت قلعہ مین آئین۔ جب

نوبت تا اہل قلعہ پاس پہنچا تو اُنہون نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے بظاہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لیئے ہم گھوڑے بھیجتے ہین اور ایک چند ساعت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اسی سوار اور چارسو پیادے و بندوقچی اور تیرانداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر لڑنے لگے۔ اور ہاتھیون کو پانی مین لیجا کر کشتیون پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ گرفتار کر لیا اور باقی دو آدمی اُسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی شجاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیون اور انکے نوارہ کو لیجا کر قلعہ بہلوہ کو تصرف مین لائے صبح کو ایک اور سردار تین کشتیان چاٹگام سے لیکر آگیا جب رخنگیون نے دیکھا کہ اسکا کام صلاح و اصلاح سے باہر ہے تو اُنہون نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکیم لڑین نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا ادب آئین یہہ نہین ہے کہ ہم کشتی سے اُترکر جنگ کرین ہم توپ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہین اور حسین بیگ ایلچی کو جو شجاع کی قید مین تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب کیا اور کہا کہ ہم تجھ سے معاملہ رکھتے ہین جب شجاع نے اُسکے بھیجنے مین حیلے حوالے کیے تو اُنہون نے ناخوش ہو کر کہی حسین بیگ امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ کے بعد اُنہون نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف مین آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہان مقرر کرتے اور آپکو رخنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہین صلاح اس مین ہے کہ بے توقف و درنگ رخنگ کو روانہ ہون شجاع نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ اس ناحیہ مین چلا گیا شجاع کے آدمیون کو جب اُس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خادمہ ملاح متفرق ہو گئے اور ہر ایک کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ مین چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمورون مین ارذل اور کافرون کا مسکن ہے مملکت وسیع بنگالہ اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کر کے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسون دور ہے دین و دانش و مروت و مردمی

مجبور اس بری وقت اور حال مین سادات بارہ مین سے سید عالم اور سید قلی اور بارہ
اور معزز آدمیون نے اسکی رفاقت نہین چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رخنگ کا نام
اصل مین راکھنگ ہے جسکو مسلمانون نے رخنگ اور انگریزون نے اراکان اور برہما والون
نے راکھنگ بنالیا ہے۔
شاہجہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے
چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنے کے لئے نہین آیا تھا اور کوتہ اندیشی
سے احکام کے جواب مین عذر عذر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا پادشاہ نے اس کی
تنبیہ کے لئے نوہزار سپاہ امیر خان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگھ باپ سے جدا ہوکر
پادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استقبال کے لئے خود درخواست کرکے امیر خان کی
ساتھ گیا جب امیر خان اس لشکر کو لے کر بیکانیر مین آیا تو راؤ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا
اس نے سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو سارا گھر بار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیر خان کو
اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹون انوپ سنگھ پدم سنگھ کو ساتھ لاکر پادشاہ کا
زمین بوس ہوا۔ پادشاہ نے اسکا قصور معاف کردیا۔

مرہٹون کے ملک اور قوم کا حال

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹون کی ترقی ہے اس لئے ہم انکے ملک اور قوم کا
مختصر بیان لکھ دیتے ہین ہندؤن کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے
جو نربدہ اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے
ہین مگر ان مین پانچ بڑے حصے ہین (۱) دراوید (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ
(۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو
ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کے
نام جدا جدا ہین۔ مہاراشٹر مین جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو
مرہٹہ کہتے ہین مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

کی حد وہ ہر زمانہ مین بدلتی رہی ہے مرہٹون کی قوم اس سرزمین مین بستی ہی جو کوہستان کے سلسلہ اور ایک خطہ کے درمیان واقع ہی- یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی اننگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خطہ وہ ہے جو کو اسے ساحل بحر پر سیدرا اور چاندہ کے درمیان واردہ پرگنہ تک کھنچا چلا جاے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے - دکن کے چہرہ مین سلسلہ کوہ سہیادری - خوشنما خط و خال ہی جسکو گھاٹ کہتے ہین جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے وہ سمندر سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہین ہی صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ تک اونچا ہے مگر اس مین بعض خصوصیات اور زمینون کو مختلف حصون مین تقسیم کرنا ایسا ہے کہ وہ شہرت دکن مین ایسی رکھتا ہے جیسی اونچ‌ترین ہمالیہ- مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنے کے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہین دیتی اسکے مشرق مین ایک مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہی اور مرہٹون کے ملک سی بتدریج اسمین ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین ہے جسکو ولایت کوکن یا کونکن یا کونکان کہتے ہین اسمین زرخیز بندر جیسے جیول ہین واقع ہین اسکے ایک حصہ مین کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعضے بیشے و جنگل ہین- ہماری جغرافیہ مین اسکا مفصل حال پڑھو ہم مرہٹون کا حال جو مسلمانون کے عہد سلطنت سے متعلق ہی یہان لکھتے ہین باقیماندہ حال تاریخ عہد انگلشیہ مین دیکھو-

جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے ایسی ہی مہاراشٹر کی مسلمانون کے حملہ سے پچھلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے- مہاراشٹر کے اصلی باشندے گرسی ہین جو اس ملک مین گنواری گانا جانتے ہین تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہان ایک راج تھا جسکی راجدھانی تاگارا تھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شالباہن نے خاک مین ملا دیا- شالباہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم کا راجپوت منسوب دیہ کے نسل سے تھا- شالباہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

مگر ایک عورت اپنے بچے کو ساتھ جان سلامت لے کر نکل گئی اور بت پوجا کے پہاڑون مین اس لڑکے نے پرورش پائی
اور یہی لڑکا میتوارانا کے نسل کا بانی ہوا چیتور کے رانا سے اودے پور کے رانا پیدا ہوئے . . . . . .
اس خاندان مین سے مرہٹون کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے مہاراشٹر مین جو اور
انقلابات ہوئے انکا حال تحقیق نہین ہوا اور یہی مقام سے دار السلطنت دیوگڈھ مین
(جسکو حال مین دولت آباد کہتے ہین) بدل گیا - یہان شالباہن سے متواتر راجہ
بجائے دوانگ بوتک ہوتے آئے تیرھوین صدی کے آخر مین جب مسلمان یہان آئے ہین تو
یہی راجہ جسکا ذکر تمنے اس زمانہ کی تاریخ مین پڑھا ہوگا معتبر نوشتون سے معلوم ہوتا ہے
کہ مرہٹون کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوگیا - تاریخ فرشتہ مین ان
راجاؤن کا جو بیان آیا ہے وہ ہمنے پہلے لکھ دیا ہے -

مرہٹے رانا کی نسل مین ہونے کا دعوی کرتے ہین چھتریون کا یہ دعوی ہے کہ ہم ان کے
پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے
اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوی کیا اس دعوی کا
جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتون اور مرہٹون مین یہ فرق ہے
کہ راجپوتون کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر بری آن بنتی ہے تو وہ
ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین نہین کاہل رہتی ہین برخلاف اسکے مرہٹون کے کہ وہ اپنی غرض
و مطلب حاصل کرنے کے لئے جان جوکھون مین پڑجاتے ہین فقط عزت ہی کے لئے نہین
لڑتے بلکہ اپنے مطلب اور اغراض کے لئے بھی کوشش و کشش کرتے ہین ادنے راجپوت کے
چہرہ مین وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اعلی مرہٹہ کے چہرہ مین اکھڑپن اور گنوارپن
ظاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہوجائین تو راجپوت داناتا دشمن اور مرہٹہ
ہیبت ناک و ناخدا ترس دشمن ہوگا -

تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانون
نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ان پر کم توجہ تھی

کہ سترہوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہین توا ور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائین کہ مسلمانون کے عہد سلطنت مین مرہٹون کا حال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہین۔ جب مسلمانون نے دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعدازان سلطنت بہمنیہ کا اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حاکمون سے سرکشی کی اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار ڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہو گیا تو پانچ اور سلطنتین اسکی جگہہ قائم ہوئین۔

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتدا ر سلطنت مین مرہٹون کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی سلطنت مین تھا اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودھری یا زمیندار ہوتے ہین) ہوتے پھر مرہٹے منصبدار ہونے لگے۔ مرہٹے گھوڑون کو تھوڑے دنون مین جمع کر لیتے اور انکے تعداد کے موافق وہ منصب دار ہو جاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی مرضی پر تھا۔ اس طرح کی سپاہ رکھنے مین سرف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی ان پادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ۔ نایک۔ راؤ کے دیئے اور ان خطابون کے ساتھ انکا سازوسامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے رہنے لگے۔ تاریخ فرشتہ مین بھی کبھی برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر کرناٹک کے ناٹکون پر اسکا اطلاق کرتے ہین اہل کرناٹک جو مسلمانون کی زبان نہین بول سکتے تھے وہ برگی کی جگہہ اپنے تئین مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصب دارون کی سپاہ برگی کہلاتی تھی یہ سپاہ دشمنون کی راہون کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے اور بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب مین لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکون کی تاخت و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ کرناٹک مین بعض برگی سردارون نے سرکشی کی جنکو عادل شاہ نے دغا سے مار ڈالا برہمن واسو جی اس

وغا مین مارا گیا وہ بڑا کارکن تھا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ کے علم کے نیچے برگی نظام شاہ سے لڑے۔ بیجاپور اور احمد نگر کے سلاطین کی سپاہ مین برگی بہت تھی کیونکہ اس قلمرو مین مہاراشٹر داخل تھا۔ گولکنڈہ کے پادشاہ کی سپاہ مین کچھ برگی تھی۔

بیجاپور کی ریاست مین بڑے بڑے مرہٹے سردار بہ تفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری (۲) راؤ نائک نمبل کر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہین (۳) جوج ہر راؤ گھاٹ گے۔ (۴) راؤ مانے (۵) گھورپورے (۶) ڈفلے (۷) ساونت یہا در دیس مکھ واری کا

احمد نگر کی ریاست مین مرہٹہ سردار بہ تفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سرداروں کے نام تاریخ دکن مین مذکور ہین اکثر ان مین سے دیس مکھ تھے۔

احمد نگر کی سلطنت مین جادو والے دیس مکھ سنکھیر کا بیان ہوا ہے۔ وہ نما لیسا راجہ دیوگڈھ کی اولاد مین سے تھا۔ سولھوین صدی کے آخر مین مکھ جی جادو راؤ کے خاندان سے زیادہ طاقتور کوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے اسکی جاگیر دس ہزار سوارون کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا ہم کو زیادہ تر اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ یا اس کئی پٹیل تھے وہ ایک گاؤں ویرول مین دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ باپ جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام مالوجی اور چھوٹے کا نام وٹھوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو دنگوجی یعنی جگپال راؤ نائک نمبلکر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالوجی کی اولاد نہین پیدا ہوئی تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کے سبب شاہ رکھا گیا اور مرہٹون کا تعظیم کا لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔ شاہ جی نام ہوا جسکو شاہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہین۔ یہ شاہ جی ۱۵۹۴ء مین پیدا ہوا مالوجی بھوسلہ بڑا چالاک سلحدار تھا اسنے اپنی حسن خدمت گذاری سے بڑا درجہ حاصل کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا ۱۵۹۹ء مین ہولی کی تہوار مین

یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ ہندوؤن کا دستور ہے کہ اس تہوار مین وہ بڑے آدمیون سے ملنے جایا کرتے ہین۔ اس تہوار کے پانچوین دن ایک جلسہ مین شاہ جی باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ جادو رائے نے شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی جی جی تین برس کی بیٹھی تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولھا بنائے گی۔ پھر اس نے مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا اچھی دولھا دولھن ہین۔ یہ دونو بچے ہولی کی رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ مالوجی بھوسلہ اٹھا اسنے کہا کہ ساری سبھا گواہ ہے کہ میرے بیٹے کی سگائی جادو رائے کی بیٹی سے ہو چکی اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو رائے متحیر ہو کر خاموش ہو گیا۔ جادو رائے نے یہ بتلانے کے لئے کہ جو مین نے کہا تھا وہ فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالوجی کو دعوت مین بلایا مگر مالوجی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو اپنا جنوائی نہ مانوگے مین دعوت مین نہین آنے کا۔ جادو راؤ نے اس سے سخت انکار کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میان پہ بڑی خفا ہوئی کہ تو نے ایسے بات کو ہنسی سے کیون منہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی جاے۔ مالوجی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا خوب جانتا تھا خواہ کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤن کو چلا گیا وہان جا کر کہا کہ بھوانی دیبی نے اس پاس آنکر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اسنے نظام شاہ کے عہد مین جو ستر برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہو گی۔ یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک ساہوکار شیو نایک پونڈے کو .... حوالہ کیا کہ لوگون کو اس کی دولت کا یقین ہو اس دولت سے گھوڑے خریدے۔ تال و کنوئین کھدوائے۔ مندرون مین روپیہ چڑھایا اور اسی دھن مین لگا رہا کہ جادو رائے سے رشتہ مذکور ہو اس مین اسکو منصب پنجہزاری ملگیا اور سیو سیری اور چاکنہ اسکی جاگیر مین ملگئے غرض اس جاہ و منصب

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈالدیا اور جادو راے بیٹی بیاہنے پر راضی ہوگیا شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہوگیا اور سلطان اس مین شریک ہوا۔ اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی و سیواجی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا سنبھاجی باپ کو عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنی ساتھ رکھتا تھا سیواجی ماں کو بہت عزیز تھا جب وہ خاوند سے اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تو سیواجی اپنی ماں کے ساتھ باپ سے جدا ہو کر پونہ چلا گیا۔

مغلون نے جو گولکنڈہ و احمد نگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اس سے دکن مین مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔ ملک عنبر نے مرہٹون کو بڑا سردار بنایا یہ حال سب تاریخ دکن مین پڑھ لو۔

خافی خان لکھتا ہے کہ دکن ور یہان کے مرہٹون کے ثقہ آدمیون کی زبانی سیواجی کے اصل اور نسب کا حال یہ سنا گیا ہے کہ اصل مین اسکے اجداد کا رشتہ رانای چیتوڑ کے سلسلہ سے ملتا ہے راجپوتون اور تمام قوم ہنود مین یہ مقرر ہے کہ اگر اپنے اور غیر ذات کے باکرہ کے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بد قوم و شوم جانتے ہین اس صورت مین کہ عالم جوانی و شہوت رانی مین کوئی فرزند غیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد و کنیز و غلام اعتبار کرتے ہین اور اس اولاد کو ترکہ میت نہین پہنچتا۔ مادر مولود پدر کی نسبت نجیبہ ہو مگر فقط اتنی بات کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت و کدخدائی نہین کرتے اگر بطریق عاشقی مدخولہ کرتے ہین تو اسکی اولاد بکمال بے اعتباری سے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور اسکی کدخدائی اسی کی ہمجنس سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کمتر قوم کی دختر بلکہ برہمن کھتری کایستھ کے تصرف مین آئے تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز و غلام محسوب ہوگا کہتے ہین کہ سیواجی کے اجداد مین سے جو بھونسلہ سے ملقب تھا وہ ملک رانا کے اطراف مین مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بد اصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخولہ بنایا اُسے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن کے
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کرکے پہاڑ کے گوشہ و کنار مین پوشیدہ
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی دلبستگی رکھتا تھا کہ ہرچند بابون نے چاہا کہ اسکا
بیاہ اپنی قوم مین کرین مگر اُسنے قبول نہین کیا جب اس فرط محبت سے بھانڈا پھوٹا اور خویش و
بیگانہ مین فرزند کی پرورش کا ذکر مشہور ہوا تو اپنے بیٹے کو جہان وہ پوشیدہ مکان مین
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا - باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہوگیا تھا کہ اسکا بیٹا ہمقوم عورت سے
پیدا ہوا ہے صحیح النسب جیونون مین سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہین کرتا تھا قوم مرہٹہ
جو راجپوت ہونے کا دعوی کرتی ہے انہین ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے ساتوین
آٹھوین پیڑہی مین ساہو بھوسلہ پیدا ہوا -

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی مئی ۱۶۲۷ع مین پہاڑی قلعہ سیو نیری مین پیدا ہوا سیواجی اسکا نام رکھا گیا اسکا
حال بھی عجیب و غریب ہے اُس سنہ مین پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق و دانشمند فرمانروا
اس دنیا سے ناپید ہوگئے تھے اور انکی جنم نجوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا
رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ مین شریک تھا اور اُن سے
مغلوب ہوچکا تھا اور چوتھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات مین مصروف تھا - ماں اسکی
وہ عورت تھی کہ اپنے تئین اُن راجپوت راجاؤن کی نسل سے بتاتی تھی جو مہاراشٹر مین راج
کر چکے تھے اور پہلے مسلمانون کے ہاتھ سے نیست و نابود ہوچکے تھے - جسوقت وہ گھٹنیون کے بل
چلتا تو اس وقت وہ اپنی ماں کی گود مین تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین مغلون کے ہاتھ
سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہوگئی تو اُس نے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کیلئے
ایک دانشمند بھگت برہمن دادا جی کنڈ دیو کو سپرد کر دیا یہ نامی گرامی گرو پونہ کی جاگیر کا ناظم
شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد سے شہسواری شمشیر زنی نیزہ بازی تیر اندازی پہاڑ و
نشیب و فراز پر چڑھنا اور شیرانہ ندیون پر پہلانگنا سیکھا - اپنے پہاڑی دلاور دوستون کے ساتھ

وہ نیستان مین جاتا اور شیرون کو وہان سے نکالتا اور شکار کرتا غرض تمام سپاہیانہ ہنر جو اس ہونہار اولوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف مطلق اسنے کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہین آتا تھا۔ مگر استاد نے کرم دھرم گیان کی باتون اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ ایک متعصب ہندو ہوگیا اور مسلمانون سے اسکو دلی نفرت ہوگئی۔ اسنے دیوتاؤن کی لڑائیان اور سورماؤن کی کہانیان سنواین کہ جسسے اسکی طبیعت مین شجاعت اور مردانگی کے کامون کا عشق پیدا ہوگیا۔

چونکہ پونا ایک ایسی جگہہ واقع ہے کہ جہان پہاڑی اور میدانی ملک آپس مین ملتے ہین اسلئے دونون قسم کے آدمیون سے سیواجی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سپاہ و شکار سے پہاڑی لوگون سے جنمین سے اکثر اسکے باپ کے سوارون مین بھرتی ہوتے تھے یا گھاٹون کے پاس پڑوس کے ڈاکون اور لٹیرون سے۔ غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت مین بڑے بڑے کامون کا عشق پیدا ہوگیا ادھر اس صحبت کا اثر ادھر دیوتاؤن اور سورماؤن کی نظم داستانون کی خوش کلامی کی تاثیر ان دونون نے ملکر اسکے دل مین بڑے بڑے کامون کا جوش و خروش پیدا کردیا۔ باوفت روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اسکو جاگیر کے نظم و نسق مین شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیرون کے ساتھ شریک ہوا تو لوگون کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کا نکلنے کے لٹیرون مین سے ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سبب گھاٹون مین پھرنا اور کوہستان کی ساری گھاٹیون سے وہ واقف ہوگیا اور وہ یہ خوب سمجھ گیا کہ ایسے کون سے مقامات ہین جہان حملہ کرنا چاہیئے اور کون سی ایسی جگہہ ہین جہان بیٹھکر اپنی حفاظت کرنی چاہیئے۔ وہان کے جنگل کے باشندون سے پہلے ہی آشنا تھا پونہ کے شمال مین جو گھاٹون کے حصے ہین ان مین بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب مین جو حصے ہین ان مین

سیواجی کا ابتدائی زمانہ

قوم راموسی آباد تھے مگر پونہ کے بین مغرب مین مرہٹے بستے تھے وہ عادت سے اس اجاڑ
ملک کی سختیان اٹھاتے تھے جس وادی کوہ مین وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لیئے
انکے باشندون کو ماولی کہتے تھے۔

سیواجی نے ماولیون کو اپنا یار بنایا۔ انہین کی یاری اسکی یاوری کا سبب ہوئی
سیواجی پر تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگون کے منتخب
کرنے مین اپنی عقل کو خرچ کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبون سے بڑے بڑے کامون کو
سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ اسکے یہ سب دوست اسکے ان کامون مین بڑے کام
آئے۔

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے۔ انکی خبرگیری اچھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان مین
سے دار السلطنت سے دور تھے اور بیماری کے گھر سمجھے جاتے تھے خصوصًا برسات مین۔
کبھی انمین ایک مسلمان افسر ہوتا۔ اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی۔ کبھی یہ بھی
نہوتا۔ بلکہ جو اس پاس مال کے اہلکار ہوتے انکی سپرد کر دیئے جاتے قطع نظر اس سے اس وقت
بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سرتاپا مصروف تھا اسلیئے ان قلعون مین فوج شاہی
بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعون پر قبضہ پانے کے لئے سیواجی نے اپنی تدابیر کا
آغاز اس طرح کیا کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا کا تھا
۱۶۴۶ء سنہ مین اسنے اپنے دوستون کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کردے
جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہوا تو پھر اسنے اپنا وکیل دربار شاہی مین بھیجکر یہ درخواست
کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو۔ وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا۔ اور
بادشاہ کی جان نثاری اور خدمت گذاری مین دل و جان سے مصروف ہوگا۔ غرض
یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور کرالی۔ اب
قلعہ تورنا کو اسنے مستحکم کیا وہان اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خداداد
کے ملنے سے اسنے اپنی عقلمندی ہی سے اپنی بھگتائی کا یقین لوگون کو کرا دیا۔

اور بتلایا کہ یہ بھوانی نے دیا کرکے خزانہ بھیجدیا ہے۔ اس خزانہ کو اسنے سپاہ مین تقسیم کردیا اور پونا سے جنوب مشرق مین تین میل پر کوہ مہوربدھ پر ایک ونئے قلعہ کے برج وخندق کے مستحکم کرنے مین لگایا اور اسکا نام راجگڈھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تہی کہ وہ اپنی جہات مین مذہب کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکردوارون اور مندرون کے جو مواقف ومصارف مسلمانون نے ضبط کرلئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے سارے کامونمین بھگتائی اور جی ستی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤن کی خاص عنایت بتاتا اپنے سپنون کو مکاشفات بتاتا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آیندہ چپ نہ بیٹھ سکا اور اسکے باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی حرکات سے باز رکھے۔ شاہ جی نے اپنے عذرات پیش کئے اور دادا جی اور سیواجی کو لکھا کہ آیندہ وہ ملک بیجاپور پر ایسی دست اندازیان نہ کرین۔ دادا جی گرونے اول تو اپنے چیلے کو سمجھایا کہ باواجی کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ خود چیلے کے ارادون کا چیلہ بن گیا اور ایسی تدبیرین بتانے لگا کہ اوسکے سارے کامون سے اُس کے ہم مذہبون اور ہم وطنون اور ہم قومون کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اسکا آیا تو اسنے سیواجی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو سمجھایا کہ اپنے دہرم اور کرم پر قائم رہنا۔ گاے اور برہمن اور کاشتکارون کی رکھشا کرنا۔ ٹھاکردوارون اور مندرون مین کوئی کھنڈت نہ ہونے دینا اور جو کچھ برا بھلا آگے آئے اس پر صابر اور شاکر رہنا دادا جی نے تو یہ کہکر پران چھوڑدئے اس نوجوان کے دل پر گروکے ان آخر حکمون کا وہ اثر ہوا۔ گیا ٹھگون کا افسر اور بڑا غارت گر تھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا۔ اپنے مذہب کی حمایت کرنے والا ہوگیا اب اپنی آپ بڑی قدرومنزلت عزت وتعظیم کرنے لگا۔

اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اُس نے اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا اور بے روک ٹوک کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے خرچ کی معقول وجوہات بتلاوین کہ ملک ایسا مفلس ہے کہ کچھ آمدنی کی بچت نہین ہوتی اب اپنا

گذارہ کرتا تھا ملک کی آمدنی سے کیجئے۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا
اُس پر چپ چاپ قبضہ کر لیا اور وہان کے حاکم کو اپنے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس
ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور
قلعہ کنڈنہ کا لینا تھا۔ اُسکے حاکم کو رشوت دیکے لے لیا اور سنگ گڈھ اُسکا نام رکھا۔
پرگنہ سوپہ مین اسکا ممیا سُسر باجی موہتے اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اُسکو سیواجی کے
پکھنڈ نہین بھاتے تھے اُس پر ایک رات کو چھاپا مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو قید
کر لیا۔ ان قیدیون مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیون اور
موہتے کو کرناٹک مین شاہجی پاس بھیجدیا۔ جن دنون مین داداجی کن دیو کا انتقال
ہوا تھا انھی دنون مین پورندہر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جھگڑ
رہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون
بھائیون کو قید کر لیا پھر اپنی شیرین کلامی سے انکو اپنا دوست بنا لیا اور وہ
اسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے اور ایمانداری سے خدمات اُس کی
بجالائے سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تزویر سے انجام دیا اور کبھی
تکسیر بھی نہ پہنچی ایسی انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پہ ترجیح دیتے ہین
سیواجی نے اپنی باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا
سے نیرا تک ملک پر وہ قابض ہو گیا۔ اسمین جنگی قلعے آراستہ تھے اور وہ ہموار
مقامات دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ
پہاڑون مین پر انتظام کر کے اسنے اب میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے شروع
کئے اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔
اُسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر چھپ کر پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی
تاک جھانک مین بیٹھتا ہے اور جونہی وہ نظر پڑتا ہے اُس پر چھاپا مارتا ہے
اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

اب اُس نے ماولیون کو پیادون مین بھرتی کیا سو پہ کی مہم مین تین سو گھوڑے اُسکے ہاتھ لگے تھے انپر پیادون کو سوار کرکے سوار بنائے اور ان سوارون کے ساتھ پہلے ہی یہ شکار مارا کہ والی بیجاپور کو تین لاکھ اشرفیون کا خزانہ مولانا احمد حاکم کلیان نے بھیجا تھا۔ اُسے ۱۶۴۸ء مین لوٹ کر راج گڈھ مین لے گیا اور یہ روپیہ اسوارون کو دیدیا قلعون کان گوری ٹونک۔ تکونہ۔ بھورپ۔ کوری۔ توگھر۔ راج ماچی۔ ٹالا گوس سالا۔ اور کوہستانی مضبوط قلعہ رائے ری کو فتح کرکے اصل مالکون کو دے دیئے اب کانکن پر اُسنے حملہ کیا اور جن مقامات مین دولت تھی او نکو لوٹا۔ کانکن کے شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اسپر سیواجی کے ایک برہمن ماجی سونی دیو۔ افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کرلیا اور جو اُس سے متعلق قلعے تھے انپر بھی قبضہ کرلیا اور حاکم کو قید کرلیا۔ سیواجی اس فتح کو سنکر بہت خوش ہوا اور خود کلیان مین گیا اور ماجی سونی دیو کی بڑی تعریف کی اور اُسی ملک کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کیا پرانے قوانین مالگذاری کے جاری کئے مندرون پر چڑھاوے بھیجے برہمنون کو زمینین دی گئین۔ سدی ایک خونخوار کا ہمسایہ تھا اُسکی جاگیر جو قبضہ مین آگئی تھی اسپر قبضہ رکھنے کے لئے دو قلعون کی تعمیر کا حکم دیا ایک گوس سالا کے پاس بیردارا اور دوسرا رائے ری کے پاس بیگانہ مولانا احمد جسکو ماجی سونی دیو نے قید کیا تھا سیواجی نے اسکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو عزت وحرمت کے ساتھ بیجاپور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار مین اُسکے قید ہونے اور قلعون کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آچکی تھی شاہ بیجاپور نے اُسے موقوف کردیا

جب محمد عادل شاہ بادشاہ بیجاپور نے سیواجی کے یہ بہت گھمنڈ دیکھے اور اُسکی تدبیر اور تزویر اور زور شمشیر سے آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہوگیا۔ سیواجی کا باپ شاہ جی کرناٹک مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو دغا سے اُسکے ایک ہم قوم باجے گھورپڑے نے دعوت مین بلایا اور گرفتار کرکے بیجاپور مین بادشاہ

سیواجی کی بغاوت اور [illegible]

شاہ جی کا قید ہونا اور چھوٹنا

پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے سنہ ۱۶۴۹ء مین اسے سنگین قید خانہ مین قید کردیا جسکا بہت چھوٹا دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور تابعداری نہین اختیار کریگا تو قید خانہ کا دروازہ تیغہ کردیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی باپ کے چھڑانے کی تدبیرین لگا۔ اول اُسکے دل مین آئی کہ باپ کے چھڑانے کے لئے عادل شاہ کی فرمانبرداری کیجے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس بادشاہ کی فرمانبرداری مین نہین ہے جو بیوفائی مین مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا چاہیئے۔ سیواجی ایسا سرتیلا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت مین کوئی گستاخی نہین کی تھی چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہان سے اُسے پنجہزاری کا خطاب ملا۔ اور غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہو گئی۔ شاہ جی چار برس تک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک مین بھی امن رہا سیواجی ملک مین دست درازی کرتے ہوئے یون ڈرتا تھا کہ کہین قید خانہ مین باپ کا کام تمام نہ ہو جائے اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑھا لائے مگر اس وقت ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اُس وقت دربار بیجاپور اپنی صلاح و فلاح اسی مین سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑ کر کرناٹک بھیجے۔ وہان مفسدون نے اسکی جاگیر پر قبضہ کرلیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتھیار بندی ہو گئی تھی اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کے لئے مفسد دھمکیان دے رہے تھے شاہ جی سے قول و قسم اس بات پر ہو گیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالون کے ساتھ ہمیشہ صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اُسنے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو باجے گھورپوری جاگیردار مودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید کرنے کے لئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا

اسکو خبر ہو گئی اور اُسنے اُلٹی جوتی دشمنون ہی کے مُنہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹنے سے
شاہ جی کا زور دوبالا ہو گیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے مین اعلیٰ درجہ کی
تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریاؤ ارنا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصے پر فرمانروائی
کرتا تھا وہ بھی سیواجی کا ہمقدم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ
ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل مین کھڑا ہو
وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا سا ہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ
رکھتا تھا سیواجی کو اُس سے یہ رنج پیدا ہوا کہ جو لوگ اُسکے تعاقب مین آتے تھے انکو اس
راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ مین لینا چاہا۔ اور دو
وکیل راجہ جولی کے دربار مین ایک برہمن اور دوسرے ہنمنت راؤ بھیجے اور اُس کے
بیٹے سے شادی کی درخواست کی جب یہ سگائی ٹھہر گئی تو ان دو باجی ایلچیون نے
راجہ کے مارنے کا قصد کیا [illegible] چوٹون کی طرح فوج کو ایسے مقام پر
لیکر آ پہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو [illegible] ملک پر قابض ہو جائے غرض ان
ظالمون نے راجہ اور اُسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی
دار الحکومت سیواجی کے ہاتھ آ گئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہو گیا مگر یہ کام ایسی
اور مکاری کا ہندوون کو پسند نہ آیا۔ نیرا اور کشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام
تھا اسکو رات کو سیڑھیون پر چڑھ کر لے لیا اور قلعدار کو مار ڈالا سیواجی ملک گیری کی
نردبان کی اول سیڑھے پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور
اس فتح نمایان کے یادگار مین اُسنے قلعہ پرتاب گڈھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا شامجی
پنتھ پہلے پہل مقرر کیا۔

اب تک سیواجی مغلون کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُنکی سرحد پر قدم
نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اس وقت اورنگ زیب
ملک دکن مین ملک گیری کر رہا تھا اسکی تمنا تھی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بھیجے

اور گولکنڈہ کے فتح کرنے مین اپنا معاون بنائے سیواجی نے اول اس شاہزادہ
کی باتون پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے ملک مقبوضہ کے لیے اسکے توسل
سے پادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج لیکے بیجاپور والون
سے لڑ رہا ہے تو اسنے یہ خیال کیا کہ پادشاہی ملک پر قبضہ کرنے مین بہت کچھ فائدہ ہی اسلیے
اسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تھا رات کو حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا۔
تین لاکھ پگوڈا۔ اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے۔ اب اس سے بڑھکر احمدنگر پر سنہ ۱۶۵۷ء مین
ہاتھ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے
لڑائی کا سامان اس پاس نئی طرح کا ہو گیا اگرچہ ماولی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے
تھے اور وہ بڑے چالاک و چست تھے اور بدستور اپنے کامون مین مشہور تھے مگر اب
اسنے سوارون کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنون بعد نہایت غور و تامل کرکے
پٹھانون کو پیادون مین بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی
حالت مین مناسب نہ تھا مگر بالفعل جو حال اسکا ہو گیا اور آیندہ ہونیوالا تھا اسکے
لیے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اس پاس ایسا سامان ہو گیا تھا کہ وہ میدان جنگ مین
باقاعدہ فوج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور ٹھیر سکتا تھا۔ سیواجی نے اورنگزیب کے معاملہ
مین بڑی غلطی کھائی اور اسکے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا اسنے
بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کر لیا اور قریب تھا کہ اسکو بالکل فتح کر لے اس سبب سے سیواجی کی امیدین
دل کی دل ہی مین رہین اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے
پیدا ہوا اسلیے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے بیجا حملون کا عذر پیش کیا اور بہت منت و
سماجت سے پیش آیا لیکن اسکی طبیعت کا کینہ نہ ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبالمندی تھی کہ
چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا
اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ ہو گیا اور معاملات ملکی مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس عرصہ
مین کہ اورنگزیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ کو معزول کر کے پادشاہ ہوا

سیواجی اسکا مطیع اور فرمان بردار رہا اور اسکی خدمات بجا لانے کا بہانہ کرکے فوج کو بڑھاتا رہا اور زبانی جان نثاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض مین اُسنے یہ درخواست کی کہ بادشاہی ملک مین جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہین اُن پر توجہہ فرمائی جائے۔ اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کانکن مین وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکارون کے جو اب مقرر ہین اچھی طرح کرسکتا ہے یہ وقت خود اورنگ زیب کے لئے نازک تھا۔ اسلئے شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۶۵۸ء مین جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ ملک کانکن مین لڑائی کی اجازت اور سارے دعوے اسکے منظور۔ مگر پانچسو سوار اپنے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدے سیواجی بھی ایسے معاملات مین اورنگ زیب کا بھائی تھا اُسنے سوار نہ بھیجے۔ مگر زبانی اقرار ہمیشہ کرتا رہا۔ وہ دغا کی شطرنج دونو کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی۔ سیواجی نے پیشوا شامجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانکن مین بھیجا وہان اُس نے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوہر سے ہزیمت اُٹھائی۔ اسلئے سیواجی نے پیشوا کو بلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کردیا۔ اب یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

اُس وقت مین عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجاپور مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا جب وہ مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اُسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اُسکی حکومت کو استقلال نہوا تھا ابھی اُسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اُٹھائی تھی۔ اراکین سلطنت مین باہم جھگڑا تھا۔ بادشاہ کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتون کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ سیواجی کی سرکشی کو دبائین اور اسکو اتنی فرصت نہ دین کہ وہ مغلون کے ساتھ سازش کرے اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی۔ اور افضل خان جو بڑا نامی گرامی امیر تھا اسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی مین آنکر کہنے لگا کہ سیواجی کی کیا حقیقت ہے ابھی اُسکو زنجیرون مین جکڑکر بادشاہ کے تخت کے روبرو لاکر کھڑا کرتا ہون۔ اس نوجوان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوانمرد سے پہلے میدان مین مقابلہ نہین ہوسکے گا۔ اپنی قدیمی تزویر وتدابیر وحکمت مین مصروف ہونا بہتر جانا۔ اُسنے اپنے منشی

خوف زدہ ظاہر کیا قلعہ پرتاب گڈھ مین پہنچا یا اور او رعذر و معذرت کے خطوط خانصاحب کو بھیجنے شروع کر دیے اور لکھا کہ آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہیے اگر آپ کی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہان سے معاف ہو جاوے تو مین اپنا سارا املاک چھوڑتا ہون اور جان نثاری اور اطاعت مین پھر کچھ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب کچھ تو پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب اور پھولے۔ انہون نے ایک برہمن پنتوجی گوپی ناتھ کو سیواجی پاس بھیجدیا کہ جاکر عہد و پیمان کرائے سیواجی نے اُس پنڈت سے رسم رواج کے موافق دربار مین ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتوجی برہمن کی خدمت مین گیا اور وہان یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا مین بھیجا ہے اور ایسی باتین بنائین کہ وہ اُسسے بالکل ملگیا۔ اور اُسنے یہان سے جاکر خان صاحب کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراسان اور لرزان بیٹھا ہوا ہے اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خان یہ شنکر اور شیر ہوئے اور بن اور جنگلون کو کاٹتے ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے۔ سیواجی کا بڑا منصوبہ اس کام مین یہ تھا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجیے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت سے یہ بات ٹھیری کہ ان دونون مین آپس مین تنہا ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب اپنی خانی کے گھمنڈ مین آگئے ایک خادمت گار کو ساتھ لے گلے مین باریک ململ کا جامہ پہنے۔ ہاتھ مین ایک سیدھی سیف لی سیواجی کی طرف چلے۔ اس اثنا مین سیواجی نے کیا کام کیا کہ اول نہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ماکے پیرون مین سر رکھا اور اُسسے عرض کی کہ میرے لئے اس وقت ایشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج ہو جائے اور ایک زرد دگلہ روئی کا پہنا اور اسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین مین بگھنکھہ (یہ ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل مین خنجر دبایا۔ اب وہ خانصاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا ہے اور بہت سہج سہج جاکر خانصاحب سے معانقہ کیا اور اول بگھنکھہ اُس کے

جسم میں چبھویا۔ اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اُسپر چلائی۔ مگر
فولادی زرہ نے اُسکو جسم تک نہیں پہنچنے دیا۔ اب اسکا سر کاٹ کر پرتاب گڈھ میں لے آیا۔
سیواجی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل میں چارون طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔
جب افضل خان کے مرنے سے فوج میں ہل چل مچی تو یہ مرہٹے اُنپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج
کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء میں ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اُسکا خاندان
ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے اس مرہٹے کا سر اُڑا دیا۔ اگرچہ اور
قیدیون کے ساتھ اُس نے نیک سلوک کیا اور بہت سے [illegible] کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک شخص
نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اُسکو انعام دے کر رخصت
کیا۔ اس مہم میں سیواجی نے مخفیہ خزانون کے بتلانے کے واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر
کوئی کام بیفائدہ نہیں کیا۔ اور بے سبب کسی کو اذیت نہیں پہنچائی۔ اسکی دغابازی اور
فریب کی مرہٹون میں بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور
ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھ لگا۔ اور قلعہ پنالہ اور لوہ گڈھ
بھی قلعہ دارون نے اُسکے حوالہ کر دیا اور اُس نے بسنت گڈھ کو بھی لے لیا اور بہت سے
قلعے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیے کے علی عادل خان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اُسکو
بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیواجی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک
ہوگیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اُسکے
پاس ہوکر گھاٹون میں چلا گیا۔ لوگون کو یقین تھا کہ وہ زمین مرتفع پر جب جا [illegible]
ٹھہرا رہیگا مگر اُس نے [illegible] مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راج پور سے [illegible]
خزانہ لیا اور راج گڈھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت
دی اور اُسکو دار الریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیون میں شکست پر شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ

سیواجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل مین جلنے لگا اور سوچ بچار مین
پڑ گیا پھر مئی سنہ ۱۶۶۰ء مین اُسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی
جمع کی اور نامور افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور واڑی کے ساونت
اسکے مددگار مقرر ہوئے۔ بغرض یہ سب ملک کانکن پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔
سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریان کین اور قلعہ پنہالہ کی
حفاظت مین وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی
حفاظت مین ناحق تضیع اوقات اُسنے کی۔ وہ یہان جا پہنچتا تھا گھرا رہا۔ اور اس
سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا بھی نا ممکن معلوم
ہوتا تھا اسلئے یہ چال چلا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ مین خود حاضر ہو کر
اس قلعہ کو سپرد کرتا ہون۔ کل دروازے کھولدون گا۔ یہ مژدہ سُنکر محاصرین بڑے
خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بیخبر سو رہے۔ صبح
کیا دیکھتے ہین کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیون کے ساتھ اُنکے درمیان ہو کر قلعہ
سے نکل گیا اور رنگنا مین پہنچا۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکا تعاقب
کیا اور جس منزل پر سیواجی نے اُترنا چاہا تھا اُسے چھ میل وری جالیا۔ مگر وہ ایک
درہ تنگ کی حفاظت باجے پربھو کو سپرد کرکے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجے پہلے سیواجی
کا جانی دشمن تھا مگر اب اُس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر تھوڑے سے
آدمیون سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنون کا منہ پھیر دیا اور الٹا ہٹا دیا۔ چوتھی مرتبہ
افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور
شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ مین جو
سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیواجی کے بہادر نائب بھی نیچے گر کر
جس وقت اُس بہادر کی آنکھون پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنہالہ سے
ایک توپ چھوٹی جسنے سیواجی کے زندہ سلامت رہنے کی بشارت اس مردہ کو سُنائی

اس آوازسے جو زندہ باقی رہے تھے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمنون کے حلق مین سے نکال کر لیگئے۔ اب سنہ ۱۶۶۱ء مین علی عادل شاہ خود فوج لے کر سیواجی سے لڑنے آیا۔ اور پنالہ اور لون گڈھہ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال مین فتح کیا تھا اُسے چھین لیا۔ غرض سیواجی اُس سے مقابل نہو سکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور سنگار پور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس جھگڑے مین مارا گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سے ہندو سیواجی سے ناراض ہوئے غرض اس سال کے اندر کوئی کام اُس نے معقول نہین کیا اب یہ پوجا پاٹ اور دھرم کرم مین زیادہ مصروف رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتانے لگا اور پرتاب گڈہ مین بھوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے اور اس اثنا مین سیدی جوہر سے بھی کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گھورہ پورے نے شاہ جی کو گرفتار کرکے اپنی بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سامان کئے ہوئے آتا تھا سیواجی کو اُسے باپ کا عوض لینا تھا اسلئے وہ بے خبر اُس کے گھر مین چلا گیا اور اُسکو مارڈالا۔ اُسکے گھر والون نے مکان مین آگ لگادی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کئے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلئے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجی سے جو فوج لڑنے گئی تھی اُسے بلا کر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے اسلئے سیواجی کو فرصت ملی کہ اُس نے واری کے ساونتون کو مغلوب کرلیا اور گھاٹون پر جو اُسکے نقصان ہوگئے تھے انکو پورا کیا۔

اب بہت سے بندرگاہون پر اسکا قبضہ تھا اُسنے جہازون کا بیڑا بنایا اور گوالیہ سے توپخانہ منگایا۔ آخر کار ساہو جی نے بیچ کی صلح والی بیجاپور سے سنہ ۱۶۶۲ء مین کرادی۔ ساہوجی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا نہ سماتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھورپوری کو مارا فریفتہ اور عاشق تھا

سیواجی کی صلح والی بیجاپور سے

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اُسکی تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹون کے مورخ
کہتے ہین کہ سیوا جی

اب اپنی دار الحکومت منتقل کرکے رہری مین لے گیا
اور اُسکا نام رائے گڈھ رکھا اور اسکو سامان و اسباب سے خوب مستحکم اور درست
کیا۔ ایک اُس کے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کئے۔ دوسرے افسر نے
اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک مین کھلبلی ڈال دیا۔
اس صلح کے بعد سیوا جی پاس کل ولایت کانکان کلیان سے گوا تک تھی جسکا
چار درجہ عرض ساحل شمالی تھا اور کونکان گھاٹ مہتابیا سے وارنا تک تھا جنمین
۱۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے ملک کا بڑے سے بڑا عرض سوپہ و جنیر کے درمیان
سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے
اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجاپور والون سے صلح کرکے
اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلون سے لڑے بھڑے۔
الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخون مین مرہٹون کی کتابون سے
بہت سے حالات سیوا جی کے لکھے ہین جنمین سے کچھ ہمنے اوپر نقل کئے ہین اب ہم عالمگیر نامہ
اور منتخب اللباب خافی سے سیوا جی کے حالات نقل کرتے ہین دونو کا مقابلہ کرکے فیصلہ
کر لو کہ واقعات اصل کیا ہین۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ مین آگیا
اور عادل خان سے وداد اور اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا تو عادل خان نے یہ التماس
کی کہ بیجاپور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف مین آگئی ہین بعض تعلقہ کوکن نظام الملکی
زمین ہین جو عبارت بندر چیول و دابل و دنده راجپوری و چاکنہ سے ہے اور عادل خان کے
تسلط کے بعد وہ حدود ملک بیجاپور مین داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کوکن کے

متصل جوتل کوکن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجاپور کے متصل
اورنگ آباد پر سندہائے شاہی منصوب کن قبضہ کرلین اور اسکے عوض مین جو شدہ چول
سے پرگنہ چاکنہ تک تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمائین انمین بالکل جنگل و کوہ اور اشجار کنار
دریائے شور ہے۔ پادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضہ کے دونو
کوکن عادلخان بیجاپور سے متعلق ہوگئے۔ ملا احمد جسکے بزرگ عرب تا ان کے شرفا ہی
نوآمدین سے تھے اور حجاج بنی امیہ کے ظلم سے اطراف کوکن مین وارد ہوے تھے اور قوم
نوآتیہ کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد مین سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور
کے مقربون مین تھا اوراس ضلع مین تین پرگنون کا جاگیردار تھا۔ ان ہی دنون دو
پرگنے جسکے نام سوپہ تریونہ تھے۔ شاہ جی بھوسلہ کو جاگیر مین ملے تھے۔ باپ کی طرف
سے جاگیر کے بندوبست مین سیواجی صاحب اختیار تھا اور اپنے قوم مین شجاعت و
شہادت مین ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر مین ابلیس تلبیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا
ان حدود مین قلعہ کوہستان بڑے اونچے اونچے تھے جنگل لا حاصل اشجار خاردار سے
پر تھے اب یہان اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا عمارات بنائین۔
اسلیئے نئے قلعجات کوہی و حصار گلی بنانے مین مشغول ہوا۔ دکن مین ایسے قلعہ کو گڈھ
کہتے ہین ان ہی دنون مین عادل خان بیجاپوری عارضہ بدنی مین گرفتار ہوا۔ مرض
کے امتداد سے مملکت بیجاپور مین کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی
وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا آشوب انقلاب پیدا ہوا اور ملا احمد
ان ہی دنون مین والی بیجاپور پاس گیا اس سبب سے کہ اسکی فوج اطراف کوکن
سے چلی گئی تھی سیواجی نے دیکھا کہ ملک فرمانروا کے انتظام سے خالی ہے تو اسنے
اور جاگیرداروں کے تعلقہ مین جرأت و بیباکی شروع کی
دکن مین اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمتی گئی
جسکا حال آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ قصبہ معمور و آباد و سیر حاصل مالدار رعایا

سنتا وہان دوڑ کر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیرداروں کی فریاد ان ایام پرفساد مین بیجاپور مین پہنچے سیواجی اپنا ایک عریضہ مع بہت سے ہدایا اور تحائف کے بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال مین افزونی محصول کی گنجایش تھی اور جاگیرداروں اور اُنکے منصوبیون نے ایسی ایسی تقصیرین کی ہین مینے اُنکی تنبیہ کی اور اس قدر روپیہ اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر انکا لینا منظور ہے۔ بیجاپور کے کارپردازون مین رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اس آشوب مین ایک دوسرے کی نہین سنتا تھا۔ جاگیرداران نوشتجات جو آتے انپر بھلا یہ مرتشی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد سے خالی نہین رہتا وہان کی سرزمین کی تاثیر ہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و حمق و خفت عقل مین گرفتار رہتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلھاڑی مارتے ہین اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہین اور اس ولایت مین کارپردازون کی طمع پر فرمانروا رکی انحراف و اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی بنتی آئی۔ کہ اسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آئی کہ وہ سرکشون مین شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتخابی قزاق پیشہ جماعت کثیر اسکے پاس جمع ہو گئی اور اُسنے ناحق قلعون کی تسخیر مین کمر ہمت چست باندھی۔ اول چند قلعون پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعون پر دست درازی کی جو ذخیرہ تجربہ کار قلعہ دارون اور کار آزمودہ حارسون سے خالی تھے اس زمانہ مین بیجاپور کی ریاست مین انقلاب ہو رہا تھا سکندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات مین بھی گفتگو تھی۔ چھوٹی عمر مین باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اورنگ زیب کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی گئی اور تمام قلعون پر اسکا تصرف ہو گیا اور تھوڑے دنون مین صاحب مکنت وہ ہو گیا اور جمعیت مال و ثروت کے فراہم ہونے سے بادشاہ ہند و بیجاپور کی فتح پر کمر باندھی۔ قلعے کوہون کی اور جنگل پر از اشجار کی پناہ مین ملک دور دور و نزدیک کی

بحر و بر کی راہون مین تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راج گڈھ کو جا گنہ کو اپنا ملجا و ماوا مقرر کیا اور دریا کے بعض جزیرون پر کشتیون کو جمع کر کے قبضہ مین کر لیا آخر ان مین نئے قلعے بنا کئے صاحب چہل قلعہ ہو گیا۔ اور سب قلعون مین ذخیرہ و سامان جنگ مہیا کیا۔ اور علانیہ بیباکانہ مخالفت کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیون مین ہو گیا جب سکندر علی عادل شاہ حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت مین مشغول ہوا پہلے سیوا جی پاس رسل و رسائل بھیجے جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امرا اور شجاعون مین سے تھا اُسنے جا کر سیوا جی کو تنگ کیا سیوا جی نے دیکھا کہ صف جنگ مین او محصور ہونے مین اس سے عہدہ برآ نہین ہونے کا۔ تو حیلہ و تزویر و راہ بازی کا جال پھیلایا معتمد آدمیون کو درمیان مین ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی التماس کی اور مکاریہ بہتون کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری مین سیوا جی کے قلعہ کے نیچے سیوا جی تین چار بے اسلحہ خدمتگارون کے ساتھ کمر کشادہ افضل خان کی ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان پالکی مین بیٹھ کر پانچ چار بے ہتیار خدمتگارون کے ساتھ قلعہ کے نیچے آئے اور سیوا جی جب ملاقات کر چکے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ کئے جائین اور خلعت دیکر اسکو رخصت کیا جائے۔ افضل خان کو وجہ پیشکش بھی سپاہ دیگر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے بلکہ خود سیوا جی تسلی پانے کے بعد افضل خان کی خدمت و رفاقت مین بیجاپور کا عازم ہو سیوا جی نے مکاری یہ کی کہ افضل خان پاس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے قسم قسم کے میوے بہیجکر اور عجز و انکسار ظاہر کر کے اسکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر مین لے آیا افضل خان نے اسکے اظہار ابلہ فریب سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلا گئے ہین نہ کی وہ بے ہتیار لگائے پالکی مین بیٹھ زیر قلعہ مکان موعود مین چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیون کو ایک تیر کینچ کے فاصلہ پیرا ہنی فوج مین سے الگ کر دیا سیوا جی قلعہ سے پیادہ پا آیا۔ دوسرے عجز و

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ مین آیا تو تین چار قدم اٹھا کے
اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا۔ اور لابہ وسالوسی سے سرتاپا
تن و بدن کو لرزہ مین لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ دار آدمی و خدمتگار جو پالکی کے
ہمراہ ہین دور ہون اور حربہ جسکو گھنی بچھوہ کہتے ہین ہاتھ کی انگلیون مین آستین کے
نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیون کو مسلح و مکمل
ہر غار کے بن و کنارہ پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور نفیر نواز کو مقرر
کیا تھا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربۂ جان ستان سے اپنے
دشمنون کو امان نہ دونگا۔ جب دور سے حربہ لگانے کا اثر ظاہر ہو تو میرے کلمے کی
کے فکر مین نہ پڑنا نفیر بجا کہ اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی
آواز سنتے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیون پر دوڑ جائے وہ ہر طرح
سے موافقت کو عمل مین لاتا۔ افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک کہ ساکن
گلستان لائی تھی۔ اپنی جلادت کے غرور مین سیوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ لرزان
و ترسان آتا ہے اسکے عدم وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر
تھے انکو بھی دور بھیجدیا۔ جب سیوا اچھی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے پیرون
مین گرا افضل خان نے اسکے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرے
اور بغلگیر ہو کہ اس نے چابکدستی سے حربۂ زیر آستین کو افضل خان کے شکم مین ایسا
مارا کہ آہ نہ کھینچ دی اور کام اسکا تمام کیا۔ نفیر نواز نے موافق ارشاد کے صدا
فتح سیاہ کے کان مین پہنچائی۔ دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے
بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج
پر ہاتھ کھولا۔ اب دوڑ کر لشکر مین آیا اور اسکو جان کی امان دی۔ گھوڑے
ہاتھی و خزانہ و اسباب و تمام کارخانے اپنے تصرف مین لایا اور سپاہ کو نوکری
کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنا لیا اور پہلے سے زیادہ اسباب تجمل و جمعیت بہم پہنچایا

جب یہ خبر عادل خان بیجاپور کو پہنچی تو دوسرا لشکر رستم خان سلیہ لار کے ماتحت
روانہ کیا قلعہ پرنالہ پیر دونو کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض
اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بناتا گیا
اپنے ملک غصبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی میں کوشش کرتا
دور دست کے قافلوں پر تاخت کرتا آدمیوں کے مال ناموس پر متصرف
ہوتا اور اس نے انتظام کیا تھا کہ جہاں لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی
کے ناموس میں دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت و ادب
کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو دیدیتا اور جس ہندو و مسلمان کے ناموس گرفتار ہو جاتے
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ نظر بد سے اسے دیکھتا اس کی نگہبانی و محافظت میں کوشش
کرتا۔ کہ اسکے وارث آخر بقدر حالت عوض میں دے کر انکو چھڑا کر لے جائیں مگر
جو عورت ایسی ہوتی کہ اسکے نام و نشان کنیزی ہونیکا ظاہر ہوتا تو اسکو اپنی
زر خرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہاں لوٹ ہوتی
اس میں سے رخت مستعمل غریبانہ و پیسے و تانبے پیتل کے برتن جو لوٹتا اسکے ہوتی
باقی جنس و نقد و طلائی مسکوک و غیر مسکوک و زیورہ و اقمشہ و جواہر جس کے
تصرف میں آتے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اسمیں دام و درم کا تفاوت کرتا
بالکل ان کو سردار اور عہدہ دار جدا کرکے سیواجی کی سرکار میں داخل کرتے جب
اس عملیہ کا حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی کی
تنبیہہ و استیصال میں کوشش کرے

حسب الحکم امیر الامراء ۲۵ جمادی الاولی سنہ ۔ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور
ممتاز خان کو یہاں اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لئے پونہ اور
چاکنہ کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ ان دنوں میں سیواجی یہیں رہا کرتا تھا غرض
رجب کی سہ شنبہ کو سیوگانو میں جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

آیا سیواجی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیرالامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔
اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیرالامراء نے قصبہ سوپہ پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔
جادو رائے کو یہاں منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لیے لشکر
شاہی کو تاکید کی سیواجی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لیے مامور کیا کہ جس طرف امیرالامراء کی
کبھی فوج جائے اسپر تاخت و تاراج میں مشغول ہو اور شوخی کرے۔ امیرالامراء اس امر پر مطلع ہوا
تو اسنے کبھی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور انکے سردار باری باری سے تجویز کئے منزل
میں ہر روز کبھی پر دکنیوں کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقوں کے طور پر ناگہاں کبھی
کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہونے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے
فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے وہ جنگ
بگریز کرکے ہر طرف متفرق ہو جاتے اسی طرح سیواپور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی
پہنچا۔ یہ دونو مقام سیواجی سے امیرالامراء نے لے لئے۔ پونہ میں داخل ہوکر وہاں اپنی
اقامت کی جگہ مقرر کی اور وہاں سے سوار ہوکر حصار چاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج بارہ
کا غور کی نظر سے ملاحظہ کیا مورچال مقرر اور تقسیم کئے اپنے لشکر کے گرد دمدمہ اور خندق کھود
اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تسخیر کے لئے سعی و جد و جہد
پر کمر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین میں پانچ مہینے شب و روز متواتر بارش رہتی ہے
اور گھروں سے سر نکالنے کی فرصت نہیں دیتی اور ایسا غبار تیرہ اٹھتا ہے کہ دن کی رات
ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس میں آدمی کو آدمی نہیں
پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہیں دیتے کمانوں کے چلّے ڈھیلے ہو جاتے ہیں باوجود
ان سب باتوں کے ایسی سعی کی کہ توپوں کی پے درپے مار سے قلعہ کی دیواریں چھلنی ہوگئیں
مفسدوں کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ اندھیری راتوں میں محصورین قلعہ سے باہر آتے اور
بادشاہی مورچلوں پر حملہ کرکے عجیب دستبردیں کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندر اور باہر سے
شوخی ایسی کرتے کہ مورچالوں کو تزلزل میں ڈالدیتے۔ اسی طرح چھپن روز محاصرہ پر گذرے

امیر الامراء کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پُر کرکے آگ لگائی جس سے برج اُڑا اور سنگ و خشت و آدم باہم اس طرح ہوا میں اُڑتے تھے جیسے کہ گرہ باز کبوتر۔ بہادروں نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچال و پناہ بنایا تھا وہ مدافعت میں کھڑے ہوئے اسی تردد میں سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیوں کی ایک جماعت کثیر کُشتہ ہوئی۔ غازیوں نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا بیخور و خواب تمام شب بارنج و تاب کے ساتھ خاک و خون میں بسر کرکے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلا۔ کہ بہادروں نے پے درپے حملہ کرنے شروع کیے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنوں کی جان لی۔ بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ ارک میں گئے۔ اس یورش میں بیلدار   اور عملہ فعلہ قلعہ گیری کے سوا تین سو آدمی کشتہ اور چھ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک میں بھی محصوروں کو ایسا تنگ کیا کہ انہوں نے راؤ بھاؤ سنگھ کو اپنا شفیع بنایا بندہ بادشاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء سے آ کر ملے دوسرے روز کہ امیر الامراء قلعہ میں داخل ہوا۔ ازبک خان کو یہاں منتظم مقرر کیا اور خود یہاں سے کوچ کیا کہ سیواجی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ میں تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۰ کو جشن وزن شمسی ہوا عمر کا اکتالیسواں سال شمسی ختم ہوا اور بیالیسواں شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام میں لبادل کا خیمہ لگا اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آئینہ بندی میں بیس ہزار شمع و فانوس سوا اور قسم کے چراغوں کی روشنی ہوئی۔ تین روز تک یہ جشن رہا حسب معمول شاہزادوں اور امراء کو منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرنیدہ کا غالب حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کرکے قلعہ پرنیدہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۳ جلوس میں لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا۔ غالب نے قلعہ حوالہ کیا اور خود سلخ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملا اس نے چھ ہزار روپے اسکو انعام دیا اور اسکے دو بیٹوں اور داماد کو خلعت دیا۔

جشن وزن شمسی [illegible]

قلعہ پرنیدہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف مین تھا۔ جب سلطنت نگر بڑی تو محمد عادل خان
بیجاپور نے تین لاکھ ہن قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف مین کر لیا اب ریاست بیجاپور
سے متعلق تھا۔ شاہجہان کے حکم سے ایک مرتبہ مہابت خان خانخانان نے اس قلعہ کا محاصرہ
کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اب بے تردد و قتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ امیر خان بھی
راجہ کرن کو مع دو بیٹون انوپ سنگہ و پیم سنگہ کے حضور مین لایا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے
ان ہی ایام مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگہ زمیندار سری نگر جسکے پہاڑون
کی پناہ مین سلیمان شکوہ مدتون سے رہتا تھا اور اسکے ملک کو افواج شاہی بسر کردگی
تربیت خان پامال کر رہی تھی اُسنے راجہ جیسنگہ کی معرفت عرضداشت بھیجی جسمین تقصیرات
سابق و لاحق کے عفو کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے کنور
رام سنگہ پسر راجہ جیسنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے پہنچنے کے بعد سلیمان
کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اُسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی
محمد شاہ کوکہ جو اُسکے ساتھ اب تک باقی تھا اور چند اُسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ
دستگیر ہوا۔ اور کنور رام سنگہ اور تربیت خان کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاولی سنہ ۷۱ کو
حضور مین آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرما کر اسکی خطا بخشی کی اور
جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گڈھ مین جاوے اور وہان
سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار بھیجا جاوے۔ معتمد خان کو گوالیار کا قلعدار بنا کے اس کی ہمراہ
بھیجا۔ میدنی سنگہ پسر پرتھی سنگہ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا دو ہزاری
سوار کا منصب اور پانچ ہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتھی اور دس گائین عنایت ہوئین
اسکے باپ کے لئے بھی خلعت عنایت ہوا۔ راجہ کرن بھی حضور مین آیا۔ اسکی تقصیرات معاف
ہوئین۔ سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور راو کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دکن مین
تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ مین تین ایلچیون کے آنے کی خبر آئی۔ ایک قاسم آقا کی جسکو حسین پاشا
حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے ہاتھ سلطنت کا تہنیت نامہ اور اسپان عراقی تھے دوسرا

ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا - تیسرا ایلچی اوج
تھا جو ایران کے بادشاہ کی طرف سے نامہ اور گھوڑے لیکر ملتان میں آیا تھا ابراہیم بیگ ایلچی توران
کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ کمر و پٹکا مرصع مع خلعت مرحمت ہوا وہ مریض تھا
جلد مر گیا -

چونکہ شاہجہان کے زمانہ عدالت سے برابر ملک میں محاربات کے فساد رہتے تھے اور لشکر ادھر
ادھر سے آتے جاتے تھے - کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا میں
کبھی انتہا میں کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی خلق اللہ کے ہوش اُڑے اور زبر فزونی غلہ کی
قلت اور بے بضاعتوں کی عسرت ہوئی - اکثر پرگنے ویران ہو گئے اور شاہجہان آباد
میں گرد نواح کے کنگال بھر گئے شہر میں پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور انپر ان کنگالوں
کا اضافہ ہوا - ایسا ہر کوچہ و بازار میں فقیروں اور بے نواؤں کے ہجوم سے آدمیوں کو
رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو جینا دشوار ہو گیا - بادشاہ نے یہ حال سنکر حکم دیا کہ
شاہجہان آباد میں سوا مقرری بطور خانہ پختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہوں
اور دار الخلافہ کے گرد کے قصبوں اور مزاروں پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائیں
اور خدا ترس متدین داروغے انپر متعین کئے جائیں ہزاری تک سب عمدہ امیروں کو
حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے فراخور حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے
اور غلہ کی گرد آوری کے لئے راہداری کے معافی کے لئے جابجا احکام مجدد صادر
ہوئے اور سزاول منصوب ہوئے - دار الخلافہ میں سپاہ بہت تھی انمیں سے آدھی اپنے
تیول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف سے غلے کا نرخ ارزان ہوا جو شاہجہان آباد میں
گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا - وہی لاہور اور اکبر آباد کے دار الخلافوں میں ہوا -
اسی فی الجملہ خلقت کے حال میں تفاوت ہوا -

واقعات سال چہارم سنہ ۱۰۷۱ ۱۶۶۱

۲۹ شعبان سنہ ۱۰۷۱ کو ہلال رمضان نمودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

جشن کی آرایش ہوئی۔ بادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۴ رمضان ہی اور پہلے سالون مین اُن تاریخون مین جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب سے لوگون کو خرمی اور انبساط کی طرف رغبت کم ہوتی ہی میل کلی نہین ہوتا۔ اور بادشاہ دین پناہ بھی ان دنون عبادت و طاعت مین مصروف رہتا۔ بزم سور و طرب و سرور کے لئے فرصت نہین رکھتا۔ اس سبب سے بادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ اس سال سی آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن سے ہوا اور وہ دس دن تک جاری رہی۔ اس جشن مین جو پیشکشین پیش ہوئین اور تمام امراء و اہل طرب کو انعام ہوئی۔ انکی تحریر کو تحصیل حاصل جانکر قلم کو اُن کے ذکر سے آشنا نہین کرتا مُجھا ور مدعا تحریر کرتا ہون بادشاہ سے عرض ہوا کہ مداق بیگ ملتان مین داخل ہوا اور تربیت خان نے ضیافت کی اور پانچہزار روپیہ اور تحائف اسکو دیئے۔ لاہور مین خلیل اللہ خان نے موافق ہندوستان کی رسم و راہ کے رنگین ضیافت پر تکلف کی۔ چارسو قابین چاندی کی اور ساٹھ خوان حلوون و نقلون کے سواے عطریات اور لوازمات کے دسترخوان پر چنے۔ طعام ہا و آش مع ظروف و نقرہ و آلات و بیش قیمت عوریون کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ نقد اور سات تقوز پارچہ بیش بہا اور انواع مرصع آلات تواضع کئے ایلچی نے دو دفعہ شاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کا ریزا اور اقسام میوہ تر و خشک بھیجے۔ وہ بادشاہ کی نظر سے گذرے جب ایلچی بادشاہ کی خدمت مین آیا تو اُسنے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی تحف و تحائف پیش کئے۔ بادشاہ نے روز رخصت تک پانچ لاکھ روپیہ کے نقد و جنس ایلچی کو اور پچاس ہزار روپیہ اُس کے ہمراہیون کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا کہ بعد ازان بھیجا جائیگا۔ بادشاہ نے سُنا تھا کہ چکرسین بھیل جو اس سرزمین کے مفسدون کا سرگروہ ہے اور پہلے سے فرمانبرداری و خدمت گذاری شاہی کے سبب سے اس ولایت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قلعہ کھاتا کھری پر تصرف رکھتا تھا وہ اس قلعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اُسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیشکش مقرری کے دینے سے انکار کیا۔ تمرد و بغاوت کا

طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راؤ بھگونت سنگھ ہاڈہ جو بکی محال زمینداری اور وطن اسکی ولایت سے قریب تھا اُسکے دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُسنے جاکر قلعہ کھاناٹھری کو اپنے حسن تدابیر و کوشش سے مفتوح کیا اور جگہ سین کا قصہ تمام کیا۔

تنبیہ چنپت بندیلہ

شاہجہان کے عہد سے مالوہ مین چنپت بندیلہ راہزنی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکے مارنے کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجرہ نہ قطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر دکن سے دار الخلافہ کی طرف آتا تھا تو اُسنے اپنی بد افعالی کو چھوڑکر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت مین آیا اور ہمرکاب رہا۔ سفر پنجاب مین داراشکوہ کے تعاقب مین حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے بحکم گریز پا گنہگار غلامون کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطاع الطریقی اختیار کی اور شجاع و داراشکوہ کی شورش کے دنون مین اور زیادہ شوخی کی اور اطراف مالوہ کو تاخت و تاراج کیا۔ اول سبھ کرن بندیلہ اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو دیبی سنگھ اُسکے استیصال کے لئے مقرر ہوا۔ چنپت اسکا مقاومت و مقابلہ نہ کرسکا اور زمیندارون کی پناہ مین گیا۔ لومڑی کی طرح کوہ و غار مین چھپا پھرا مگر گرفتار ہوا سر اسکا کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی تشہیر ہوئی۔

شادی شاہزادہ محمد معظم کی

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے۔ اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ نقد مع فیل و اسپان باساز طلا و مرصع عطا کئے۔ آتشبازی نے زمین کو گلفشان اور آسمان کو ستارون سے دُرفشان کیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا۔ اور ملا و توابع کو نو ہزار روپیہ انعام ملا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کو حکم ہوا کہ احمدآباد سے دکن مین امیر الامراء پاس سیواجی کے استیصال کے لئے جائے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جونا گڈھ کو فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمدآباد سے خبردار رہے۔

تسخیر ولایت پلاؤن

ولایت پلاؤن کی مرزبانی موروثی چلی آتی تھی۔ اس سرزمین مین قلعے استوار تھے۔ مرزبان یہان بہت پیادے و سوار تھے۔ راہین دشوار گذار جنگل و گریوہ و کوہ سے لگی ہوئی

غرض ان اسباب سے یہان کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات
صوبہ دارون کی بیجا چشم پوشی اور سست ہمتی کو یہان کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک پادشاہی کی محال
جو اسکے حدود زمینداری کے قریب الجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے
صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیشکش اور مرزبانون کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا۔ بادشاہ نے
داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس صوبہ
کے کومکیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کوس کے فاصلہ پہ پلاؤن ہے اور
بلدہ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲ کوس ہے اور وہان سے مرزبان کا مسکن ۱۵ کوس ہے۔
دو قلعے مستحکم ایک پہاڑ پہ دوسرا سرزمین پہ ہے ان دونو قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف
و نواحی مین اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے گھنے جنگل ہین اور اس ولایت کے متعلقات مین تین قلعے
ہین۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤن سے ۲۰ کوس ہے۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹھی سے سات کوس ہے
سیوم قلعہ دیوگن کہ کوٹھی سے دس کوس پہ ہے ان قلعون کی حمایت کے سبب سے یہان کے
زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد مین عبداللہ خان فیروز جنگ
صوبہ دار پٹنہ کی پیرتاپ لال بہادر نے کبھی اطاعت نہ کی۔ بادشاہ کے حکم سے شائستہ خان
صوبہ دار پٹنہ اسپر چڑھ کر گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیشکش کا لیا اور کوئی قلعہ اور ملک فتح
نہ کرسکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے
لئے گیا تو سرکشون نے خوف کے مارے قلعہ خالی کردیا۔ داؤد خان نے اس پر قبضہ کرکے شائستہ
بندوبست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پہ بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ
کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پہ ہے لیکن راہ سراسر گھنے جنگلون سے پٹ ہے اور راہ مین ایک
اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گذار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختون کو کٹوایا اور راہ کو ہموار
کرایا۔ جب ایک کوس قلعہ سے راہ بنانی رہی تھی کہ سرکشون نے اس قلعہ سے بھی فرار کیا۔
داؤد خان مع فوج کے اسمین داخل ہوا اور اسکو ڈھا کر خاک کی برابر کیا۔ برسات
کا موسم آگیا۔ کوٹھی اور کندہ کے درمیان دو گلی قلعے بنوا کر اسمین سپاہ کو رکھا زمینداران روہی

آذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کرایا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاون کی
تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر عرض کیا کہ مین اطاعت کے لئے حاضر ہون
اور جو پیشکش مقرر کی جائے مین اسکو ادا کرونگا لشکر پٹنہ کو الٹا چلا جائے۔ مگر خان نے کچھ نہ مانا
سنہ ربیع الاول اس شائستہ آئین سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو
سوار اور دو سو پیادے سے بندوقچی لیکر ہراول بنا بہادر خان ساٹھ سوارون اور تین سو
پیادون کو لیکر برانغار اور شیخ تاتارخان برادر زادہ داؤد خان پانچ سو سوار اور راجہ بہروز
پچاس سوار اور پندرہ سو پیادے سے لیکر جرانغار بنا۔ داؤد خان خود دو ہزار سوار لے کر قلب مین رہا
اور اپنے پانچ سو سوار تابین چنداول مین مقرر کئے اور ایک گروہ انبوہ تبرداروں کا بھیجا
کہ وہ جنگلے تک جنگلون کو صاف کر کے راہ مصفا و مسطح بنائین اور مناسب مقامون مین تھانے
مقرر کرے اس لشکر نے نوروز مین دس کوس طے کیے اور موضع نرسی مین آیا جہان سے قلعہ
پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحہ کی تمہیدین
کرتے تھے اور پیشکش ٹھیراتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہین سنتا تھا۔ جب لشکر نرسی مین آیا تو مرزبان
پلاؤن نے اپنے وکیل سورت سنگھ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا
عجز وزاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گذاری کے قبول کرنے کو عرض کیا۔ اس
کام کے لئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا ایک لاکھ روپیہ پیشکش دینا بادشاہ کو اور پچاس
ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس
بھیجا اور جواب کے انتظار مین چند روز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معسکر سے سات کروہ پر
دشمن نے رسد کے غلہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ مین سے
پچاس ہزار روپیہ بھیجدیا لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے
بڑھا اہل قلعہ نے ڈھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچال باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان
کی عرضداشت کے جواب مین آیا کہ اگر مرزبان پلاؤن اسلام اختیار کرے تو پیشکش
لے کر اسکا ملک اسی کو دیدو اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرو۔

یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزبان پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے
شتہ قبون نے مخالفون کے مورچالون کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی۔ داؤد خان نے جا کر
توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم کیا۔ ایک پہر دن رہے سے شام تک جنگ رہی۔ ۶ آدمی
مرے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے۔ رات ہو گئی۔ تو مخالفون نے دو توپچیں
لا کر مورچالون مین نصب کین اور انکے صدمے سے چند پیادے اور سوارون کو مارا۔ اس
رات کو زمیندار مذکور نے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ مین اسلام نہین قبول
کرونگا۔ داؤد خان نے ایک کوہچہ پر کہ وہ دشمنون کا سرکوب تھا قبضہ کر لیا۔ اور
اُس پر مورچال بنا کے توپین جمائین تو دشمن نے اپنے مورچے چھوڑ کر حصار کے نیچے بڑے
پر مورچے جمائے۔ داؤد خان نے دو تین روز مین جنگل کٹوا کر راہ بنوائی۔ غرہ جمادی الاول
کو تین جانب سے دشمنون پر یورش کی دو پہر تک خوب لڑائی رہی۔ دشمن بہت مارے گئے
زخمی ہوئے۔ بھاگ کر پہاڑ اور جنگل مین جا چھپے۔ لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا جب پار
شہر بند کو جا کر لے لیا اور دشمنون کو یہان سے بھی بھگا دیا۔ انہون نے قلعہ پائین اور
حصار کوہ مین پناہ لی۔ زمیندار نے اپنے اہل و عیال اشیا و اموال کو قلعون سے نکالکر
جنگل مین بھیجا اور خود دونو قلعون مین تحصن اختیار کیا اور بمراسم مدافعت و مقاومت
مین قیام کیا۔ لشکر شاہی حصار شہر پناہ مین آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات
گئے تک توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم رہا۔ زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل مین
بھاگ گیا۔ دونو قلعے بادشاہی فوج مین آ گئے۔ ہندوؤن کے صنم خانے اور معابد مسجد
و ہلیل سے تبدیل ہوئے۔ اس یورش و آویزش مین ۶۱ آدمی کشتہ اور ۱۷۷ آدمی
زخمی ہوئے۔ مخالفون کے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے۔ خبر آئی کہ مخالف قلعہ نوکین
مین جمع ہوئے تو داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اُسنے جا کر محاصرہ
کیا۔ اور دشمنون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے یہان سے بھی فرار کیا۔ قلعہ بادشاہی
سپاہ کو ہاتھ آیا۔ داؤد خان نے یہان انتظام منگل خان کو سپرد کیا اور

خود پٹنہ میں آیا۔

شاہ جہان کے پاس سعد اللہ خان سوا لاکھ روپیہ کے جواہر لایا۔ دوم رجب کو خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے سوم کے روز جا کر اسکے سوگوارون کی تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹون میر خان روح اللہ خان و عزیز اللہ خان اور اسکے برادر زادون سیف الدین افتخار خان و ملتفت خان و بہاء الدین اور اسکے داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دیئے اور اسکی بیٹی و بیوی کا پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ اور بیٹون اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۷ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا ختنہ ہوا۔ اس سنت کو بادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلئے اس باب میں پان بھیجے خواجہ احمد ایلچی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب دیکر رخصت کیا۔ غرہ شعبان کو بنگالہ سے شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور بلاؤن کی غنائم میں سے دو ہاتھی نظر اشرف سے گذرے۔ بادشاہ نے ڈیڑھ سو کلنگ شکار کئے۔ خضر آباد (ہمایون کے مقبرہ کے پاس شاہی مکانات بنے ہوئے تھے) میں باور کا دام لگا کے شکار کھیلا میں ۵ چیتین ہرن مارے۔ اس شکار میں بادشاہ کو اپنے رحم کے سبب سے خیال آیا کہ ان بے زبان حیوانون کو شکار کر کے ظلم کرنا نہیں چاہیئے اسلئے اسنے شکار کو اور جانورون کے قید کرنے کو منع کر دیا جتنے جانور جال میں پکڑے گئے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ جب شاہجہان کی علالت کے سبب سے ملک میں چارون طرف شورش ہوئی اور سرکشون نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ میں اپنا سکہ جمایا تو بھیم نراین زمیندار کوچ بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے بادشاہ کا مطیع فرمان پذیر تھا او ہمیشہ پیشکش بھیجا رہتا تھا اور گھوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور رعایا کی صغیر و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جنمین اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت میں لے گیا اور اس ناحیہ میں بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کامروپ جو عبارت ہاجو اور گوہاٹی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ میں داخل تھی اسکو

۱۰۶۹ھ ۱۶۵۸ء

معظم خان خانخانان کی تسخیرات آسام کی فتح

اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر تصرف مین لانا چاہا۔ اُس وقت آسام مین جی دھجنگ راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر اور انبوہی خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی مین راجہ کوچ بہار پر فوقیت رکھتا تھا اُسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نراین کے ارادہ پر مطلع ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اُسنے آشامیون کا لشکر عظیم نوارہ اور توپخانہ کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ مین متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی یہان کا فوجدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب آشوب آیا اور مجھہ مین مقاومت کی تاب نہین اور کمک اور مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی یہی ہے کہ یہان سے نوارہ کی مدد سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نراین آشامیون کے قصد سے مطلع ہوا۔ اسکو یقین تھا کہ مین آشامیون پر غالب نہین ہوسکتا وہ بھی چلا گیا اور آشامیون کا کوئی مانع و متنازع نہین رہا۔ ولایت پادشاہی پر وہ قابض ہوگئے اور اس دیار کی رعایا کو اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال مین خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھہ نہ کرسکا آشامیون نے دلیری کرکے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پرگنہ کرہی باری پر کہ جہانگیر نگر سے پانچ منزل ہے متصرف ہوئے اور موضع مست سالہ اہت سلہ مین کہ کرہی باری کے قریب ہے اپنا تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا۔ جہانگیر کے عہد مین بھی ایسی جرأت آشامی کرچکے تھے کہ ولایت پادشاہی پر تاخت کی تھی اور ستیا بکر کو حوالی جمدھر سے سات آٹھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اسیر کرکے لے گئے تھے۔ اور شاہجہان کے اوائل جلوس مین جیرہ دستی کرکے شیخ عبدالسلام فوجدار ہاجو گوہٹی پکڑکے چارسو آدمیون کو دستگیر کرکے لے گئے تھے۔ اس مدت مین حکام بنگالہ مین سے کسی کو آشامیون کی تادیب کی توفیق نہین ہوئی مگر میر عبدالسلام مخاطب بہ اسلام خان کو کہ اُسنے اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین شاہجہان کے عہد مین آشام کی تسخیر اور آشامیون کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لشکر کے

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا۔ اور اسکی جگہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا۔ جسکو اتمام مہم کی توفیق نہ ہوئی اور لشکر شاہی بوجہ کاہلی سے جو آسام کا دھندہ ہے آگے نہین بڑھا۔ جب سال سوم جلوس ماہ رمضان مین بنگالہ سے شجاع رخنگ مین گیا۔ اور اسکے تعاقب مین خانخانان جہانگیر نگر مین آیا۔ تو راجہ آشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا اور اس مین لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نراین مجھسے خصومت رکھتا تھا اسنے ایام شورش و انقلاب مین ولایت پادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت کامروپ پر جو قدیم الایام سے آشام سے تعلق رکھتی تھی متصرف ہونا چاہتا تھا۔ مین نے اسکو اس سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کرلیا۔ اب جس شخص کو آپ اسطرف متعین کرین اسکو یہ ولایت سپرد کردون۔ خانخانان نے باقتضاء صلاح انداز یعنی اس وقت بظاہر اسکی معذرت کو قبول کرلیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا۔ رشید خان و سید نصیرالدین خان و سید سالار خان و آغر خان کو متعین کیا وہ جا کر ولایات پادشاہی کو آشامیون کی قرارداد کے موافق اپنے تصرف مین لائین اس اثنا مین بھیم نراین نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا مگر اسکی تادیب و گوشمالی واجب تھی خانخانان نے درخواست کو بغیر پڑھے فرمایا کہ وکیل از قسم دین حاکبہ سو کوڑے کھانے کی تکلیف اٹھائے یا نوشتہ زہرمار کرکے نوشجان کرے وکیل نے نوشتہ کو چرب لقمہ جان کر نوشجان کیا اور استراحت خانہ زنجیر مین آیا۔ پھر راجہ سجان سنگہ بندیلہ کو بندہاے پادشاہی کی فوج کے ساتھ اور مرزا بیگ اپنے آدمی کو ایک ہزار سوار تابینیون کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نراین کی تنبیہ کرین اور ولایت کوچ بہار کو تسخیر۔ جب آشامیون نے سنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہون نے اول پرگنہ کرہی باری اور چند اور پرگنون کو خالی کیا اور آخر کو آب بناس تک ولایات پادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خان نے

آشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور تزویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہانگیر نگر سے آگے چار منزل جا کر ٹھیر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اُسپر کچھ اثر نہ ہوا تو رشید خان کے کو مکیون یوسف خان و آغر خان نے جا کر کری باری و اور پرگنات پر تصرف کیا جو آشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع رنگا ماٹی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع مین ہے۔ آشامی رشید خان کے آگے بڑھنے مین تعلل کرنے سے خیرہ ہوئے اور اُنہون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف مین لانے کا ارادہ کیا تو توپخانہ و نوارہ اور آلات نبرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان پاس انکے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنگا ماٹی مین مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ سبحان سنگہ بھیم ترائن کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اُسنے دیکھا کہ کامروائی کچھ نہین ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بنار کی دیوار مین ہو بیٹھا اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونون کا یہ حال دیکھا تو وہ خود نوارہ اور توپخانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونو مہمون کے سرانجام دینے کا عازم ہوا اور بادشاہ پاس اپنی درخواستین بھیجین بادشاہ نے انکے موافق تمام لشکر کو جو شجاع کی مہم مین گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب مہمات مذکور مین شرائط موافقت و مرافقت کو بجا لاکر خانخانان کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھین۔ جب برسات ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۸ ربیع الاول ۷۲ھ کو خانخانان خضرپور سے سرکشون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نوارہ دو تہائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر نگر مین چھوڑا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اکبر نگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگہ نروری کو اور عمدہ منصبداروں ان کو احتشام خان کا کومکی مقرر کیا اور مہمات خالصہ سپولی معہ دیوان بھگوانی داس کو سپرد ہوئین۔ اور نوارہ کا اہتمام محمد مقیم کو حوالہ ہوا۔ جب خانخانان معظم خان موضع ہری تلہ مین آیا جو بادشاہی ملک کی سرحد ہے تو اس

سرزمین کے واقف کاروں سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی
راہیں تین مشہور ہیں۔ ایک ولایت مورنگ کی سمت سے دوم ملک پادشاہی کی جانب سے
دو راہیں جنمیں سے ایک راہ دوار ہے۔ دوار عبارت ایک بند محکم اساس سے ہے وہ ایک عریض
مرتفع بند کے اوپر جسکو اہل ملک آل کہتے ہیں قدیم الایام سے بنایا گیا ہے اور اس بند نے
شہر کوچ بہار اور اسکے کچھ پرگنے محصور ہیں اسکا دور ۲۴ کروہ ہے اور اس بند کے دونوں
سمت طرف ایک جنگل ہے جسمیں بانس و بید اور درخت ایسے بلند و تنومند اور گھنے ہیں
اور انکی شاخیں ایسی باہم لپٹی لپٹائی ہیں کہ ہوا کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کئی جگہ اس
بند پر در اور دربند کمال مستحکم ہیں اور انپر بڑی بڑی توپیں اور زنبورکیں و ضرب زن تیر
ادوات پیکار چنے ہوئے ہیں۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین
ہیں اور ان دربندوں میں سب سے بڑا ایک دوار ہے کہ راہ مذکور اسکے محاذی جاتی ہے
اور اس دربند کے گرد ایک چوڑی و گہری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی
راہ متعارف یہی ہے اور اگر دربند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی
مانع نہیں لیکن اسکا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہے کہ رنگامالی کے
متصل ہے۔ اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ میں عظیم و عمیق دشوار گذار نالے
ہیں اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہیں کہ ہوا کے پاؤں میں بھی زنجیریں پڑتی ہیں
خاردار درختوں کی یہ کثرت ہے کہ عبور کے وقت باد کے دامن گیر ہوتے ہیں۔ ان دو راہوں
کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک اور راہ مشہور ہے وہ ملک پادشاہ کی سمت جاتی ہے۔
جسکے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع میں اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معمورہ
ملک سب جگہ جنگل و بیشہ زہردار سانپوں و اونچے درختوں سے بھرا ہوا ہے اسکی محافظت
بھیم نراین نے اس خیال سے نہیں کی کہ وہ جانتا ہے کہ لشکر شاہی کا عبور اس میں نہیں ہو سکتا
اسکے علاوہ کثرت اشجار اور قلت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخاناں نے یہ راہ اختیار کی وہ
لشکر کے ساتھ بہری تالہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ میں چلے کہ گھوڑا گھاٹ سے

نکل کر دریا بہ ہم پتر سے ملحق ہوتا ہے۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سبحان سنگھ اور اسکات شکر بھی خانخانان سے آن ملا۔ غرہ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی بھاگ گئی۔ اس راہ مین ہاتھی و تبردار و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختون کو توڑکر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اسطرح راہ کاٹتا۔ راہ مین ایک چوڑی عظیم رود آئی ایک جگہہ پایاب دریافت کی گئی وہان سے لشکر پایاب ہوا۔ نیستان سے لشکر نکل کر آگے پہنچا آیا یہان کے محافظ ڈرکر بھاگ گئے آل مین لشکر داخل ہوکر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نراین اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹنٹ مین پہنچا۔ بھولاناتھ اُسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چھ ہزار پیادون کے ساتھ کوچ بہار کی مغرب کی سمت مین گیا جو درہ کوہ مورنگ مین ہے اور بڑے بڑے جنگل اُسکے گرد ہین اس خیال سے یہان آیا کہ جب لشکر شاہی گذرے تو فرصت کے وقت راہزنی کرے اور شورش مچائے۔ دہات و کھیتون و غلون کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی مین آذوقہ نہ پہنچنے دے۔ ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر مین سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔ شہر بلا تردد سیف و سنان کے تصرف مین آیا۔ ابتداء مین شہر کے اندر جس کسی کے کچھ ہاتھ آیا وہ لے گیا۔ بعد ازان سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ جابجا خود اہتمام کرکے قطعی ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص رعایا کے مال و عیال پر دست درازی نہ کرے اور راجہ بھیم نراین کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئے ضبط کرے بت شکنی و اجرای احکام اسلام مین مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہان کے باشندون کے احوال کا کوئی متعرض نہ ہوا سیاست کے لئے غارت پیشون کے واسطے قطع ید و گوش و بینی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لیے تسلی مین مشغول ہوا۔ اور بت کلان نراین کے سر اور روے کو کلنگ کی ضرب سے اور بازوے اسلام کی قوت سے توڑا پھر اور بتون کے ہاتھ پاؤن کے ٹکڑے کئے۔ بتخانون کی چھتون پر

چڑھکر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے بوش باختون مین تزلزل آیا۔ مگر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ دلباختہ رعایا اور متقدمون کے کانون مین صدائے امن و امان پہنچی جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے مال کی گرد آوری مین بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی۔ باوجود دارالحرب ہونے کے سپہ سالار نیک سیرت نے رعایا کے حال و مال و عیال پر ترحم کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہوتے ہی ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ گروہ کے آنے شروع ہوئے ویران گھر آباد ہوگئے۔

بشن نراین پسر بھیم نراین کہ باپ سے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کر خانخاناں کی ملازمت مین آیا اور مسلمان ہوگیا۔ پدر اور وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنمونی کرنے لگا۔ خانخانان نے کچھ آدمیون کو اسکے ہمراہ کیا کہ بھیم نراین کا تعاقب کرین جو دامنہ کوہ بھوٹنت مین بھاگ گیا ہے اور اسفندیار بیگ کو جو اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع تھا بھیجا کہ بھولا ناتھ کو گرفتار کرکے لائے جو مورنگ کے دامن کوہ مین چھپا تھا اور شور انگیزی کی تلاش مین تھا۔ اور رعایا کی تسلی و استمالت ایسی کرے کہ وہ اپنے مساکن مین آکر آباد ہون۔ فرہاد خان کو ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت مین اسی مطلب کے لئے بھیجا۔ کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ باڑے وارکی اور بند کی عمارات کو منہدم کرین۔ اسکے ہر طرف سو سو گز جنگل کو کاٹ دین اور اسکے دونو طرف درختون کو چھانٹ دین۔ چھوٹی بڑی ایک سو چھ توپ اور ایک سو چھپن زنبورک ورا چھنگی اور بہت سی اور بندوقین و آلات توپ خانہ و ادوات بیگار کہ بھیم نراین کے اقبال و احمال لشکر شاہی کے تصرف مین آگئے۔ جہانگیر نگر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا۔

فرہاد خان جو بھولا ناتھ کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ سم تکا مشی بجا لا کر اُوس کے پیچھے اس جگہ تک گیا جہان سوار جا سکتا تھا کچھ اسکے گھوڑے اور اسباب لایا جو وہ چھوڑکر جنگل مین بھاگ گیا تھا۔ سات روز بعد مراجعت کی۔ اسفندیار نے جاسوسون کو بھیجکر بھولا ناتھ کا پتا لگایا وہ جنگل مین سانپ کی طرح چھپتا تھا

وہان اُسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون و زن و فرزند سمیت گرفتار کرکے مراجعت کی بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھے آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزبان بھوٹنت سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیون پر سوار پیادہ کے کوئی آدمی مشکل سے بھی نہین چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور ٹانگن اسکے ہاتھ آئے۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑ لائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید تھا اور اسکے سر کے بال زرد تھے۔ مُنہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوا سفید دھوتی تک کے کچھ اور کپڑا اُس پاس نہ تھا۔ کہتے ہین کہ زن و مرد اسی وضع و لباس سے زیست کرتے تھے۔ اس کی زبان کوچ بہار کے آدمیون سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان بھوٹنت کے نام خط لکھ کر دیجیے تو مین اُسکا جواب لا دونگا۔ خانخانان نے اُسکے آدمی کو جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزبان بھوٹنت کے نام پروانہ لکھ دیا جسکا مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین تیری پناہ مین آیا ہے تو اُسکو بھیج دے یا اُسکو اپنے وطن سے باہر نکالدے۔ بھوٹیہ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیم نراین اس کوہستان مین آیا۔ ناخواندہ مہمانون کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے بعید ہے۔ کوہستان بھوٹنت سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال مین پندرہ کوس پر ہے اسکی چوٹیان برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ وہان یہ میوے ہوتے ہین۔ امرود و سیب و بہی اور اسی طرح کے سرد میوے شیرین اور یہ چیزین اور ہوتی ہین ہاتھی و گھوڑے اور مشک اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہین اور بری کہ ایک پارچہ گندہ ہوتا ہے اور پشمینہ سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام مین آتا ہے ریگ شوئی سے کچھ نقرہ و طلا بھی ہم پہنچتا ہے۔ اس کوہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر مرتاض رعیت پرور انصاف پیشہ ہے وہان کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے سوائے کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رعیت کے ساتھ بہت رفق و مدارا کرتا تھا اسکے ولایت مین ایک تندرو و عمیق کم عرض ندی ہے بجائے پل کے آہنین زنجیرین اسکے

عرض مین میخ اور درختون کی بیخ سے باندھتے ہین اور اسی طرح دوسری زنجیر اُسکے اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہین۔ آنے جانے والے نیچے کی زنجیر پر پاؤن اور اوپر کی زنجیر پر ہاتھ رکھکر عبور کرتے ہین ہا حمال و اثقال اور مواشی انگلون کو اسی طرح دریا سے پار اُتار کر لے جاتے ہین —

کوچ بہار کی ولایت بنگال کے شمال و مغرب مائل بشمال واقع ہے اسکا طول شرقاً و غرباً ابتدار پرگنہ بھیتر بند سے کہ ملک پادشاہی مین داخل ہے پانگالون تک کہ ملک مورنگ مین ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوباً و شمالاً پرگنہ تاج ہاٹ سے کہ ممالک محروسہ مین ہے نوسکیہ تک کہ کھونٹا گھاٹ سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے یہ ولایت بلاد شرقیہ مین ہے۔ نزہت و صفا و لطافت آب ہوا و فور دریا چین وانہار و کثرت بساتین و اشجار و خرمی و دلکشائی و فیض بخشی و فرح افزائی مین امتیاز رکھتی ہے۔ ہندوستان و بنگالہ کے فواکہ و اثمار مثل انبہ و کیلہ و انناس و کٹہل نہایت خوب ہوتے ہین۔ اس سرزمین مین فلفل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہین۔ اس ولایت مین جو اندر کی طرف بند ہے اسکو بھیتر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند کہتے ہین۔ ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہرین بند مین داخل ہوتی ہین اور وہ دریا اور نہرین اور دریاؤن کے ساتھ جو اور جانبون سے آتے ہین مل کر دریا سنکوس مین داخل ہوتی ہین۔ یہ دریا سمت آشام مین کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے دنون مین کوئی ندی پایاب نہین ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیان پایاب ہو جاتی ہین۔ اکثر انکی تہا مین سنگریزے ہوتے ہین انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند مین پانچ چکلے ہین۔ اُنمین ۲۷ پرگنے ہین اور بھیتر بند مین بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ روپیہ ہے اس ملک مین دو قومین آباد ہین ایک میچ ہے پرگنات بھیتر بند مین اور دوسری قوم کوچ باہر بند مین رہتی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی قوم ہے دونو قومین بت پرست ہین۔ بھیم نراین کوچ کی قوم مین سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

۱۲۱۸۱۰ حاشیہ

ایک جزو نراین ہی۔ اہل دریا جس بت کی پرستش کرتے ہین اسکا نام نراین ہی۔ ہندو یہان کے زمیندارون کا اعتبار تعظیم کرتے ہین اور راجہ کو بزرگ راجاؤن کی اولاد مین جانتے ہین جو اسلام سے پہلے تھے۔ یہان کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہی جسکا نام نرائنی ہے۔ یہان کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خودرائی و زیب و زینت کی طرف نہایت مائل ہے۔ مستی و ہوا پرستی مین زندگی بسر کرتا ہے۔ کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہین اٹھاتا۔ اُسکا کاخ دماغ گویون کے سرون سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کا نظم و نسق اپنے وزیر بھولاناتھ کو سپرد کر رکھا ہے خود حکومت کے کار مین کم مشغول رہتا ہے اور عمارات دلنشین و مساکن عالی مین دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغچہ و نہر و فوارہ و آبشار تقریبہ خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہین شہر کوچ بہار طرح داری و قرینہ کے ساتھ آباد ہوا ہے۔ کوچون مین خیابان ہین اور ناگسیر و چنپال کے درخت نہایت خوش بزرگ و موزون گل لگائے ہین۔ اس سرزمین مین بڑا نقص یہ ہے کہ یہان کے آدمیون کا نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہین رکھتا قضا کے دہقانون نے وجاہت و زیبائی کا تخم اس قوم کی صورت مین نہین بویا ہے۔ گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی مین صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہین کیا ہے۔ سب چھوٹے بڑے زشت رو ہین۔ مگر سبز فام و کچھ گندم گون قوم میچ مین بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہین اور وہ مزارع ہوتے ہین اور سپاہی بھی۔ انکے حربے تیر و تفنگ ہین انکے تیرون کے پیکان اکثر زہر آلود ہوتے ہین انکے زخم سے زخم پر آماس ہوتا ہے جسّے مجروح ہلاک ہوتے ہین۔ اسکا علاج کسیر و پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ پانی پر ایک منتر پڑھ کے اسکے پینے سے آرام ہوتا ہے۔ اس یورش سے اصل مطلب یہ تھا کہ ولایت آشام کی تسخیر و آشامیون کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کوہستان کی تسخیر اور اسکے دھرم راج کے استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آشام کی عزیمت

مصمم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا۔ سولہ روز یہان رہ کر سب طرح کا بندوبست
اس کا کیا۔ اور اسفندیار خانی کو یہان کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول
سنہ اکو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونٹہ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۲۸ کو
رنگامائی مین لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ پادشاہی اسّے مل گئے۔
دریاے برہم پتر کے دونو طرف پہاڑون کا سلسلہ مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے
کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کیچڑ و دلدل ہین لشکر کا
چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سی رستے
بتلاتے تھے کہ جنسے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا لیکن خان سپہ سالار حزم اندیشی و
دوربینی کے سبب سے جو اساس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہنموئی
پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہین چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا
کہ دلیر خان افواج ہراول کے ساتھ و میر مرتضی توپخانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی
مقصد پر منتہی ہوتی ہے۔ دریا کے کنارہ کو رہنما بنا کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے
چلین۔ خان مذکور نے بڑی کوشش کی۔ ہاتھیون کے دانتون سے جنگل کے درختون کو
شکستہ کرایا نیستان کو انکی سونڈون سے اکھڑوایا لشکر کے تبردارون و پیادون
سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویہ مین کوشش کرائی۔ اس راہ مین ندی و نالے
بہت تھے جس سرزمین مین جھیلین و دلدل آتی اسکو درختون کی شاخون اور نے کے دستون
اور گھانس کے پشتارون سے بھر کر ان سے عبور کرتے۔ اس سبب سے کہ یہ راہ ویسی سخت خطرناک
تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی پر دیر مین چلتا تھا ایک روز مین دو کوس یا ڈھائی
کوس سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہان لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہان جنگل کو کاٹ کے
ہر ایک آدمی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانورون کو مربوط بناتا۔ خان سپہ سالار صبح سے
شام تک رستون کے بنوانے مین کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دے کر
انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمدمون کی مدد کرتا اور حافظ کا یہ شعر

[illegible]

ورد زبان رکھتا۔

شعر

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید ÷ ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

گو راہ مین یہ تکالیف تھین مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے اسکو راحت گنتا۔ ۲ جمادی الاخری
جوگی گھپہ کی منزلگاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ
کر یہان ایک غار مین بیٹھا تھا ہندی زبان مین غار کو گھپہ کہتے ہین - یہان سے گوہاٹی
تک کہ ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہی چالیس کروہ مسافت ہی - یہان سے ناگر گانون ایک
ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دار الملک ہی - اشامیون نے اس پہاڑ کے دامن مین کہ
دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض نیچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور اسکا
دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اسکے برج بڑے مضبوط ہین - دیوار کا ارتفاع
جانب غربی مین قلعہ کوہ تک ہے - یہی جا شاہی سپاہ کے برسر راہ تھی اور دیوار سے ایک گولی کے
ٹپہ پر گڑھے کھود کر انمین سیخین سر تیز بانس کی جنکو یہان کے لوگ بھالچہ کہتے ہین گاڑھی ہین
اور انکے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے انداز کے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالچے گاڑے ہین -
اور اسکی خندق عمیق مین بھی جسکا عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالچے اس مین گاڑے ہین
دریای برہم پتر اسکی سمت جنوبی کا محیط ہے - جانب مشرق مین دریای بناس ہی جو اس پہاڑ
کے نیچے گذر کر دریای برہم پتر سے ملتا ہے - شمالی جہت مین خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا
اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو سنج رتن کہتے ہین اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا
قلعہ جوگی گھپہ مین پندرہ ہزار آدمی مع توپخانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس کشتیان
مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ سنج رتن مین بھی چھہ ہزار آشنا مع توپخانہ کے تھے -
یہان دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشک زمین مین اشامیون نے مورچال
بنائے اور اسکو چوب و بانس سے مستحکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریا کے جس شعبے مین
گذرے توپ و تفنگ سے اسپر آگ برسائین اور آگے نہ جانے دین رود خانہ کے آگے سپہ سالار
نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے اتریں اور مہتابیون کو اکثر روشن کرتے رہین

اور نوارہ کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آسامیون کے مقابل لنگر ڈالین اسلئے کہ آسامیون کی کمک
نہ پہنچنے پائے اور شب خون نہ مار سکین۔ ہر رشتہ کوہ پر اور رخنہ دار دشوار گذار راہون پر مردان
کاری کو بہت سے سوارون اور پیادون کے ساتھ تعین مقرر کیا جس طرف سے دشمن کو وہان
پہنچنے کا زیادہ وسوسہ تھا۔ آغرخان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے سے بر قنداز و
سے آغرخان کا مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ تیراندازون نے اطراف مغلیہ کو گھیر لیا۔ آغرخان نے
بہادرانہ مقابلہ کر کے بہت دشمنون کو مارا۔ چند مغل سوار کشتہ و زخمی ہوئے۔ اور آغرخان
کے پاؤن مین ایک زہر دار تیر لگا جسے اسی وقت ورم ہوا اور ورم مین درد ہوا۔ مگر آغرخان نے
دشمنون کو بھگا دیا اور چند نفر آسامی زندہ گرفتار کیے۔ آشامیون پر لشکر شاہی کا ایسا
خوف چھایا کہ اصلاً انھون نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ و کنارہ سے
بھاگ گئے۔ آشامیون کی جنگ کا مدار پیادہ و جنگ دریا پر ہے اور خشکی مین ان سپاہ
دس مجیر سلحہ سوارون سے بھاگتے ہین۔ بہت سے آشامی پہاڑ سے نیچے بھاگ کر پہنچ
نوارہ کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نوارہ سے جنگ کریں [illegible]
تھین انکو نکال کر کشتیون پر سوار ہوئے [illegible]
توپخانہ ان حصار کی طرف آیا اور جنگی آدمیون کو مع مصاحب توپ خانہ کے نوارہ [illegible]
اور کچھ سپاہ کو دریا کے کنارہ پر رکھا کہ بروقت نوارہ کی مدد کرین۔ طرفین سے کشتیون نے
حرکت کی۔ توپ و تفنگ کے گولے چلائے وہان ایسے مارے کہ دریا مین تلاطم آگیا خشکی کی
طرف سے بان مارے جاتے تھے۔ توپ و تفنگ کی صدا سے آواز کوہ ہم آہنگ ہو کر
کانون کو بہرا کرتی تھی۔ باروت کے دھوئے سے روی دریا ایسا نیلگون ہو گیا تھا
کہ غالب و مغلوب معلوم نہین ہوتے تھے۔ آشامیون کی کشتیون مین بان کم تھے اور
ہراس بہت تھا۔ بہت ہاتھ پاؤن مار کر اور سرون و جانون کو برباد کر کے اور
بہت سی کشتیون کو دریا مین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پادشاہی نوارہ نے تعاقب کیا
اور ایسا انکو تنگ کیا کہ انھون نے تیر کر جان بچانی چاہی مگر وہ نہنگ و ماہی کے

ظ ہوئے بعضے گولون کے صدمون سے نوارہ سے آتش گرد امن کوہ کے بحقد ون اور صحرائی درختون کی پناہ مین آئے- کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے انکو بھی شاہ نے گرفتار کر لیا- ایک سو چالیس کشتیان اور ۱۳۶۴ اھنین توپین چھوٹی بڑی او تفنگ بہت سی بندوقین اور دھرون اور باروت اور ادوات حرب وپیکار لشکر شاہی کے تصرف مین آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوے-

خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جوگی گمپہ مین تھانہ دار مقرر کیا-

سلخ جمادی الاخری کو گوہٹی کا قصد کیا- دریاے بناس پر پل باندھا- اور لشکر عبور کر کے آگے بڑھا- دریاے بناس پر توپ خانہ گذرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک بڑی توپ ڈوب گئی اُس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ مین پہنچایا ۱۲ جمادی الاخری کو لشکر گوہٹی سے دو کروہ پر پہنچا- یہان آشامیون نے شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا- آشامیون نے دو قلعے نہایت وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ مین جسمین پانچ پہاڑون کو حصار بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹامنڈو (یا نڈو مانڈو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعون کے درمیان آشامی اپنی نوارہ کو نگاہ رکھتے- اور ان دونو قلعون مین ایک لاکھ سے زیادہ آشامی تھے لیکن اس لشکر شاہی کے خوف مین آشامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو خالی کر کے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ مین بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ خشکی کی راہ سے جنگل مین چلی گئی- خانخانان نے سری گھاٹ مین آنکر قلعہ کا بندوبست کیا اور وہان سے گوہٹی مین کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا- قلعہ نا نارو کو بھی بے جنگ و ستیز کے آشامی چھوڑ کر بھاگ گئے- یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور کچھ آدمیون کو مارا- موضع کجلی مین بھی کہ قلعہ مانڈو سے سات کوس آگے تھا- آشامیون نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کی اسباب

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہان سے پھر وہ بھاگ گیا۔ اور
تینون قلعے لشکر شاہی کے قبضہ مین آسانی سے آگئے۔ اس طرح یہ ملک بھی سرگھاٹی
تک آشامیون کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان نے اپنے ملازم محمد بیگ کو گواہٹی کی اور
حسن بیگ نکتہ کو کجلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کجلی بن کے قریب قلعہ کجلی تھا۔
اس بن مین ہاتھی بہت ہوتے ہین۔ بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانون
مین رہے جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف
کو رخصت ہوئے تو لشکر شاہی مین جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے آشامیون کے ہزار سوار
اور بیس ہزار پیادے ان بھیڑون کا حکم رکھتے تھے جو شیر گرگ سے خوف کھاکر بھاگے
ہون۔ آشامی شبخون مارنے مین بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ جرأت کرتے تھے
خانخانان اکثر اوقات کوتوال کی طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر سوتا تھا
پھر صبح تک پلک سے پلک نہین ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی سوتے تھے برخلاف
اور فوجون کے کہ اطراف مین متعین ہو گئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات مین آشامی
شبخون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب مین دست بردین کرتے تھے۔ اور
فوجون کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم عظیم پہنچاتے
رنگامائی مین رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور خضر پور سے نواب کے چلنے سے
پیشتر کامروپ مین آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انھون نے رشید خان پاس
ایک ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا۔ رشید خان نے
حاجب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ
پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی بادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف مین کر لیا
ہے چھوڑ دے۔ اور کامروپ جو سابق و لاحق رعایا کو اور توپخانہ اور اشیاء
کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹون کو مع لائق پیشکش کے بھیجدے
اور عہد و پیمان کرے کہ بعد ملک شاہی کی کوئی مزاحمت نہین کریگا۔

۱۰۷۲ھ — سید اعظم خان رنگامائی مین [illegible]

تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ اٹھا ئینگے اور نواب کے دل مین یہ قرار داد تھی کہ اگر راجہ
آشام ملک کامروپ کو چھوڑدے اور کچھ پیشکش بھیجے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کرکے برسات
کے بعد مہم رخنگ پر متوجہ ہو - بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رخنگ سے نکال کر
اسکے فرزندون اور اہل حرم کو بادشاہ پاس بھیجے - اسکے جواب مین نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ
کوچ بہار اور آشام کی مہم مین لشکر مصروف ہے اسکو وہان سے طلب کرنا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا
مقتضاء صلاح دولت نہین ہے - بندہ دولتخواہ سال آیندہ مین حکم حضور کی تعمیل کریگا امسال
کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ مین مصروف ہوتا ہے - اسلئے نواب کو آشام سے ایلچی کے آنیکا
انتظار تھا - جب گواہٹی مین وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷ - جمادی الثانی کو گواہٹی
سے کوچ کرکے ملک آشام مین داخل ہوا - آشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہین - اور پہلے
انہون نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور بیدار رہے پورا
چوکی پہرہ لگا رہے اور میر مرتضیٰ و دلیر خان آشامیون کی راہ کے محافظ رہین - راجہ آشام
کا دار الملک گھرگانو (نگر گانون) دریاے برہما پترا کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جمدھرہ تھا
وہ اس مرز بوم کے بڑے مشہور قلعون مین تھا اسکے تین حصار تھے جنکے برج بڑے بلند پہاڑ پر
تھے - اور انکی باقی تین طرفون مین پانی عریض و عمیق و غرقاب تھا اکثر جگہ اسکا عرض ایک تیر پرتاب تھا
اسکا فتح کرنا مدت کا کام تھا - اسلئے خانخانان اسپر متوجہ نہ ہوا - قلعہ جمدھرہ اور
گواہٹی کے درمیان قلعہ بیرنیہ پرہ ہے - رجب کو دور وز مین لشکر دریا کے پار گیا اور وہ بیغامبر جو ایلچی
آسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا - راجہ
ڈومرو جو آشام کے تابع تھا اس نے اپنے برادر زادہ کو نواب پاس بھیجا - اسنے ایک ہاتھی
پیشکش مین دیا - راجہ نے خود حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا - نواب نے اسکے بھتیجے
کو مہرکاب لیا - ایک منزل مین ایک طوفان عظیم آیا - بہت سی بادشاہی کشتیان ہوا کے صدمہ
سے غرق اور شکستہ ہوئین اور اولے ایسے بڑے بڑے پڑے کہ گھوڑے انکے صدمہ سے بچنے کے
لئے دریا مین چلے گئے - وہان دریا کے تازیانہ موج نے عدم کے جنگل مین انکو دوڑایا - اسامیون کو

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جدصر کو فتح کریگا اُسکا استحکام جنگی آدمیوں اور توپوں اور اسباب حصارداری سے کیا تھا۔ جب انکو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ سملگڑھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جدصر کے محاذی تھا۔

۱۱ رجب کو سملگڑھ قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر دوڑ گئے اسطرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ میں مصروف ہوئے۔ سملگڑھ کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا اسکے گرد خندق گہری تھی تین لاکھ اسامی وہاں رہتے تھے اسباب حصارداری پورا تھا اس قلعہ کے دو طرف دو دیواریں کنگرہ دار تھیں اور دیواروں کی بازوؤں پر توپیں۔ زنبورکیں و بندوقیں بے فاصلہ لگی ہوئی تھیں اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و بھالے و گڑھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا ختم ہوتی تھی اور چار کروہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریا سے [illegible] متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے بسمت جنوبی کے نیچے نالہ تھا اور [illegible] سے مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارہ پر لشکر شاہی فرودگش ہوا۔ رات دن امرا سوار ہو کر پاسبانی کرتے تھے۔ محمود بیگ بخشی بادشاہی اس کام کی سربراہی خوب کرتا تھا۔ دلیر خان و میر مرتضی نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپیں لگائیں مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض تھی کہ توپوں کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیر خان کے آدمیوں نے کوچہ سلامت سے کچھ قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر و مورچال لشکر شاہی پر قلعہ کے اوپر سے توپ و زنبورک و بندوق گولے گولیوں کا مینہ برساتے تھے بعض اوقات توپچی محصورین سیبہ پر آن کر دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے اُن کے مورچال پر اسامیوں کے ایک گروہ انبوہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال نشینوں کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیر خان

آدمیون نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ میں چلے گئے۔
اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور پہلے بھی شرقی بادشاہان سلف کے لشکر بکرات
اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے ازدحام کے
سننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ
باندھنے پر دلیرخان اور امرائے کار طلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ
کے اوپر سے توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت آدمیون
اور چارپایون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالون کے آگے بڑھانے
کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شب خون عظیم مارا کہ فوج کے چارون طرف لشکر کے
گرد پکڑو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے
کنارہ پر جو چارپائے تھے وہ دشمنون کے ہاتھ آگئے۔ دلیرخان کے افغانون اور
بیرسنگھ کے راجپوتون نے بہت اشامیون کو ہلاک کیا۔ دلیرخان اور بہادرون کی
مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اشامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو و فضل الہی
پر بھروسہ کرکے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس
ہمیشہ با وقوف اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو
اس ضمن میں ایک جدید الاسلام اشامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنون سے لشکر میں
نوکر تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدمون میں سے ایک کے
سامنے آیا اور اس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف
ہون اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے۔ یورش کے وقت لشکر کی رہبری کی
پیش قدمی مجھے عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و حزم و احتیاط کے اس کی
فریب میں آگیا تو اسکو فوج کے لئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیرخان اور اور بہادرون نے
یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلان سمت میں کہ
راہ قلب و خندق کا پانی گھیرا ہے میں لشکر اسلام کو تمہارے تیر و بلا کے دام میں لاتا ہون

وسط شب مین سمت مقدم کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا۔ دیوار مذکور کے وسط مین دروازہ
کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضی داروغہ توپ خانہ سے اشامی رہزن نے کہا کہ
تم گولہ ہای جنگی و تفنگ متواتر مار کر دشمنون کو اپنی طرف مشغول کرو تاکہ اسامی اس طرف سے
غافل ہون۔ جسطرف مین لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہون اور اس کہنے سے مطلب اس اشامی کا
یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر رائگان صرف ہو۔ میر مرتضی نے توپ خانہ کی
برق افروزی کی اوپر سے اجل کے اولے و گولے برسنے شروع ہوئے۔ جمع کثیر تلف ہوئی
صبح نہین ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جسکے پانی کی تھاہ نہ تھی ادہر سے
اشامیون نے طرح طرح کے حربے جان ستان چلانے شروع کئے اور اطراف سے گولہ
حقہ آتش و سنگ برسنے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے
بڑی بہادری کی۔ خاص کر دلیر خان و آغر خان نے برستی آگ مین اپنے ہاتھیون کو چلایا
ہرچند دلباختہ افغانون نے سمجھایا کہ اب آب آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر اس بحر خونخوار کی غرقاب سے بچ بھی گئے تو پتھرون پر سر پٹکنے اور رائگان جان دینے
سے کچھ فائدہ نہین ہوگا۔ رائے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابو ہے وقت باقی ہے
بنگاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کرین۔ دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا
نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جانا فیلبان کو ہیبتناک آواز سے کہا کہ ہاتھی کو
آگے چلاؤ۔ آغر خان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس اثنا مین وہ اسامی رہبر
جسنے بہکایا تھا گولہ لگنے سے مر گیا اور بادشاہی لشکر کی ایک اور جماعت کشتہ و زخمی
ہوئی۔ دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیان تفنگ کی لگین مگر اسکے بدن تک پہنچنے
سے پہلے ٹھنڈی ہوگئین اور کارگر نہ ہوئین۔ آخرکو یہ سایہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک
آگئے کہ گولہ وہان نہین پہنچتا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا سب طرف سے سپاہ
حصار مین داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیانہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ اشامیون کی
فوج بھاگ گئی۔ میر مرتضی بھی مدد کو آگیا۔ اشامی ہر گوشہ و کنار سے قطار قطار

فرار ہوئے حصن کلیا بر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سماہ گدھ سے محصور تھا۔ نہایت مستحکم
رکھتا تھا اسکو بھی خالی کہا۔ محمود بیگ بخشی سپاہ کو لیکر تھامشی کو گیا کہ ایک جماعت
کچھ آدمیون کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو اشامی قلعہ جمدھر کی حراست کرتے تھے
وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کرگئے۔ خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایان
کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کین۔ دورکعت شکرانہ کی
ادا کین اور حکم دیا کہ منادی کرو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ
کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تاکہ یہ وحشی اپنے گھرون مین آباد رہین
اسامی جو چند ہزار قید ہوگئے تھے انکو مسلسل کرکے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ باروت کوٹنے اور
مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانون کے کام کرین۔ ان کامون کے لئے ہزارون
مزدور بلائے جاتے تھے۔ کہتے ہین کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب فتح نصیب تھا
کہ باوجود تسلط پانے کے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال رعایا
کو امن دیتا تھا اور اُن پر دست اندازی کے منع کرنے مین تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا
کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہین پہنچتی۔ اطاعت ظالم مین مجبور ہوتے ہین وہ معذور
ہین بعد ازان اسنے بتخانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا اموال
اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد پادشاہی کی رعایا جو اسامیون کی قید
مین تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیکر وطنون کو رخصت کیا۔ دریا برہما پتر دامن کوہ مین
پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہین ہوسکتا تھا عقب کوہ مین لشکر
چلتا تھا اور لشکر و نواڑہ مین مسافت بعید رہتی تھی۔ اس وقت اسامیون کو فرصت
مین آشام کی طرف اور اطراف کے قلعون مین جب اس فتح کی خبر پہنچی تو اسامیون
نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیرون کو جلایا اور پانی مین ڈالا توپون کو دریا
مین غرق کیا۔ عجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے لشکر شاہی کی اطاعت
کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اسکو مع ازواج و اولاد قتل کرادیتا۔

باوجود اس سختی کے اہل آشام اہل اسلام کے رام نہ ہوے برسات کے آثار ظاہر تھے
جو آشامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیو کنتھا پاس چلے گئے اکثر آشامی
مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لشکر آشامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیابر کا فوجدار اور سید میرزا جدھرہ کا تھانہ دار مقرر ہوا
نوارہ کی گرد آوری میں مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی مصالح توپخانے
سے بھری ہوئی۔ نوارہ بادشاہی کے مقابل میں بے خبر لے آئے۔ آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیوں کے نواروں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اس دن
نوارہ بادشاہی میں سے سو کشتیوں کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے
اطراف میں گئی ہوئی تھیں ابن الحسین داروغہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نوارہ کے آدمی
سردار کار فرما نہ رکھتے تھے۔ آشامیوں کی نوارہ کی کثرت نے بادشاہی نوارہ کا
قافیہ تنگ کیا۔ اسپر بھی چار پانچ پہر تا مقدور کوشش کر کے لڑتے رہے۔ نوارہ کا فاصلہ
خانخانان سے تین کروہ جریبی تھا نوارہ کے آدمیوں کی تو یہ مجال بھی نہیں تھی
کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب دو طرف کی توپوں کی
آواز خانخانان کے کان میں آئی تو اُسنے جانا کہ نواروں میں لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپخانہ و نقارخانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا
اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسپ تازہ وہاں پہنچے جب
وہاں پہنچ جاے تو نقارہ و کرنا کی آوازوں سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیوں کو جمع کرنے میں دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی صبح کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیوں کی کشتی حیات غرقاب فنا ہوتی چنانچہ کئی
کشتیاں گولہ کی ضرب سے دریا میں غرق ہو چکی تھیں اور بہت سی غرق ہونے کو تھیں
اس ضمن میں اور بادشاہی کشتیاں جو متفرق تھیں آن پہنچیں۔ محمد مومن اور
ابن الحسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچکر کرنا چیون کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے

کوہک کو بھیجنے کا اظہار کرین کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف ہو
اس حالت مین صدائے تفنگ و رام جنگی و غرش بان سے آشامیون کے نوارہ مین ایک
تزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کو بھی نمودار ہوا تو . .
آشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا سچ ہے کہ جب تدبیر بروقت
سپہ دار آزمودہ کار سے ظہور مین آتی ہے وہ ان ایک لاکھ سوارون سے کہ ناتجربہ کار ہون بہتر
ہوتی ہے۔ جنگاسپہ دار مغرور ناتجربہ کار ہو نوارہ شاہی نے آشامیون کا تعاقب کیا
بہت آشامیون کو مارا۔ جو آشامی کہ کشتیون کی تندروی پر اعتبار نہین کرتے تھے
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اُتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیون مین جان سلامت
لے گئے۔ چار سو کشتیون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئین جنمین سے ہر ایک پر ایک
بڑی توپ سرب و باروت کی ساتھ تھی اس شکست سے آشامیون کی ہمت
شکستہ ہوئی وہ کوہستان نامروپ کی طرف بھاگے جہان سوار نہین جا سکتا جب سولہ گڈھ
مین . . لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنپر مدار مہام ہوتا ہے اور شاہی
اسکو بھوکن کہتے ہین آنہون نے حیلہ سازی و روباہ بازی شروع کی اور عرائض لکھکر وکلا
کے ہاتھ بھیجین کہ ہم اطاعت عجز کے ساتھ مصالحت کرتے ہین۔ خان کار آگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپ خانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گوہٹی سے لوٹ کر لے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ جو اس مدت مین قید کر کے لے گیا ہے بھیجدے اور بعد ازان
اوامر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیشکش میں چند
کلان فیلون کے بھیجنے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت مین مرسل کرے تو لشکر اسکی تنبیہ سے باز رہیگا ورنہ وہ یقینی جان
لے کہ لشکر ظفر کا نوبت مین بھیجکر اسکو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی
اسکی نیت مین یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کہ ۲۷ موضع لکھوگڈھ مین لشکر آیا۔ یہان دھنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

نکل کر دریا برہماپتر سے ملحق ہوتی ہے - کھر گانوں تک چھوٹی چھوٹی ندیان بھی ہین
برہماپتر مین داخل ہوتی ہین - راجہ کے گیارہ ہاتھی یہان لشکر شاہی کو ہاتھ آگئے
راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا اُسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ
مصالحت کے لئے عرض کیا اسکے بعد ایک اور راجہ کا مقرب آیا - پاندان و مشربہ
طلائی اور دو سبو ہی نقرہ اور کچھ اشرفیان اور ایک مکتوب لایا جس مین اعتذار و ندامت
کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شائستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی - یہ
مقدمات بحکم فراست خارجیت و حیلہ وری پر محمول ہوئے - خان سپہ سالار نے جواب
دیا کہ اس وقت لشکر کھر گانو کو جاتا ہے جہان پہنچکر جو مقتضائے مصلحت ہوگا عمل مین
آئیگا - شہر کھر گانوں ساحل رود دیکھو پر آباد ہے جو آٹھ کروہ پر دریائے دھنگ سے
ملتا ہے اور اسمین پانی اس قدر نہین ہے کہ بڑی کشتیان چل سکین اس لئے لکھو گڈھ مین
نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیان بنانی پڑین - غرہ شعبان لکھو گڈھ
سے کوچ ہو کر اس مکان مین لشکرگاہ ہوا کہ جہان راجہ کا کارخانہ نوارہ کا تھا یہان
سو بڑی کشتیان موجود تھین وہ بادشاہی نوارہ مین داخل ہوئین دوسرے روز موضع
دیول گانو مین لشکر آیا - یہان ایک بڑا بتخانہ و باغ راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا
تھا - یہان خانخانان نے اپنے تابعون کا تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور
رعایا کی تسلی و استمالت کرین اس منزل مین کھر گانون سے اگر گانون کے ...
بعض مسلمانون نے جو ایک مدت سے راجہ کے قیدی تھے نوشتہ بھیجا جیسے راجہ
نے سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال و زبدہ اموال جواہر و نقود
اور اور نفائس اشیا لیکر کوہستان کامروپ کو بھاگ گیا - جو کھر گانو
سے چار روز کی مسافت ہے کچھ جنگی فیلون کو صحرا مین چھوڑ دیا - راجہ کے بعض اور ہاتھی زبدہ
اہل احمال و اثقال بے محافظ و حارس شہر مین موجود تھے - ۱۸ شعبان کو قریہ گجپور مین لشکر
آیا - چار ہاتھی بھی ہاتھ آگئے - خان سپہدار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

کہ گھرگانوں میں جا کر راجہ کا مال ضبط کریں۔ وہ گھرگانوں گئے اور غنائم کے جمع کرنے میں
مصروف ہوئے۔ ترکھانی میں لشکر آیا۔ راہ میں راجہ کے سولہ ہاتھی ہاتھ لگے کچھ اور
لامیر وانگ و برجھانی میں کچھ لشکر انتظام کے لئے مقرر ہوا۔ ۲۴ شعبان سنہ ۱۰۷۲ھ کو
دارالملک آسام خطہ گھرگانوں میں لشکر اسلام آیا آشامی بھاگ کر چھپ گئے۔ ۲۰ رجب کو
لکھوگڑہ میں لشکر آیا۔ لکھوگڑہ میں دو دریا دھنگ و برہماپتر ملتے ہیں۔ آب دھنگ کوہستان
سے گھرگانوں کی شمال کی جانب سے آتا ہے اور دریائے برہماپتر سے ملتا ہے لکھوگڑہ
میں جانے والا دھنگ کے جنوبی کنارہ پر مسافت طے کرتا ہے۔ دھنگ اور برہماپتر کے درمیان
ایک جزیرہ نامروپ کے کوہ کے دامن تک معمور و مزروع واقع ہے شہر گھرگانوں نالہ
دیکھو کے کنارہ پر آباد ہے اور وہ شہر مذکور سے گذر کر دریائے دھنگ سے ملتا ہے
اسمیں پانی اتنا کم رہتا ہے کہ چھوٹی کشتیاں بھی اسمیں نہیں چلسکتیں مصلحت کے موافق رسد
کے پہنچنے اور راہوں اور حدود کے واقفیت کے واسطے یہ قرار پایا کہ نوارہ لکھوگڑہ میں رہے
جہاں اس دیار کے دریا ملتے ہیں اور ابن حسین داروغہ نوارہ مع جمال خان اور اور منصبداروں
کی جماعت کے و علی بیگ و منور خان و ملک بنگالہ کے کل زمیندار اور کچھ پادشاہی توپچی پیادے
اور اکثر بڑی توپیں اور کل نوارہ پادشاہی اور لشکر لکھوگڑہ میں رہے اور نوارہ پادشاہی
میں تین سو تئیس کشتیاں تھیں جنکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۵۹ کوسہ ۴۸ جلبہ ۱ غراب
۷ پرندہ ۴ بجرا ۰ ۵ پتیلہ ۲ سلب ایک پنیس ایک بھر ۳ پالام ۱۰ کھلگری ۔
۱۰ کھلگری ۵ پلوار وغیرہ ۲۲۴ چھوٹی کشتیاں۔ دلیر خان نے کہا کہ کچھ چھوٹی کشتیاں
ہمراہ رہیں کہ بعض ضروری چیزیں رکھوائیں رکھ کر گھرگانو لے جائیں۔ حکم ہوا کہ جس کسی
پاس ایسی کشتی ہو وہ اپنے ہمراہ لے لشکری اور لشکر کے ہمراہ ہو بار کی کشتیاں
متعاقب گھرگانو میں آئیں۔

غرہ شعبان کو لکھوگڑہ سے کوچ ہوا نائوسال (کارخانہ کشتی) میں لشکر آیا۔ یہاں
چھپروں کے نیچے کشتیوں کا تماشا دیکھا سو کے قریب بڑی بڑی کشتیاں بہت مستحکم

بازیدہ ندیبت بھتن جنگو یجاپنی کی فرصت جنگ ہمین ملی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے روز دیول گانو مین لشکر آیا جہان راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے عبور کیا۔ اُسکے کنارہ پر فوج اُتری بتخانہ و باغ بہت خوب بایے دھنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہان کا نارنجا تارچینی رہمارا تاریخ چھپی ہوئی آگ ہی لگارہا تھا۔ ایک پیسہ کے دس وہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہان تھانہ دار مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے لکھورا ور دیول گانو مین رعایا آباد ہوگئی سپر دنن حضور مین وہ آتی سرداپا اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قصبات مین جاکر آباد ہوتی۔ گھرگانون کے مسلمان رہنے والون کی عرائض آئین کہ راجہ نے اسیر مسلمانون کی ایک جماعت کثیر کو مارڈالا اور اپنی نقود و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا۔ باقی آدمی گوشون کونون مین چھپے ہوئے ہین۔ ہماری اجل نہین آئی تھی جو ابتک جیتے ہین۔ راجہ کے تمام اسمال و اثقال بے حافظ و حارس کے شہر مین پڑے ہوئے ہین بیگم کو فرہاد خان و میر سید محمد دیوان تن ضبط اموال و اقبال کے لئے بہت جلد گھرگانو روانہ ہوئے۔ لشکر کو راہ مین یہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۶ شوال ۱۰۷۲ھ کو نواب گھرگانو مین داخل ہوا۔ اور مسلمان و غیر مسلمان و پیر و جوان کو امن و امان کا مژدہ سنایا۔ راجہ کے گھر کے لئے محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی ؎

کم واقع میشود بیک سال ✝ با کوچ بہار فتح آشام

جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زنبورک و رام چنگی تالاب مین ڈبو دئے ہین۔ نواب نے خود تالابون پر جاکر دو سو آٹھ توپ و ضرب زن ڈوبے ہوئے نکلوائے۔ آغر خان نے نواب سے رخصت و دستک راہ کی درخواست کی۔ نواب نے جواب دیا کہ یہ بات اس صورت مین ہوسکتی ہے کہ مین تمکو جانے کی اجازت دون وہ بے دستک اپنے بھائیون کی جماعت لیکر گھوڑا گھاٹ کی راہ سے بادشاہ پاس روانہ ہوا اسکی آزردگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ مہم آمین زیادہ طلبی کرتا تھا۔

تاریخ آسام مین تو آغر خان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر منتخب اللباب بین زیادہ دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادرون کا قدردان تھا اور ان پہ مہربانی کرتا تھا۔ آغر خان اور اسکے ہمراہیون نے خانخانان کو رفاقت مین بہادرانہ کارزارین کین حقیقی انکو وہ دل و جان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سببسے کہ آغر خان کے بعض ہمراہی متعلق بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیون کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغر خان انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہین ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی دست اندازی کے منع کرنے مین بڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغر خان کے حال و پرداخت پر متوجہ نہین ہوتا تھا اس لئے آغر خان اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایکدن صبح وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغر خان مغلون کو ہمراہ لیے مستعد و مسلح ہوکر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ چوبدارون کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہوئی وہ بیمحابا اندر جاکر وہان پہنچا جہان خانخانان مصلے پر بیٹھا ہوا دعائین پڑھ رہا تھا خانخانان اسکی اس ہیأت کے آنے سے ڈرگیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ خیر تو ہے آپ کا بیوقت آنا کس طرح ہوا آغر خان نے جواب دیا کہ اس مدت مین ہم جانفشانی کی تردد مین اور خدمات مامورہ کی تقدیم مین کمی نہین کی۔ الحمدللہ کہ بادشاہ کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پائمال ہوئی۔ ہم کو افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کامون پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے اپنے ہونے نہ ہونے کو معطل محض جان کر رخصت کے لئے آئے ہین۔ ہم امیدوار ہین کہ بدرقۂ راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائین خانخانان نے ہرچند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آیندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آغر خان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک لکھنے کے لئے منشی کے نہ ہونے کا عذر کرکے ٹالنا چاہا تو آغر خان نے اپنے پاس سے دوات اور سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے دستک لکھدین خانخانان نے

یہ سمجھکر کہ حق اسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغر خان کے کہنا نہ ماننے کی ہے دستک رخصت
لکھدی اور مُہر لگا کے اسکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبرون و گھاٹون کے اہلکارون پاس
کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیئے کہ آغر خان پہنچے تو وہ کشتیون کو بند کردین اور جہان تک ہوسکے
اُسکو عبور نہ ہونے دین۔ یہ دریا نورد و شیر نبرد جہان پہنچا اور کشتیون کو نہ پایا تو گھوڑے
کی عنان بر و بحر کے حافظون کو سپرد کرکے خود ہمراہیون سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن
دریاؤن مین چند مغل ہمراہیون کی اجل آگئی۔ یون حضور مین پہنچا۔ محمد امین خان
بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغر خان اگرچہ عالی نسب
و کار طلب بہادر ہے اور پرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور
شجاعت کو کار فرما ہو کر بہت منت کرکے رخصت لی ہے جب وہ حضور مین پہنچے تو چندے
اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیئے پھر اوسکو دلاسا دیکر اُس سے کام لینا چاہئے
چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا۔ چندروز پادشاہ کی ملازمت
سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا۔ پھر آغر خان کے گھر مین خود گیا اور اسکو
پادشاہ پاس لے گیا۔ اور اُس کے جرائم کا شفیع ہوا۔ اور منصب پر
بحال کرا کے کابل کے کومکیون مین روانہ کیا۔

ہندو مسلمان جو اپنے عزیزون [illegible] قومون سے جدا ہو گئے تھے اور بند و زندان کی مذلت مین
مبتلا تھے اور نجات اُنکے خیال مین نہ تھی — اب وہ شادان و فرحان دعائین دیتے ہوئے
کوسہ مین سوار ہوئے اور آشامیون کے گھرون مین جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی مین اپنے ساتھ
لادا۔ ملک بادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید مین آتا اسکو بطور غلامون کے اپنے اہل
مملکت کو قسمت کر دیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیون نے آشامیون سے کہا کہ وہ
انتقام کے لیے آیا ہے جیسے کہ ہمکو تم پکڑ کر اپنے ملک مین لائے ہو ایسے ہی وہ تمکو پکڑ کر
اپنے ملک مین لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہین کریگا۔ برسات مین یہان نہین ٹھہریگا۔
اگر تم کو غلام بننا منظور نہین تو اپنے مال و اسباب کو گھر مین مدفون کرکے پہاڑون پر

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہان اقامت رکھو اور لشکر کی
معاودت کے بعد اپنے گھرون مین آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان
ہول زدہ آشامیون نے انکی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کر کے چلے گئے
ان قیدیون نے ان اموال مدفونہ کو پھر منگوا لیا۔ اور یہی جنم بھوم کو چلتے بنے
یہ مقرر ہوا کہ کامروپ کے لوگ اپنے مساکن مین جا کر تجارت اور زراعت مین مصروف
ہون اور ایک سال تک وہ ادائے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہین
۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تین لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان
شاہی کے قبضہ مین آیا۔ ملک آشام مین جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت
تک ۶۷۵ توپین جنمین ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اس سے
چھوٹتا تھا۔ ۱۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام جنگی ۶۵۷ بندوقین ۳۴۰ من باروت
۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنمین ہر صندوق مین تخمیناً ڈھائی من باروت
تھی۔ ۷۸۲۸ سپر اور شورہ و گوگرد و آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی
کشتیان جنکو اکثر ستر ستی ملاح کھیتے تھے متصدیان بادشاہی کے تصرف مین آئین
اور نائو سال مین گھر گانو مین ۱۲ کشتیان نجاری تھین جنکے برابر لمبی چوڑی مضبوط و زرین
کمتر نظر آتی تھین۔ ایک آشامی نے چھپر مین آگ لگا دی یہ سب کشتیان جل کر
خاکستر ہو گئین۔ راجہ اور بھوکنون نے جو چند سال سے انبار جمع کیے تھے یہ انبار
۱۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار مین دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و
ماش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت آشامیون نے اس خیال سے جلایا
نہین کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آ جائینگے لشکر شاہی جتنے
دنون اس بوم و بر مین رہا اسکی قوت اعظم ان انبارون کے بیچ رہے۔ ورنہ قوت
و آذوقہ کے نہ ملنے سے خصوصاً موسم برشگال مین جہان پر ہر طرف بہتی پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ اطراف
سے رسد کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔ ان انبارون مین سے ۱۵۰

اشیار بہت احتیاط سے برسات کے لئے رکھے گئے جو قریب آگئی تھی —

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے مابین آشام کا ملک (برہما پتر (برہم پتر) کی اطراف مین آباد ہے
اور دریا برہم پتر اسکے وسط مین مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے - اسکا طول شرقاً
غرباً گواہٹی سے سدیہ تک تخمیناً دو سو کروہ جریبی اور عرض اسکا شمالاً و جنوباً کوہستان
گروہ مرنجی و دفلہ ولندہ سے جبال قوم ناگہ تک قیاساً سات آٹھ روز کی راہ ہے
اسکا کوہستان جنوبی طول مین تخمیناً حسیہ وکچھاو کشمیر سے طول مین اور عرض مین قوم ناگہ کے
کوہ سے ملا ہوا ہے اور اسکا کوہستان شمالی طول مین کامروپ کی پہاڑیون والی
سے پیوستہ ہے اور عرض مین قوم دفلہ و لندہ کے پہاڑون سے ملا ہوا ہے دریا کے
برہما پتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اُتّر کول اور اسکے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو
دکھن کول کہتے ہین - اوترکول کا طول گواہٹی سے مسکن قوم میرنجی اور دکھن کول کا امتداد
ملک نکی ورانی سے موضع سدیہ تک ہے - اسکے نواح کے پہاڑون کے متوطن راجہ آشام کو کچھ
باج نہین دیتے مگر اوسکی سرداری کو مانتے ہین اور اسکے احکام پر چلتے ہین مگر قوم دفلہ اسکی
اطاعت نہین کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرتی ہے - موضع کلیابر سے شہر گھرگانون
تک سب جگہ مکانات اور باغات میوہ دار درختون سے بھرے ہوے باہم پیوستہ چلے جاتے ہین
اور راہ کے دونو طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوے ہین طرح طرح کی
سبزی و باغچی خوشبودار پھول کھلے ہوے نیستان کے پیچھے پائے کوہ تک زراعت باغ - گھرگانون
سے گھرگانون تک اسی طرح کی معموری اور زراعت ہے اور آدمیون کی آمد و رفت کے لئے بلند
وسیع آلے بنائے ہین اس ملک مین زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بنائے ہین کہ کبھی انمین
نشیب و فراز سرمہ کی برابر بھی آنکھ کو نظر نہین آتا - اوترکول مین آبادی اور زراعت زیادہ ہے
دکھن کول مین صعوبت محکمہ و قلعی المکنہ افزون تر ہے اسلئے اس جانب مین راجہ نے محل سکونت بنایا
ہے - انہین خطہ مین آبادہ و غیر آباد اراضی کے ہوا دریاے برہما پتر کے کنارہ پر دو نو دیسیون اور
پردیسیون کو موافق ہے اور جو زمین دریا سے دور ہے اسکی ہوا دیسیون کو سازگار

اور پیر دلیسیون کو زہر مار - آٹھ مہینے مینہہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہی
وہ بھی بارش سے بالکل خالی نہین ہوتا یہان بنگالہ کے سے امراض نہین ہوتے اور
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہین اور انکے سوا اقسام گل و میوے
باغی و صحرائی ایسے ہوتے ہین جو ممالک ہند مین نہین ہوتے - اس ملک مین شالی سے محصول
لیا جاتا ہے وہ باریک یا لیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہین ہوتی
یہان نمک بہت عزیز و نایاب ہے - دامن کوہ مین بعض پہاڑون مین وہ ملتا ہے -
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو
کاٹ کر دھوپ مین خشک کر کے جلا کر خاکستر کرتے ہین اور اس خاکستر کو کرپاس مین
رکھتے ہین - اور چار چوبین زمین مین گاڑتے ہین اور اسپر اس کرپاس کو تانتے ہین اور
ایک ظرف اسکے نیچے رکھتے ہین اور بتدریج کرپاس پر پانی ڈالتے ہین
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجای نمک کے
کام مین لاتے ہین - یہان کے مرغ لڑتے ہین ایسے بہادر ہین کہ مر جاتے ہین مگر
بھاگتے نہین ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہین بھاگتے - کوہستان و صحراین
بکثرت - ہاتھی جسیم و کلان و متناسب الاعضا ہوتا ہے - اسکے پکڑنے کے لیے
بلدہ کھرگانون مین چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہین انکے گرد مضبوط اور
بلند چوبین نہایت مستحکم لگا دی ہین اور انکے دروازے مختلف طرفون مین رکھے ہین -
راجہ کے خاص فیلبان لے جاتے ہین - ہتھنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہین اور
اسکو جنگل مین جہان مست فیل چرتے ہین لے جاتے ہین - فیل مست اُس گھانس
کی بو کو سونگھکر ہتھنی کے پیچھے پڑتا ہے فیلبان ہتھنی کو اس حصار مین لاتے ہین ہاتھی
بھی ہتھنی کے پیچھے آنکر گرفتار ہو جاتا ہے - دریای برہماپتر کی ریت سے سونا نکلتا
بارہ ہزار (بتیس ہزار) آشامی یہی کام کرتے ہین اور ہر سال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کی سرکار مین داخل کرتا ہے - صرف یہی ملک کا خراج ہے - یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

آٹھ نو روپیہ تولہ بکتا ہے کہتے ہین دریای برھماپتر مین سب جگھہ سونا ملتا ہے
مگر یہ سونا نکالنا آشامیون کو آتا ہے - اس ملک مین کوڑی اور روپیہ اشرفی
رائج ہین اشرفی روپیہ پر راجہ کا سکہ لگتا ہے - فلوس کا رواج نہین قوم ..
میری مچھی کے پہاڑون مین جو آشام کے شرقی جانب ہین ہین آہوے مشکین و فیل
پیدا ہوتے ہین - پہاڑون سے یہ قوم نقرہ و مس و ارزیز بھی نکالتے ہین اس
قوم کی طرز و وضع اشامیون سے بالکل ملتی ہے - عورتون کی صورتین اشامیون
سے اچھی ہوتی ہین وہ تفنگ سے بہت ڈرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ بُری چیز ہے کہ فریاد
کرتی ہے اور ایسی جگھہ سے نہین ملتی - اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی
ہے - کوہستان آشام مین بھی آہوے مشکین ہوتا ہے اور چوب عود (اگر) بھی ہوتی
ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہان بندوبست مالی ہو اور رعایا سے محصول لیا جاے
تو ۵۴ لاکھ روپیہ کے قریب وصول ہو - رعایا سے خراج لینے کا دستور نہین - گھر پیچھے
تین آدمیون مین سے ایک نفر راجہ کی خدمت مین آتا ہے اور اگر اس مین وہ ڈھیل
کرے تو سواے قتل کے یہان اور کچھ سزا نہین ہے اسلئے راجہ کا حکم اس قوم مین کمال
رکھتا ہے - کسی زمانہ مین اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہین ہوا کسی بیگانہ
کے ہاتھ مین وہ نہین آیا - اس دیار مین مسافرون کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے -
اور غیرون کے ملک مین جانے کے لیئے یہان کے باشندون کا پاؤن لنگ ہے اپنے
ملک مین نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکون مین اپنے آدمیون کو جانے دین -
ہر سال ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لیئے اپنی سرحد گوہاٹی
مین آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساذج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے
نمک و شورہ و گوگھرو اور کچھ اور ہند کی سامانون سے جو گوہاٹی کے آدمی وہان
بجاتی مین معاوضہ کرتی ہی جو لشکر اس مملکت کی سرحد مین آیا - کشور وجود سے خارج
ہوا جس قافلہ نے اس سرزمین مین قدم رکھا منزل عدم مین پہنچا - اہل ہند یہان کے

آدمیون کو ساحر اور جادوگر اور بنی نوع انسان سے خارج جانتے ہین اور کہتے ہین
جو شخص اس دیار مین آتا ہے اور طلسم مین گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہین نکل سکتا یہان کے
راجہ بید چھج سنگہ پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے اسکا لقب سرکی ہے جسکے معنے آسمان
کے ہین اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ دادا مین سے جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی
سونے کی سیڑھی لگا کے زمین پر اترا اور اس سرزمین مین قیام کیا اور پھر آسمان پر نہین گیا وے
خود اپنے تئین مظاہر اعظم مین شمار کرتا ہے اسلیئے وہ بت کے آگے سر نہین جھکاتا۔ یہان کے
اشامی ہنارون کی طرح کھانے پینے کا پرہیز نہین کرتے مسلمان وغیر مسلمان کا ہاتھ کا کھانا کھاتے
ہین انسان کے سوا سارے جانورون کے گوشت کھاتے ہین یہان تک کہ مردار بھی کھاتے ہین
گھی نہین کھاتے۔ اگر کسی کھانے مین گھی کی بو بھی ہو تو اسے ہاتھ نہین لگاتے۔ انکی زبان ہندوستان
کے اور ملکون سے جداگانہ ہے۔ مردون کی ہئیات سے توانائی اور پہلوانی ٹپکتی ہے وہ محنت کے
کامون پر قادر ہین۔ سب جنگ جو۔ سفاک مارنے مرنے مین دلیر و بے باک و بے رحم۔ غدر و بیمروتی
مین طاق اور مکر و کذب و بیوفائی مین یگانہ آفاق۔ انکی عورتون کی صورت مین صباحت و ملاحت
رونق و سیاہی و درازی موئے و ملائمت بدن و صفائی رنگ و خوش دستی پائی ظاہر۔ دور سے
یہ ہئیات مجموعی کمال حسن نظر آتا ہے۔ مگر تناسب اعضا نہین ہے اسلیئے پاس سے دیکھو تو وہ حسن جمال سے دور
معلوم ہوتی ہین راجہ و رعیت کی عورتین کسی سے منہ نہین چھپاتین سر برہنہ بازار مین پھرتی ہین اکثر
آدمیون کی چار پانچ بیویان ہوتی ہین ایسے کمتر آدمی ہین جنکی دو بیویان ہون اور آپس مین بیویون
کی خرید و فروخت کرتے ہین۔ یہان کی بڑی تعظیم دوزانو بیٹھنا ہے جب راجا اور کسونکسون پاس رعیت
جاتی ہے اور کوئی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دوزانو بیٹھتے ہین اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہین۔
داڑھی مونچھ سر کے بال منڈاتے ہین۔ ان بالون کو جو رکھتا ہے تو اسکو کہتے ہین کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے
سر پر تلوار مارتے ہین۔ خر و شتر و اسپ اس ولایت مین عنقا و کیمیا ہے اشامی گدھے کو بڑی
قیمت دیکر خریدتے ہین اور اونٹ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہین گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین اگر
ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤن کاٹ ڈالتے ہین اگر سو مسلح اشامیون کے سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

ہتیار اسکے آگے رکھکر بھاگ جاتے ہین۔ اور اگر بھاگ نہ سکین تو مقید ہو جاتے ہین لیکن اگر دس
مسلمان پیادے ایک آشامی کو ملجائین تو وہ بیچارا انکے استیصال کا قصد کریگا اور غالب آئیگا۔
ہاتھی کے بیچنے کو وہ بڑا عیب سمجھتے ہین اور کبھی نہین بیچتے۔ راجہ اور بھوکن سنگاسن مین اور اُمرا و
اغنیاء ڈولی مین سوار ہوتے ہین۔ یہ ڈولی چوب و تختہ سے بناتے ہین فیل پر بجاے عماری حوضہ
کے لکڑی کی کرسی بناکے رکھتے ہین۔ کمر پاس کے پارچہ کو سر پر باندھتے ہین اور اسی کی دھوتی
پہنتے ہین اور ایک چادر کندھے پر ڈالتے ہین بعضے متمول جاڑے مین نیم جامہ بھی پہنتے ہین۔
چارپائی کی جگہہ تخت پر جسکو میسر ہو سوتے ہین۔ پان مین کچی سپاری مع پوست ڈال کر
بہت کھاتے ہین۔ مشجر و مخمل و ٹاٹ اور طرح طرح کے کپڑے ریشمی خوب بنتے ہین اور حواو
صندوق و تخت و کرسی ایک تختہ چوب سے بہت مطبوع و پاکیزہ بناتے ہین۔ راجہ کے
بعض تخت ایک چوب کے ہین جنہین سے ہر ایک کا عرض دو ذرع ہے اور انکے پاے الگ نہین
لگائے بلکہ اُسی چوب مین سے تراشے ہین۔ جنگی کشتیان بنگالہ کے کوسہ کی طرح بناتے ہین
اسکو بچاری کہتے ہین اس ملک مین کشتیان کثرت سے ہین۔ واقعہ نویس گواہٹی کی اطلاع سے
معلوم ہوا کہ آوان تحریر تک ستیس ہزار کشتیان بچاری و کوسہ یہان ہاتھ لگی ہین اور لشکر بادشاہی
پاس اور اس ملک کے متوطنین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہو گئے ہین شاید اس سے زیادہ ہونگین
جو واقعہ نویس نے لکھین احتمال ہے کہ ان سے آدھی آشامیون کے تصرف مین ہونگین اکثر
کشتیان چنبل کی چوب سے بناتے ہین جو اگر کشتی ڈوب بھی جاے تو اسکی لکڑی گلتی نہین بندوق
و توپ بچہ دار خوب ڈھالتے ہین۔ باروت بہت قسم کی بناتے ہین اور اسکا مصالح ملک
بادشاہی سے لاتے ہین۔ کل آشام مین خشت و سنگ و گل کی عمارات سواے گھرگانو اور
چند بتخانون کے دروازون کے کہین اور نہین ہے غنی و فقیر اپنے مکانون گھرون کو چوب
و نے و علف سے بناتے ہین یہان کی قدیم رہنے والی دو قومین ہین ایک آشامی دوسری
قوم کلتا در یہ دوسری قوم ہر باب مین اول قوم پر مزیت رکھتی ہے مگر مہام صعب اور
امور حرب مین قضیہ منعکس ہے حقیقہ راجہ کے نشیمن و خوابگاہ کی اطراف مین چھہ سات ہزار آشامی

حراست کرتے ہین انکو جو دانگ کہتے ہین - اس ملک کا حربہ بندوق و رانجنگلی و توپ و تیر و بیکان
و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بانس کی کمان و تیر خش ہے کہ ملک کے تمام رہنے والے
اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ مین آتے ہین اور شغال کی طرح
ایک دفعہ غوغا کرتے ہین اور شورش عظیم مچاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی
کے دل مین ہراس پیدا ہوگا - وہ لڑائی مین لاکھون ہی جمع ہوتے ہین مگر ہتیارون سے
لڑنے والے بیس ہزار کے قریب آشامی ہوتے ہین اغلب وہ شب شنبہ مین شبخون مارتے ہین
اس رات کو مبارک جانتے ہین - رعیت خواہ جنگ کرکے بھاگے خواہ بے جنگ سعادت و
کرے - اپنے ہتیارون کو ڈالدیتی ہے اور باہر چلی جاتی ہے رعایا اپنے مُردون کو
کچھ انکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سر کو اور مغرب کی جانب پاؤن کرکے خاک مین
دفن کرتی ہے اور حکام اپنے موتا کے لئے دخمہ بناتے ہین اور زنان و خدمہ متوفی کو مع
مایحتاج چند سالہ مثل ظروف زرین و سیمین و فرش و لباس و خوردنی دخمہ مین رکھتے ہین اور
اسکا نام ذخیرہ و توشہ آخرت رکھتے ہین جسمے ناامیدی کا دروازہ اُس پر بند ہو جاتا
سر دخمہ کو قوی چوبون سے نہایت مستحکم ڈھاکتے ہین اور ایک چراغدان مین بہت سا
روغن اور ایک نفر مشعلچی زندہ اسمین رکھتے ہین کہ وہ چراغ روشن کیا کرے - دس دخمون کو
چیر کر نوے ہزار روپیہ بمہ جہت بادشاہی آدمیون کے ہاتھ آیا ہے -

پہلے زمانہ مین جو مسلمان یہان مقید ہوگئے تھے اُنہون نے یہان نکاح کرلیا انکی اولاد
آشامیون کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہین وہ آشامیون کے ساتھ بہ نسبت
مسلمانون کے زیادہ مانوس ہین - دیار اسلام سے جو مسلمانون کی ایک جماعت وہان چلی
گئی ہے وہ صوم و صلوٰۃ مین قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہے اور نہ قرآن پکار کر
پڑھ سکتی ہے - یہ دونو اُنکے لئے ممنوع ہین -

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفون مین چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم ناگہ پاس جاکے
مگر وہ پادشاہی لشکر کے خوف سے اُسکے آنے پر راضی نہ ہوئے - یہ قوم جنوبی آشام

رہتی ہے۔ سرخ و سفید خوش ظاہر و باطن ہے۔ بازارون مین اپنی ازواج سے بے پردہ
مجامعت کرتے ہین۔ عورتین سوا چھاتیون کے کسی عضو کو نہین چھپاتین اور کہتی ہین کہ اعضا
جنکو بطن مادر سے انفصال کے وقت سب آدمیون نے دیکھا ہو اسکا اخفا عبث ہے پستان
جو اسکے بعد اٹھتی ہین انکو ڈھانکنا چاہیئے۔ نواب کی ملازمت مین چند مشہور آدمی آئے
تو انکے سیاہ لنگوٹیان بندھی ہوئی تھین لنگوٹیون کے اوپر کوڑیان سی ہوئی تھین اور
انکے منہ کے اوپر سور کے نیشون کی حمائل پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبے بال تھے
اکثر اس قوم کا حربہ تیر و کمین ہے۔ جب راجہ اس کوہستان مین آنے سے ممنوع ہوا تو وہ پہنچ
سنت بھوکنون کو لیکر نامروپ مین چلا گیا۔ نامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑون کے درمیان
ہے۔ آب و ہوا یہان کی ایسی خراب ہے کہ آشامی کہا کرتے ہین کہ اگر کوئی طائر یہان کے
فضا پر جا رہے تو اسکا شہپر حیات گر جاوے اور اگر اس زمین مین فولاد آئے تو موم ہوجا
راجہ جس پر غضب ہوتا اور تلوار سے سر نہ اڑاتا تو اسکو یہان بھیج دیتا۔ اسکی ایک راہ ہے
جسمین گھوڑا جا سکتا ہے کوہستان جنوبی اور جزیرہ کو جو دریای برہماپترا اور دھنگ
ندی کے درمیان ہے راجہ اور بھوکنون نے اپنا مقر بنایا۔ اس اثنا مین دو مہینہ روز
مینہ برسا اور تیز ہوا چلی لشکر شاہی کے خیمون اور اردو مین پانی نے فرش اپنا بچھایا
موسم برسات نزدیک آیا۔ گھرگانو سے ساڑھے تین کروہ پر متھراپور تھا وہ ایسی
اونچی جا پر آباد تھا کہ برسات مین اقامت کی قابلیت رکھتا تھا وہان جانے کا ارادہ
مصمم ہوا گھرگانو کی حفاظت کے واسطے میر مرتضی اور راجہ امر سنگھ کو چھوڑا اور میر سید محمد کو
رعایا کی استمالت کے لئے مقرر کیا محمد عابد مامور ہوا کہ راجہ کے اموال کو دیکھ بھال کر جو
نظر کے لائق ہو لشکر مین بھیجدے اور باقی کو جہانگیر نگر روانہ کرے نقرہ اور مس پر [illegible]
عالمگیر کا سکہ لگایا گیا۔ یہہ پیسہ رائج ہوا مختلف مقامون مین تھانے اور تھانہ دار
[illegible] سنہ مذکور کو لشکر کوچ کرکے متھراپور مین آیا۔ آدم خان نے
یہان سے آٹھ کوس پر لکھیپور مین تھانہ جمایا۔ اسکو رات دن آشامیون سے لڑنا

پڑا جلال خان کنار دریاء دھنگ کا تھانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ آشامیون نے شب خون
مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی تیس چالیس ہزار آشامیون نے دن کو اُس سے لڑنے کا قصد کیا انکو
شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہو گئی
آشامی یہان سے اور اطراف مین منتشر ہو گئے۔ میانہ خان موضع سلہانی مین تھانہ دار تھا
وہ رعایا کی رفاہ حال و فراغ مآل کا سبب ہوا۔ کھرگانو مین سو سوار اور دو سو پیادے تھے
اور اسکے اطراف مین اور لشکر مورچے جمائے ہوئے تھے اکثر مواضع دکھن کول کے پادشاہی
تصرف مین آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھرون مین آباد ہو کر اطاعت و ہوا خواہی کا اظہار
کرتی تھی اور ترکول کے آدمی اطاعت کے فکر مین تھے کہ زمانہ نے ایک اور ہی گل کھلایا۔
بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھچھوندر چھوڑی۔ گونج نے اپنا صور
پھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھون سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالون کو دریا بنا دیا اور دریا کو
بحر۔ سیلاب نے ساری مکانون مین دلدل کر دی شیرون کے خوف سے آشامی جو جنگلون
اور غارون مین لومڑی کی طرح چھپے بیٹھے تھے اب شیر بن کر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا۔
اول اُنہون نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شب خون مارا۔ تھانہ دار
غافل نہ تھا۔ اُسنے آشامیون کو شکست دی۔ نواب نے یادگار خان ازبک کو کمک کے لئے
بھیجا۔ اُسنے جا کر آشامیون نے جو آتش فتنہ سلگائی تھی آب تیغ سے بجھا دی ان دنون
مین آذوقہ کی کشتیان لکھوگڑھ سے کھرگانو کو روانہ ہوئی تھی۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے
جہہ جلیہ و دہ اکوسہ بیرسانہ بہ سرداری محمد مراد بھیجے تھے اُسنے دو تین جگہ آشامیون سے
لڑکر ان کشتیون کو کھرگانو مین پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئے تو انہون نے
غرہ شوال کو انور بیگ تھانہ دار گجپور پر تاخت کی اُسنے اپنی زور بازو سے انپر فتح پائی مگر
فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیون نے پھر حملہ کر کے اسکو مار ڈالا گجپور آشامیون کے قبضہ
مین آگیا اور انہون نے دریاء دھنگ کے اس طرف ترمہانی و گجپور محاذات سے لکھوگڑھ تک
مورچالین بنا کر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کر دیا۔

برسات کا آنا اور غارون کا اُٹھنا۔

نواب نے یہ سنا سرانداز خان ازبک کو گنجپور کا تھانہ دار مقرر کرکے فساد کے دور کرنے کے لئے بھیجا
وہ بہت جہد کرکے نالہ کی گل ولائے سے گذرا اور موضع نیک مین آیا یہان نالہ سے بغیر کشتی
کے گذرنا محال تھا۔ اسنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے
ساتھ لکھو گڑھ سے آیا ہے تین جلبہ و سات کوسہ اور کھڑ گانو سے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنائے
اور اور خالی کشتیان بیوپاریون کی بھی لے لے۔ جب موضع نیک مین پہنچے تو وہ اور سرانداز خان
خشکی و تری سے باہم رفیق ہو کر طے مسافت کرین سرانداز خان کو محمد مراد دریا کے پار اتار دے
اور سرانداز خان محمد مراد کے نوارہ کا ممد و معاون ہو۔ مگر یہ تدابیر نہ چلین سرانداز خان
پاس محمد مراد پہنچا اور دونو باتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جو اول سرانداز خان کی راہ
مین آیا وہان ان دونو مین مخالفت ہوئی۔ ۱۳ شوال کو سرانداز خان واپس نیک کو چلا گیا
اور محمد مراد اور آگے بڑھا۔ جب اسنے آشامیون کی کشتیون کا ہجوم پانی مین اور آشامیون
کو دریا کے کنارہ پہ دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اترکر برجھانی کو راہی ہوا چند کشتیان
جنمین امیر خان کے افغان سوار تھے وہ دشمنون کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور
بازو سے غنیم کے درمیان سے گذر کر دیول گانو مین پہنچے باقی تمام بادشاہی و لشکری بیوپاری
نوارے پر بار و ساز مصفت و آسان آشامیون کے چنگل مین آئے جتنے انکو بڑی جرأت و قدر
جسارت ہوئی اور بیوپاریون کی آمد و شد و رسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی۔ آب دھنگ کی
وسعت نے دریا پر عرصۂ جولان کو دہات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلاب نے نمایانہ
کے آدمیون کے گھوڑون کے ہاتھ پاؤن مین زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب دھنگ سے گذر کر
اور بعض کوہ سلہانی سے پائین مین آنکر بے تحاشا جواشی کھڑ گانو کی مراجعت کرنے لگے۔
اور شہر کی دست برد کے اندیشہ مین ہوئے میر مرتضیٰ نے پہلے سے زیادہ ہشیاری
اور بیداری مین کوشش کی باوجود معاونون کی قلت اور معاندون کی کثرت کے اسنے
ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیون نے غازی خان تھانہ دار دیوتالی کو قتل
کیا۔ بیس سوار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ کے مار ڈالے وہ بھنس کے احاطہ سے جسکو

سکونت و حفاظت کبرسائین کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور آشامیون سے لڑا بیر کسائین کے
برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ آشامی اُسکے
سردار کے مرتے ہی دامن کوہ مین بھاگ گئے اور آشامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔
اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی کھرگانو و نواحی شہرپور اور حوالی تھانہ آدم خان
مین جو رعایا آباد ہو کر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔

ان دنون مین یہ افواہ اُڑی کہ بھیم نراین نے آنکر کوچ بہار کو پھر لے لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر
سچ نکلی۔ آواز خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ پادشاہی متصدیان مہام
مال نے مآل کار سے غفلت کی اور ممالک محروسہ محال کے دستور پر رعیت سے جمعبندی
اور مطالبہ اموال کیا اس طرح کی جمعبندی یہان کی رعایا کے خیال اور تصور مین بھی نہ تھی
وہ متفرق ہو گئی اور راجہ کی خواہان ہوئی۔ ممالک محروسہ شاہی مین جو اخذ مال کے قوانین
اور دستور تھے وہ یہان کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل مین نہین
آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقارات مالی مین سختیان
ہوئین جس سے رعایا شورش مین آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اُسکو پہاڑ سے نیچے آنے
کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس دیار کے
سب آدمیون نے کہا کہ تو راجہ ہے ہم تیری لئے اپنی جان دینے کو موجود ہین۔ راجہ کی سرحد
کسمل باری مین محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالا
اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے اُنکی رسد بند کردی اور راجہ نے
خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک پادشاہی کو سلامت چلے جاؤ اور اپنے تئین ہلاک نہ کرو
خان مین قوت مقاومت نہین تھی اور اقامت مین یہ سمجھا کہ چند ہزار جانین ضائع جاینگی
وہ گھوڑہ گھاٹ مین چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ مین آیا۔ استرداد
ملک کی قدرت نہ تھی یہین ٹھیر گیا۔

القصہ جو حوالی کھرگانو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو اُسنے

تو اُس نے ابوالحسن خان بوہ مرزا بیگ شجاعی کو جو نواب کا بڑا اشہور منتظم ملازم تھا آشامیون
کی تنبیہ کے لیے مقرر کیا کہ حوالی تھانہ غازی خان کے گرد جو آشامیون نے مورچے بنائے ہین اور
تھانہ کی تاخت کے تاک مین بیٹھے ہین انکو دفع کرے۔ اُسنے جاکر آشامیون کو مقتول و منہزم کیا
اور اُنکے مورچالون کو ڈھاکر مٹا دیا۔ آعزون کی جماعت اور پچاس سوار گھرگانو کی حفاظت
کے لئے اور مقرر ہوئے۔

جب نواب نے محمد مراد کی کم پائی اور آشامیون کی دراز دستی کی خبر سُنی تو اُس نے
فرہاد خان کو اپنی اور امرا کی اور تابینون کی اور شاہی آراستہ فوجین دیکر مامور کیا
کہ لکھوگر جاکر اور رسد کی کشتیون کو ہمراہ لیکر لشکر مین لے آئے اور آنے جانے مین اطراف کے آشامیون
کی تنبیہ کرے اور سرانداز خان کو گجپور مین قائم رکھکر تھانہ مین میر نور اللہ و محمد مقیم اور ایک اور
جماعت کو کمک کی طور پر چھوڑ دے۔ سر راہ تھانہ جات کا بندوبست اس طرح کرے
کہ پھر آنے جانے والون کے دامن مین آشامیون کا خار نہ لگے۔ ابوالحسن جو دیوتالی کی
طرف آشامیون کی تنبیہ کرکے نواب پاس آتا تھا حکم ہوا کہ وہ اپنے ہمراہی آدمیون کے
ساتھ فرہاد خان کا تابع اور رفیق ہو۔ خان مذکور ۸ شہر شوال کی شام کو گھرگانو
مین آیا۔ اور اُسی رات آب دیکھو سے عبور کیا۔ فرہاد خان سے مل گیا۔ دونو
ملکر موضع نیک مین آئے جو ترجہانی اور گجپور کے درمیان تھا۔ یہان صحرا مین ندی دھنگ
سے بھی زیادہ پانی متموج تھا۔ نہایت حیران ہوئے اور ہر چند راہ کی جستجو مین سعی
کی۔ مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ آسمان سے پانی برستا تھا۔ زمین سے پانی جوش
کرتا تھا۔ لشکرگاہ کو سیلاب نے گھیر لیا۔ روے آب پر خیمے حباب کی طرح معلوم ہوتے
تھے اور سوار تمام شب پشت اسپ پر بیٹھے اور پیادے اپنی ایڑیون کے بل پر کھڑے رہے۔
ناچار سرانداز خان کو جو موضع مذکور مین محصور تھا خان اپنے ہمراہ لیکر اُلٹا چلا۔ سب
جگہ پانی کمر تک تھا۔ ترجہانی کے قریب ایک موضع مین آیا۔ یہان آشامیون نے انہار
عمیقہ کھود کر دریاے دھنگ سے انکو ملا دیا اور اُنکے کنارون پر مورچلون کو ترتیب دیا۔

اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیون کے نامی جنگجوون نے
کشتیون مین بیٹھکر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی
فرہاد خان ایک ٹیلے پر کہ محاطۂ آشامیان تھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سنکر محمد مومن بیگ
یکہ تاز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ مین نالون کے کنارون پر جو
مورچال آشامیون نے بنائے ہین انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ تہ جہانی مین آیا۔
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہین کرسکا۔ دلیر خان نے
ہاتھیون کو لیجانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیون نے
مورچلون اور کشتیون سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیون سے اُترکر
اُن پر کئے حملے کئے۔ فرہاد خان نے ان حملون کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت
کشتیون سے اُترکر اُن پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگھ کے راجپوت ان کے
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ مین آنکر انکے پیچھے
آئے اور کشتیون سے دور ہوئے۔ فرہاد خان نے انکو مار دھاڑ کر چند کشتیان
انکی چھین لین۔ اب یہان آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے
کی بجگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح
کشتیون پر اور ٹاپون پر جو کیلے کے درختون اور نے سے بنائے تھے سوار ہوکر
آشامیون پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنون کو عاجز جان کر غافل ہو
رات کو خوش و خرم سوئے فرہاد خان نے ان کشتیون پر جو اُس نے آشامیون
سے چھینی تھین لشکر کو سوار کر کے نالون سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب محمد مقیم کے
تھانہ مین آیا تو اُسنے سنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب ہو کر اب آئے ہین تو
خستہ و مجروح ہین یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان
کے لشکر سے لڑے ہین۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردون کو قتل کرے عورتون اور
بچون کو قید کرلے اور اموال کو لوٹ لے ۲ دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان۔۔

نواب کی خدمت مین آیا۔ تھانہ محمد مقیم کی تاخت و تاراج نواب کو پسند نہ آئی اُس نے سب
عورتون اور بچون کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائین۔

فرہاد خان کی مراجعت کے بعد آشامی بڑے دلیر ہوگئے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی
کہ کسی تھانہ مین مقدور نہ تھا کہ وہان سے آدمی باہر نکل سکے یا کمک کو پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم دیا
کہ ابھے پور سے آدم خان آنکر لشکر سے ملے اور تھانون کے آدمی گھر گانو مین چلے جائین
اور سرانداز خان و میانہ خان نالہ دیچھو کے اس طرف وہان کے رہنے والون کی محافظت
مین قیام کرین۔ جلال خان و غازی خان و محمد مقیم جو نالہ کے اسطرف ہین وہ میر مرتضیٰ
پاس چلے جائین۔ جب آدم خان تھانہ ابھے پور سے اس طرف کا عازم ہوا تو اس
نواحی کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کر کے آباد ہوئے تھے بھاگ گئے اور کشتیون کو لیگئے
اسلئے نالون کے اترنے مین آدم خان کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سرانداز خان و
میانہ خان نے ایک سرزمین مین جسکے تین طرف نالہ دکھو تھا اقامت کی اور جس سمت مین
پانی نتھا وہان ایک مستحکم دیوار بنائی اور اسپر توپین و زنبورکین چن دین۔ رعایا
دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی [gap] غلبہ کر کے نالہ کی اس طرف کی رعایا
کو طوعاً و کرہاً لے گئے۔ حوالی گھر گانو و متھراپور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوئی۔
اور راجہ اور پھوکنون پاس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہنود باقی رہی جو راجہ سے ڈرتے
تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ انجام ملک آشام سوا گھر گانو و
متھراپور ہی کے آشامیون کے تصرف مین تھا اور ان دونون مقامون مین بھی آمد و رفت
بادشاہی آدمیون کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہین ہوتی تھی۔ یہ باتین تعجبات سے
تھین اب بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور اردو بازار بےشمار جیسے جہینتے تا تغیر غلبہ
خصم اور استیلائے غنیم انہار کے اندر نقطہ کی مانند گھر جاوے کہ سرکار کی طرح لشکر گاہ کی دائرہ
سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمک اسکو نہ پہنچ سکے اور غلا اور مایحتاج کی کوئی چیز
اُس تک نہ آسکے۔ آشامیون نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ مین کوشش کی۔ کہ

+ [illegible]

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی انمین زندہ نہین ہے۔ اُنھون نے مراسم تعزیت بھی ادا کیئے اور وارثون نے متروکات کو بھی آپس مین تقسیم کر لیا۔

راجہ اشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور انبار داری سے بھوکتی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کر کے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے بلکہ اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک مین احکام جاری کر دیئے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کرین۔ یہ سپہ سالار نہر دلی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کر کے حشر برپا کیا اور مورچال بنا کے دو تین روز مین ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لب دریائے مذکور پر تین کروہ لمبی بنائی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہان منتہی ہوتا تھا کہ نہر غار کو آب دھنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہین چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا۔ آشامیون نے کئی دفعہ راتون کو دلیر خان کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ مین دلیر خان نے اونکو ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر اُنھون نے شبخون مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار چانک جو راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ گھر گانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچل جمائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگھ کو اسکے استیصال کا حکم دیا۔ اُسنے محاربۂ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا۔ کوئی روز و شب لشکر مین بے در دسر تیرہ و آہن شمشیر کے نہ گذرتا تھا۔ خانہ زین مین پاؤن رہتا تھا گھوڑون کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخر الامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع مجرئی آقا سے نہ رہی۔ سب ہول جان سے تھوڑے غوغا پر جو آپس مین لڑتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ دو دستی مارتے تھے۔

بیا تا ہمہ تن بکشتن دہیم + مبادا کہ فرصت بدشمن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سواے تلوار کے نہین ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی سواے تیر و سنان کے نہین بیجدلی بھوکن نے شب خون مارنے مین اور ابواب رسد کے بند کرنے مین حواشی اردو کی مزاحمت کرتے ہین کوئی بات نہین اٹھا رکھی تو اُس نے جانا کہ درفش پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سواے جراحت کے اور کوئی حاصل سواے ندامت کے نہین ہے اس لیئے اپنے فرمان فرما کی اجازت سے یا اپنی عقل دور اندیش سے صلح کی تحریک کی اور اتاک وکیل اپنے عریضہ کے ساتھ بھیجا جسمین مصالحہ کی درخواست تھی۔ نواب نے بھوپال منصبدار کو بیجدلی بھوکن پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط صلح یہ بتائین کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچسو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم تین لاکھ تولہ سونا و نقرہ پیش کش کرے۔ سوم حرم پادشاہی کے پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دیوے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار بر سبیل باج دیا کرے چہارم جو ممالک لشکر شاہی کی پے سپر ہوے وہ ممالک محروسہ مین داخل ہون۔ اور نامروپ اور اسکے اطراف مین کوہستان راجہ سے متعلق ہون۔ آخر شرط پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

شعر

از پیش صفہ تا بہ لب بام از آن من + وز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو۔

بھوکن کے پاس بھوپال گیا۔ آدھی رات کو خلوت مین بلایا گیا بھوکن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو مین راجہ سے مفارقت کرکے نواب کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ دو تین دن بعد بھوپال کو اُسنے رخصت کیا۔ وبا کے سبب سے لشکر گھرگانو مین آگیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی نہ بیجدلی بھوکن آیا۔

پہلے بیان ہوچکا ہے کہ بیجدلی بھوکن نے دریاے دلی پر مورچال بنا کر فقیر شاہی

[illegible]

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی
یہان اموال اور گھوڑے ہاتھی پادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند لشکری
اور بیوپاریون کی کشتیان اور کچھ ذخیرے و مایحتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات کو
اشامیون کی ایک جمع کثیر اطراف شہر مین اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی
اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر مین جو کچھ مکانات تھے انکو جلاتی تھی۔ گویا
اپنے ہاتھون سے اپنے گھرون کو خراب کرتی تھی میر مرتضیٰ محافظت مین بدرجہ کمال کوشش
کرتا تھا۔ ۷ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی کھرگانو کی
حراست کے لئے آگئے۔ اشامیون نے کھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ مین مورچے
بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہان سے نکال دیا۔ ایک دن اشامی جانب غربی کھرگانو
مین چند آدمیون کو مار گئے اور کچھ آدمیون کو پکڑ لے گئے۔ پادشاہی آدمیون نے
بانس کا ایک حصار بنایا اور اسکی حفاظت مین کوشش کی۔ غرہ ذی حجہ کو سید سالار خان اور
عبدالرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان وقت نو سرداروں سے اشامیون
کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ اشامیون کے حملہ کو پادشاہی
آدمیون نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ مین اشامی بانس کے حصار کو توڑ کر اور جلا کر کھرگانون کے
آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضیٰ و میر سید محمد اسباب پر مطلع ہو کر نقارہ اور کرنا
بجاتے ہوئے گئے بلکہ تاریکی شب کے سبب نہین معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہان ہے اور کس طرف
تاخت کرکے مدافعت کرنی چاہیئے۔ اس اثنا مین اشامیون نے راجہ کے ایک چھپر مین آگ
لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ پادشاہی سردارون نے تھوڑے سے
آدمیون سے انپر حملہ کرکے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو اشامیون کے تصرف مین
آگیا تھا اسکو پھر چھین لیا میر مرتضیٰ نے بجائے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنا تمام قطع
کیا اور اسپر توپ و رامجنگی و زنبورک چن دین اور اسکے آگے درختون کو کاٹ کر مسطح میدان
بنا دیا۔ ایک ہفتہ مین قلعہ کے دور مین جو ایک کروہ کے قریب تھا ایک عریض و مرتفع دیوار

کنگرہ دار تیار ہوگئی۔ پہلی لڑائی میں فرہاد خان کے ہاتھ میں تیر اور زخم لگے تھے۔ اسپر ورم بہت ہو گیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہو کر ہر شام آکثر رات کو قلعہ پر حملے کرتے اور کچھ رات رہے نہر دلیکے کنارہ پر چلے جاتے فرہاد خان دست شکستہ و بال گردن بنائے گھوڑے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح تک نہ اترتا اور اندر اور باہر کی خبرداری رکھتا سب سرداروں نے مہتابیاں بنا کے اپنے پاس رکھلیں تھیں کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئیں انکو روشن کرکے لڑیں آشامیوں نے گدگانو کے قریب انباروں کو جلایا اور انبار ہائے بعید سے شالی کاٹے جانا شروع کیا میر مرتضیٰ نے کشتی اور خشکی کی بار برداری کا انتظام کر کے بعض انباروں سے شالی کو لیجا کر قلعہ میں داخل کیا۔ اور فرہاد خان و محمد سعید سعی کر کے گدگانو کے قریب کے انباروں میں سے شالی نکال کر قلعہ کے اندر لے گئے۔

اکھیے گانوں کے اسطرف آشامیوں نے ایسی جگہ پر کہ گھوڑے کا جانا دشوار تھا مورچال بنائے اور بڑے شب خون مارے۔ پانچویں ذی حجہ کو جاسوسوں نے خبر دی کہ آشامیوں کے نامی پھوکنوں اور سرداروں نے یہ قرار دیا ہے کہ آجکی رات کو قلعہ و شہر گدگانو کو بادشاہی آدمیوں سے چھین لیجے۔ چار فوجیں انہوں نے ترتیب دی ہیں ایک فوج سید سالار خان کا دوسری فوج عبدالرسول خان کا تیسری فوج دیوار شرقی حصار محافظوں کا مقابلہ کریگی۔ اور سب سے بڑی چوتھی فوج میر مرتضیٰ سے محاربہ کریگی پانچ پہر گھڑی روز رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیوں کا ایک گروہ نہر دلیکی و نالہ ندکا سے گذر رہا ہے فرہاد خان باوجودیکہ اسکے ہاتھ میں بہت درد تھا انکے مدافعہ و مقابلہ کے لئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خان و جلال خان دریابادی نے اس کو جانے سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آکر آشامیوں کو مار کر بھگایا۔ بعض تیر کر بعض ٹاپوں میں بیٹھ کر نالہ و ندکا سے باہر گئے اور وہاں ایستادہ ہوئے۔ رات ہو گئی۔ افواج شاہی متردد ہوئی کہ دریا سے عبور کرنے کی قدرت تھی اور نہ فارغ البالی سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جیسا پیچھے

موڑے گی دشمن پیچھے پڑینگے۔ فرہاد خان نے یہ حال سُنکر پیغام بھیجا کہ پیش روی مین تمنے
خطا کی ہے اب پس روی مین شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ مین آجاؤ۔
سید مذکور ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ چھ گھڑی رات گئے لشکر کو شہر مین
لے آیا اور جہان جہان سپاہ حفاظت کرتی تھی وہان چلی گئی۔ آشامیون کو جب سپاہ کی
مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر گرد اطراف قلعہ کی سپاہ پر
پل پڑے۔ فرہاد خان نے وسط قلعہ مین کھڑے ہو کر افواج امداد کے لئے اطراف
مین بھیجین میر سید محمد اپنے آدمیون کے ساتھ میر مرتضی پاس گیا آدھی رات پر
پانچ گھڑی بجے تک بازار دار و گیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام مین ایسا
کارزار نہین ہوا۔ سید سالار خان عین تاریکی مین چلا آیا تھا اُسنے چند چھپر جلائے
تو انکی روشنی مین دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہین تو انکے پیچھے تاخت کی جانب
شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگھ کے آدمی بھی پہنچے۔ اُسنے بھی ایک بڑا چھپر جلایا اسکی روشنی
مین قراول خان ورا اور آغزون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے
جنگ کی اور انکو شکست دی۔ یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجین اس طائفہ کے ساتھ
متفق ہوئین کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر
یورش عظیم کی۔ میر مرتضی نے سب جگہ مہتابیان روشن کر کے آشامیون کے حملون کو
ہر جا دفع کیا۔ آشامیون نے مایوس ہو کے عبد الرسول پر حملہ کیا چپقلش عظیم ہوئی لشکر
شاہی عاجز ہوا کچھ اُلٹا پھرا۔ مراد خان دریا بادی فرہاد خان کے اشارہ سے
عبد الرسول کی کمک کو گیا۔ آخر کو آشامیون کو شکست دی۔ آشامی یہان سے
شکست پاکر اس برج پر پہنچے۔ جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ مین تھا اور اسکی دیوار
بقد آدم اٹھی تھی اور کنگرہ نہین بنے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا۔ خندق کو پھلانگ کر
برج مذکور پر پہنچے۔ فرہاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف
ہوئے ہیں تو وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا۔ یہان میر سید محمد آیا غرض آشامیون کو

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب کے ساتھ متھرا پور گیا اور سارا حال بیان کیا۔ وہان سے امرا کے نام ستائش نامے لایا۔ جسسے اپنے کام مین وہ اور زیادہ سرگرم ہوے۔ آشامیون نے آب لبئی سے گذر کر نالہ کاکو جان پر مورچے بنائے جو بہر لبئی اور نالہ دندکا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازہ سنگی کی جانب غربی مین ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کھرگانو کے آدمیون کا تنگ محاصرہ کیا۔ ۸ ماہ ذی حجہ کو آشامی تین فوجون مین تقسیم ہوکر آدھی رات کو سید سالار خان عبد الرسول اور میر مرتضی کے مقابل آئے۔ اس اثنا مین کالی گھٹا مین تھین اور موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا۔ گھوڑے زانو تک پانی مین ڈوب گئے۔ اہل اسلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑون کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتیارون کے استعمال کا یارا تھا۔ دونو لشکر خالی کھڑے رہے پانچ چھہ گھڑی رات باقی تھی کہ آشامیون نے معاودت کی۔ فرہاد خان کے ہاتھ مین درد زیادہ ہوگیا تھا اس سببسے آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی عید قربان کی سہ پہر کو خبر آئی کہ آشامیون نے نالہ دندکا سے عبور کرکے سواد شہر مین مورچے باندھے ہین فرہاد خان و جلال خان اور کل دریابادی و غازیجان و قراول خان اور آغا آکی مدافعت کے لئے مامور ہوئے انھون نے جاکر آشامیون کو بھگا دیا۔ چند آدمی انہین سے مارے گئے اور آلات مورچال ساری چھوڑ گئے۔ بانسون سے مورچہ بنانا شروع کیا تھا۔ انہین آگ لگا دی۔ ارکو رشید خان کھرگانو کی حفاظت کے لئے مقرر ہوا اسنے سنا کہ آشامیون کے جس مورچہ کو کل جلایا تھا پھر انکو اسکو بنانا شروع کیا۔ آشامیون نے پھر اسکو چھوڑ دیا اور رشید خان نے انکا تعاقب آب دبلہ کا تک کیا۔ آشامیون نے مورچہ کے پاس ایسے مضبوط کر رکھے تھے کہ ہاتھیون سے نہ اکھڑ سکے آخر آدمیون نے انکو اکھیڑا اور جلایا۔ سرانداز خان یاس خبر آئی کہ آشامیون نے جانب غربی مین مورچال بنائے ہین اور شب خون مارنے کا

مارنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ خان نے انکے مورچل پر حملہ کیا۔ اور بہت آشامیون کو مقتول اور اسیر کیا اور انکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیون سے زیادہ اسیر ہوئے جنمین بعض سردار بھی تھے۔ رشید خان کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیون کو پھر شبخون مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۱۶ ماہ مذکور کو رشید خان نے سنا کہ نالہ ونڈکا بعض جا پایاب ہے آدمی کے سینہ و گلو سے پانی اوپر نہین چڑھتا۔ میر مرتضی و راجہ امیر سنگہ کو قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کاکو جان کے مورچال نشینون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا جب نالہ دندکا کے سرے پر آیا تو افواج پایاب کی مقید نہ ہوئی۔ ہر جگہہ گھوڑا ڈالکر بسلامت پار گئی۔ آشامیون نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے۔ مگر آب دندکا کے عبور کرنے سے لشکر شاہی کا خوف وہ اُن پر چھایا۔ کہ جب اُسنے انپر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے لشکر شاہی مورچل مین داخل ہوا۔ غازی خان تعاقب کرتا ہوا بسر بجید لی بھوکن تک پہنچا۔ آشامیون نے اپنی سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلئی کے کنارہ پر پہنچایا اور یہان سے کشتی مین سوار کرکے باہر لے گئے لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا مین آشامیون کو مارا وہ بھاگ کر نہر دلئی کے کنارہ پر چلے گئے۔ ایک سو ستر آشامی پکڑے گئے۔ ایک انمین سردار تھا۔ رشید خان نے اس سردار کے پانؤ مین بیڑیان ڈالین اور باقی سب کو مار ڈالا۔ نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئے تھے مگر اُسنے رشید خان پاس واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے اُنکا حال کرے۔

جب ملک مین مسدود ہوئین اور آشامیون کی شورش کی خبر مشہور ہوئی اور لشکر کی خبرون کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ تھانہ دار کجہوہ کے قتل کئے واقعہ کا اشتہار ہوا۔ تو ابن حسین نے ایک نوارہ مردم جنگی اور آلات جنگی سے پر کرکے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا۔ کہ کجہوہ مین جاکر قلعہ کو جو آشامیون نے موضع مذکور مین بنایا ہے مفتوح کرے۔ علی بیگ کجہوہ مین پہنچا اور حوالی قلعہ مین منزل کی۔ آشامیون نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا۔ نوارہ شاہی بہاؤ پر تھا وہ بے اختیار ہانسہ ہاری مین جو دیول گانو اور کجہوہ کے درمیان مین ہے آگیا۔ منور خان کچھ نوارہ لیکر اسکی کمک کو آگیا۔ دونون نے ملکر آشامیون پر حملہ کیا اور انکو شکست دی اور چند کشتیان چھین لین

علی بیگ اور منور خان دونو ابن حسین پاس آ گئے۔ لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھوگرہ مین
سرداروں کو بڑا تردد تھا۔ لکھوگرہ مین رسد آتی تھی اور اسقدر شالی جمع تھی کہ تین سال
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس نوارہ کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب رہتا تھا
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہان پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ
اگر احتیاج و صلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیابر سے اور سید مرزا کو
جمدھرہ سے و یادگار خان کو دیول گانون سے لکھوگرہ مین بلالو اور بہیئت اجتماعی
نوارہ کی محافظت مین ساعی ہو۔ ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب مین عرضداشت
لکھی کہ جمدھرا اور کلیابر سے سپاہیون کے اٹھنے سے رسد کا انقطاع ہوگا۔ میرے پاس
اتنے آدمی ہین کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہین اور دیول گانو مین یادگار خان
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہین اسکو لکھوگرہ مین بلالون گا۔ آپ نوارہ کی طرف سے سب
طرح مطمئن رہین قاصدون کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیجدیا۔ قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آخر ذی قعدہ مین آئے۔ ابن حسین نے ایک بانس کا قلعہ نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ زنبورک اطراف پر لگائین۔ آشامیون کے شب خون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خان پاس چند کشتیان بھیجکر اسکو دیول گانون سے اپنے پاس
بلا لیا۔ نواحی دیول گانو کی رعایا کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہوگئی۔ اور
آشامیون کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا اسکے اہل اردو
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لٹے۔ آشامیون نے ان قیدیون کو تیر دوز کرکے نالیون
مین باندھ کر پانی مین چھوڑ دیا کہ وہ لکھوگرہ مین پہنچکر وہان کے رہنے والے آدمیون مین خوف
پیدا کرین۔ ملاحون کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہین وہ کم ہوگئے تھے۔
لکھوگرہ کے اطراف غربی مین دامن کوہ مین اور اسکے جنوب مین گانو کے سر راہ اور شمال مین
کلیابر کی جانب قلعے آشامیون نے بنائے تھے اور مورچل لگائے تھے کسی طرف سے رسد کے آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین نے جاکر اور آشامیون کے سردارون کو مار کر بہت سی شالی

لکھو گڑھ مین لایا تھا اور بہت سے آشامیون کو قید کیا تھا اور تین دفعہ گواہٹی سے بیوپاریون
کی کشتیون مین شالی کولا یا تھا لکھو اور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولہ گڑھ تھا آخر ماہ
ذی حجہ میں وہان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سردارون کو مقید کرکے ابن حسین پاس لائی اور
اطاعت کی ابن حسین نے سردارون کو مقید کیا۔ رعایا کو سرفراز کرکے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گڑھ مین
بطریق تھانہ دارون کے تری خشکی کے آنے جانے والون سے خبردار رہین اور آشامیون کو ان کا
پہنچاتے رہین۔ ان آدمیون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گواہٹی کی راہین لکھو گڑھ
تک کھل گئین اور بیوپاریون کو آمد و شد مین کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ محرم میں نصیر الدین خان
کا انتقال ہوا ابن حسین نے اسکے نوکرون کو بحال رکھا اور ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھجوا دی۔ اور
شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنون بعد سید میرزا تھانہ دار
جمدھرہ بھی مرگیا ابن حسین نے کشن سنگہ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھے غرض ابن حسین نے
سب طرح سے انتظام کیا۔ آشامیون کو گھرگانون کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ نواح کی
مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور مکرر محاربات عظیمہ و مقاتلات شدیدہ وقوع
مین آئے۔ سب لڑائیون مین اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیون کو شکست ہوئی دامن کوہ مین
ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہان کے متوطنین کو قتل کیا تو یہان کے
باشندون کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انہون نے لڑائی اور برکسائن راجہ کے
دو بڑے سردارون کو جو حوالی لکھو گڑھ مین فساد مچاتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین پاس
بھیجدیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اسنے مکرر آشامیون سے جنھون نے
لکھو گڑھ کے قریب گھیلہ گانون کی جانب مورچال بنائے تھے تاخت کی اور انکو ہزیمت دی۔ اور
دیول گانون پر قبضہ کرنے کے لئے میر یادگار خان کو بھیجا۔ اور نواب کو ان سب فتوحات
کی اطلاع کردی۔ ماہ صفر مین نواب گھرگانون مین تشریف فرما ہوا ابن حسین کی عرضداشت سے
مسرور ہوا۔

موضع متھراپور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم مین لشکر کی اقامت کی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اسکے اطراف کے پہاڑون کی ہوا اور دامن کوہ کا
پانی امراض خیز تھا۔ اہل آشام اسکو جڑیربیت یعنی کوہ تپ کہتے تھے جسنے وہان کی ہوا
کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم مین مبتلا ہوا۔ اور ظلم و وجود سے خارج ہوا جسکے
مرنے کا حال یہ ہوگیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب سے گورکنی کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو جو اوس کے
نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دہوتا۔ اس سرزمین مین اس قدر زمین رہی
کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ موتے کو کفن پہناتے۔ متمولون کو انہین کے لباس
مین لپیٹ کر آب گل مین پوشیدہ کرتے اور مسکینون کے اجساد کو وحوش وطیور کا طعمہ بناتے۔ دلیر خان کے
ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنمین برسات کے بعد نامروپ کی جانب جاتے وقت چار پانچ سو سے
زیادہ نہ رہے۔ یہی قیاس اکثر امراء کے تابینون پر کرنا چاہیئے۔ کافر و مسلمان شامی جو
کھڈ گانون مین رہتے تھے انمین سے اکثر مر گئے۔ بھورل پھوکن کی زبانی سنکر ایک شخص نقل کرتا تھا
کہ دو لاکھ تین ہزار آشامی پہاڑون پر مرے پڑے ہین اس سبب سے کل مملکت آشام مین وبا
عام پھیل رہی ہے۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اب غلہ کا حال سنو کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ۔۔۔۔
کہ ۱۷۔ انبار شاہی ضبط ہوئے تھے جنمین سے پانی کی طغیانی اور آشامیون کی خیرگی
کے سبب فقط سولہ انبار تصرف مین ہے۔ نواب نے حکم دیا کہ چھہ انبار تو دوابہ بادشاہی کے لئے رکھے
جائین اور باقی دس انبار لشکر کے آدمیون مین یون تقسیم ہون کہ جس قدر کوئی لیجا سکے لیجائے
اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیون اور دواب کی غذا و قوت شالی اور برنج گندہ سرخ
میسر تھی۔ اہل لشکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتون تک انکی نان خورش یہ تھی کہ
گائے کے گوشت کو پانی مین جوش دے کر یا اسکی چربی مین پختہ کرکے کھاتے آخر کو وہ موقوف
ہوا اب گندم کی ہوس مین سینہ چاک اور دال کی تمنا مین دل دو نیم تھا۔ نرخ یہ تھا۔ ایک سیر
روغن چودہ روپیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک روپیہ کا ایک روپیہ کی افیون ایک تولہ۔ ایک
اشرفی کی ایک چلم۔ تنباکو تین روپیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس روپیہ کی ایک سیر

ایک سیر نمک بیس روپیہ کا - اس بھاؤ سے بھی اجناس سو جستجو سے ہاتھ آئین محمود بیگ بخشی
پاس کسی گیہون تنباکو کے تھے اُسنے مفت امرا و غربا مین انکو تقسیم کر دیا قیمت لیتا تو بہت
روپیہ اسکو ہاتھ آتا - ملک منیر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معتادون کو کافی ہوتی
اُسنے اپنی معتاد کم کرکے اورون کو افیون دیدی - جہانگیر نگر مین قحط عظیم تھا وہان بھی
بہت بھوکے آدمی مر گئے -

جب آب و ہوا کا تعفن قحط غلہ کا پار ہوا تو متھراپور سے نواب نے دہم محرم سنہ ۷۲ کو کھرگانون
جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھوین محرم کو یہان پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیر خان
تمام رات گاڑیون کی نگہبانی کرتا رہا - آشامیون نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اُسنے
انکو پراگندہ کر دیا - محمد تقی بخشی سے آشامیون کی مٹ بھیڑ ہوئی - آشامی متھراپور کے
چلے جانے سے اور زیادہ جیرہ ہوئے اکثر راتون کو قلعہ کھرگانون کی اطراف پر حملہ آور ہوتے
قلعہ کی سمت مغربی کی دلیر خان اور طرف شرقی کی راجہ سبحان سنگہ جنوب و شرق کے درمیان
کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خان و سبحان سنگہ حراست
آشامیون نے دلیر خان و سبحان سنگہ پر حملہ کیا مگر شکست پائی - دلیر خان نے نالہ دوند کا تک انکا
تعاقب کیا اور بہت آشامیون کو مارا - ان دنون مین قحط کی بڑی شدت ہوئی اور متھراپور
کی بیماری کا اثر کھرگانون مین بھی پھیلا - مرض تپ لرزہ اسہال پر دق استسقا کا اور
اضافہ ہوا - ادنے و اعلے بہت مرنے لگے - برنج سرخ گندہ بے نمک اور کچے پکے بھٹو سوا
کیچھ اور غذا پیدا نہ تھی - نباتات جنکو دانت چبا سکتے تھے - انسان و حیوان سد رمق کرتے
تھے - بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج باریک کھاتے اور مفلس آدمی ندی نالون دریاؤن کے کنارہ
پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نواب بھی باوجودیکہ اسکے سرکار مین خاص اسکے لئے
کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تا کہ وہ اپنے
بے نوا زیر دستون کا رنج و عنا و سختی و جفا مین شریک و سہیم ہو -

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیجکر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی - یہان میر مرتضی

نالہ دیکھو پر لکڑی کا پل بنائے۔ میر مذکور نے تین دفعہ پل بنوایا ندی نالہ کے پانی کے زور سے وہ بہ گیا۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جسپر آشامیون کو تعجب ہوا انکے راجہ نے کئی دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ بندھ سکا۔ ۱۴ صفر سنہ مذکور مین بیہہ کا برستا کم ہوا۔ راہون مین پانی کا خشک ہونا شروع ہوا۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گانؤن مین پھر یادگار خان آخر متمکن ہوا۔ نواب نے ابوالحسن کو دیول گانؤن مین بھیجا اور بادشاہ کو عرائض لکھکر اور اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے پروانے لکھکر دیئے کہ ابن الحسن پاس پہنچا دے کہ وہ انکو روانہ کرے۔ علم دیج راجہ درنگ کا متھراپور مین انتقال ہوا۔ اسکی مان بادشاہ کی دو لتخواہ تھی اسلئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہان کا راج تفویض ہوا۔ ابوالحسن ۱۲ صفر کو چارنگ مین پہنچا۔ وہان آشامیون کو آوارہ آذوقہ جوان حدود مین میسر آیا۔ کھرگانؤن مین بھیجا اور غازی خان کو یہان کا تھانہ دار کیا۔ یہان چند روز قیام کرکے انتظام کیا بجپورہ روانہ ہوا۔ یہان سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ یکم نوامبر کو ابوالحسن نکھورگ سے بہت غلہ کھرگانؤن مین لایا۔ اسکو دیکھکر اہل لشکر کی جان مین جان آئی۔ جب ساتت گزر گئی تو آشامی پھر اپنے پہاڑون مین مع زن و فرزند و احمال و اثقال عازم ہوئے۔ راجہ سولا کوہی مین تھا وہ پھر نامروپ مین بھاگ گیا۔ بیجدلی بھوکن کرکھا بھوکن نے اپنی متانت حصار و استحکام دیوار پر قوی ہوکر مورچال نہر دلی مین محاربات کے لئے اقامت کی بیجدلی بھوکن نے پھر میر مرتضی کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس ملک سے چلا جائے۔ نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجدلی بھوکن حاضر نہوگا صلح نہ ہوگی اسلئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکم شاہی لیکر آئے کہ مملکت آشام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کا مرد پیاکا فوجدار رشید خان۔ ان دونو نے یہان کے ان عہدون کے قبول کرنے

آشامیون کا بھاگنا اور ہوا کا خشک ہونا

انکار کیا۔ انکی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن ۲ ربیع الثانی کو
ابوالحسن مامور ہوا کہ میر مرتضی نے جو گھرگانو مین جنگی کشتیان تیار کی ہین ان پر
سوار ہوکر برہمانی جائے اور بجیدلی پھوکن کے مورچال دلیئی پر پیچھے سے جائے اور
قراول خان اسکا رفیق ہو۔

ابوالحسن مقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ بجیدلی ور آشامیون کے محاربہ عظیم ہوا۔
بالآخر اہل سلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی انہون
نے غلبہ پایا اور ابوالحسن مورچال مین داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال
نواب کو معلوم ہوا تو ابوالحسن کو لکھا کہ کل مین بھی نہر دلیئی کے مورچال کی تخریب کیلیے
متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر
تاخت کرنا۔ ۱۳ ربیع الثانی سنہ جلوس کو نواب موضع مذکور کی طرف گیا۔ آشامی
خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال مین کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی
رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم واشفاق ہوئی۔ نواب سے
عرض ہوا کہ آشامیون نے ...... آب دھنگ سے اس پار مورچال بنایا ہے تو اسکو
ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونو لشکرون کے درمیان مین تھی
آشامی مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہان انکا
جی چاہا روانہ ہوئے اور ایسے متفرق ہوئے کہ جبتک لشکر شاہی یہان رہا وہ پھر جمع
نہ ہوئے۔ سوانح غریبہ مین سے یہ ہے کہ نواب نہر دھنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس
طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہوکر اترا اور بیہوش
ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش مین آیا تو وہ اپنے خیمہ مین آیا اس منزل مین کئی
مقام ہوئے۔ ۸ ماہ مذکور کو بدلی پھوکن کہ بڑا معتبر سپہ سالار تھا اسنے راجہ کی
بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۱ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹون بھائیون کے
زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت مین آیا اور عنایت والتفات کا امیدوار

راجہ کا قول و قرار کیلئے پیغام بھیجنا اور دیگر واقعات۔

ہوا اُس نے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوکن اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بگڑ کر حضور کی خدمت
مین آجائینگے اور مین تھوڑا سا لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اُسپر
بے شمار الطاف کیا۔ شعر۔ کہ ہر گوش ہر ملک را بے شگفت ٭ سگ آن ولایت تواند گرفت
اُسکو خلعت و گدی و خنجر مرصع و اسپ چرکسی زربفت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ
وہ آشامی جنگی آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور کھرگانو اور نامروپ کے درمیان قریات و
قصبات کی مہمات کا انتظام اسکے سپرد ہے اور کھرگانون تک خشکی کی راہ کا اور ترجہانی تک
تری کی راہ کا ضبط و نسق اسکے حوالہ ہے اُسنے تین چار روز مین تین چار ہزار جنگی
آشامی اپنے پاس جمع کر لئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ اپنے تمام بھوکنون سے بدگمان ہوا اور بدلی
بھوکن پر یہ تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی مدافعت و مقابلت مین مساہلت کرتا ہے
اُسکو مع اولاد ذکور و اناث کے آہنی سیخون مین کھینچکر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔
راجہ اور بھوکنون نے متواتر صلح کے لئے رسل و رسائل بھیجے مگر نواب کو راجہ کی باتون پر
اعتبار نہ تھا اسلئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ابن حسین کی عرضی آئی کہ ملاحون کے لئے چاولون کی کمی
ہوئی ہے اسلئے وہ مضطرب ہوئے ہین بنگالہ مین بھی قحط ہے وہان سے بھی چاول نہین آسکے
پندرہ انبارہ جو حوالی نہر دھنگ مین ضبط ہوئے تھے انمین سے بارہ ہزار من شالی نکلوا کر اور اُس
مین سے آشامیون سے چاول نکلوا کر کھوگرہ بھجوا دئے۔ بدلی بھوکن نے کہا کہ سولہ کوری مین کچھ
آشامی لشکر اور بھوکن و ہاتھی ہین بتاریخ غرہ جمادی الاولی کو درویش بیگ چھ سو سوارون کے
ساتھ قصبہ کور کو روانہ ہوا اور بدلی بھوکن نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ۳ کو درویش بیگ کی
عرضداشت آئی کہ آسامی بھاگ گئی اور اُن کے آٹھ ہاتھی ہاتھ آگئے۔ ۵ کو نہر دھنگ
کے کنارہ سے نامروپ کیطرف لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکن درویش بیگ سے جا ملا۔ ساتوین کو
نامروپ مین لشکر آیا۔ ۹ کو نواب نے غسل کیا تھا کہ معدہ مین بڑا درد اُٹھا اور نفخ ہوا رات
کو تپ محرق و درد سینہ ہوا۔ حکیم کریما معالج ہوا اُس نے فصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز فصد کا قصد
نہ کیا۔ اب جاڑے کا موسم ختم ہونے کو تھا۔ برسات قریب تھی لشکر اگلے سال کی مصیبتون کو

ہوگئے تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ مین جاکر راجہ کے پکڑنے کا ہی۔ وہان کشتی جسمین آذوقہ و قوت مایحتاج ہو نہین جاسکتی اور خوف یہ ہی کہ جنگل اور درہ نامروپ مین جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کردینگے اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی قحط غلہ سے لشکر مین اس قدر جمعیت نہین رہی ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ کے گھر گانون تک راہ کی ضبط کے واسطے کافی ہو۔ اگر بہر تقدیر نامروپ مین داخل بھی ہوئے اور راجہ کوہستان مین چلا گیا جہان سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہان بارش شروع ہو تو نہ جائے اقامت نہ راہ مراجعت ہوگی اسلئے انہون نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھایا منصبداری اور امرائی کو چھوڑکر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر مین ہوئی کہ کسی طرح اس ملک سے پیچھا چھٹائیے۔ خصوصاً حوالی نامروپ کی سرزمین سے جسمین اول جیٹھ مین برش شروع ہوتی ہے۔ بعض لشکر کے سردارون نے یہ ارادہ کیا کہ آب ھنگ سے عبور کے وقت نواب سے جدا ہوجئے۔ جب یہ خبر دلیر خان نے سنی تو اس نے آدمیون کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو کدورت روحانی نے اور الم جسمانی کو بڑھایا۔ ۱۴ اس شہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی مین سوار ہوا۔ آشامیون نے دلیر خان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب کوچ کرکے تیام مین آیا جو ولایت آشام کے مضافات مین سے ہے اور یہان کا زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔

آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحت ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی اور راجہ تیام کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیر خان کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ مہینے مین تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

پیش کش مقرری دیا کرے - پیش کش کے وصول ہونے تک اس کے چار بڑے بھوکن بودھ گسائین -
کرگسہا - ہرگسائین و پرمانتر کے بیٹے بطور رہن بندگان پادشاہی کی خدمت مین
رہین - سمت اترکول سرکار درنگ سے جسکی ایک طرف گواہٹی اور دوسری طرف دریاء
لوہت براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سے ولایت
نکی رانی و ملک نانگہ و بیل تلی و دومردیہ سے جو ہرگز مردم پادشاہی کے ضبط مین نہین آیا
پیش کش مین داخل ہوکر ممالک محروسہ مین شامل ہو - ملک نکی رانی کوہستان کاروپ کے متصل
ہے اور کاروپ ایک جماعت پلنگ خوہی و حوش سیرت ہے - کتے کا گوشت کھاتی ہے
کتے انکی صورت دیکھکر بھاگتے ہین اس قوم کا کوہستان گرہی باری کے پہاڑ کی متصل
ہے - جو ممالک محروسہ مین ہے اور ملک دومرویہ کی انتہاء دریاء کلنگ پیش وہی قلعہ کجلی ہے
اور ممالک محروسہ و مملکت کے آشام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دریاء
کلنگ اور اترکول کی جانب دریاء لوہت براری مقرر ہوا - ولایت درنگ مین بے شمار
ہاتھی ہوتے ہین اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے - اسی راجہ جی دھج سنگہ نے
ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے مین پکڑے تھے اور ولایت راجہ دومرویہ مین
ہاتھی کجھار کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ مین بہت آتے
تھے اور کھیدہ ہوتے تھے - راجہ نے کجھار کی راہ ہاتھیون کے آنے کی بند کردی کھیدہ
موقوف ہوا - اور وکلاء راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کامروپ کی رعایا جو پہاڑون
اور نامروپ مین محبوس ہے وہ رہائی پائیگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوکن کی معرفت
نواب کی خدمت مین آئیگی - راجہ کی طرف سے تعہدنامہ اور نواب کی طرف سے قولنامہ
لکھا گیا - سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر و طلا و نقرہ اور دس فیل اور چار بھوکنون کے
چار بیٹے لشکر شاہی مین داخل ہوئے - اور وکلاء نے باقی پیشکش کے ہاتھیون کی نسبت
عرض کیا کہ صحرا مین ہاتھی چھوڑدیئے گئے تھے انکو پکڑکر گھرگانو مین پہنچاوینگے - بیچ مین جھ
جھگڑا اس پر ہوا کہ بودھ گسائین نے بیٹے کی جگہ بھتیجے کو بھیجدیا تھا - اسکے بدلوانے مین

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادی الثانی ۵ سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۰۷۳ کو قانون
مصالحت سب طرح درست ہو گیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان و
تابستان و برسات کی مصیبتوں سے لشکر عاجز ہو گیا تھا اٹھ ناچتا گودتا دن
عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور
عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہو گئے۔ راجہ نے نواب سے
التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیوں کو منع کر دیجیے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ
جائیں نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہیں لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے
ساتھ جاتے ہیں ہم انکو منع نہیں کرینگے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامروپ
اور اسکے نواح میں محبوس تھی کچھ اس میں سے مع فرزندوں کے بدلی بھوکن پاس آگئی
۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانوں سے کشتی میں سوار ہوا لکھوگڑہ میں آیا
اسکے امراض میں بہت تخفیف ہو گئی۔ میر مرتضی بھی مع کل آدمیوں اور اسباب کے جو اموال کے
آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت میں ساتھ ہو گئے
مگر پیشکش کے باقی ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درنگ اور دمریہ
وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف میں تھے اور اب ممالک بادشاہی کے ضمیمہ ہوئے
ہیں انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہاں ہاتھیوں
کے انتظار میں ٹھیرنا مناسب نہیں ہے۔ برسات کے دن عنقریب آگئے ہیں۔ تم یہاں
ان مطالب کے لئے ٹھیرو۔ اسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ
پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیوں کو جلد بھیجدے۔ نواب ۲۶ جمادی الثانی کو دلیر خان کو
لکھوگڑہ میں چھوڑ کر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور اولاد مرہونہ بھوکن ہمراہ لی۔
نواب نے دمریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیشکش میں داخل ہو گئی تھی اور راجہ
اور ملک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور پالکی میں سوار ہو کر دامن کوہ کی
راہ سے صحرائے کھیلی کی سیر کی کسی عہد میں لشکر شاہی یہاں نہیں آیا تھا۔ اس نواحی کے

نواب کا انتقال کرنا

آشامی ہتوطنون نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پانچ چھہ سوار پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے
قلعہ کجلی کے نیچے لشکر آیا۔ چار روز تک چارپایون کو سوار گھاس کے اور آدمیون کو
سوا پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور مہیب و اب یہان کثرت سے تھے
لکھو گر سے چلنے کے بعد کبھی کبھی نواب کو ضیق النفس ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین چار
ماشہ کھانا کھایا۔ معالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائین کھائین پھر ایک ہفتہ تک جیو الہنود
اپنی تجویز سے کھایا۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ۱۱ کو مکرودھج کی ماں در
پسر کی نواب سے ملاقات ہوئی مکرودھج کی مان نے لشکر شاہی کی خدمات کی تھین اسکو
دو شال و سہ پارچہ زرین اور ایسی چیزین انعام دئیے۔ پسر مکرودھج کہ گیارہ بارہ برس کا لڑکا
تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا قشقہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز ماور راجہ دو مریہ
ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی ملکہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ وہ
بیمار ہے اسمین حرکت کی طاقت نہین ہے اسکو دو شال او خلعت دیا۔ پھر بھوبنچال آدھی
گھڑی تک ایسا آیا کہ سب جگہہ ہل چل پڑ گئی۔ ۱۳ رجب کو کجلی سے کوچ کرکے موضع
پانڈو مین آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیون کے لئے جو راجہ آشام
کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیون کے لئے جو اپنی خوشی سے لشکر
کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ مین بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سے وہ اپنی قوت
بسر کرین۔ کچھ انمین صناع و محترفہ تھے جو نوکری کے قابل تھے انکو علوفہ دار کیا اور بدلی بھوکن کو
تین ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک بنگالہ مین عنایت کیا۔ پیشکش کے ہاتھیون سے اٹھ
ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیون کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا رشید خان نے پہلے کامروپ
کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب یکھا کہ بادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اسنے
یہان فوجدار ہونا قبول کرلیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب بادشاہ
سے دلائے ۱۷ رجب کو مقام پانڈو سے چلا۔ بہری محلہ مین آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی
سل ہو گئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو آئے تشخیص مرض مین اختلاف رہا۔ نواب نے اپنی

کی آزادی اور غسل و کفن و تجہیز اشرف اپنے بڑون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال مین بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض مین کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لئے بھیجا اور اُس کی فتح کی انتظار مین یہان قیام کیا۔ اطبا نے نواب سے کہا کہ خضر پور کی آب و ہوا یہان سے اچھی ہے وہان تشریف لیچلئے۔ نواب نے جواب دیا کہ اب تمہارے ہاتھ مین لڑکے کی طرح ہون جہان چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو عسکر خان کو بلایا۔ مہم کوچ بہار کے لئے مقرر کیا۔ ۲ رمضان سنہ ۱۰۷۳ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دُنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور مین نعش آئی وصیت کے موافق عمل ہوئی۔ دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خان اُسکے بیٹے پاس بھیجی گئی۔

شہاب الدین طالش خان نے تاریخ آشام لکھی ہے جسکا نام فتحیۂ عبریہ رکھا ہے اسکے مقدمہ مین ولایت کوچ بہار اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اوّل مین کوچ بہار کی تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم مین فتح آشام کی شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز بوم خوان آشام سے نجات پانا۔ اس جنگ مین مصنف اوّل سے آخر تک عمدة الملک میر محمد سعید ہندوستانی المخاطب بیار وفادار خانخانان عرف معظم خان کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے ہمنے اس تاریخ اور عالمگیر نامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہین وہ آپس مین بہت ملتے جلتے ہین بہت کم اختلاف ہے جہان نواب لکھا ہے وہان خانخانان سے مراد ہے۔

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۷۳

غرہ شوال ۱۰۷۳ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔ ہر ایک وضیع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خانخانان نے ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر مین بڑی خدمتین کی تھین اسکو مرتبہ والا ہفت ہزاری

پنج ہزار دو اسپہ سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرر پر ایک جاگیر جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تومان طوغ اور خلعت خاص مرحمت کیا عید جلوس کے جشن نے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھایا رمضان کا مہینہ تھا لو ئین چلتی تھین دن بڑے ہوتے تھے۔ بادشاہ دن کو روزہ رکھتا۔ وظائف پڑھتا۔ تلاوت و کتابت و حفظ کلام مجید کرتا اور اپنی عدالت و سلطنت کے کامون کو انجام دیتا۔ شام کو روزہ افطار کر کے مسجد غسلخانہ (موتی مسجد) مین نماز و تراویح اور نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راتون کو ساری رات عبادت ہی کیا گذر انتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گذارا۔ عید کے تیسرے روز تک جشن مین مصروف رہا مگر طبیعت مین کسیقدر عدم اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت مین بھی سوا دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا۔ اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعون مین باوجود ضعف و نقاہت کے جامع مسجد مین ہوا دار مین بیٹھ کر جمعہ کی نماز کو گیا۔ نکس مرض ہوا۔ غرض ۲ شوال سے ۱۷ ذیقعدہ تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی۔

۱۲ ذی الحجہ ۱۰۶۳ کو جشن قمری ہوا اور عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔ روشن آرا بیگم نے حرمسرا مین بادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک کیا۔ بادشاہ نے صدر آرایان شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے صلہ مین دو لاکھ بیس ہزار اشرفیان انعام دین۔ دسہرہ کو راجہ جیسنگہ و کنور رامسنگہ کو خلعت خاصہ عطا فرمایا۔ غرہ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ بینتالیسوان سال شمسی شروع ہوا۔ ۷ جمادی الاولی کو کشمیر کے سیر و شکار کی غرض سے بادشاہ نے دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ دسوین رجب کو لاہور کے قریب آیا۔ ۱۲ شعبان کو شہر قلعہ مین داخل ہوا کشمیر کی راہون کے صاف کرنے کے لئے میر منزل کو

رمضان و علالت و صحت۔

جشن قمری و جشن صحت

مع بیلداروں کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رنمل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیش کش مقرری بھیجتا تھا جب وہ
مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے ستر سال کو اسکا جانشین کیا۔ رنمل کا بھائی رائسنگھ
تھا اسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہوا اور میں نہ ہوں۔ اسنے ستر سال سے مخالفت کی
اور پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے۔ گوردھن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ ستر سال کا
جد مادری اور مدار المہام ریاست تھا۔ ستر سال اور اسکی ماں اور خواص
نوکروں و پیشکاروں کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا
اور تماچی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور قطب الدین خان حاکم جوناگڈھ
کے آدمیوں کو جو اس ولایت میں زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے
سب جگہ سے اٹھا دیا اور بادشاہی آدمیوں کو دار الضرب و بندر مروارید سے
جو اس ولایت کے اعمال میں سے ہے معزول کر دیا۔ کچھ دنوں بعد ستر سال نے
قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس آیا اور رائسنگھ کے جور و بیداد
کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان
صادر ہوا کہ وہ ستر سال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلادے۔ خان مذکور حکم کے
آتے ہی آٹھ ہزار سواروں کے قریب لیکر جمادی الاولی کے اوائل میں جوناگڈھ
سے رائسنگھ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رائسنگھ بھی جام سے جا کر وہ بہ
اپنا سامان درست کر کے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اسکا یار
تھا سات ہزار راجپوت سوار اسکی کومک کے لئے روانہ کئے۔ لڑائی شروع ہوئی
رائسنگھ پاس توپخانہ زبردست تھا اسلئے لشکر شاہی کو غلبہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک
لڑائی ہوتی رہی اور کچھ کام نہ بنا۔ خبر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک نزدیک
آن پہنچی ہے جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھ جائیگی۔ اسلئے کمک پہنچنے سے پہلے
۱۵ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چاروں طرف سے حملہ کیا۔ رائسنگھ جو نیند

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس کے وقت اور جوش حمیت کے ہنگام میں
تلوار کے زہر آب کو شربت خوشگوار جانتے ہیں اور سربازی کو سرمایۂ مباہات و افتخار
سمجھتے ہیں۔ رائےسنگھ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا قصد مصمم کیا اور اپنے بیٹے تماچی
اور اپنے بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسل باقی رہے۔ رائےسنگھ بہادر نے
ایک بیٹے وجیا اور اور اقربا و عمدہ خواص کے ساتھ مارا گیا۔ چھ سو راجپوت کام میں آئے
اور ایک ہزار کے قریب اور آدمی مارے گئے ہونگے باقی بھاگ گئے۔ پادشاہی ایک سو
ستر آدمی مارے گئے۔ چار سو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب الدین خان نے ان مجروحوں کے
علاج کے لئے جراحوں کو بھیجا۔ جام پر قبضہ کیا۔ مفروروں کے تعاقب میں لشکر روانہ
کیا اور لشکریوں کو سکنۂ شہر کے تعرض حال سے منع کیا اور منادی کر دی کہ جو جماعت
کشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندوں سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو
رائےسنگھ کی جگہ بٹھا دیا۔ رائےسنگھ اور اسکے بیٹے بابھنیہ اور سنگھرام خالہ زادہ
وسالکا اسکے چچا کے سروں کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا۔ ایک دو ماہ بندوبست کے
لئے ان حدود میں توقف ہوا۔ خبر آئی کہ تماچی پسر رائےسنگھ اور جیا اسکے بھائی نے
تین ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے ہیں اور موضع بالا رمیں فتنہ انگیزی کر رہے ہیں
خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اسکے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ
دونوں اس خبر کو سنکر کچھ کی جانب گئے۔ محمد ان سے جا کر لڑا سخت لڑائی ہوئی۔ ان
دشمنوں کے ایک سو سات آدمی اس نے مارے اور باقی آدمیوں کو بھگا دیا۔ قطب خان
یہاں کا بندوبست کر کے جوناگڈھ میں گیا۔ پادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر
قطب الدین خان کو مورد عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔

بیان شہزادہ مراد بخش کا قتل ہونا

عمل صالح میں لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتساب کے لئے اور اصلاح فاسد
اور دفع مفاسد کے لئے ضرر خاص کا ارتکاب کیا جائے تو عقل و شرع دونوں اسکا
حکم دیتی ہیں اور جائز رکھتے ہیں۔ اسلئے مراد بخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

سمجھا - علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے - انکو بادشاہ نے خواجہ پھول کے ساتھ گوالیار
بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مراد بخش سے قصاص لیا جائے - جب مدعی گوالیار
مین آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت
مرتبت اپنے عہد کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر مین رکھتے اور میرے خون سے درگذر کرتے
تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا - اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف
اس طرف ہے کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھین تو اس قسم کے کم پایہ دمیون
کا واجہ کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل مین ہو وہ کرو - آخر روز چہار شنبہ ۲۱ ربیع الاول
سنہ کو دو نفر چیلون نے جا کر تلوار کے دو زخمون سے اس شہزادہ کو تنگنائے
زندان سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار مین سپرد کیا
خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مؤلف عالمگیر نامہ نے بادشاہ کی مرضی کے موافق
محمد مراد بخش کے مارے جانے کا حال قلم انداز کیا - لیکن میرے والد مرحوم مراد بخش کے
معتمد روشناس نوکرون مین تھے - اس روز تک کہ اس مقدمہ سے فراغ ہوا - وہ
پائے قلعہ مین بیٹھے تھے اور اس منصوبہ مین رہتے تھے کہ کمند لگا کے اپنے آقا کو باہر نکالین
عالمگیر کی نوکری انہون نے نہین کی انکی اور ثقہ آدمیون کی زبانی جو مین نے سنا اور دفتر
تحقیق کیا اوسکو لکھتا ہون - محمد مراد بخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی - جب گوالیار مین شہزادہ
گیا ہے تو اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو بادشاہ نے اسکو
قلعہ مین شہزادہ کی ہمراہ بھیجدیا - اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا نصف اسکا ان مغلون کے طعام
پختہ مین خرچ کرتا - جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے تھے -
ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوبہ نے بلا کو وقت آغاز
. . . اور مکان معین کی خبر دی - اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ
پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور خدا نے مدد دی تو
پھر ہم تم ملینگے اور نہین تم کو خدا کو سونپا - سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی اس گریہ سے

اس گر یدیسے تحصلوں اور حوالی کے نگہبانوں کو خبر ہوئی۔ مہتابی و مشعل روشن کی اور کمند کی جستجو
مین مشغول ہوئے اور اسکو پیدا کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسنے اس مدعی سلطنت کی
نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا۔ ہواخواہوں کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کی
باپ کو محمد مراد بخش نے مارا تھا۔ (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) باپ کے خون کے دعوی کے لئے کھڑا
کیا۔ بڑے بیٹے نے باپ کے خون کے دعوی سے انکار کیا۔ دوسرے بیٹے نے بادشاہ کے حکم
کی اطاعت کی اور عدالت مین باپ کے خون کا مستغیث ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی
ہوا۔ حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے۔ قاضی کے ہان شرع کے موافق خون ثابت ہوا۔
ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۷۲ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت مین قاضی محمد مراد بخش پاس جاے۔
اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے۔ چنانچہ اس کی تاریخ
یہ ہوئی (اے واے بہر بہانہ کشتند) جس پسر کلان نے باپ کے خون دعوی سے انکار کیا تھا
بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی۔

واقعات سال ششم سنہ ۱۰۷۳

بادشاہ۔ ۲۵ رمضان سنہ ۱۰۷۳ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا۔ غرہ شوال کو جلوس
سال ششم کا جشن کیا کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہے۔ مگر اسکی راہ کی تعریف مین یہ شعر
قدسی کا ہے۔ بہ کشمیر اعتقاد ما درست است + ولے ایمان براہش سخت سست است
دوسرا شعر محمد قلی کا ہے۔ درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کسی را بردانہ راہ۔
لطف سے خالی نہین پھر ذی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر مین آیا۔
قبائل افغان نیازی مین ایک قوم سنبل ہے جو دریاے نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہے۔ پہلے زمانہ
مین وہ دھنکوٹ مین رہتی تھی جسکا نام اب معظم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شر و فساد مچاتی
تھی۔ بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکال دیا تھا ان دنون
مین اس نے پھر سر اٹھایا تھا۔ دریاے نیلاب سے اتر کر انہوں نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا۔ اور
خلیل اللہ خان فوجدار کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر فدائی خان میر آتش کو انکی

ذوالحجہ ۱۰۷۳ کشمیر میں داخل ہوا

قوم سنبل افغان کا فساد

انکی تنبیہ کیلئے بھیجا - وہ توپخانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا - یہ قوم اُسسے
لڑ نہین سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل وعیال ومواشی ومال کو لیکر دریا سے پار
اُتر گئی کچھ آدمی اُسکے مارے گئے اُسکا قصبہ پاک ہوا - دو لاکھ روپئے نقد وجنس کی غنیمت
افواج شاہی کے ہاتھ آئی - فدائی خان نے یہان سب طرح کا بندوبست کیا - اور
نیکخو خان کو یہان پادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا -

مصروفات وخیرات

کشمیر مین راجہ رگناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا - اسکے روزنامچہ حیات کو عارضہ
نے دفتر ہستی سے نکال لیا - وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عنایت ہوا
اناسی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق ومحتاجون کو ہر سال اسطرح
عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول مین بارہ بارہ ہزار روپیہ رجب مین دس ہزار
روپیہ شعبان مین پندرہ ہزار روپیہ رمضان مین بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینون مین
کوئی خیرات مقرر نہین تھی - ان دنون مین پادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ
مہینون مین جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینون مین ہر مہینے
مین دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے - غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ
اُنچاس ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے - ۷ ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا
سینتالیسوان سال شروع ہوا - فاضلخان وزیر اعظم نے ۲ ذی قعدہ کو انتقال کیا - اس کی
عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اسکو ۱ ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا - وہ فضیلت اور
جامعیت علوم ومعاملہ فہمی اور رائے زنی مین یگانہ روزگار تھا وہ علم نجوم مین بہرہ تام
رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی مین لکھکر وہ دیتا تھا - وہ کم خطا ہوتے
تھے - پادشاہ کو جو صدمہ خواص بعدہ مین چالیس برس دکن کی مہم مین پہنچا وہ پہلے
لکھکر پادشاہ کو دے گیا تھا - پادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا - لاہور مین اس نے
اپنا مقبرہ بنایا تھا اس مین دفن ہوا - ۱۳ تیر کو عید گلابی تھی - پادشاہ وزیر کے الم
سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کردیا اسی روز ایوان سے فاضل خان کا

برادر زادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا - عید الضحیٰ کو ڈل پر دونو طرف
روشنی ہوئی پادشاہ کشمیر سے ویرناگ گیا موضع پانپور مین زعفران زار دیکھا - صفر کو
پادشاہ کشمیر کی سیر کرکے لاہور مین آگیا - کشمیر کے سفر مین غارون مین بہت آدمی گر گر اور
گر کر تلف ہوئے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو پادشاہ نے فرمایا - کہ
بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین مین سیر و شکار کے لئے پادشاہون کا آنا رائے
صائب کے خلاف ہے - جشن وزن شمسی آغاز سال چہل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی
نامہ کا جواب تربیت خان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر
پادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا صوبہ گجرات کے وقائع مین سے پادشاہ نے
یہ سنا کہ اس نواح مین ایک مجہول النسب معذور العقل نے اپنا نام داراشکوہ رکھا اور ایک
جماعت واقعہ طلب فتنہ جو اوباش بے آبرو اسکے پاس جمع ہوگئی اور گجرات کے کولیون
کے گروہ جنکے سر مین ہمیشہ سودائے تمرد بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا تو شورش برپا
کی - یہان کے صوبہ دار مہابت خان نے ان مفسدون کو دفع کیا - کولیون کی خوب
گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا -

سیواجی کے حالات پادشاہ عالمگیر

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیون مین سیواجی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے
معاملات سے بیخبر نہ ہوا لیکن مئی سنہ ۱۶۶۱ مین کلیان بھیمڑی پادشاہی قبضہ مین آگئی
تو سیواجی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ پادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا مگر اب اسنے ایک
بڑا لشکر تیار کیا - پیادون کا سردار مورو پنت کو اور سوارون کا سردار نیتاجی پالکر
کو بنایا برسات مین مورو پنت نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کرلیا اگر
اسکا مفصل حال نہین معلوم ہوتا - برسات کے بعد جب راہین صاف ہوگئین - تو
نیتاجی پالکر نے اضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی سیواجی نے اسکو حکم
دیا کہ وہ دہات کو غارت کرے اور قصبون اور شہرون سے مصادرہ لے
اسنے اس حکم سے زیادہ بڑھکر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

اور ادھر ادھر جاکر پونہ میں آرام سے جا بیٹھا۔

عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی یوں لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُس نے اپنے ماموں امیرالامراء شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کیجے۔ شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لے کر شاہراہ احمدنگر اور بیڑگام سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا۔ ۱۰۷۳ھ میں اس نے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور خود جادو رائے دیس مکھ سند کھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام میں مقیم کہ اضلاع پر تصرف کرے۔ سیواجی نے شائستہ خان کے آنے پر راجگڈھ کو چھوڑا سنگھ گڈھ میں چلا گیا۔ شائستہ خان نے پونہ پر قبضہ کیا اور پھر وچ گھاٹ اور موضع لوہ پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعوں کی تسخیر کے لئے بھی سپاہیں روانہ کیں۔ اسکے اور جنیر کے درمیان چاکن واقع تھا جسے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہاں فرنگاجی سنہ ۱۶۴۷ سے قلعہ دار تھا اُسنے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک اس نے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا چھپنواں دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اڑایا جسنے قلعہ کی دیوار میں ایک بڑا رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اس سے مرے لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرنے گیا۔ اسکے آگے ایک پشتہ لگی تھا۔ وہاں حوالدار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب سے لشکر شاہی آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگاجی نے سلامتی سے قلعہ امیرالامراء کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خان نے اس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھ کر بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اسکے قبول کرنے سے اپنے نام کو بٹا نہیں لگایا۔ امیرالامراء نے اسکو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی سے آن ملا جسنے اسکو بہت انعام دیا۔

لشکر شاہی میں سے چاکن کے محاصرہ میں نوسو آدمی زخمی و کشتہ ہوئے جسمیں

شائستہ خان کو تحقیق ہو گیا کہ قلعون کا فتح کرنا آسان نہین ہی - عالمگیر ان قلعون کی
فتح کو بڑی بات نہین سمجھتا تھا اور مرہٹون کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا - بادشاہ نے
راجہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودھپور کو بھی امیر الامرا کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا
مگر وہ پونہ کی حوالی مین مرہٹی فوج کی ساتھ بیکار پڑا رہا - اور نیتاجی بالکہ دو بلدہ
احمدنگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا لشکر شاہی اسکی مزاحمت
کے لئے بھیجا گیا اسلئے مخالفون کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم
زمان سپہ سالار بیجاپور اسکو بچا کر لے گیا -

سیواجی کا امیر الامرا کو دغا سے زخمی کرنا

خافی خان کا باپ امیر الامرا کی خدمت مین تھا اوسکی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے
کہ امیر الامرا نے ان قلعون اور معمور آبادیون پر لشکرکشی کی جو سیواجی کے قبضہ مین
آگئی تھی اور انمین سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کئے اسکے بعد قصبہ پونہ مین
گیا اور اس حویلی مین اترا جو سیواجی کی بنائی ہوئی تھی سیواجی کے پکڑنے کے
لئے جابجا فوجین مقرر کین اور ان دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاصکر
مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر مین نہین داخل ہوسکتا
اور مرہٹہ سائیس تک نوکر نہ رکھا جاتا تھا سیواجی ایسا مغلوب و بیہراس ہوا تھا کہ دشوارگذار
پہاڑون مین ہر ہفتہ و ماہ بسر کرتا تھا - ایکدن مرہٹون کی ایک جماعت جو پیادون
مین نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹون کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات
کے ہمراہی بنائے اور ایک امرد لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول و نقارے بجاتے ہوئے
اول شب مین شہر مین لائے اس دن آخر روز مین یہ مشہور کرکے کہ ایک تھانہ مین
غنیم کے آدمیون مین سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اسکو پکڑے ہوئے اور انکے
ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے سر اور ایک دوسری جماعت رسیون کے سرون
کو پکڑے ہوئے اور گالیان دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے
لیجا کر شہر مین داخل کی سب اس محلہ اور مکان مین جو انہون نے اپنے مجمع کے لئے قرار

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئے۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچی خانہ
کی طرف سے آئی جو محل سرا کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین
ایک چھوٹا دریچہ تھا جو گل و خشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا۔
روزوں کے دن تھے۔ سحری کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔
باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے
جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا
اسکو ایسا سلایا کہ پھر نہ جاگا کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر محل کی طرف
مشغول ہوئے۔ کلنگ کی صدا نے اور کشتوں کی غش نے ایک مرد بعض کو بیدار کیا
جسکا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب میں تھا۔ وہ دوڑا ہوا امیر الامراء پاس گیا
اور اس شور سے مطلع کیا۔ امیر الامراء نے از روے اعتراض کہا کہ سحری پکانے
اور دیگدانوں کے درست کرنے کے لئے باورچی اٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ
سہیلیاں پے بہم دریچہ کے پھوٹنے کی خبر لائیں۔ امیر الامراء سراسیمہ وار تیر و کمان
و برچھی ہاتھ میں لیکر رخت خواب سے اٹھا اس ضمن میں چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا
حوض بیچ میں حائل تھا۔ امیر الامراء نے ایک مرہٹہ کے تیر مارا۔ اُسنے آن کر امیر الامراء
کے تلوار لگائی۔ کہ دایاں انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض میں گر آئے۔ ایک کو امیر الامراء
نے برچھی سے مارا اس شور میں لونڈیاں شائستہ خاں کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر محفوظ جگہ
میں لے گئیں۔ مرہٹوں کی جماعت چوکی خانہ پر غافل گئی اور جو خفتہ و بیدار ان کو ملا
اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہیں اور چند نفر اپنے نقارخانہ میں
بھیجکر امیر الامراء کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائیں۔ نقارہ خانہ کی آواز
ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہیں سنتا تھا۔ انہوں نے دار و گیر کی آواز اور بادِ
بلند کی اور دروازوں کو بند کر دیا۔ اس حالت میں ابو الفتح خان پسر شائستہ خان ایک
نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو یا تین آدمیوں کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامراء کے محل کے

پیچھے ایک عمدہ جماعہ دار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سُنکر اور باہر نہیں کا رستہ بند دیکھکر
رسیوں مین اپنے تئین لٹکایا اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیر الامراء سے عمر و اعضا
مین مشابہت رکھتا تھا مخالفون نے اسکو امیر الامراء سمجھکر اسکا سر کاٹ لیا اور امیر الامرا
کی حرم مین سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و مالیت سکے تاراج
مین نہین مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے پیچھے صبح کو راجہ جسونت سنگہ کہ عمدہ لوگی
تھا امیر الامراء پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیر الامراء نے یہ کہا کہ مین نے
تو یہ جانا تھا کہ مہاراجہ کار و بار شاہی مین کام آگئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب
بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر الامراء کو صوبہ داری دکن سے بنگالہ کو بدل دیا اور
شاہزادہ محمد معظم کو اسکی جگہہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگہ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا۔
کپتان گرنٹ ڈف اس واقعہ کو مرہٹون کی کتابون سے اس طرح بیان کرتے ہین کہ سیواجی نے
امیر الامراء کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر مین داخل ہونے کی تدبیر
کرین جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کر لیا تو وہ سنگڑھ سے سر شام اپریل کے
مہینے مین بہت سا لشکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیان بنا کر پونہ کی راہون مین بٹھا دیا
کیا یسبی جی کنک تانتاجی۔ بولوس رائے اور پچیس بادلی سپاہ سے شہر مین داخل ہوئے
ان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسون نے لگا رکھا تھا۔ اُسنے برات کا بہانہ بنا کے برات
ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیون کو دولہا کے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی پونہ کھلا
شہر تھا اسکے گرد فصیل نہ تھی سیواجی اپنے ہمراہیون کے جاسوسون کی تدبیر سے شہر
مین برات کے اندر داخل ہو گیا اور جب چاپ ہو گئی تو سیواجی اپنے ہمراہیون کو
لیکر جو خان کے محل کے سب حال سے واقف تھے بورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہان ایک
کھڑکی کچا تیغا لگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ رشتہ دار
عورتین بیدار ہوئین اور انہون نے جاکر امیر الامراء کو جگایا۔ خان باہر جانے کے لئے۔ ایک کھڑکی
سے دیکھا باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اوس کے لگی — جس سے ایک انگلی اڑ گئی۔ وہ تو

تو ابھی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور اکثر اسکے سپاہی مارے گئے۔
سیواجی اور اُسکے آدمیون نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیون ٹولیکہ سنگڑہ کی راہ لی جب وہ تین چار میل چلے تو انہون نے مشعلین روشن کین جو پہلے سے تیار تھین تاکہ مخالف انکی تعداد کی کثرت سے دھوکے مین آجائے اور جان لے کہ وہ لڑنے کو تیار ہین اس طرح اپنے تئین لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ مین داخل ہوئے۔
اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہین کسی اور معرکہ کو نہین بیان کرتے سیواجی کا سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہین۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰۷۳ھ ۱۶۶۳ء کا ہے۔
دوسری روز صبح کو بادشاہ کے سوارون کا دستہ سنگڑہ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور تلوارین چمکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکا نیتاجی پالکر نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سوارون نے مرہٹون کے سوارون سے ہزیمت پائی۔

واقعات سال ہفتم سنہ ۱۰۷۴ھ ۱۶۶۳ء

دستور کے موافق ساتوین سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ جشن وزن قمری ۱۲ ذی قعدہ کو ہوا عمر کا اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔
سنہ جلوس مین بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب مین بادشاہ نے مصطفےٰ خان کے ہاتھ نامہ اور ڈیڑھ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا پاس بھیجے گئے۔ محمد قلی خان والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بنا کے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان محمد ترخ کو نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے۔
سیواجی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا کچھ اپنے ارادون کی جھوٹی خبرین اڑایا کرتا تھا اُسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور جھنڈا کے پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ مین بسائین اور چول مین پرتگیزون سے لڑنے یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ سورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ مین ہندوستان کے دولتمند شہرون مین سے ایک تھا۔ بائی ہرجی ناگ ایک بڑا جاسوس

سیواجی کا سورت کا لوٹنا۔

اسکا نوکر تھا وہ سورت مین تاک لگا رہا تھا اور سامان غارتگری تیار کر رہا تھا۔
سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ مین ناسک مین مندر کی جاترا کو جاتا ہون لوگون نے اسکو
سچ جانا مگر اُس نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھ دن مین اسکو
بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رائے گڈھ مین لے گیا۔ جو آیندہ اسکی دار الحکومت بنا
سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوتی۔ اگر ڈچ اور انگریز اسکی
مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھیون کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزون نے اپنا ہی مال
نہین بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کی بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ اورنگزیب نے یہ
دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کر دیا۔
شاہ جی کی ساونی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی
مین اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپر قلعہ ارنی اور پورٹ
نووو اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اُسنے مفتوح
ملک کو اس پاس رہنے دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کھل کھیلا۔ رائے گڈھ مین اپنی
ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ
بٹھایا۔ جی پالکی پر سات کے شروع مین دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہو کر آیا
سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازون کے گرفتار کرنے مین کامیاب ہوا۔ پادشاہی جہاز
جو مکہ کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولتمند حاجی جو انمین بیٹھے تھے گرفتار کر لئے
عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریای شور کے نزدیک تھی اور چند
بندر اسکے تصرف مین تھے اہل ملیبار کی طرح اُسنے دزدی و رہزنی شروع کی ہمیشہ
کشتی نشینون کو لوٹتا مارتا جب اسکے بندر مین کسی کشتی پر دریا مین فتور آجاتا تو اسکو
وہ پکڑ لیتا۔ ان دنون مین ایک بڑا جہاز جس مین طوائف تجار بڑا مال اسباب لیے
آتے تھے وہ طوفان مین آیا تو سیواجی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبون کا
مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکون کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا۔

اور انکو ضرر و آزار پہنچایا - اور جب تک اہنون نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و
بضاعت منگا کر اوسکو نہ دیا انکو شکنجہ تعب مین گرفتار رکھا سیوا جی نے اگست
کے مہینے مین خود جاکر احمد نگر کی پیٹھ کو لوٹا اور حوالی اورنگ آباد تک لوٹتا چلا گیا
جب وہ اس طرح غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے پنالہ مین دو بڑے سپہ سالارون
کے ماتحت بھی صلح کو توڑ کر ملک کوکن کان کی فتح مین سخت کوشش کی اور اپنے مقام
کو دوبارہ لے لیا - انگریزون کے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سیوا جی ہر جگہ
لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اسنے ان دونون
سپہ سالارون کو لڑکر شکست دی اور انکے بہت آدمیون کو مارا سیوا جی گڑھ
مین اس خیال سے آگیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے جنیر کی طرف اس لشکر کا
بڑا زور تھا - مگر اسنے یہ دیکھ کر کہ لشکر شاہی حملہ آور نہین کریگا تو اوس نے اپنے کچھ
سوارون کو دریاے کرشنا کے جنوب مین ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا -
اسنے ایسی تیاری کی جس سے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا - اس کی
شہرت ہوئی تو اسنے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور ملاحون سے جہاز مین سوار ہوا
اور گوا سے بسوا میل پر دولتمند شہر باسی لور مین اترا اور گوکرن مین چار
ہزار آدمیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہو کر آگیا - اب تحقیق ہوگیا تھا کہ وہ اپنے
دار الحکومت مین نہین ہے - اسنے بیڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمسایہ مین باسامندر
مین لوجا کر ٹھہر گیا اسنے اپنی سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و
تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہرون سے خوب لوٹ ہاتھ لگی - یہ لوٹ
مار کرکے وہ الٹا راے گڈھ کو چلا آیا -

اس سفر مین ایسی تیز ہوا چلی کہ سیوا جی کا جہاز ساحل سے دور ہوگیا اور شمال مغربی
ہوا نے اسکو بہت دنون تک حرکت نہ کرنے دی اس سبب سے اسکو یہ وہم ہوا کہ سمندر
مین ہندوؤن کو سوار ہونا مذہباً منع ہے اس لئے یہ آفت اسپر بھوانی کی کرودھ سے

آئی ہے اسلئے پھر وہ جہاز مین نہین سوار ہوا۔

پادشاہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ سیواجی کے استیصال کے لئے مقرر ہوا تھا اسنے اسکی ولایت مین جاکر بعض قلعون کے محاصرہ مین قیام کیا اور ولایت کی تخریب اور قلعون کی تسخیر مین اسنے بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو پادشاہ چاہتا تھا اور سیواجی کا کوئی بڑا قلعہ اسنے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور امتداد ہوا۔ اسلئے پادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جیسنگہ کو جو دہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیرخان کو جو اپنی یتوال مین تھا لکھا کہ راجہ سے ملے انگریزی مورخ اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عالمگیر سیواجی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا (دکنی پہاڑی چوہے سے کنایہ کیا گیا ہے) جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگی تو اسکو اپنی عادت کی موافق افسرون پر شبہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہین سکتا تھا۔ سلطنت کو غصب کیا تھا باپ زندہ تھا اسلئے اسنے اپنی سپاہ کثیر دو سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین سے ایک راجپوت راجہ جیسنگہ اور دوسرا افغان دلیرخان تھے یہ دونو پہلے داراشکوہ کے طرفدار ہوکر اورنگ زیب سے لڑ چکے تھے اسلئے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا اسلئے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا۔ جہان پادشاہ کے جانثار بہت اور ان دونو کے واقف کار کم تھے۔ یون دلیرخان کی قوم کے افغان پادشاہ کے بہت ملازم تھے اسکے بہکانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہوگیا اس بیان کی صداقت پر مسلمانون کی تاریخین شہادت نہین دیتین ———

سیواجی کی گوشمالی کے لئے لشکر شاہی کا مقرر ہونا

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵ھ

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۲۰ شوال کو وزن قمری ہوا اور عمر کا انچاسوان سال شروع ہوا۔

۱۹ ربیع الثانی سال گذشتہ کو سیواجی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جیسنگہ

مقرر ہوا تھا وہ بھر شعبان سال گذشتہ کو اورنگ آباد مین شاہزادہ محمد معظم کی خدمت
مین آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۵ کو پونہ مین آیا۔ جہان مہاراجہ
جسونت سنگہ مقیم تھا وہ بادشاہ کے حکم سے بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔
راجہ جیسنگہ نے یہان ٹھہر کر افغانون کا یہ انتظام کیا کہ قطب الدین خان کو سات ہزار
سوارون کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہان دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ لوہ گڈھ کے روبرو
تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہان مقرر کرے اور قلعہ راج درگ کے روبرو ایک اور
تھانہ مقرر کرے اور وہان شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ
انجد ود مین سوار ہو کو خبرداری اور ہوشیاری کرے اول راجہ نے قلعہ پرندھر اور
رودمال (رودرمحل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ رمضان کو وہ سالور کی طرف گیا جسکے قریب
دونو قلعے پہاڑ پہ تھے موضع پونی مین تھانہ قائم کیا اور راؤ ارجن راٹھور اور جھنونت رائے کو تین سو
سوارون اور تین سو بندوقچی پیادون کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ
نے تمام کومکیون کو جا بجا ملک کی تاخت و قلعون کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور
خود قلعہ پرندھر و رودرمال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے
مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔
دشمن کی سپاہ اطراف سے جہان نمودار ہوئی وہان دلیر خان لڑتا ہوا آگے
جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگریز او ستیز با فرار کرتے وہ انکے بہت آدمیون کو
مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعون سے ایسے
فاصلہ پر آیا کہ وہان سے گولہ قلعہ مین پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعون کے محاصرہ مین مشغول ہوا
دونو قلعون کے قلعہ نشین جمع ہو کر قلعہ داری کی شرط بجالائے اور توپ و بان اور آلات
آتشبازی خوب چلائے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کرکے
گمرگاہ قلعہ مین پہنچا اور دونو پہاڑون کے نیچے کی باڑی مین آگ لگا دی اور تاخت و تاراج
کیا۔ دشمنون نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچالون پر حملہ کرنے مین اور گولے و پتھر توپ

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے مین کوتاہی نہین کی۔ راجہ جیسنگھ بھی
مع اپنے بیٹے کیسر سنگھ کے آن پہنچا اور چاروں طرف سے پے در پے یورشین کین اور اطراف
کو تاخت و تاراج کیا اگر انکی تفصیل کی جاوے تو تطویل ہو محصور دن پر عرصہ تنگ ہوا لشکر
شاہی باوجودیکہ اسپر سامنے سے توپ و تفنگ مارتے اور آتشباز حقّے اسپر پڑتے تھے مگر وہ
اپنے مورچالون کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا جب ایک طرف کا برج باروت سے اڑا یا تو بنا سے
کوہ و قلعہ نشینون مین تزلزل پیدا ہوا قلعہ کے بہادرون نے حملہ کیا۔ اور کوہ کے اوپر چڑھ گئے
محصورون نے جان کی امان کا پیام دیا راجہ نے اسنے بھار کیا کہ جان کو ضرر نہین پہنچایا جائیگا
دونون قلعون کے قلعہ دار دلیر خان سے ملاقی ہوئے اسنے انکو خلعت دیا۔ دلیر خان نے دونو قلعہ دار
راجہ پاس بھیجدیے۔ راجہ نے ان سب کے ہتھیار لیکر رخصت کیا۔ اور قلعون کو بادشاہی تصرف
مین کر لیا۔ اس تردد اور یورش مین اسی سوار اور ایک جماعت پیادون اور عملہ قلعہ گیری کی
کام مین آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خافی خان کا بیان ہے۔ عالمگیرنامہ مین
ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اسسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے قلعہ
رودرمال کا قبضہ مین آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہین ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب
اپنی تاریخ مرہٹہ مین لکھتے ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام سترہ سو فیٹ بلند نیچے کی سطح
سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پایئن جو پہاڑ کی چوٹی سے مین سو سے چار سو فیٹ
تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ مین باجے پرو دیس پانڈے جھر جو الدار تھا اور مادلی
قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر
دلیر خان نے ایک برج اڑا کر قلعہ پایئن لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر انکر حملے کیے اور
بکر ر نقب زنون کو بھگایا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہ گاہ مین مقیم ہو گئے اور انہون نے برج اڑا کر
نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ مین جاتے تھے کہ لشکر شاہی نیچے کے قلعہ مین جا
گھرون کی لوٹ مین پڑا۔ اوپر کے قلعہ والون نے انپر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ اپنے
کونون مین چھپے۔ کچھ باہر جا کر اپنی پناہ گاہ مین گئے۔ اس وقت مادلی اپنے سردار کو لیکر

شمشیر برہنہ مغلوں پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔
دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیوں کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ جب اسنے اپنے آدمیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اسنے اپنی کمان کو خمیدہ کرکے پٹھانوں کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑوں کو للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا محصورین مرہٹوں کی طرح فتحیابی سے مغرور ہوکر دلیر خان کے آدمیوں کے قریب آگئے اور سخت کوش افغان بھی ماولیوں کی تلوار سے چکرا گئے۔ مگر دلیر خان نے انکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر مار ڈالا۔ سردار کے مرتے ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ انہوں نے قلعہ بالا پر جا کر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا قلعہ پھر لے لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہوکر پھر اسے چھوڑ دیا دلیر خان نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہیں ہوسکتی تو اسنے جرگدہ (رودرمل) جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندھر کے شمال مشرقی گوشہ میں تھا اور اسکے بڑے حصہ پر [illegible] تھا۔ فتح کرلیا اور اس میں توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ برسنے لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہوگیا لشکر شاہی کا توپخانہ بڑا خراب تھا گو اسنے برابر آگ برسائی مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا محصورین ایسے تنگ ہوئے کہ انہوں نے سیواجی کو اطلاع دی کہ اب ہم قلعہ میں نہیں ٹھیر سکتے۔ انہوں نے قلعہ خالی کردیا ہوتا اگر سیواجی انکو یہ نہیں لکھتا کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت میں کوشش کریں کہ انکو وہ چلے آنے کے لئے لکھیں۔
خافی خان لکھتا ہے کہ ان دو قلعوں کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجے گئے سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دونو طرف سے بڑی کوششیں ہوئیں پانچ مہینے تک لشکر شاہی کو مقابلہ و محاربہ کافرکشی سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیوا پور میں جو سیواجی کا آباد کیا ہوا ہے اور قلعہ کندانہ۔ وکنوار گدھ میں اسنے آبادی کا نشان نہ چھوڑا مواشی بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹوں کی ناگہان تاختوں اور نمایاں دستبردیوں اور [illegible]

شتت جٹون سے اور سر راہ دشوار گذار راہون کے بند کرنے سے اور جنگلون کے جلانے سے جنہین درخت
بھرے ہوے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور لشکر بادشاہی کے آدمی اور چوپای بہت
تلف ہوے۔ آخر کار دشمن شمار سے زیادہ مارے گئے اور مرہٹون نے راہ فرار اختیار کی لشکر
شاہی نے متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گڈھ پر جو سیواجی کا دار الحکومت تھا اور
کنارہ جس مین اسکے ورہی قبیلے اور خویش رہتے تھے محاربہ و محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران
قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور ان کے بھاگنے کی راہ کو سب طرفون سے ایسا بند کیا
کہ ہرچند انہون نے چاہا کہ کوئی جگہ بنا کے قبائل کو یہان سے نکال کر کسی دشوار گذار مکانات
مین لے جائین و لشکر شاہی کو انکے تعاقب مین سرگردان کرین مگر یہ نہ کر سکے سیواجی نے
ارجانا کہ اس مستقر الریاست کے ملجا و ماوا کے فتح ہونے کے بعد تمام مال و قبیلہ و عیال
اسکے پامال ہونگے اسلئے اُسنے چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجے اور عفو تقصیرات و بعض باقی ماندہ
قلعون کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی عیاری
اور مکاری پر نظر کرکے اغماض کیا اور یورش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ
سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور معتمد برہمن اُسکے آگے۔ انہون نے شدید قسمین کھائین اور
نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرائط پر صلح کو منظور کیا کہ جان و آبرو کی امان —
اس شرط سے دی جائیگی کہ وہ حضور شاہی مین جائے اور اطاعت و نوکری اس عدہ پر
اختیار کرے کہ اسکو عمدہ منصب دیا جائے۔ اسکو ملاقات کے لئے آنے کا حکم دیا جب معلوم ہوا
کہ سیواجی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اسکے استقبال کے لئے بھیجا
اور مسلح راجپوت ساتھ کئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سے خبردار رہین۔ اور
اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالیگا اور خدمت کا
غاشیہ کندھے پر رکھیگا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول مین سر افگندہ
ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس کو قبول کریگا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دیجاتی ہے
کہ [illegible] مکان مین جاکر خاطر خواہ مہلت لیکر سر انجام جنگ مین مصروف ہو۔ اس

باب مین وہ اپنے تیئن مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اُسنے انکسار و نیاز سے کہا
کہ مین یہ جانتا ہون کہ اطاعت و عبودیت مین جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔
پھر راجہ نے اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکر اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ راجہ کے پاس جب
سیوا جی آیا تو اُسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ سیوا جی نے خجالت کے ساتھ دست بستہ
ہوکر کہا کہ مین بطریق ذلیل مجرم بندون کی طرح اس درگاہ مین آیا ہون اب جو آپکی
رائے ہو وہی رائے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعون
کو ولایت کوکن کے ساتھ بندہاے بادشاہی کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو حضور
کی خدمت کے لیئے بندہاے جان نثار کے جرگہ مین دیتا ہون اور خود امیدوار ہون
کہ ایک سال کی مہلت ملے پادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہاے مطلق العنان کے
دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات مین رہکر خدمت کرتے مین مع اپنے
قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعون مین رہونگا اور جس وقت اور جس جگہ کسی
پادشاہی عمدہ کار کے لیئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقہ جانفشانی
کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرے سپاہ کے
اُٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعہ بند ہوئے تھے جنکو امن
دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آگئے۔ توپخانہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزین کہ قلعے کے
آدمی اپنے ساتھ نہ لیجاسکے سرکار مین ضبط ہوئی اور قلعہ مین لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان
نے سیوا جی کو شمشیر و جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے تواضع
کیئے اور اُسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑکر راجہ کے حوالہ کیا راجہ نے بھی اسکو خلعت
و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور از سرنو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان
خاطر کیا۔ سیوا جی نے بجستہ کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھکر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ
مین بے سلاح کمر بستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ بدست سیوا جی کے گرویدہ اور رجوع
لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات سے اسی روز گرز بردار مع فرمان اور خلعت بادشاہ کے پاس سے آئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجالانے کے لئے ارشاد ہوا۔ سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین کروہ سے پیادہ پا استقبال کیلئے دوڑا اور تقدیم آداب مین کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خط بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔ بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ مین پھولا نہ سمایا قیل و قال عذر آمیز کے بعد قلعون کے سپرد کرنے کی باب مین یہ قرار پایا کہ کل تینتیس قلعون مین جنپر اسکا تصرف تھا ۲۳ قلعون کی کنجیان جو سابق و حال مین مفتوح ہوگئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہن (چالیس لاکھ روپیہ) کے بادشاہی آدمیون کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم حاصل اپنے آدمیون کے تصرف مین رکھے اسکا آٹھ برس کا بیٹا سنبھا جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جبتک حضور مین روانہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑون مین اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی مین مشغول ہو اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو خلعت و اسپ و جیغہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور ہتھیار باندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو پنجہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔

کرنیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہم نے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات جو اس واقعہ کے لکھے ہین ہم آگے لکھتے ہین۔

جب جیسنگہ اورنگ آباد مین آیا ہے تو سیواجی ساحل ہی پر سے گڈھ مین آیا اور اسنے اول دفعہ اپنے تمام ارکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتاجی پالکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنون کی حرکات کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سوارون کے ساتھ دور چلا گیا سیواجی نے گو اسکو معزول کرنا مصلحت ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہین کیا۔ منوچی سے کیب نقل کرتا ہے کہ (نیتاجی کو رشوت دی گئی تھی) یہ امر نہ مرہٹون کی نہ مسلمانون کی تاریخ مین لکھا ہے دشمن کی سپاہ جو تعاقب مین آئی اسکے دفع کرنے مین کارتوجی نے چستی و چالاکی دکھائی

مگر کسی خاص فتحیابی مین نہین اُسنے دشمن کی سپاہ کہین کو کئی دفعہ دانشمندی سے ہزیمت دی-
راجہ جیسنگھ کی بڑی ناموری نے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیون کی
جرأت نے سیواجی کے دل مین ہیبت پیدا کی- دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس
راجپوت راجہ سے لڑنے مین کامیاب نہین ہوگا- اس وہم نے بھی اُسکو ستایا- گو ان باتون
سے اسکا دل بالکل نہین بیٹھ گیا-

ابتدا سے سیواجی راجہ جیسنگھ پاس اپنے پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر
کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلیئے وہ اپنی لشکر کی تیاری مین
تساہل نہین کرتا تھا- سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت
کیجیئے اور جو ملک حاصل کیا ہے اس مین سے کچھ لے لیجیے- اس خیال سے اُسنے رگھوناتھ پنت
اور نیائے شاستری کو جےسنگھ پاس بھیجا جسنے اُنکی باتون کو سُنا اور جواب دیا- اور
سیواجی کی بعضون کو مان لیا- مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک نہ ہوا کہ رگھوناتھ
پنت نے راجہ کو یقین دلادیا کہ اس معاملہ مین سیواجی کا کوئی فریب نہین ہے- جیسنگھ نے کہا کہ سیواجی
راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھکر اپنا اطمینان خاطر رکھے کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہین
معاف کریگا بلکہ اسپر عنایات کریگا- جب مصالحت کی یہ گفتگو ہورہی تھی تو سیواجی راے گڈھ
سے پرتاب گڈھ کو گیا اور یہان سے جولی یہ معلوم نہین کہ کیون گیا- مگر ظاہر اسطرح
جانے مین اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا- جولائی سنہ ۱۶۶۵ء مین تھوڑے آدمیون کے ساتھ
پہاڑ سے اُترا اور سیدھا راجہ کے لشکرگاہ مین چلا گیا اور وہان اپنے تئین سیواجی راجہ
ظاہر کیا- راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لیئے بھیجا جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے
لیئے خیمہ سے باہر آیا- اور اندر لیجاکر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا- رگھوناتھ پنت سے
جو باتین کہلا بھیجوائی تھین اُن پر اُسکو اطمینان خاطر دلایا- سیواجی نے کچھ عجز و انکسار
کی باتین بنائین- راجہ نے اسکو اپنے قریب کے خیمون مین اُترنے کے لیئے رخصت کیا-

دوسرے روز سیواجی دلیر خان سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین لگ رہا تھا- اور

مصالحت مین وہ رازدار نہ تھا اسلیئے وہ خفا ہو رہا تھا اُسنے دھمکایا کہ جب تک مین پورندھر کا پیچھا نہین چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مارلونگا۔ مگر یہ خالی دھمکی ہی دھمکی تھی۔ سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیان اُسکو حوالہ کین اور کہا کہ میرے قلعے اور ملک آپ ہی کے ہین۔ مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون۔ تجربہ نے مجھے بتلا دیا کہ ایسی سپاہ سے لڑنا بیوقوفی ہے کہ جسکے سپاہیون سے اورنگزیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے کہ مین پادشاہی ملازمون مین داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی مین آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح و مشورہ ہو کر ان شرائط پر صلح ہو گئی بشرطیکہ پادشاہ انکو منظور کرے جی سنگہ اسکا ضامن تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئین لشکر شاہی مین امین نہین جانتا تھا۔ اول دفعہ یہ تھی کہ سیواجی نے جو قلعے یا ملک پادشاہی تسخیر کیے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے۔ ۲۳ قلعے جو ملک نظام شاہی مین اُسنے فتح کیئے تھے۔ یا خود بنائے تھے انمین سے بیس جی سنگہ کو حوالہ کئے جنمین پورندھر اور سنگھ گڈھ بھی تھے اور جو ملک ان قلعون سے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہین (۱) راجگڈھ (۲) تورنا (۳) رائے ری (۴) رائے گڈھ (۴) کنگاہ (۵) جہر گڈھ (۶) بالاگڈھ (۷) گوساہ (۸) ایسواری (۹) بالی (۱۰) بھوپ (۱۱) کنواری (۱۲) اودے درگ۔ ان سب قلعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہن تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر مین پادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح مین ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے ملک مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے۔ غالباً اس کی یہ درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی مین وراثت کا ادعا کرتا تھا اور پادشاہ کو جو کچھ ملک اُس نے دیا تھا اُس کا معاوضہ چاہتا تھا۔

گھاٹ پر بعض اضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس
یعنی دسوان حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکو ایسا شوق تھا کہ
اسکے ملجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے
چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے۔ مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہین کی باقی
شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا۔

عالمگیر نامہ مین مقبوضہ ۲۳ قلعون کے نام یہ لکھے ہین (۱) پورندھر (۲) رودرمال
(رودرمحل) (۳) کنڈانہ (۴) کھنڈاکلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایسا گڈھ (۷)
تنگی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) ناردرگ (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنداردرگ
(۱۳) پلس کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڈھ
(۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساگر گڈھ (۲۰) مرک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲)
سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور
سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو
معلوم ہوئی تو اسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص و شمشیر خاصہ وجاہ
منصب سے سرافراز کیا۔ اور اور امراکو۔ جو اس مہم مین شریک تھے نہال کردیا۔

شاہجہان کی علالت کے وقت اورنگ زیب علی عادل شاہ کے درمیان
جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادل شاہ نے ایک کروڑ روپیہ پیشکش
ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگ زیب دکن سے چلا آیا۔ داراشکوہ و
شجاع کے ساتھ لڑائیون مین مصروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیشکش کے
بھیجنے مین تعلل و تاخیر کی اور ایک مدت لیت و لعل لطائف الحیل و معذرتون
مین گذاری جب فرمان شاہی ادائے پیشکش کی تاکید مین جاتا تو بیجا بہانے
اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختہ جمع تھے لیکن وہ
اپنی ناداری بناتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تقصیرات کے

جب سیواجی نے اسیر علاقہ و استیلا پایا اور اُسنے بعض قلعون کو تنگ کیا جو اسکے قریب الحصول
تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کر لیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجین کہ
سیواجی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور مین اب پہلے اور حال کی پیشکش بھیجتا ہون
پادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمین بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا
کہ سیواجی کی تنبیہ و تادیب مین مصروف ہو سیواجی افواج شاہی کے مدافعت مین اور
اپنے قلعون اور ولایت کی محنت مین مصروف ہوا۔ عادلخان اُسکے شر سے محفوظ ہو گیا۔ لشکر
شاہی کے سردارون کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب سے اس مہم مین امتداد
ہوا۔ اور کچھ گلچھرے بازیان اُس مین پڑ گئین جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہو گیا تو پادشاہ نے
عادلخان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفعیہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک
طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے
لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے۔ عادل خان نے پادشاہ کے حکم سے سیواجی کی حدود
مین کچھ لشکر تعین کیا جس سے ظاہر مین معلوم ہوا کہ وہ پادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن
حقیقت مین وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ
بنے گا۔ وہ یہ بھی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل
رہے۔ اسلئے اُس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یکدلی و موافقت کے نامہ و
پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد
مین کوشش کی اور اقطاعات حوالہ کئے نقود اور ما یحتاج بھیجے اور قطب الملک
والی گولکندہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود ان کامون کے
پادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔
پادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اُسنے راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجدیا کہ اب سیواجی
کی مہم سے تم کو فراغت ہو گئی سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتین ہاتھ آئین ان کا
بندوبست کر کے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے نیچے

جا کر اسکا محاصرہ کرو۔ اور جو کچھ اس کے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو۔ کہ عادلخان خواب
غفلت سے بیدار ہو۔

جب بادشاہ نے راجہ جیسنگہ پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو جشن وزن شمسی
پنجاہ و ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنے سوابق جرائم و تقصیرات
کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور لشکر کے متعین ہونے سے اسکے دل مین
خوف پیدا ہوا تو۔ ملا احمد نائتیہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید
مراتب تحویل و قرار کے لئے راجہ جیسنگہ پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا نو آمدین
سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بحسب ظاہر تو سفارت
کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل مین اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس
جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جیسنگہ نے جب بادشاہ
کو اسکے آنے کا اور اسکے ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری
شش ہزار سوار سے سرافراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب
وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد عمدہ خدمت
پر سرافراز ہوگا لیکن وہ بادشاہ پاس نہین پہنچنے پایا تھا کہ احمدنگر کی راہ ہی مین سفر
آخرت پیش آیا۔ بادشاہ نے اسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری
پانصدی و خطاب اکرام خان سے سرافراز کیا۔

مرزبان تبت دلدن نمجل سرکشون کے گروہ مین تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع
نہین کرتا تھا اور بادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہین کرتا تھا۔ بادشاہ نے سیف خان
حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز
بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ و
سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہ کر شاہراہ
ہدایت پر آئے۔ اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتین نہ مانے

تو اسپر چڑھائی کرے اور اسکے ملک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید
زیر فرمان دلدن مخل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم و فرمان
پہنچنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے
اس فرمان کو سنکر اول تو فاسد فکر کیے لیکن آخرکار اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام کے
حکم کی اطاعت مین جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔
پادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کی
سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کیے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جسکا نقد
اور دو ہزار اشرفیوں اور نو ہزار روپیہ تازہ سکہ عالمگیری نام کے اور اس ولایت کے
تحفے حضور مین بھیجے۔ عرضداشت مع نذر فرمان کے جواب مین کمال سوختیت و عبودیت
ظاہر کرکے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیون کی خدمتگاری شائستہ کی
سرزمین تبت مین اکثر ویرانہ اور لاحاصل دشت ہین کہ کشت وکار کے قابل نہین
اور اسے محصول کچھ نہین حاصل ہوتا لیکن طول مین سوائے بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہین پہنچتا۔
چار پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ پایاب اور بعض جگہ ڈیڑھ مہینے کی
راہ ہے اور ہندوستان مین اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہین ہے لیکن محصول اس کا
اسقدر کم ہے کہ اور صوبوں کے ایک بڑے پرگنے کے حاصل کی برابر ہے اور کوئی ملک
لامنفعت اسکی برابر نہ ہوگا۔ اسلئے کسی پادشاہ نے وہان خطبہ وسکہ جاری کرنے کا حکم
نہین کیا۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معزالدین
ہمراہ لایا۔ اسی سال مین شاہ جہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان ظفرنامہ مین مفصل کیا گیا
ولایت رخنگ جو عبارت ولایت ارکان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل تھی
وہان ایک قوم مگھ رہتی ہے وہ فرصت وموقع دیکھکر نواڑہ اور توپخانہ اور جمعیت
کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے انکے رہنے والون اور رعایا
کو ستاتے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤں کے کنارہ پر جنمین انکی آمد ورفت ہوتی تھی

حفاظت کے واسطے قلعے اور تھانے بنا دیئے گئے تھے اور کام کے آدمی وہاں مقرر کر دیئے تھے۔
اور ہمیشہ دریاؤں پر نوارہ بادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبرد کی خبر رکھتا تھا
مگر انکو روئے آب پر حرب و پیکار میں کثرت مزاولت سے بڑا
ملکہ و مہارت ہے اور انکی جنگی کشتیاں سامان توپخانہ و متانت و استحکام کے
اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہیں۔ اُن کی راہ جسارت بالکل مسدود نہوئی تھی
جب انکو قابو ملتا تھا سواحل کی رعایا اور رہنے والوں پر وہ دست درازی کرتے۔ اور
اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو و مسلمان زن و مرد کو قید کر کے لیجاتے اور بعض اوقات
ولایت شاہی میں آن کر بڑی خرابی مچاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جہانگیر نگر میں بہت لوٹ مار
کر کے بہت آدمیوں کو قید کر کے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد
بنگالہ پر آگیا ہے تو اُسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ سالار شائستہ خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے
قلعے بنائے اور تھانہ بٹھائے کہ ولایت بادشاہی میں قوم مگھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود
ہوجائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت رخنگ میں قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی
فتح کی کنجی ہے۔ اُسپر تصرف کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہوجائیگی
سپہ سالار بادشاہ کے حکم کی تعمیل کیلئے مستعد ہوا۔ تھانہ سنگرام گڈھ و پہلوہ و جاید ہے سے
پیہ جو دریائے شور کے متصل تھانہ نواکھالی تھا۔ وہاں سے چاٹگام قریب تھا۔ ملک بادشاہی
میں مگھ نوارہ اسکے قریب ہو کر آتا تھا۔ اور وہاں سے اس نوارہ کی کیفیت و کمیت ساری
نظر آتی تھی ابراہیم خان کی صوبہ داری کے عہد میں لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اوائل سفر میں اپنے نوکر
سعید افغان کو پانسو تیر انداز و تفنگچی پیادوں کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیجدیا تھانہ
سنگرام گڈھ جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہیں اور وہاں دریا جدا ہوتے ہیں اور وہ مگھ کا گذرگاہ ہے
وہاں محمد شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق انداز و تیر اندازوں اور ایک ہزار پیادوں کے
ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ اور چھوٹی بڑی دس توپیں بھیجدیں اور محمد بیگ اباکش و ابو الحسن کو

نوارہ دیا کہ وہ باری باری سے سری پور مین دریا مین پھرا کرین۔ سری پور سے عالمگیر نگر تک ۲ کروہ کا فاصلہ ہے اسپر آل بنائی کہ برسات کے موسم مین آمد و رفت ہو سکے اور کوبک اور آذوقہ کی راہ نہ بند ہو۔ سوندیپ کا زمیندار دلاور تھا وہ بظاہر تو بادشاہ کی اطاعت کرتا تھا اور در پردہ اپنی مصلحت کار کے لیئے قوم مگھ سے اتفاق کھتا تھا اسکو ابوالحسن نے لکھا کہ وہ رو آب پہ نوارہ کی سیر مین متفق ہو جائے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ مین نوا کھالی مین عنقریب ملجاؤنگا۔ جب اُسنے وعدہ پورا نہین کیا تو وہ خود سوندیپ کا عازم ہوا۔ جب وہ اس سرزمین مین نہ آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابوالحسن نے اس کو مغلوب کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ مین محصور ہوا۔ لشکر شاہی نے قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ جنگل مین جا کے چھپا اور اپنے متفرق آدمیون کو جمع کر کے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ ابوالحسن سے لڑا۔ دو زخم کھا کر جنگل مین بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اور تھوڑے آدمی شاہی ضائع ہوئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ رخنگ کا نوارہ آیا ہے۔ ابوالحسن پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ وہ اس نوارہ سے لڑنے کو جاتا اور جزیرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاتا۔ اس لیئے وہ سب اپنے آدمیون اور نوارہ کو لیکر لڑنے کے لئے آیا۔ رخنگ کی سپاہ نے جنگ مین مصلحت نہ دیکھی وہ اپنے نوارہ کو ایک طرف لے گئی۔ ابوالحسن بھی اپنی مصلحت دیکھ کر نوا کھالی مین آگیا۔ جب امیرالامراء کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے ابن حسین داروغہ نوارہ اور اور امراء و منصبدارون کو ایک ہزار پانسو آدمی توپخانہ کے اور چار سو سوار اپنے تابینون کے ابوالحسن کی کمک کے لئے بھیجے اور وسط جمادی الآخر مین ابوالحسن نے جا کر جزیرہ سوندیپ کو فتح کر لیا اور دریا کے کنارہ پر جو قلعے مخالفون نے بنائے تھے۔ اُنپر قبضہ کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی کر دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل مین ایک اپنی پناہ گاہ مین چلا گیا اسکے آدمی جو لومڑیون کی طرح جنگل مین چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر کیا اور بانوے آدمی اسکے مرد و زن سنوز زمیندار کے ساتھ امیرالامراء پاس بھیجدیئے جزیرہ کی حراست عبدالکریم برادر رشید خان کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار

ہزار پیادے بندوقچی مقرر کر دیئے چاٹگام کی فتح کے لئے ان فرنگیون کی استمالت مقدمات
ضروری مین تھی جو وہان سکونت اور زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے انکو
خطوط و عدون کے لکھے گئے اور ان فرنگیون کو دیئے گئے جو ولایت بنگالہ مین
رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریرون کے ساتھ چاٹگام کے فرنگیون پاس بھیجدین۔
اتفاقاً ان نوشتون مین سے چند کرام کبری کے ہاتھ پڑ گئے جسکو زمیندار
رخنگ نے سوندیپ لینے کے لئے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتون کو زمیندار رخنگ
پاس بھیجدیا۔ اسلئے وہ فرنگیون سے بے اعتماد ہو گیا۔ اسنے کرام کبری کو لکھا۔ کہ
اس فریق کو مع متعلقون کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیون کو جب اسکی اطلاع
ہو گئی تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت و محاربہ پر تیار ہوئے اور انکی کشتیون کو
جلا کر مع اپنے کل اتباع اور کشتیون کے ولایت بنگالہ مین بادشاہی ملازمت کے
لئے آئے۔ ۱۲ جمادی الآخرہ کو پچاس جلیبہ فرنگی کہ توپ تفنگ اور تمام آلات جنگ
سے پر تھے اور چاٹگام کے فرنگیون کا کل گروہ تھانہ نواکھائی مین داخل ہوا۔
فرہاد خان تھانہ دار بھلوہ نے انکے چند سردار امیر الامرا پاس بھجوائے باقی کو اپنے
پاس رکھا۔ امیر الامراء نے انکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لئے
تائید آسمانی سمجھا۔ امیر الامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اپنی تابینون
اور چند امراء منصبدارون کو اس مہم کے لئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ ماہ مذکور کو
رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹگام کا سرگروہ کپتان مور تھا وہ بھی اس مہم مین
شریک کیا گیا اور کمال الشہ زمیندار سابق رخنگ جو آزردہ ہو کر بادشاہ کی اطاعت
مین آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہو کر اس مہم مین شریک ہوا
یہ سارے لشکر چلے دشمن سے ۲۳ رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔
دوسری جانب مین بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ بادشاہ کی طرف کپتان مور تھا
خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیان ہوئین طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

قلعہ چاٹگام پادشاہی سپاہ نے فتح کر لیا عالم چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بھائی تھا مع بیٹے اور خویشوں اور تین سو پچاس آدمیوں کے گرفتار ہوا۔ ایکسو تیس کشتیاں اور ایک ہزار چھبیس توپیں چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپخانہ کا اور مصالح مع تین ہاتھیوں کے سرکار شاہی میں ضبط ہوا اسنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر رکھا گیا جس سرزمین میں کہ ابتک آفتاب رحمتہ ہی نہیں چمکا تھا اسمین اذان دی گئی۔ بزرگ امید خان نے فتح نامہ مع قیدیوں کے حضور شاہی میں بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال نہم جلوس ۱۰۷۶ھ

بادشاہ نے شروع جشن میں نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کین اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح اور بادشاہزادون و بیگموں کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت تاراج و دکنیوں سے لڑائیاں

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بتفصیل یکجا لکھتے ہیں۔

جب راجہ جے سنگھ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا تو ۲۲ جمادی الاولی سال گذشتہ کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگھ و قطب الدین خان و سیواجی قلعہ پورندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگھ پاس بارہ ہزار سوار تھے وہ قول میں رہی سیواجی پاس پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کے دست چپ میں متعین ہوا اور دلیر خان کو ہراول سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ ہوئے۔ داؤد خان کو برانغار حوالہ ہوا چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے۔ راجہ رائے سنگھ سیسودیہ کو جرانغار سپرد ہوا چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو سپرد ہوئے۔ قطب الدین خان کو چنداول کی۔ کیرت سنگھ کو التمش کی امداد فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی شہسوار خان اور

ترکتاز خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائیں بائیں طرف دور دور قراولی کرتے رہیں دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سرداروں میں تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا۔ اور شریک کار بلکہ ولایت بیجاپور کے فرمان روا اور باشندوں کے ملک جان و مال کے استیصال کا رہنما بنا۔ بادشاہ کو جب اس کے آجانے کا حال معلوم ہوا تو اسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر کی جانب یمین میں طرح مقرر ہوا خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا کہ بیس ہزار سوار قلمی اور ۲۵ ہزار سوار موجودی تھے ۷ رجمادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر قلعہ پلیٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح کے لئے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے ماروجی اور بہلادجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۱ کو دریائے نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہاں سے قلعہ پلیٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا۔ حاجی خان یہاں کا زمیندار اسکی خدمت میں آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ منگل ہدیھر (منگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۶ کروہ جریبی پر تھا۔ اور سیواجی نے راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ ناتھوران (تاٹ توڑا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ پلٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر شاہی کے فرستادوں نے اسے لیلیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز وہ اپنی صفیں لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا چند منزلیں طے کی تھیں کہ خبر آئی قلعہ کیاون کہ جو ان حدود میں تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیواجی کے لشکر میں سے تین سو پیادوں کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۱۲ کو لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب نیتاجی قلعہ منگل ہیدھ کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنی میں لڑنے کی سکت نہ دیکھی یہ احاطہ وت سنگ بھدور کو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ نہرا پرانا سنگ و آہک کا بنا ہوا ہے۔ ایک توپ
آہنین اور دو سو بندوق اور تین سو بان اُس مین تھے۔ راجہ نے توپ انداز اور باندار مقرر
کر کے بندوبست کیا اور غلہ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تعلقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا
تھا وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا قلعہ گیری مین
سیواجی اور نیتاجی تجربہ کار کامل عیار شمار کئے جاتے تھے۔ ۲۵ کو اثنا سفر مین دشمنون
کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آخر اُس نے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہ
نے اسکی مدافعت مین کوشش کی۔ مخبرون نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر پڑا
ہے تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان و راجہ رائسنگھ و قطب الدین خان و قباد خان و
کیرت سنگھ و فتح جنگ خان و ابو المحمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا تو
غنیم اُس لشکر کی روانگی کی خبر سنکر حیثیت بنا لے افواج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا اسکی
جگہ خالی پائی۔ جب وہ اُسکے سراغ مین آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا
جسکے سردار شرزہ خان سہدوی اور ابو المحمد بیرہ پالیر بچہ و خواص خان و جادون رائے
کلیانی و انکوئی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ رائسنگھ و کیرت سنگھ اپنا لشکر لے کر دوڑے
لشکر شاہی کے سامنے انکے پاؤن نہ جمے۔ عرصہ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کی
موافق قزاقی اور حیلہ وری کی جستجو مین ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجون مین منقسم ہوئے
ایک جوق میمنہ کی سمت مین اور ایک قشون میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا۔
ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجون مین بھی خوب زد و خورد ہوئی۔
دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی مین یاقوت حبشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک
ہوا۔ اور پندرہ اور نامی آدمی مارے گئے اور علم و چتر و اسپ و ہتیار بہت کشتون سے
لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے بھی دشمنون پر حملہ کیا۔
اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور راسنے دشمنون کو متفرق و پراگندہ
کر دیا۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی لشکر شاہی نے چھ کروہ مسافت طے کی تھی اس لئے تعاقب

میں مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکرگاہ میں آئی۔ جب کنیون کو لشکر کی معاودت کی خبر
ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑکر لشکر شاہی کے دوطرف نمودار ہوئے اور شوخی کرکے لشکر شاہی
پر بان مارنے شروع کئے جب لشکر شاہی انپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اسکے
بعد آنکھ شوخی کرنے لگتے سیواجی فوج کے ساتھ نیتاجی چنداول میں آتا تھا کہ غنیم نے اسپر
حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتاجی انکی مدافعت میں مشغول ہوا۔
کیرت سنگھ و فتح جنگ خان نے مدد کرکے تردداتِ شائستہ کئے اور مخالفوں کو بھگا دیا
جادون کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا۔ پھر غنیم نے راجہ رائسنگھ پر حملہ کیا قطب الدین خان
و کیرت سنگھ نے اسکی کمک کی اور دشمنوں کا منہ پھیر دیا۔ اس تاریخ میں اُدیت سنگھ قلعہ دار
منگل بیدھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجیں جو قریب چھ ہزار
تھیں موضع قصبہ منگل بیدہ پر حملہ آور ہوئیں اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئیں
راجہ جیسنگھ نے سرافراز خان فوجدار کو احتیاط او پیش بینی سے نصیحت کردی تھی کہ اگر غنیم کا
بڑا لشکر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لئے پیکار نہ کرنا اور قلعہ میں چلے آنا مگر اسنے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیوں کی جان کھوئی اور آدمیوں
اور ہاتھیوں کو زخمی کرایا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی صلاح اندیشی
سے قلعہ میں چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آگئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ انپر برسے
آخر کو وہ قلعہ کے نیچے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو
خبرداروں نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقصود علی دانشمند
کو برسم قراولی خبر کی تشخیص کے لئے بھیجا اُسنے واپس آکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آرہا ہے
راجہ نے قباد خان و آتش خان داروغہ توپ خانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
راجہ رائسنگھ اور قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہوں
خبرداری کریں۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کوس گیا ہوگا
کہ غنیم ابو المحمد پسر بچھیتر و شرزہ جھدوی و نبیرہ بہلول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

آرہے ہین۔ ایک فوج انکے اور پیچھے ہی۔ جب وہ نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق
مین کو اور دوسرا فریق بسیار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے
سبطے ف سرداروں کو لڑنے کے لیے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق روی گردان ہوئے جب
کارزار کے پیش روانکے تعاقب مین پہنچے تو راہ گریز انپر تنگ ہوئی۔ بحکم ضرورت انہون نے باگ موڑی
اور شمشیر کی جنگ شروع کی سو آدمی انکے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخرکار دکنی فرار ہوئی لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب
کیا۔ داؤد خان کے مقابل مین جو فوج غنیم آئی۔ اسپر وہ غالب ہوا۔ راجہ سجان سنگہ ہراول
تھا اسنے ترددات نمایان کئے۔ دلیر خان نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب مخالفون
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ تفنگ و تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کہ غنیم
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجب کو بیجاپور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔
سات روز یہان قیام ہوا۔ عادلخان نے بیجاپور کے قلعہ مین جو متانت و رصانت و
وسعت و حصانت مین شہرۂ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کیے اور اسکو آلات و ادوات
قلعہ داری سے استحکام تام دیا سوا و تھوڑی آدمیون اور سابق محافظون کے تیس ہزار
کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین داخل کیے اور نورس پور اور شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔
قلعہ کے گرد سب کنوؤن باولیون کو زقوم و خاک سے بھر دیا غرض لشکر شاہی کو جو کچھ
تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اسنے کی۔ حکام بیجاپور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود
تو حصن حصین مین ہو بیٹھا اور اپنے سب سرداروں اور افواج کو باہر بھیجکر لشکر شاہی کی
مدافعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادلخان کے اشارہ سے شرزہ مہدوی و سیدی
وعزیز اور جند اور اسکے لشکر کے سردار ولایت پادشاہی مین آئے اور شورش و فساد انہون نے
مچایا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہوکر
محاصرہ سے ہاتھ اٹھائے اور قلعہ کے نیچے سے چلا جاوے اور عادلخان کا لشکر قلعہ
کے نواحی مین تھا۔ منزل مذکور مین راجہ نے کچھ مغلون کو دست راست مین اور کچھ لشکر کو

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیون کی ایک جماعت کو دست چپ مین اور ایک مرہ عقب کی خبرداری
اور کہی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتین اہل کہی کی خبرداری کرنے
جاتی تھین ایک دن جادون راے اور اور دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کو چلے گئے
انھون نے خبر بھیجی کہ غنیم کا غول نمایان ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خان رامسنگہ
اسطرف دوڑے۔ دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا طرفین نے چند بان مارے
شام تک فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت
کی اسکے پھرتے ہی مخالفون نے جسارت و خیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کے طرف آئے
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اول ایک جماعت بایاجی بھوسلہ اور شرزہ
راؤ اور اور دکنیون کے جو راجہ رامسنگہ کے دائین طرف تھی مقابلہ مین آئی راجہ مذکور نے
دلیری اور دلاوری سے دشمنون پر حملہ کیا اور انکو ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خان کی
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جیسنگہ نے اوسکی کمک کے لئے دلیر خان و داؤد خان کو وغیرہ
کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ آمادہ کارزار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر کھڑا خبر کا
انتظار کر رہا تھا نامبردہ امراء مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی مین ملے وہ دشمن کو ہزیمت
دے کر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا۔ چونکہ قلعۂ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مدنظر نہ تھا۔
اسلئے وہ توپخانہ سنگین جو اس حصن حصین کے لائق ہوا مد اور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہین
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لیکر قلعۂ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے تخت
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضافات مین کوئی دقیقہ خرابی فروگذاشت نہین کیا مخالفون نے
تالابون کو توڑا اور قلعہ کے اطراف مین کنوؤن و باولیون کو خاک سے بھر کر اس نواحی مین
کوئی اثر آب و آبادانی کا نہین چھوڑا تھا پانی کی قلت تو تھی لشکر مین غلہ و آذوقہ بھی
کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیراندیش دولتخواہون نے صلاح دولت و مقتضائے مصلحت
یہ چاہا کہ دشمن کیطرف سے اس لشکر کی تادیب و تعاقب کیجئے جسنے ملک شاہی مین آنکر فساد مچا رکھا تھا
پنجم رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعہ سنگل سدھ کی طرف کوچ بکوچ کیا

۱۵ کو دریاے بھیورہ کے کنارہ پر لشکر آیا۔ اس دن راجہ صاحب اترہ گاہ میں پہنچا تو وہ
بطریق معہود صف بستہ کھڑا تھا۔ لشکر غنیم بطریق معہود چنداول کے عقب میں آتا تھا وہ دشمن کے
یسار میں نمودار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور دوسرے فریق نے داؤد خان
کی طرف اور ایک فوج نے راجہ سبحان سنگھ سے مقابلہ کیا۔ سب جگہ لشکر شاہی سے مخالف نے
ہزیمت اٹھائی۔ اکثر اوقات دشمن فرصت میں ایک کبھی بر دست اندازی کرتے تھے۔
لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنوں میں راجہ جے سنگھ نے سیواجی کو قلعہ پنالہ کی طرف
تعین کیا تاکہ مخالف مذبذب ہوکر کچھ اسطرف مشغول ہوں۔ اور اگر ہوسکے تو قلعہ کو مسخر کرے
یہ معلوم ہوا کہ شرزہ جہدوی اور سردار جو ملک شاہی میں داخل ہوئے تھے وہ نبیرہ بہلول اور
ابو المحمد سے ملحق ہوئے ہیں پرنیدہ کی جانب سے مخبروں نے خبر دی کہ سکندر بہادر فتح جنگ خان
وہاں سے لشکر شاہی کا عازم ہوا تھا۔ وہ پرنیدہ سے چار کروہ نیچے آیا تھا کہ شرزہ جہدوی
اور افواج غنیم نے خبر پاکر اسکو پیغام دیا کہ ہم سے ملاقی ہو اسنے بمقتضاے صدق عہود دیت
و رسوخ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصہ
کارزار ہے۔ دشمن کے چھ ہزار سواروں نے اُسے گھیر لیا۔ اسکے ساتھ سو سوار تابین اور
ساٹھ سوار اور تھے غرض وہ بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا اسکا بیٹا زخمی ہوا۔ اسکو
دشمنوں نے میدان جنگ سے اٹھاکر شولاپور بھیجدیا۔ راجہ نے انکے دفع کی تدبیر کے لئے چند روز
قیام کیا۔ دیانت راے کہ عادلخان کے معتمدوں میں تھا وہ اسکی جانب سے راجہ پاس
پیغام لایا۔ جو مراسم اعتذار و اظہار عجز و ندامت پر مبنی تھا کچھ مرصع آلات بھی راجہ کو
دیئے۔ عبدالعزیز خان بخاری کو منگل بیدھ کی قلعہ داری پر مقرر کیا تھا اور راؤ دو سنگھ
قلعہ دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی میں تعین کیا اس حصار کے حفظ و حراست کا شائستہ
سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج کے ساتھ خود شولاپور اور پرنیدہ کے درمیان
قیام کرے اور وہاں احمال و اثقال کی تخفیف کرکے سبکبار ہو۔ اور ولایت بیجاپور کو
دوبارہ جاے۔ ۲۴ کو دریا سے پار سفر کیا۔ معلوم ہوا کہ سیواجی نے قلعہ پنالہ کے

پیچھے جا کر آخر شب مین اپنی سپاہ سے اسپر یورش کی محصورین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے
سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہان سے سیواجی اپنے قلعہ کھیلنہ مین چلا گیا جو قلعہ
پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا سرلشکر نیتاجی جدا ہو کر مخالفون سے جا ملا ۲۶ ۔ کو
لشکر شاہی موضع لوہری مین آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر
لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیرخان و داؤد خان کی فوجون کے درمیان
راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ مین سے سات ہزار سوار جدا ہو کر راجہ اور داؤد خان
کے سامنے صف آرا ہوئے اور باقی دلیرخان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگھ
کو فوج التمش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیرخان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر
مین سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیرخان
کی طرف دوڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان
مذکور سے جا ملا۔ ایک پہر دن باقی تھا کہ دلیرخان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی
دلیرخان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے
بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین نرہاتھ
کے ۱۲ زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیون سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے
دکنیون نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی
نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی مین ایک سو نوے آدمی بادشاہی
لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی
ہوئے اور دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہباز خان سرداران فوج
زخمی ہوئے لشکر شاہی تین منزلین طے کر کے غرہ شعبان کو قلعہ پرنیدہ سے آٹھ کروہ پر آیا
اور بمقتضائے مصلحت یہان چوبیس روز قیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک عادلخان سے
متفق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار شرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے تھے
اب اپنے خواجہ سرا نیکنام خان کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادے اس کی

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امرا
مین سے تھا۔ شاہ عباس نے اسکے عالم صغیری مین ایک لونڈی کو بخش کر اسکے گھر بھیجدیا۔ یہ
پادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئین خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب
ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن مین آیا اور قطب الملک
کا مقرب ہوا۔) اسکی فوج بیجاپور سے چھہ کروہ پر ٹھیری اور وہ خود عادلخان
پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سردارون مین سے
سیدی جوہر نے آن کر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مر گیا
اور اسکے رفیق متفرق ہو گئے۔ آٹھوین ماہ مذکور کو۔ اودوت سنگہ بہدوریہ کا نوشتہ
قلعہ متصل بیدھد (?) سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے راجہ نے
داؤد خان اور راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان کو بھیجا کہ وہ دشمنون کو قلعہ کے نیچے سے ہٹائین
اور اُنکو خبر آئی کہ دشمنون نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور وہان سے چلے
آئے۔ ظفرآباد و کلیانی وادسر (?) وغیرہ کے نوشتون سے معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول
نے ملک پادشاہی مین آنکر ہلچل ڈال رکھی ہے۔ نیتاجی نے جو سیواجی سے جدا ہو کر
دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۲۵ کو نواحی پرہنیدہ سے
کوچ کیا۔ دھاراسیون و بیجاپور کی راہ سے روانہ ہوئے کہ دوبارہ ولایت
غنیم مین آنکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب مین کوشش کرین اور لشکر مخالف کی تنبیہ
تادیب کرین مارو جسونت رائے قلعہ کیلتن مین تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا
کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہوگا تو پانی کی قلت کے
سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے مقتضائے مصلحت کیلتن کو سیواجی کے خویش مہداجی کو جاگیر
مین دیدیا۔ وہ پادشاہ کے ملازمون مین تھا اور اسکو وہان بھیجدیا اور جسونت رائے
کو اپنے پاس بلالیا۔ موضع دوہوکی مین جو اعمال بیجاپور مین سے تھا۔ ایک چھوٹا

قلعہ مٹی کا تھا اور اسمین معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان او ر نارو جی انکو دفع کر کے قلعہ
اسکے نیچے توپ خانہ لے کر گئے۔ اہل قلعہ پناہ مانگ کر باہر چلے آئے۔ اسمین ایک سپاہی
اور دو سو رعایا تھی۔ شرزہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان سنہ ۹ جلوس کو بیجا پور مین
لشکر شاہی آیا۔ یہان خبر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہیون نے ۲۸ شعبان کو قلعہ کلیان
کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے
بہت آدمیون کو مجروح کیا نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفر آباد کی طرف چلا گیا ۱۲ کو
راجہ نے بیجا پور سے کوچ کیا ۱۸ کو تلارک سے چار کوس پرے آیا اور دوسری رونہ
قلعہ کنجوتی کی طرف کوچ کیا یہان پہلے سے سیتناگ کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے
بھیجا تھا۔ اہل قلعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت
آدمیون کو زخمی کشتہ کر کے قلعہ و قصبہ لے لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا
گیا۔ ۱۲ کو نیلنگہ مین لشکر آیا۔ یہان ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا ۔۔۔۔۔۔
اسکی فتح کے لئے غالب خان و دتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہان چند روز اقامت کا
اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورون نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھ کر امان مانگی
قلعہ لشکر شاہی کے تصرف مین آیا راجہ سلیمان بیجا پوری یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا
راجہ جیسنگہ نے بمقتضائے مصلحت وکار آگاہی نیتاجی کی تالیف قلب کر کے اسکو اپنے پاس
بلا لیا۔ دشمنون سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے سیوا جی بادشاہ کے
پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب مین لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیوا جی
کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قدمبوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے
بادشاہ پاس روانہ ہوا جسکا مفصل حال آگے پڑھو گے۔
نیلنگہ سے آگے دو کروہ پر اہل گلی کی حراست دتاجی کرتا تھا کہ شرزہ مہدو نے دتاجی کو
گھیر کر مار ڈالا۔ اور بہرستم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید ریحان و
لبونت رائے بھی زخمی ہو کر مر گئے۔

ابو القاسم پسر قباد خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس پاس آدمی کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو گیا اسلیے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے۔ انکو اٹھوا کے مسلمانوں کو دفن دیا۔ اور ہندوؤن کو جلایا۔ راجہ رائسنگہ بھی کمک کو گیا۔ دشمنون نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو لشکر نیلنگہ سے اوسر کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصے کئے تھے۔ ایک کا سردار شرزہ مہدوی تھا اور دوسرے کا کار فرما خواص خان حبشی تیسری کا سردار بہیرہ بہلول تھا خبر آئی کہ شرزہ خان فوج لیکر اہل کہی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دو فوجین داؤد خان و قطب الدین خان کے مقابل ہوئین راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کو کمک کے لئے بھیجا اسنے جا کر مخالفون کو متفرق کر دیا اور آگے بڑھا لشکر مین داؤد خان و قطب الدین نے دواب کہی کو سالم روانہ کیا اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی اور بہت دشمنون کو مارا۔ جب دشمنون کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان ہاتھی سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنون کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔ راجہ جیسنگہ خود سوار ہو کر رزمگاہ مین آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی ان سب طرف مخالف تاک و ڈھونڈھتے تھے اور جرأت کرتے تھے۔ کہی کی فوج اور پالو کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی مین پہنچنے دیتے تھے لشکر شاہی نے انکو سب جانبون مین ہرایا اور بھگایا۔ اور سب نے جب فتح پا کر اپنے لشکرگاہ مین آئی تھین اس فتح مین دو سو سپاہیون نے نقد جان کھویا اور چار سو بیٹھ آدمی زخمی ہوئے۔ اور انسے دو چند آدمی لشکر مخالف مین مجروح و مقتول ہوئے۔ الیاس مہدوی مخاطب شرزہ خان جو اہل دکن کا مسلم دلاور اور فنون سرداری اور سپاہگری مین ماہر تھا گولی اور تیر سے زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا کہتے ہین کہ اسوقت و نیز مین گولکنڈہ اور بیجاپور کی سپاہ بائیس ہزار تھی۔ چند روز بعد سیوم ذیقعدہ کو ... نیر اکی اس طرف دشمنون کے تین ہزار کے قریب لشکر نے لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ آدمیون اور دواب کو آسیب پہنچایا۔ داؤد خان و قطب الدین خان نے دشمن کے

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے اور نبیرہ بہلول اور انکو جی بھوسلہ دیا جی کھوپرہ اور
بیجاپوری موہیتے و شرزہ حیدرآبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئے۔
اس بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور نزدیک جاکر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت
جنگ ہوئی دشمنون کا مقابلہ سے منہ پھیر گیا۔ بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے
دلیر خان اور راجہ جیسنگہ نے مردانہ کوشش کر کے دشمنون کو بھگایا اور سات کوس تک
تعاقب کیا۔ پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن اور زرہ و بان اور
اور ہتیارون سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے ایسی ہی قطب الدین خان
اور داؤد خان کو فتح حاصل ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی تو میدان جنگ سے فوجین
اپنے مقام مین آئین۔ دشمن کے بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور
ہزار آدمیون کے قریب زخمی ہوئے لشکر شاہی مین سے ایک سو تینتیس آدمیون کی جان گئی
سات سو چورانوے آدمی زخمی ہوئے۔ پندرہوین ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کی کنارہ
پر آیا۔ جو دھارور فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہہ نہین ٹھیرتے
تھے اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت مین آویزش کرتے
ہین جب مغلوب ہوتے ہین سبکباری کی دستیاری اور باد رفتار گھوڑون کی پائے
مردی سے وادی فرار کی مرحلہ پیمائی ہوتی ہے۔ پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لئے کھڑے
ہو جاتے ہین لشکر شاہی بسبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیون کے تعاقب مین
مسافت بعید نہین طے کر سکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے مین یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کر کے
دشمنون سے لڑئے اور انکی تنبیہ و تادیب ایسی کریئے کہ پھر انکو ستیز و آویز کی جرأت نہ ہو
اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل سردارون کو حکم دیا کہ
وہ بھی اسی طرح سبکبار ہون اور کل احمال و اثقال کو فتح آباد دھارور مین بھیجدین
بیرم دیو سیسودیہ و جگت سنگہ ہاڈہ اور کھیلوجی کو دو ہزار پانسو آدمیون کے
ساتھ بنہ و اردو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو اُس نے آب بانجرہ سے

کوچ کیا دھاراسیون کی طرف گیا۔ یہان جمانے تھے کہ دشمن موجود ہے۔ ساڑھے پانچ کوس جریبی لشکر چلا تھا کہ جاسوسون نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی خبر سنکر دھاراسیون سے تلجاپور کو کوچ کیا۔ افواج شاہی موضع سہرجی مین آئی جو اعمال پرنیدہ مین تھا۔ وہان دشمنون نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسری روز دریائے بھیونرہ مین منزل ہوئی۔ مخبرون نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے تین کروہ پر جمع ہوئی ہین عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہین مقیم ہے کہ لشکر شاہی ان حدود مین ہے۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج کو حیدرآباد بلا لیا لشکر شاہی نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بار بار جنگ پیکار سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے برشگال کا موسم آگیا تھا۔ آمدورفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز زخمیون کے علاج کے لئے اور سرب باروت کے جمع کرنے کے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جاکر ٹھرنا چاہیئے کہ وہان کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہے۔ بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن مین دکنیون کا حال یہ ہوگیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمانین بیکار۔ تیر ون کے پیر اڑگئے۔ تلوارون کی دھارین کند ہوئین ان سپیون سے جان سے عاجز ہوئے دونو طرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہوئے۔ اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ کا اظہار کر کے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات مین حسابات و گزاف راہ توپون اور بن دھار کی تلوارون کے اور گھوڑون کے گوشت و استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی۔ ملک پامال ہوچکا تھا۔ جب بادشاہ سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اُسنے حکم بھیجدیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جائے۔ اور برسات یہان گذارے اور بعض امرا اور لشکریون کو اپنے تیول جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور مین آئے قلعہ منگل بیدہ کا استحکام اور اسکے

اوسکے سامان اسباب اور لوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکر ان حدود سے
چلا جاے تو وہ دشمنون کے تعرض سے مصئون رہے - اسلئے وہان سب بارود منگا لیا
اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگا لیا - باقی کو آگ لگائی اور بیلدارون سے قلعہ کے کنگرون
کو ڈھوا دیا - راجہ مع لشکر کے ۸ جمادی الآخرہ کو اورنگ آباد مین آگیا اس مہم کا
خلاصہ یہ ہے کہ اورنگ زیب اسمین کامیاب نہین ہوا لشکر شاہی بیس روز کی راہ کو
دو مہینے مین طے کرکے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا - یہان سات روز سے زیادہ
نہ ٹھیر سکا - ملک کو تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیان ہوئین - کیا کیا سردارون کے
سر صحرا مین غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن رزمگاہ مین زاغ و زغن کے
طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سو دوسو نام و نشان ہوا
آدمی زیر تیغ و ہدف تیر و گولہ و توپ تفنگ نہ ہوتے ہون بعض ایام مین دو تین روز
تک لشکر پر خواب و خور حرام ہوتا - نہ گھوڑون کی پیٹھ سے زین اور نہ زین سے سوار جدا
ہوتے - سوا اس کشت و خون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا -

سیواجی کا دلی مین جانا اور بھاگنا -

سیواجی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس
مہم مین سیواجی کے افواج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکھائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ
اسکے پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا - ایک نامہ مین اسکی بڑی تعریف لکھی دوسرے مین بہت سے
وعدے کئے اور لکھا کہ دلی مین آؤ - ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جائیگی - راجہ جیسنگھ
کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے سیواجی کے دل مین دلی جانے کی خواہش
پیدا کردی اسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے
آنے کی اطلاع دے - اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پائے
سیواجی نے حکم دیا کہ تمام اسکے ارکین رایے گڈھ مین آتے ہین - اتنے عرصہ مین کہ یہ
سردار جمع ہون - وہ اپنے سب قلعون مین گشت اور افسرون کو اپنے سارے احکام
کی تعمیل کی تاکید کر آیا اور پھر اپنی دار الحکومت مین چلا آیا اسنے مورو ترمل پنگلی

اور آنامی سونو دیوا اور اناجی دیو کو پورے اختیارات اپنی مملکت کے دیئے تھے اور اسکی
مملکت کو بہت وسعت ہوگئی تھی۔ کونکان میں چول تک ٹونڈا کے قریب سے ... تک
میں ریاست بیرا سے رانگنا تک پھیلی تھی سیواجی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا
اور مارچ ۱۶۶۶ سنہ کو دہلی روانہ ہوا۔ پانچسو منتخب سوار اور ایک ہزار ماولی ساتھ لئے جب
دہلی کے قریب آیا تو بادشاہ نے رام سنگہ پسر راجہ جیسنگہ اور مخلص خان ایک حقیقت
سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو ناگوار تو گذرا مگر پھر
بھی اسنے اپنے تئین بہت روکا اور دربار میں پندرہ سو اشرفیاں اور چھ ہزار روپئے
کل تیس ہزار روپیہ کی نذر گذرانی۔ بادشاہ کے اشارہ سے اسکو پنجہزاری منصبداروں
کے جرگہ میں بٹھایا۔ یہ منصب اس کے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر
کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگہ نے بادشاہ
کی جن مہربانیوں کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انمین سے اکثر
کو اسنے نہ پایا۔ بادشاہ کے دل میں اسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا
اس سے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا
کئے جائیں اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز عرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ
فکر میں ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کرکے ایک گوشہ میں
چلا گیا اور صید تیر خوردہ کی طرح جو دام میں تازہ پھنسے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک
ساعت کے بعد ساختگی و پختہ کاری کو سنبھال کر کنور رام سنگہ سے مخاطب ہوا
اور شکوؤں و گلوں کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہر چند
کنور رام سنگہ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بادشاہ سے جب آداب کے خلاف
اسکی ادائیں معروض ہوئیں تو بادشاہ نے کم توجہی سے بغیر اسکے کہ عنایات بادشاہانہ
عمل میں آئیں اسکو رخصت کیا۔ رام سنگہ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگہ کے گھر کے پاس
اسکے اترنے کے لئے مکان تجویز کیا تھا اسمین اسکو لے گئے اور بادشاہ نے حکم دیا

کہ راجہ جیسنگھ کو حقیقت لکھی جائے جواب آنے کے بعد جو مصلحت صوابدید ہوگی عمل میں آئے۔ حکم دیا سیوا مجرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگہ کی ہمراہ مجرے کو آیا کرے۔ بادشاہ نے کوتوال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف منزل گاہ پر چوکی بیٹھادے۔ راجہ جیسنگہ کو فرمان لکھا کہ وہ سیواجی کی صورت حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اسنے قول و قرار ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ اسکے بابت میں جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صوابدید اور اسکی ملتمس کے موافق سیواجی سے معاملہ کیا جائے۔ دو تین روز تک جب سیواجی نے بادشاہ کی بے توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا۔ رات دن اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اس پھندے سے نکل جاؤں۔ اسنے امراء اور کنور رام سنگہ سے رفق و مدارا پیدا کیا۔ اور دکن کے تحائف و ہدیے بھیجکر التیام کو استحکام دیا اور اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال میں بادشاہ کے فرمان کے جواب میں راجہ جیسنگہ نے لکھا کہ مجھ فدوی نے سیواجی سے عہد و پیمان کئے ہیں اور میں ابھی تک اس مہم میں مشغول ہوں۔ اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے درگذر کرے تو میں بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال میں سرافراز اور بادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجراء کے لئے مناسب یہی ہے۔ اسنے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ سلک بندگی و فرمان پذیری سے انحراف نہیں کریگا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی۔ بادشاہ نے راجہ کی اس عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اس کی منزل گاہ سے پہرے اٹھادے۔ مگر وہ بادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے اور کنور رام سنگہ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو تغیر وضع کر کے بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیرنامہ میں لکھا ہے باقی اور دل لگی کی داستانیں گھڑی گئی ہیں کہ اس نے اپنے کاموں کی خجالت و ندامت کو

ظاہر کیا۔ آخر کو بتعارض سے اپنے تئین بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جگر کے
درد سے بے تابی ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ وید کو ان سے مرض دق وسل کا علاج کرانے
لگا کچھ دنون انہین حیلون سے اپنے تئین بزار و نزار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی
شہرت دی اور غسل کیا۔ حکما و ارباب طب و رفقا کو انعام اور برہمنون کو پن دیا۔
غلہ خام و نقد ہندو و مسلمان مستحقون کو بانٹا۔ بڑے بڑے پٹارون کو کاغذ سے
منڈھ کر اور طرح طرح کی شیرینی اُنمین بھر کر امرا کے گھرون اور فقرا کی خانقاہون مین بھیجا۔
جہان اُسنے اپنی بھاگنے کی جاے مقرر کر رکھی تھی وہان دو تین گھوڑے اہوا
اس بہانہ سے بھیجے ہیئے کہ وہ برہمنون کو پن کیئے گئے ہین۔ ان گھوڑون کے ساتھ اپنے
ہمراز و ہمدم محرم رفیق بھی بھیجدیئے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیون مین
تھا جو شکل مین اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع
کے کڑہ کو پہنایا اور اسکو سمجھا دیا کہ میری روانہ ہونیکے بعد باریک کپڑے کی کپلائی
سر پر اوڑھ لینا اس طرح پڑے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ
اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئین جائین وہ یہ جانین کہ سیوا جی سوتا ہے پھر وہ
خود اور بیٹا دو نو ٹوکرون مین بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ متھرا کے برہمنون کے واسطے مٹھائی
انہین بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر ۱۰۷۶ھ کو یون علاقہ آگرہ سے نکل آیا اور
گھوڑون کے پاس پہنچا اور دو پہر مین متھرا مین آگیا۔ یہان اُسنے داڑھی مونچھ منڈوائی
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیان جواہر اس
پاس تھے اور چند فقیر اسکے راز دار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ
سے جمنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہین کہ سیوا جی کے بھاگنے سے
پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سے
عرض کیا کہ سیوا جی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اُسنے کہا کہ منزل گاہ کے
گرد چوکیان سب بیٹھی ہوئی ہین۔ ہرکارہ نے پھر مبالغہ سے عرض کیا تو کوتوال کے

آدمی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اسکا کڑہ طلائی پلنگ کے نیچے دکھائی دیتا ہے تو ہرکارہ نے کہا کہ اگر سیوا اجی چالیس پچاس کوس نہ نکل گیا ہو تو مجھے مار ڈالئے آخر کو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیوا جی بھاگ گیا بادشاہ نے جانا کہ رام سنگھ کی سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلیئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گرز برداروں صوبہ داروں کے نام احکام لے جائیں کہ جہاں سیوا اگر تیرہ پا ملے اسکو حضور میں روانہ کریں ان ہی دنوں میں راجہ جے سنگھ کو جو مہم بیجاپور سے فارغ ہو کر اورنگ آباد میں آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ پہلے اس سے کہ سیوا اجی کے بھاگنے کی خبر پھیلی نیتا جی پالکر کو مقید کر کے حضور میں بھیجدے اور پھر اس مرتبع از قفس جستہ کی جستجو میں مشغول ہو اور اسکو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت فراہم نہ کرنے دے۔ احمد آباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ تھا۔ اسی طرف زیادہ تاکید کے ساتھ گرز بردار تعین کئے گئے سیوا اجی بنارس کی سمت میں بھاگا تھا۔ وہاں چار پانچ روز تک یا ہفتہ کے بعد اس طرف گرز بردار رخصت ہوئے۔

کرنیل ڈف صاحب مرہٹوں کی کتابوں سے سیوا اجی کے فرار ہونے کا حال یہ لکھتے ہیں کہ جب سیوا اجی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کر دیا تو وہ بڑا سٹ پٹایا اور کچھ توقف کر کے اسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے کے لیئے رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی جسمیں یہ لکھا کہ میں دہلی ان امیدوں سے آیا کہ حضور نے مجھے بلایا اور وعدے کئے کیسی کیسی خدمات میں نے مانگیں شرائط حضور نے لکھ دیں میں نے ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کئے۔ اب بھی میں لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنے کے لیئے مدد کرنے کو تیار رہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہیں ہے تو مجھے ابھی جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب و ہوا نہ مجھے موافق ہے۔ اور نہ اور

نہ اور اہل دکن کو جو میری ہمراہی مین سازگار ہے۔ اورنگ زیب نے ظالم لوٹنے کا جواب اسکو
دیا اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزل کے گرد پہرہ چوکی لگا دے
اور اسکی نگاہداشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ
کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو۔ سیواجی اشکایت آمیز عرائض کرنے لگا اور اپنے
نوکرون کے یہان روک لینے کی سختی کی فریاد کی۔ بادشاہ نے خوش خوش
دکن کو اسکے نوکرون کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ سیواجی کی جمعیت
کے گھٹ جانے سے بادشاہ کے بس مین اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہوگیا۔
سیانون کو دور کی سوجھا کرتی ہے۔ سیواجی کو اپنے دوستون کو عافیت کے ساتھ
قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہوگیا۔ رام سنگھ اسکا رازدار تھا اور
اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کیے تھے انکے سبب سیواجی کے بھاگ جانے
کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہین ملنے جانے
کو نہ جا سکتا ہو وہ امرا دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجا کرتا اور
اسطرح انکو اپنا ایسا معین و یار بنایا کہ اسکی مطلب برآری کے لئے کافی تھا اس نے
اپنے تئین بیمار بنایا۔ ویدکون سے اپنا علاج کرایا۔ اول اپنے تئین سخت بیمار مشہور
کیا۔ پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنون کو پن دان دینا شروع کیا۔ اور
ویدکون کو انعام دیا۔ بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو مٹھائی
سے بھر کر بڑے بڑے امیرون اور اپنے دوست آشنائون کو اور مسجدون
مین فقیرون مین تقسیم ہونے کے لئے بھیجنے شروع کئے اول اول پہرہ کے سپاہیون نے
نوکرون کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جان لیا کہ ان مین مٹھائی ہوتی ہے چند دنون
کے بعد سیوا ایک پٹارے مین خود بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھا دیا ان نوکرون کو
نوکرون نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے انکو یون باہر نکالا اور ایک مخفی جگہ
پہنچایا۔ پھر دہلی کی نواح مین اس جگہ وہ آیا جہان اسکے لئے گھوڑا کسا کسایا تیار کھڑا تھا

اسپر چڑھا اور بیٹے کو شہ بالا بنایا دوسری دن متھرا پہنچا جہان بعض برہمن اور
اسکا خیرخواہ دوست نیتاجی پالوس رائے انتظار کر رہی تھے۔ اُنہون نے اُسکے لئے
سارا سامان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دیش کے برہمن کا ایک خاندان یہان رہتا تھا
اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ موہتم بل نیاب جی کا کچھ رشتہ دار تھا سنبھاجی کئی مہینے
یہان رہا پھر دکن مین پہنچا دیا گیا سیواجی گسائین کے بھیس مین بہت پرستش گاہون
مین جاترے کو گیا۔ مگر اسکے دکن جانے کی راہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ وہ نو مہینے کے بعد
دسمبر سنہ ۱۶۶۶ء مین راے گڈھ مین آیا ــــ

اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سنیئے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کا
ارادہ ہوا تو اسنے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات مین فرمان لکھا
اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ
جیسنگہ بھی اسکی جان و آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلئے سیواجی بھی مطمئن
ہوکر دہلی مین حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی مین شائستہ خان کی بیوی
بھی اسوقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو اور
شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیئے۔ اس سبب سے
سیواجی یہ دیکھ کر کہ ہمت مین اسکے خیمون کی تاک مین تین چار امیر لگے رہتے ہین
ایک رات کو بھیس بدل کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے سے محل مین بیگمات کو بہت رنج و افسوس
ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کوہی نے جب اورنگزیب کی شان و شوکت
دیکھی تو اس کے ہوش اڑ گئے اور بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش مین آیا اس دربار کی عظمت کو
نہ دیکھ سکا وہان سے بھاگ گیا۔ مورخون کے بیان گو مختلف ہین۔ مگر سب سے زیادہ
صحیح بیان عالمگیر نامہ مین لکھا ہے۔ گو کرون یا یشارون کی باتین مرہٹون نے جو ت کی
عادت مین تاریخ کے ساتھ کہانیان جوڑنے کی ہے لکھی ہین ــــ

اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجائے اسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بناتا

جو اسکے قدمون تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنا لیا۔ عالمگیر نے یہ سمجھا کہ ساری ہندوستان
مین کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہین ہے کہ وہ مہمات دکن مین خدمت گذاری کامیابی
کے ساتھ سیوا جی کی برابر کر سکے اسنے یہ سمجھ کر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب مین
دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطرداری نہ کی۔ اپنی شان و شکوہ کی نمود
کے لئے اسکو پنجہزاری منصبدارون مین بٹھایا اور اسکو دکن مین اپنا قائم مقام
نہ بنایا جسسے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہو کر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اسنے کام
کئے وہ آگے بیان ہونگے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لیکر ایران کو
روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جا کر اصفہان مین شاہ سے ملا تو وہ
اسپر ملتفت نہ ہوا۔ بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کئے اور آئین مخالفت
وودادا اور قانون یکجہتی و اتحاد کے برخلاف باتین ظہور مین آئین بعض
اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت بادشاہی کی سرحد مین
لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال بعد تربیت خان
فرح آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی
کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ تعین
کی اور فرح آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب انجام
دیا کہ خود متعاقب خراسان مین آئے۔ بادشاہ پہلے سے ان باتون کو سن رہا
تھا۔ اب ممالک محروسہ کی حدود مین تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ
حال تفصیل معلوم ہوا۔ بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ بادشاہزادہ
محمد معظم کو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل مین
صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے اور بعض امراء جو حضور مین حاضر
تھے اور بعض جو اپنے اقطاع مین تھے انکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود۔۔

[illegible]

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرح آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے
مرض میں مبتلا ہوا اور چند روز میں مرگیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اسکے
مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا
لطف آٹھتا۔ امروت و فتوت کا اقتضا نہیں ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے
اسلئے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جائے اور الٹا حضور میں
خافی لکھتا ہے کہ عبد القوی ایک بڑا افضل بادشاہ کا اُستاد تھا۔ بادشاہ نے
اسکو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت میں اسکو سامنے
بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال تدین و راستی و صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر
وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اسکو پکڑ کر لایا۔ بادشاہ نے
اعتماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لیجا کر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر
لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ میں فقیر ہوں تو اعتماد خان نے اسپر او تنبیہ کی۔
فقیر نے کہا کہ میں اصل حال آپ کے کان میں کہونگا۔ اُسنے کہا اچھا۔ جب وہ اُس کے
کان میں بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے
چھوٹی شمشیر جو اعتماد خان کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لیکر اعتماد خان کے ایسی
ماری کہ اُسے آہ بھی نہ کھینچنے دی۔ نوکروں نے فقیر کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ عالمگیرنامہ
میں لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ امیر خان صوبہ دار کابل نے
ان ایام میں چند بے سرو پا مغلوں کو جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کرکے بادشاہ پاس
بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کار آگاہ و معاملہ فہم تھا تحقیق حال کیلئے مامور کیا
اعتماد خان نے ان ترکمانوں میں سے ایک سپاہی وضع کو بے قید و زنجیر کے خلوت
میں اپنے پاس طلب کر لیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہاں باہر گیا اور ایک خادم
پاس اسکے ہتھیار تھے اُس سے تلوار لیکر آیا اور خان مذکور کے ایک ضرب ایسی لگائی
کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا اسکے پاس کے آدمیوں نے اس قاتل کے ٹکڑے اڑا دیے۔

اعتماد خان کا کشتہ ہونا

خان مذکور حلیہ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم الخدمت راست گفتار و درست کردار تھا۔ پادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خویشون اور بیٹون کو خلعت اور مناصب سے سرافراز کیا۔

پادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جیسنگہ نے دکن مین دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا پادشاہ نے فدائی خان میرآتش کو اسکی حراست کے لیے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون۔ پادشاہ نے اسکو مسلمان کرکے بہت سی عنایات کین جیسکا آگے بیان ہوگا۔

پادشاہ نے دلیرخان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کومکیون سمیت دریاے نربدہ سے پار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ ابھی ملار زمیندار چانده کی گوشمالی کو جاے وہ اس حکم کے ورود ہونے کے بعد رندولہ خان و راجہ سبحان سنگہ و راو بہادر و قادرداد خان و زبردست خان و آتش خان و برقنداز خان کے ساتھ ہوا ہو ملک چانده کی طرف روانہ ہوا۔ ایرج خان صوبہ برار مع اس نواح کے فوجدارون کے اسکے ساتھ شریک ہوا۔ جب چانده کی سرحد پر پہنچے تو اسکے زمیندار پر خوف غالب ہوا اسنے اپنے مدار المہام تاکیا کو دلیرخان پاس بھیجکر اسسے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیرخان نے اسکو فضل و کرم پادشاہی کا امیدوار کیا۔ تاکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا اور مع اپنے بڑے بیٹے کے مدھکیکے موضع ماندور سرحد چانده پر دلیرخان کے سامنے بطور قیدیون کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیرخان کے آگے پیش کیے۔ سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپیے چند شتر و فیل عرابہ پر لادکر لایا تھا وہ بصیغہ جرمانہ و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کیے۔ دلیرخان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی سلامتی اور موطن و ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ روپیہ نقود و نفائس اشیا مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ اور ہاتھیون کا سامان کرکے اولیاے دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپیے دلیرخان کو جو اصلاح کار کا

نیتاجی مسلمان ہوا۔ زمیندار چانده ... دلیرخان کے حوالہ کیا

واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سالہ دو لاکھ روپیے پیشکش مقرری سرکار خاصہ مین ادا کرتے رہو قلعہ ناک درک کو جو اس باست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو پادشاہی آدمیون کو مسمار کرنے دو - پادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کر دیگا - اور رام سنگہ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کر دیگا - دلیر خان نے ان سب باتون کی منظوری پادشاہ سے منگالی - پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا - دلیر خان نے بالجی راؤ کو اپنے پاس رکھا اور اسکے وکلا کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سرانجام کرین - محمد لطیف کو قلعہ ناک درک کے انہدام کے لئے مقرر کیا اسنے جا کر تھوڑے دنون مین قلعہ کو خاک کی برابر کیا - آٹھ جا بجا روپیہ مدفون تھا اسکو نکال کر اور سچا پس آہنی تیغ مین ورام جنگی اور بہت سی بندوقین لشکر شاہی مین ارسال کین اور اسی طرح قلعہ ہولی کو جو سرحد دیو گڈھ پر تھا مسمار کیا -

دو مہینے کے بعد پیشکش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا - بالجی ملاراؤ علیل مریض تھا اسکی ولایت مین خلل پڑ رہا تھا اور باشندے و رعایا بھاگ کر متفرق ہو گئے تھے دلیر خان نے اسکو چھوڑ دیا اور اسسے پیشکش مین سے تین لاکھ روپئے اور اپنے پانچ لاکھ روپئے کل آٹھ لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ مین مچلکہ لکھا یا اور باقی تیس لاکھ روپیہ بتدریج تین سال مین ادا کریگا - اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا - پادشاہ نے جو خلعت اسے بھیجا تھا وہ بھیجدیا - زمیندار دیو گڈھ کی جو سرحد چانده سے متصل تھا اسکی تادیب پر متوجہ ہوا - تھوڑے دنون مین اسنے پندرہ لاکھ روپئے وصول کئے اور یہ مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ پیشکش دیا کرے اور حال مین قریب نصف کے پیشکش وصول کی - راجہ جیسنگہ بیمار ہو کر مر گیا - بالاگھاٹ کا انتظام بگڑ گیا - پادشاہ نے حکم فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جاسے دکن کا صوبہ دار دلیر خان مقرر ہوا - دلیر خان نے دونو زمینداروں سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے قادر داد خان کو مقرر کیا - خود اورنگ آباد روانہ ہوا



سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۷ھ

بادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن ہوا۔ اس سال مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم لاہور سے آیا اسکو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے سیوا جی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اسنے فتنہ کر کے شعار و آداب سلمانی کو اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو منصب ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب عنایت کیا۔ بادشاہ کے جشن مین ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و حبشا کی ایلچی سو جو وہے تھے انکو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جیسنگہ بادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد مین تھا۔ بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلا لیا ۔ شوال ۱۰۷۷ھ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور ملک و دولت کی مصلحتون کے وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگہ و راجہ راے سنگہ سیسودیہ و صف شکن خان و صفی خان و راجہ راے سنگہ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جیسنگہ کو لکھا کہ جسوقت اورنگ آباد مین شہزادہ آ جاے اس وقت وہان سے روانہ ہو کر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہو کر مر گیا۔

پہلے زمانہ مین اقوام یوسف زئی کی یورت و مسکن سرزمین قندھار و قراباغ تھے۔ بعض سببون سے ان حدود سے وہ پراگندہ ہوئے۔ اس زمانہ مین کہ مرزا الغ بیگ کابلی حکمروا ے کابل تھا وہ کابل مین آئے مگر یہان انکی دال نہ گلی تو وہ آخر کو پشاور سواد و بجور مین چلی گئین یہان قوم سلطانی جو اپنے تئین سلطان سکندر کی اولاد دختری بتاتے ہین مرزبانی کرتے تھے۔ اول انکی اقوام یوسف زئی خدمت گذار بنین اور پھر کافر نعمتی کر کے قوم سلطانی کو اڑا کر خود سلطانی کرنے لگین اور تمام دشت و کوہ پر تسلط کر لیا۔ پہلے مرزبانون کو گمنامی کے کونون مین بٹھا دیا۔ انمین سے بعض حب وطن کے سبب سے اب تک اس مرز و بوم مین مسکن رکھتے ہین اور ترک یورت قدیم کو دشوار سمجھتے ہین۔ غرض اب سے سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی ان کا...

بستی ہیں وزدی اور رہزنی کرتی ہیں بیشگاہ انکا سواد اور مجموعہ سے پہاڑ
سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کر لیا ہے اس کوہستان کا طول بعض کوہوں اور
عرض بعض جگہہ بیں کروہ اور بعض جگہہ پندرہ کروہ ہے خوش مرغزار اور دلکش یا کثیر
جنگل آن پاس ہیں سرزمین ہر جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب
اس دریا سے ملتی ہے جو خطہ کابل سے آن کر نوشہرہ میں بہتا ہے اور چوتھی جانب
میں کوہ شمالی ہے حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد میں معرکہ آرائیاں زین خان
کوکلتاش و بیربل و حکیم ابوالفتح نے یہان کین انکا بیان اقبالنامہ اکبری میں مفصل لکھا گیا
ہے غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہوگئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر
نہیں نکالتی تھیں اگرچہ وہ خودسر تھیں با جگذار نہ تھیں لیکن وہ اپنی حدود سے
باہر قدم نہیں رکھتی تھیں ان دنون میں انکے سردار بہاکو نے فساد اٹھایا اور اس
قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ
خوشتا کے ملاؤن میں سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا ـــ بہاکو کی صلاح دیدسے
پانچہزار افغانون کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر چڑہ گئے یہ قلعہ حدود پکھلی میں تھا جس کے
مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ میں تھا۔ غدر و مکر سے اس قلعہ کو انہون
نے لے لیا۔ اور ان حدود میں شورش انگیزی شروع کی افاغنہ یوسفزئی کے
ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب و حدود اٹک میں اپنی حد سے باہر قدم رکھا
اور محال اٹک محمد وسہ پر دست تعرض دراز کیا۔ جب بادشاہ کو انکا حال سوانح و وقائع
نگارون سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کامل خان پاس فرمان بھیجا کہ دریائے
نیلاب کے نواحی کے جاگیردارون و فوجدارون کو جمع کر کے حتی المقدور اس طائفہ
کی تادیب میں مشغول ہو امیر خان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہزار
سپاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے۔ کامل خان
نے شمشیر خان کے پہنچنے کا انتظار نہیں کیا اپنے ہمراہیون اور لشکری گکھرو

ہشتریف دو خوشحال خٹک کو ساتھ لیکر اٹک سے برآمد ہوا۔ اور گذر ہارون
کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم
یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور مین امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس سے
کامل خان نے مدد طلب کی تھی امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد قلی سلطان
گکھڑ و راجہ مان سنگھ بہادریہ ۱۷ شوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی
بھی دریائے نیلاب سے اس طرف نکلکر گذر ہارون پر جنگ کے لیے تیار ہوکر مقیم
ہو گئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار متفق الفوج تین ہزار سوار
اور پیادے اتر آئے تھے انمین سے دس ہزار ہتیار بند جنگ مین مستعد ہو
سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ ہو کر بھاگتے
دریائے نیلاب میں گر گئے لشکر شاہی انکے تعاقب مین گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار
آدمی مارے گئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پہ
دریا کے تین شعبے ہوتے ہین ایک انمین پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت
لے گئے لشکر شاہی نے مفسدون کے چارسو سر اتارے۔ کامل خان نے انمین سے
ایک سو بیس سر پشاور بھجوائے اور باقی سرونکا کلہ مینار بنایا۔ تاکہ لوگونکو عبرت
ہو۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر کامل خان کو خلعت فیل دیا اور منصب میں پانصدی
دو صد سوار کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر ہارون پر اقامت کی۔ چارون
طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملک مین گھس گیا
مخالف موضع ادھند مین جو حصہ کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے
جمع ہوئے۔ پادشاہ نے مصلحت وقت جانکر محمد امین خان بخشی کو کابل کا
صوبہ مقرر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سپاہ کے ساتھ
۱۰ ذیقعدہ کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی
کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑائیان یوسف زئی سے محمد امین خان کے

پہنچنے سے پہلے ہوئین اور یہ قوم مغلوب منہزم ہوئی جس کا مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر خان و
عبدالرحیم ملازم امیر خان کابل سپاہ لشکر کوہی کے ساتھ مفسدون کی ولایت مین پہنچے اور سرزمین
مندر مین آئے۔ یہ مقام کوہستان یوسفزئی سے باہر یوسفزئی کا محل گشت و زراعت
میدان گرد و قریب ہے۔ یہان سے موضع اضنیہ مین کہ دھند کوہستان ہے بھاگنے بجھانے اور مورچال
لگانے اور تنظیم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان سے باہر جو یوسفزئی کے مکن مواطن و دہات
اور مزارع تھے انکو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ
یوسفزئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصوبہ پنج بیر و مرغز مین دساد
اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفون کو پنج بیر مین شکست
دی اس جنگ مین شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے مفسدون کے
اکثر قریے و مساکن کو آگ لگائی اور ان کے مواشی کو غارت کیا اور دو روز بعد
شمشیر خان نے پنج بیر کی بائین جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا
نشان نہین چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے ان مقدمات کے بعد
بہاکوا اور یوسفزئی کے اور ملکون نے الوسا کوزئی اور ملی زئی جو اہل سواد اور بنیر مین
جمع کرکے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۵ محرم کو انہون نے سپاہ نامحصور کے ساتھ
موضع منصور مین آن کر مورچال مستحکم کئے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز
لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کر کے ان سے لڑنے گیا۔ افغانون نے بندوق
و تیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو بھگاتا ہوا منصور پر انکے مورچالون کے
سامنے آیا۔ قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے اسے سنبھال لیا سخت لڑائی
ہوئی۔ یوسفزئی کو شکست فاحش ہوئی۔ ہوا گرم چل رہی تھی بعضے بھاگ کر
پنج بیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلہ حیات انکا بجھ گیا۔ ایک گروہ نے آبی سے تشنہ لب
سرا عدم کو چلا گیا۔ ایک گروہ نے کوہ پر ایک موضع مین کوشش و آویزش مین ثبات کیا
شمشیر خان انکے دفعیہ مین مشغول ہوا۔ جب تیر و تفنگ سے انکو دفع نہ کر سکا تو بے توقف

وہ دن تک انکا پیچھا کیا لیکن گھوڑون سے اتر کر پیادہ پا اور پتھرون کو منہ پر لگا کے مردانہ وار
کوہ پر چڑھ گیا [illegible] دشمنون کی [illegible] کو امان دیکر دستگیر کیا لیکن بہت آدمی بھی
چند [illegible] ساتھ تھے [illegible]۔ بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیر خان کا اضافہ
منصب کیا محمد امین خان بھی یوسفزئی کے ملک میں آگیا اور اسکے ساکن ولد
[illegible] کی تنبیہ میں کوشش کی۔ بادشاہ کا حکم اس باب میں آیا کہ شمشیر خان کو اوہند میں
چھوڑ کر [illegible] کو تنبیہ کر کے تم خود ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کام کیا
[illegible] کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ ۲۵ ربیع الاول کو موضع [illegible] میں پہنچکر شمشیر خان کو اوہند
سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیر خان آیا اور قوم اوتمانزئی کے ملکون کو جو [illegible]
اطاعت کی بھی ساتھ لایا محمد امین نے انکو خلعت دیکر اپنے وطنون کو رخصت کیا اور
انکو کہہ دیا کہ اطاعت کرو گے تو لشکر شاہی کی سطوت سے امین رہو گے۔ فریق یوسفزئی
سے قوم شیر [illegible] شہباز گڑھ سے کوہ کرہ مار تک جا بجا سکونت رکھتی تھی۔ اور موقع پاکر [illegible]
کرتی تھی۔ محمد امین خان شہباز گڑھ میں گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر فضا میں داخل ہوا
اور چند قریون کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چھ ہزار مویشی پکڑ لئے۔ محمد امین خان موضع [illegible]
میں آیا جو کہ سواد میں واقع ہے یہان خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مویشی لے
لئے۔ اس لوٹ مار کے بعد [illegible] ربیع الثانی کو اوہند میں آیا اور شمشیر خان کو مہم کا اہتمام
سپرد کر کے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۲ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی
۲۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبد الرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچ ہزار روپیہ
اور محمد [illegible] خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپیہ اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو
تین ہزار روپیہ [illegible] خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با ساز مینا کار و محمد منصور برادر عبد اللہ خان
[illegible] کاشغری کو [illegible] جمدھر مرصع و ایک ہاتھی اور پانچ ہزار روپیہ ملا۔ ۲۰ ربیع الثانی
رستم [illegible] خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک ہاتھی اور [illegible] ہزار
روپیہ اور [illegible] ہمیون کو ۱۲ ہزار روپیہ اور خوشحال بیگ ایلچی سبحان قلی خان کو

خلعت و اسپ با ساز و طلا و شمشیر و سپر ہر دو با ساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور بیس ہزار
روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک اشرفی پچاس مہری اور اس کے
رفیقون کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئے - اول سے آخر تک سفیر بخارا اور اسکے رفیقون کو
دو لاکھ روپئے کے قریب اور ایلچی بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپئے کے قریب
اور ایلچی والی اورگنج کو خلعت اور چھ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع گران بہا
والی مذکور کے لئے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپئے اسکو حوالہ ہوئے کہ ہندوستان کی امتعہ
خرید کر کے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو بخاری خواجہ ہین
ہر ایک کو پانچ ہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہمنے وہ لکھے ہین جو غیر ملکون کے سفیرون کو
دئے گئے ہین جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکون کے
پادشاہون سے اسکی مراسلت تھی اور انکے سفیر اسکے دربار مین آتے تھے -

عبداللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا -

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبداللہ خان والی کاشغر بیٹے کی
ہاتھ سے تنگ ہوکر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بے سروسامانی کے ساتھ
ان حدود مین آیا ہے چند اہل و عیال اسکے ہمراہ ہین - پادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق
کو مہماندار مقرر کیا اور سرانجام ضروری کے ساتھ اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ
ایک سو نو گھوڑے با ساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی با ساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع و
ظروف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر پر
تنخواہ کر کے بھیجے - محمد امین خان کہ لاہور مین اپنے تعلقہ صوبہ مین گیا ہوا تھا - حکم
گیا کہ عبداللہ خان کے آنے تک وہان توقف کرے اور اسکی ضیافت بتقدیم
کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپئے اسکے پاس پہنچا دے اور اسی
طرح سے اسکی مہمانداری مین مشغول ہو - جابجا حکام و فوجدارون کو مہمانوازی و
مسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جب وہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو
پادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

عبادت خانہ میں بلاکر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک مہمان رکھا اور پھر کعبۃ اللہ
سامان درست کرکے روانہ کیا۔ سورت تک اسکی ہر جگہ بڑی خدمت گذاری ہوئی
دس لاکھ روپیہ اس کی مہمانداری میں صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیئے عالمگیرنامہ محمد کاظم زیادہ رہتا تھا
دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کردیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ
کرے۔ اسلیئے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور
بالتفصیل ایسی نہیں ہے جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابوں سے باقی
حال میں لکھتا ہوں یہ ہیں۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستعد خان نے خفیہ لکھا ہے اسمیں
واقعات دکن میں قلعوں اور ملکوں کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جو ان
مہمات میں پیش آئے انکا ذکر نہیں کیا اچھا رخ دکھایا ہے دوسرا رخ چھپایا ہے۔ دوم
منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا نوکر تھا۔ وہ
عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جسنے باپ سے بہت واقعات سن کر
ایسے لکھے ہیں جنمیں عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے
حال لکھے ہیں نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو ہجو بناتا ہے اور عالی
کی مضحکات نظمیں نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخیں جو ہندوؤں نے لکھی ہیں اور انگریزی میں ترجمہ
ہوئی ہیں ان تاریخوں میں افسانے اور کہانیاں بہت ہیں تاریخ کم ہے۔ چہارم
وہ تاریخیں جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ میں ہندوستان میں موجود تھے لکھی ہیں جیسے فرانسیسی
ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امراء
کی مجالس سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس
میں ہوتی ہے اور کیا کیا طرفگیں آمیزش ہوتی ہیں اس اجنبی ڈاکٹر نے اس اپنے
آقا کی جھوٹی باتیں انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی دماغ سے عقلی تکے انمیں لگا کر
ایک تاریخ لکھدی کہ جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ میں پڑتے ہیں۔

جو معتبر کتابون پر نظر نہین رکھتے —

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست و یکم

روز بروز امور شرعی کے اجراء اور اوامر و مناہی الٰہی کے پاسداری مین بادشاہ کی
تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوئے تھے کہ راہداری اور پاندری وغیرہ
موقوف کی جاے جس سے لاکھون روپیہ کی آمدنی ہر سال سرکار کو حاصل ہوتی تھی و
مسکرات کے رواج اور خرابات خانون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خانون مین
ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پر جاترہ کے لئے
جمع ہوتے تھے اور لاکھون روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اسکے محصول کے
بہت روپئے ہر صوبہ مین داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔
کلاونت نامی قوالون سے جو سرکار مین نوکر تھے انسے سرود خوانی سے توبہ کرا کے
انکے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہین کہ
ایک جماعت کلاونتون اور قوالون نے بڑا ازدحام کیا اور ایک جنازہ کو بڑی شان سے
اٹھایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکے درشن کے نیچے سے گذرے جب بادشاہ نے
جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاونتون نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اُس کو
مدفون کرنے کے لئے لیجاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا
اور ندا نہ آئے —

اورنگزیب کا حال

بادشاہان سلف کے زمانہ مین اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود [illegible]
کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لئے ایک دفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین پر اُس جھروکہ
درشن مین اپنی صورت دکھلاتے تھے۔ جو دریائے جمنا پر شاہجہان آباد اور اکبرآباد
مین مشرف ہے۔ امراء مجرائی کے سوا اس وقت [illegible] کے لاکھون زن و مرد
دعا و ثنا بجالاتے تھے اور قوم ہنود مین ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ
درشن کے نیچے جا کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا۔ کوئی چیز نہین کھاتا تھا۔ عالمگیر نے

اسکو بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیون کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور
جھروکہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔

آغاز سال دوازدہم کی ابتدا مین بادشاہ نے سُنا کہ برہانپور مین محلہ احدی پورہ اور
کھڑکی پورہ آپس مین عداوت ہمیشہ رکھتے ہین۔ ایام عاشورہ مین احدی پورہ کے آدمی
ہرسال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہین مردم کھڑکی پورہ پر اور اور محلون
پر غالب تھے۔ گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دو سو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور
بندوقچی باہر نکلتے تھے۔ ایک رات کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے
آدمیون سے انکا مقابلہ ہوا۔ ہرچند کھڑکی پورہ کے آدمیون نے اپنے تابوت کی
گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا۔ مگر احدی پورہ
کے آدمیون نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ
واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والون کے ساتھ بہت سے تماشائی
شریک ہوگئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی کاندان
کے گھر پر سفال باقی نہین رہی اور پچاس احدیون سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر
زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپئے کے مروارید اور اقمشہ تابوت اور شہر سے احدی پورہ
کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو سُنکر حکم دیا کہ تمام صوبون مین لکھا جائے ایام
عاشورہ مین کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ انکا گشت کرائے۔ بادشاہان سابق کے
عہد مین شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد مین اور ہر ایک بادشاہ کے
عہد مین ایک ملک الشعرا ہوتا تھا۔ اور وہ پایۂ تخت مین حاضر رہتا تھا۔ مصاحب رکاب کے
دفتر دیوانی کا جزو منجمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے
انکو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق اور ماہہائے شمسی کی سرشتہ حساب اور تنخواہ
تیول جاگیردارون اور نقدی احدیون و توپخانہ کی اور بقدر ساعت کے موافق
تقویم بنانی وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سُننے کا اور ساعت از روئے

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر مین تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب رو سے تقویم محرر رکھتے ہین جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہین ہوسکتا تو فرمایا کہ ؎

لاولا لب لاولا لا شش مہ است لل وکط وکط لل شہور کوتہ است

پر حساب کر کے شمسی مہینون کے سر رشتہ کو نگاہ رکھین۔ اس حکم سے حساب مین الجھیڑا پڑ گیا اور جن منصبدارون کو برسون کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی و مقدمات جزئی و کلی مین قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو انپر رشک و حسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمد آبادی کہ قاضی القضات بادشاہی تھا اُس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امراء بانام و نشان اُسّے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ مہابت خان ثانی کہ جو بادشاہ کی خدمت مین بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی ثقہ و محرمان خاندان قاضی سے سنا گیا کہ جن ایام مین مہابت خان مہم دکن مین مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اُس نے مساعدت کی درخواست بادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن مین اُسکو خبر پہنچی کہ تین چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر و اکبر آباد اور مال قاضی احمد آباد کے بیوپاریون کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ مین داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد سب مال کو لے لیا اور سپاہ مین تقسیم کر دیا۔ جب بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو مہابت خان نے عرض کیا کہ سوداگرون کا مال از راہ اضطرار بطریق قرض لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کرینگے وہ مین ادا کرونگا۔ قاضی نے مصلحت کار اسمین جانی اور کاوش نہ کی۔ جسوقت مہابت خان کی رخصت کی تجویز ہو رہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیوا جی نے

بہت فساد مچا یا ہے تو جعفر خان اور مہابت خان کی طرف منہ کرکے بادشاہ نے فرمایا کہ اس کافر بچہ نے پاؤن اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے استیصال کا فکر ضرور ہے۔ مہابت خان نے جواب مین التماس کیا کہ فوج کی حاجت اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہین ہی۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے بعد ماغ ہوکر خلوت مین جعفر خان سے فرمایا کہ مہابت خان کو سمجھائین کہ سر دیوان ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خان یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متھرا سے بھیس بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی موچھ منڈائی۔ اپنے پسر خردسال کو ہمراہ لیا۔ چالیس پچاس ہرکارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے منہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو فقیرون کی صورت بنائی چوب سیتون کو مجوف کیا تھا اور ان کے اندر بیش قیمت جواہر اور کچھ اشرفیون کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ لکڑیون کو ہاتھ مین لیجا سکتے تھے ان کے سرون پر شامین لگا دی تھین۔ پرانی جوتیون کے تلوؤن مین کچھ اشرفیان سی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی و گسائین مرادسی بنا اور الہ آباد سے بنارس کو چلا۔ ایک دانہ الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانون کے ساتھ موم مین بند کرکے ہرکارون کی پوشش مین سی دیا۔ اور اور جواہر بعض ہمراہیون نے منہ مین رکھ لیے۔ یہ کوچ کرکے ایک مکان مین پہنچا جہان کے فوجدار کو وکیل کے لکھنے سے اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا فوجدار نے سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیرون کے تین گروہون کی آنے کی خبر پاکر ان سب فقیرون کو مقید کر لیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک یہ مقید مسافرون کی ایک جماعت کے ساتھ قید مین رہا۔ دوسرے روز آدھی رات کو سیوا خود تنہا خلوت مین فوجدار پاس گیا اور اقرار کیا کہ مین سیوا ہون۔ دو دانہ الماس و یاقوت لاکھ روپئے کی قیمت کے میرے پاس ہین تو یہ جانتا ہے کہ

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد

کہ اس صورت میں کہ مجھے زندہ قید ہی کرکے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کریں
دونو صورتوں میں یہ دونو جواہر بے بہا میرے ہاتھ نہ آئینگے۔ یہ میں ہوں اور
یہ میرا سر ہے تو ہم برگشتوں کے سر سے ہاتھ اُٹھا۔ علی قلی خاں نے یہ سوچا کہ معلوم
نہیں کیا ہو سودے نقد کو امید نسیہ پر چھوڑنا مصلحت نہیں ہے۔ اسلئے وہ دو جواہر
بے بہا لے لئے۔ اور تہدید آمیز تفتیش کے بعد تمام مخبروں اور مسافروں کو چھوڑ دیا
سیوا جی اس خلاصی کو دوبارہ عمر پانا سمجھا جیسے کہ مرغ قفس میں پھنسا ہوا چھوٹ کر
اُڑتا ہے۔ اس طرح وہ فوجدار کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اُڑا
اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے میں ہرکاروں سے زیادہ چلتا تھا۔ مگر سنبھا کم عمر بچہ ساتھ
تھا اس کے پاؤں میں چھالے پڑے وہ اسکے پاؤں کی زنجیر بنا سیوا جی کے
باپ دادا جب بنارس میں آئے تھے تو موروثی پروہت کمبکلس کو بنایا تھا۔ حسب
رسم و رسم ہنود کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان میں جاترا جاتے ہیں وہ ایک برہمن کو
اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہیں جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشہ انکی اولاد کی
خدمت کیا کرتا ہے سیوا جی نے اسکو تلاش کرکے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اسکے
حوالہ کیا۔ کچھ جواہر اور اشرفیاں دیں اور سفارش کی کہ اگر میری حیات نے وفا کی
اور میں اپنے مکان کو پہنچا تو میں تمہیں خط لکھونگا تم سنبھا کو اپنے ساتھ لیکر جس
راہ سے کہ میں بتاؤں اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہیں اور بیٹے کو
خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پر زنہار اپنی
جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ اس برہمن کو جو کبکلس کو لایا تھا چند سال کا خرچ
دیکر سنبھا کے ہمراہ کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور وہاں داخل ہوا۔ دو گھڑی
رات رہی تھی وہ گنگا نہانے گیا ابھی ڈاڑھی منڈانے اور نہانے سے فارغ نہ ہوا تھا
اور تاریکی باقی تھی کہ سیوا کے گرفت و گیر کا غلغلہ ہوا اسلئے ایک برہمن کو زر جواہر
دیا اسنے جلد نہانے سے فارغ کردیا اور وہ روانہ ہوا۔ القصہ سیوا بنارس سے بہار

و پٹنہ و چاندہ کی راہ سے قصبہ حیدرآباد میں عبداللہ قطب الملک پاس پہنچا اور
افسانے افسون انگیز و ایلہ فریب سے اسکو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وہ اس پر فریفتہ
ہوگیا۔ سیواجی فن قلعہ گیری میں مشہور تھا۔ عبداللہ قطب الملک نے ان تمام
سرحدی قطب شاہیہ قلعوں کے لیے سیواجی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ کے تصرف میں چلے گئے
تھے اُسنے عبداللہ سے قسم عہد و پیمان و قرار کیے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میرے
ہمراہ کیا جاوے تو قلعے جو بیجاپوریوں کے تصرف میں ہیں انکو جاکر تھوڑے دنوں میں تسخیر
کر لیتا ہوں اور تمہارے منصوبوں کو جو میری ہمراہ تم کردوگے انکو حوالہ کردونگا اور
سوائے تمہارے قلعوں کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیوں نے لے لئے ہیں اگر ان کو
تمہارے کمک اور مصالح سے اپنے تصرف میں لاؤنگا تو میں تمہارے احسان مانونگا
اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زرخریدہ رہونگا۔ عبداللہ شاہ نے
عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہیں کی جمعیت شائستہ مع مصالح
قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سر فوج قرار دیئے اور انکو سیواجی کی اطاعت
و رفاقت کے لیے سفارش کی سیواجی قلعہ گیری میں ید بیضا رکھتا تھا فوج لیکر
جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اسکو طرح طرح کے حیلوں و تدبیروں سے چند دنوں کے
محاصرہ میں لے لیتا قلعہ کے سپرد کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لئے عبداللہ شاہ نے جو آدمی
اسکی ہمراہ کئے تھے اُسنے چکنی چپڑی باتیں کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس
قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کرونگا یوں امیدوار کرکے جنس و نقد جو قلعہ میں ہاتھ
لگتا انکو دیدیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پر لے جاتا ستارہ اور پرنالہ وغیرہ
دس بارہ قلعے فتح کر لئے یہ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھوں روپئے خرچ ہوکر
برسوں میں فتح ہوتے اُسنے تھوڑے دنوں میں اپنے تصرف میں کر لئے۔ راجہ
جے سنگھ و دلیر خان اور بندہائے بادشاہی کی سعی سے قلعوں راجگڈھ وغیرہ کی
کنجیاں خود اُسنے حوالہ کی تھیں پھر اپنا تصرف کر لیا۔ عبداللہ شاہ کے نوکروں کو

سیواجی کا گولکنڈہ جانا

حوالہ کرکے انکو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابوالحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن کی فرمانروائی کے سال اول و دوم مین سیواجی حیدرآباد مین آیا اور اس سے ملاقات کی اور رابطہ فہمی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پاکر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڈھ مین مستقل ہوا اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخون مین مرہٹون کی اور خافی خان کی تاریخون سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جیسنگہ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد دکنیون کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعون کا قلعدارون کے ہاتھ مین رہنا متعذر ہے اسلیئے اسنے مصالح توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنیکے تھے انکو ڈھا دیا اور وہان سے کوچ کرکے اورنگ آباد کو چلا۔ مورو پنت کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اسنے ان قلعون کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی انمین آدمی مقرر کیئے اور بادشاہی آدمی نکال دیئے۔ غرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہوگئے تھے اسنے آن کر ملک کوکان مین ولایت کلیان کو فتح کرلیا۔

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی اسمین کروڑون روپئے کے نقد و جنس جمع ہوئی۔ اور ہنود با نام و نشان اور مسلمان آبرو طلب زن و مرد اسکے ہاتھ آگئے۔ سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لٹنا حاجیون کے حج کا مانع تھا۔ اسلیئے بادشاہ کو یہ واقع نہایت ناگوار ہوا۔ اسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف مین قلعہ شہر پناہ بنائین جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہان بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لیئے متعین کیئے کہتے ہین کہ سیو نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کیئے۔ سوارون کو ان گھوڑون کا بارگیر بنا کے افواج کو بھیجا۔ پہلے جو اسنے نئے قلعے دریا مین بنائے تھے انکو اب از سر نو تعمیر کیا۔ جنگی کشتیان تیار کین اور انکے قلعون کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہاز دولت کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڈھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اس کے اطراف کے بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اسکو یہ فکر ہوا کہ راجگڈھ سے زیادہ کسی قلعہ کو بنائے

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کر کے اُسنے کوہ راہیری مین اسکی تجویز
کی وہ دامن کوہ سے قلعہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۲۴ کروہ وہان سے دریائے
شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی طرف
بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی مین تھی اور راجگدھ یہان سے چار پانچ
منزل تھا۔ یہان پانچ مہینے برابر مینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی
کونسے تھا۔ یہان قلعہ اسنے بنایا اور بمنج وبارہ اسکے کمال قلب بنائے
قلعہ راجگدھ کا رہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راہیری (راے گدھ) کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔
جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپین اسپر لگ گیئن اور اطراف کی آمد و شد کی راہ مسدود
ہوئی۔ صرف ایک راہ قلب اسکی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونے
کا کڑہ طلائی میدان مین رکھ دیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی
ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمند کے مع نشان جا کے
تو وہ زر اور سونے کا کڑہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین
پہاڑ پر مع نشان کے جا کر قلعہ پر نشان نصب کر کے چلا آؤن۔ سیواجی نے اجازت
دی۔ اس نے قلعہ پر جا کر نشان نصب کر دیا اور جلدی چلا آیا سیواجی نے حکم
دیا کہ خریطہ زر اور کڑہ طلا اسکو دیدیں اور اسکے پاؤن کے بند کاٹ دین۔ اس راہ
کو اس نے بند کرا دیا۔ جیسنگہ کی جگہ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسونت سنگہ
اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونو کے اوصاف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جو کار ساز شوق کے پردون مین ہوتے ہین انکی اصل حقیقت اس سے نہین
کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہین وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہین کرتے اور اگر
سچ بھی کہتے ہین تو انکی دغابازی اور مکاری کے سبب اعتبار نہین ہوتا اور سازش کے
افشا مین محققین جو اپنی عقل دوڑا کر رائین لگاتے ہین انمین کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ
کہتا ہے اس اختلاف سے کوئی صحیح امر تحقیق نہین ہوتا بس اسی قبیل کا معاملہ۔۔

اورنگ زیب و سیواجی کے صلح کا ہے یہ دونو ملکی جوڑ توڑون مین ایک دوسرے کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخ انگریزی مرہٹون کی تاریخون سے نقل کرتے ہین کہ بادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکید سے لکھا تھا کہ سیواجی سے بظاہر ملے رہنا عین مصلحت ہے مگر جسوقت قابو چلے اسکا قید کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہان تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت اور نفرت جتانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹون سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح اسکے پھنسانے کا جال تھا۔ مگر سیواجی سیانا تھا اس جال مین کب آتا تھا بعض مورخ انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی کی ملاقات راجہ جسونت سنگھ سے دہلی مین ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خط اورنگ زیب کے نام کا جزیہ کے باب مین راجہ کولاپور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیواجی نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندون کی سلطنت کا بہ نسبت مسلمانون کی سلطنت کے زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا سیواجی نے جانا کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دینے سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بہیڑ خوب روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت اپنی دولت خواہی کی جسمین لکھا تھا مین ہمیشہ حضور کی خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری و خدمت گذاری کرونگا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہین ہوئی۔ بادشاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور سیواجی کو راجہ کا خطاب دیا اور اسکے بیٹے سنبھا کو پنجہزاری کا خطاب ملا اور ملک برار مین ایک نئی جاگیر دی جسمین سیواجی کی طرف سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راوجی سومناتھ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے ضلع پونہ و چاکنہ و سوپہ واپس دیے گئے۔ مگر یہ ڈراوا اُس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگھ گڈھ اور پورندھر مین بادشاہی فوج فرمان روا رہے سیواجی نے اورنگ آباد

مین محمد معظم پاس سنبھاجی کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر کم عمری کے سبب سے
اسکو الٹا بلا لیا اور اسکی جگہ پرتوجی گوجر کو پرتاپ راؤ کا خطاب اور سرنوبت سوارون
کا منصب دیکر بھیجا۔

بیجاپور اور گول کنڈہ کے رئیسون سے پادشاہ کی صلح ہو گئی تھی اسلئے ۱۶۶۸ء سے ۱۶۷۰ء تک
دکن مین امن رہا۔

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نہ سمجھتا۔
جسوقت اسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے مین نہ پھنسا تو اسنے کھلم کھلا
اسکی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ
اختیار کیا۔ اول اسنے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جنکے سبب سے اسکی
آمد ورفت چاکنہ اور پونہ سے مسدود تھی۔ سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا۔ اسکی
عظمت کا خیال اورنگ زیب اور سیوا دونو کو تھا۔ پادشاہی راجپوتون کی فوج
نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی۔ تناجی
مالوسری نے مادلیون کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ پہاڑون کی بلندیون کو
زینون پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا۔ راجپوتون کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور
تناجی کو مار کر گرا دیا۔ اور دشمنون کی تہائی فوج (۳۰۰ آدمیون کے قریب) کو ٹھکانے
لگا دیا۔ مگر مرہٹے مر کر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو
لے کر ہٹے۔ پانچ سو راجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے۔ سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش
ہوا۔ مگر جب اسنے سنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا۔ اور اسنے کہا کہ بھٹ
ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا۔ سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعون پر کسی کو
انعام دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی مین ہر مادلی کو چاندی کے کڑے عنایت کیئے
اور افسرون کو انکے حسب حال انعام دیا۔ سوریاجی کو قلعدار مقرر کیا۔ سنگ گڈھ کے فتح ہونے
کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اسنے کچھ بڑا مقابلہ نہین کیا۔ کونکن مین قلعہ مہولی

صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعون اور ملک کا فتح کرنا۔

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا۔ مورو پنت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور اسکے ایک ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیر سے انکی کمک آئیگی وہ نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کرلیا۔ غرض تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہوگیا سیونیری کی فتح کرنے مین سیواجی کامیاب نہین ہوا جنجیرا کو بھی فتح نہ کرسکا۔ جسکا نتیجہ حال خافی خان کی کتاب سے لکھا جاتا ہے۔

سیواجی کی حبشیون سے لڑائی۔

ابتدا مین کوکن نظام الملکی سے راھیری کی اطراف تعلق رکھتی تھین جب شاہجہان کا اسپر تسلط ہوا۔ تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف مین آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن مین عادل شاہ کی طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ ڈندار (دھندار) راجپوری کہ نصف دریائے شور مین واقع ہے اور نصف خشکی مین ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے شور کے اندر ٹاپو مین تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر ڈنداراجپوری سے تھا وہ کمال مستحکم تھا۔ اس نواح مین ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا تو یہان کا فوجدار اس قلعہ مین پناہ کے لیے چلا جاتا۔ ڈندارہ راجپوری سے راھیری بیس کروہ پر تھا۔ جب اسکو سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہہ مقرر کی تو اس نواح مین سات اور چھوٹے بڑے قلعے اپنے تصرف مین کرلیے اور ڈندارہ راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا جب فتح خان نے سیوا کا غلبہ دیکھا کہ سب قلعون پر غالب ہوگیا ہے تو حواس باختہ ہوکر۔۔۔ ڈنداراجپوری کو چھوڑکر قلعہ جزیرہ مین چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے جنجیرا کہتے ہین۔ سیواجی نے یہان بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر مین تھا کہ امان کا قول لیکر جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کر دے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے اور انھین سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سپاہی ہمراہ تھے

جزیرہ کے بندوبست کا اور اکثر کاموں کا اختیار انکو تھا۔ ان تینوں کو غنیم کے غلبہ
پر اور فتح خان کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا
تو انہوں نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت مین قلعہ جزیرہ کا مرہٹوں کے تصرف مین
چلا جائیگا تو خدا جانے ہمپر وہ کیا ظلم توڑینگے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر
کر کے مقید کرین اور سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دین۔ چنانچہ سنہ ۱۴
جلوس مین حبشیوں نے فتح خان کو غافل کر کے اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالی اور ساری
حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اسکی اطلاع دی
اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب
کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینوں حبشیوں کو منصب و
خلعت عنایت کیا اور پانچہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر
سیر حاصل نواح سورت مین عطا کی جبسے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا۔ سیواجی کے
شر کے دفع کرنے مین کمر بستہ ہوا قلعہ کے نیچے کی کشتیان جو مرمت طلب تھین انکی
درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیان جمع کین اور ایک رات کو
قلعہ ڈنڈا راجپوری کے کشتیوں پر حملہ کیا اور دو سو نفر خلاصی اور جنگی پیادے پکڑ
لئے انمین سے سو مرہٹے تھے جنکو سیواجی نے ابھی مقرر کیا تھا۔ انکے پاؤن مین پتھر
باندھکے پانی مین ڈبو دیا۔ اس دن سے وہ سیواجی اور حبشیوں مین شدید عداوت
ہو گئی سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیان ترتیب دین اور قلعہ قلابہ و گندیری
مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے روبرو دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے۔ فریقین مین دریا
پر لڑائیان ہوتین انمین حبشی غالب رہتے۔ سیدی سنبل کو نہصدی کا منصب ملا۔ وہ
مر گیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیوں
کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی
قوم مین سیدی یاقوت جوہر شجاعت و رعیت پروری اور آبادکاری او

اور منصوبہ بازی میں ممتاز تھا کشتیوں اور مصالح جنگی کے جمع کرنے میں قلعہ کے
سبج وبارہ کی تعمیر میں اور دریا نوردی میں وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور
شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا۔ مگر راس نے غنیم کی کشتیوں کو دریا پر پکڑ لیا اور
بہت مرہٹوں کے سر کاٹ کے بندر سورت میں بھجوا دیئے اور خانجہان کو عرضداشت
بھیجی۔ خانجہان بہادر کی تجویز سے اسکے پے بہم اضافہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ منصوبے میں
رہتا تھا کہ قلعہ دنڈا راجپوری کو سیوا جی کے قبضہ سے نکالے اسنے ہوائی توپیں
بہم پہنچائیں اور رات کو انکو درختوں پر لگا کے دنڈا راجپوری کی طرف چھوڑا۔
اسی طرح سیوا جی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر میں رہتا تھا۔ اور اپنے ہمراہی سرداروں
سے جو فن قلعہ گیری میں ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو
ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا۔ ہولی کے دنوں میں سیوا جی نے قلعہ راہری
سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی
دھن میں رات دن رہتا تھا۔ ایک رات کو حصار دنڈا راجپوری میں ہندو
ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ سو آدمی مع مصالح
قلعہ گیری و زینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود
تیس چالیس کشتیاں مصالح یورش سے بھری ہوئی لے کر دریا کی طرف سے پایہ
حصار میں پہنچا۔ دونوں نے آپس میں کچھ اشارے مقرر کر لئے تھے ان مقرری اشارون
پر کام کرتے تھے۔ قلعہ کے آدمیوں کو انہوں نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی
کی طرف سے صدائے یورش بلند کی۔ اور ہندوؤں نے خبر پاکر بہیئت مجموعی اسکے
دفعیہ کرنے پر متوجہ ہوگئے و سیدی یاقوت نے ایک جانبازوں کی جماعت لی اور
کمند و زینوں کے ذریعہ سے جو کشتیوں سے پایہ حصار تک لگے ہوئے تھے
جلدی و چالاکی سے حصار پر چڑھنے لگے ان میں کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے۔
مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مارو بگیرو کا غل مچایا اسی حال میں چند نفر

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھے کھولنے اور باروت نکالنے اور
تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ میں آگ لگی۔ یہ آدمی مع
سردار اور گھر کی چھت کے اُڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر
کر کے جان سے سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام جو جو تھا جب جوانان ہر
طرف گھرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ میں تمیز نہیں رہی تو یاقوت جو جو
کہہ کر اپنے بہادروں سے کہتا تھا کہ میں زندہ و سلامت ہوں تم خاطر جمع رکھو
ہندوؤں کے مارنے اور باندھنے میں حبشیوں نے دست درازی کی اس عرصہ
میں سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر اپنے آدمیوں کو قلعہ میں لے آیا اور قلعہ کو مفتوح
کیا۔ کہتے ہیں کہ جس وقت باروت خانہ کی چھت اڑی ہے تو اسکی آواز سے
سیواجی باوجودیکہ بیس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دنداراجپوری پر کوئی
آفت آئی ہے اسنے تیز رو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر حال دریافت کرایا
ان ایام میں سیواجی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو
گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو دنداراجپوری سے چار پانچ
کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیواجی کے تصرف میں تھے اس وقت اُن کو
چھوڑ کر وہ اور قلعوں کی امداد کو نہیں جا سکتا تھا سید یاقوت نے فرصت کو غنیمت
سمجھ کر ان قلعوں پر تاخت کی۔ اس ضلع میں حبشیوں کے تسلط کا آوازہ زبان زد
خلائق تھا۔ دو تین روز کے تردد میں چھ قلعوں کے قلعداروں نے امان مانگ کر
قلعوں کو حوالہ کیا ایک قلعہ دار نے سیواجی کی کمک کی امید میں ایک ہفتہ جنگ
کی حبشیوں کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوائی توپوں کے مارنے اور مصالح
قلعہ گیری کے جمع کرنے سے اُس پر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا۔
سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیوں میں جو قلعہ سے
نکلے صاحب جمال عورتوں اور خردسال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

اور مسلمان کیا اور بڈھے اور بہت عورتوں کو چھوڑ دیا اُس وقت سے سیواجی کے دل
میں حبشیوں کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسرے قلعہ کا فکر
نہ کیا قلعہ ڈنڈا راجپوری اور اور قلعوں کی فتح کے بعد پادشاہزادہ محمد معظم
صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت میں یاقوت کی عرضداشت پہنچی انہوں نے
خلعت و خطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت و سیدی خیریت کو مرحمت کیا۔
حبشیوں کا باقی حال آئندہ لکھا جائیگا۔

سنبھا کو مرا ہوا سیواجی کا بتلانا۔

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد میں کبکلس نامہ دار پاس چھوڑا تھا۔ سیواجی نے کبکلس کا ایک
خط بنایا جسمیں سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا۔ اور اسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم
میں بیٹھا امیران دکن نے اسکو پرسے کے خط لکھے سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی
بہت منت و سماجت سے اسکو منع کیا۔ مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئیں پادشاہ کو
جب اُسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ خس کم جہان پاک۔ چار پانچ روز نہ گذرے
تھے کہ الہ آباد سے کبکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شادیانے بجنے لگے سیواجی سے جب اس
خبر بد کا سبب لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو پادشاہ میرے
بیٹے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طے کرنی گرفت و گیر کے اندیشے
سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی۔

سیواجی کا سورت کو دوبارہ لوٹنا سنہ ۱۰۸۱ھ ۱۶۷۰ء۔

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت
کے سر ہوا۔ یہاں کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعتہ مر گیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی
سورت لوٹنے آتا ہے۔ بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کیلئے داخل ہو چکی تھی
مگر اتفاقاً یا ارادۃً جسونت سنگھ اور پادشاہزادے نے اس سپاہ کو وہاں سے
علیحدہ کر دیا صرف سو سپاہی وہاں رہ گئے۔ سیواجی نے خوب فرصت میں تین
دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کر کے کاشغر کا فرمان روا یہاں واپس آیا تھا اس کا
مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا۔ اُس پر وہ فخر کرتا تھا۔

تیسرے روز برہانپور سے خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹا یا اور اہل سورت
کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپئے سالانہ نذرانہ دینگے تو آیندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے۔ وہ
سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ چنجین چنجین سے چاندور کے نزدیک گذرا تھا کہ
داؤد خان پانچہزار سواروں کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا سیواجی ناسک کی درہ کلان
کی راہ سے کوکن میں دوبارہ داخل ہوتا چاہتا تھا کہ اسکے اور اُس درہ کے درمیان فوج
شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجیں بنائیں کہ دشمن انکے پیچھے متفرق ہون
اُن فوجوں میں سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنوں سے کچھ لڑتی ہوئی کوکن میں داخل ہو گئی باقی
فوجوں نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی۔ ماہوری کی دیس مکھی ۔ مرہٹن بادشاہ
کی طرف سے مرہٹوں سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہو گئی سیواجی
نے اسکے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اسکو گھر بھجوا دیا اور بہت تحائف اسکو دیئے۔

جب سیواجی پھر لڑنے آیا تو اسنے بحری اور بری بڑی تیاریاں کیں اُسنے دس ہزار سوار
بسرکردگی پرتاب راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسرکردگی پیشوا شمال کیطرف روانہ کئے
اور ١٦٠ جہاز بمبئی میں گذرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی ہیں مگر اسنے اس بیڑے کو
واپس بلا لیا تو وہ دابل میں آگیا اسکے ساتھ پرتگیزوں کا ایک بڑا جہاز تھا جو رستے
دمن میں گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزوں نے بھی اپنے جہاز کے عوض میں سیواجی کے بارہ
جہاز گرفتار کرلئے تھے۔

پرتاپ سنگھ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنوں میں ایک بڑا دولتمند
آباد صوبہ تھا۔ پرتاب سنگھ نے اسکے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کو لوٹا مارا اور اسنے
ایسا انکو مجبور کیا کہ وہاں کے زمینداروں نے اسکو چوتھ مقرر کر دی۔ چوتھ کی حقیقت یہ ہے
کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹوں کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے
انکی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے میں تامل کرتے
وہ ان مرہٹوں کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

پادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی۔

مورو پنت پیادون کے سردار نے بھی کئی قلعہ فتح کر لئے جنمین اوندھا اور پٹہ بڑا قلعہ عظیم

سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئین انکے اسباب بھی مہیا ہو گئے تھے اول یہ کہ پادشاہ

خود شمالی مشرقی فوجون کے ساتھ لڑنے مین مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود

نہین جا سکتا تھا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔

اپنے بیٹے کا اعتبار نہ تھا۔ ہر ایک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد پادشاہ ہونے کے لئے اپنی سپاہ

اور طرفدارون کو قوی کرنا چاہتا۔ اسلئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک پادشاہ

انکار ہی کرتا رہا۔ جب اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت

ہے تو اسنے ۱۶۷۱ء مین مہابت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی جو

شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اسنے دکن مین آکر شاہزادہ پاس صرف ایک ہزار

آدمی رہنے دیئے۔ پادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ کو بلا لیا۔

مہابت خان نے یہان آن کر سیواجی کے قلعون کو فتح کرنا شروع کیا۔ برسات کے

شروع مین صرف قلعہ اوندھا و پٹہ اسنے لے لیا اور چھاؤنیون مین چلا گیا۔ برسات کے

بہت دنون بعد اسکا لشکر میدان مین آیا اسکی آدھی فوج نے بسر کردگی دلیر خان

چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا۔ سیواجی اس قلعہ کی قدر

جانتا تھا اسکے بچانے مین دل و جان سے کوشش کرتا تھا۔ یہ اتفاق کی بات ہے

کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح مین جو عمدہ منتخب دو ہزار

سوار تھے پٹھانون نے انکے پرزے اڑا دیئے اسلئے مورو پنت اور پرتاپ راؤ بیس ہزار

سوارون کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو فوج

شاہی کو اخلاص خان لیکر لڑنے گیا اور مرہٹون کا ہراول پرتاپ راؤ نے دیکھا کہ

اخلاص خان اسپر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اسکے آگے سے بھاگا جسمین مغلون کا لشکر

تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتاپ راؤ نے

مہابت خان کی مہمات دکن مین۔

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلون نے اپنی فوجین سنبھالا اور مرہٹون کے سامنے آئے
مگر پھر شکست ہوئی اور اُنکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس نامی افسر قتل ہوئے اور بعض
بڑے بڑے سپہ سالار زخمی ہوئے۔ مرہٹون کا سردار سیر راو کرلے مارا گیا جو پانچ ہزار
سوارون کا سردار تھا اور پانسو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوئے۔

اس فتح سے مرہٹون کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالھیر کا
محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اُس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد مین چلا
گیا۔ رائے گڈھ مین جو سیواجی پاس معزز قیدی آئے۔ جب انکے زخمی اچھے ہوگئے
تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیون مین سے بہت سے سیواجی
کے نوکر ہوگئے۔ بیجاپور اور بادشاہی سپاہیون کے مفرور کثرت سے مرہٹون کی
علم کے نیچے آگئے۔

بادشاہ نے حکم دیدیا کہ قلمرو ہندوستان سے مسلمانون کی تجارت کے مال سے
محصول یک قلم موقوف ہو۔ پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہا کی روایت
سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب سے تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانون کو معاف
ہے اگر اس سے مایہ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہو اور مال شناسایت کا مزاحم
محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے
مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کرکے لاتے ہین اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھواتے
ہین اور زکاۃ کہ کافہ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو بادشاہ نے
حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکاۃ مسلمانون
سے اور پانچ فیصدی ہندوؤن سے جزیہ لیا جائے۔

دکن مین سیواجی نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے مہابت خان کو مع آغر خان کے
کابل سے بلاکر دکن مین مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن مین بہت دشمنون کو مارا
آغر خان نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اور خان جہان بہادر

کوکلتاش کے ساتھ ابتدا مین اور دلیر خان کی قراولی اور ہراول مین بڑے بڑے
کارنمایان کیئے۔ دلیر خان کی مرہٹون کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم مرہٹہ کا ضابطہ
یہ ہے کہ ابتدا مین وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہین اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلون و
آب کنئون کی طرف دشمن کو لے جاتے ہین اور پھر ہر طرف سے ہزارون نکل آتے
ہین اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہین۔ دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ مین چار پانچ
سو سوار نمودار ہوئے۔ آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے وہ انکے
مقابلہ کے لیئے دوڑا۔ حملہ اول مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے وہ انکے
تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر سات آٹھ
ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کرکے کارزار کرنے لگے۔ آغر خان ان پر
ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے انکا منہ پھیرتا تھا اور
تین مرہٹون کے نامی سردار مقابلہ کرکے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی۔
دلیر خان نے آغر خان پاس آن کر اسکی تحسین و آفرین کی۔ آغر نامہ مین لکھا ہے کہ

چو دشمن بہ گردید عاجز ز جنگ + براہ گریز آمدہ بے درنگ
دلیر خان رسید از قفا آن زمان + بکرد آفرین بر جہان پہلوان

دو نشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئین۔ پونہ تک جو اصل سیواجی کا مکان و ملجا
ہے تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغر خان ثانی نے اپنے باپ کی فتح
نمایان کی یادگار کے لیئے مرہٹون کے نشانون کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔

فساد قوم یوسف زئی

بادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پشاور اور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل
مین کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانون کے سردار ایمل خان اور اور
سردارون سے جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون نے مور و ملخ کی طرح جمع ہوکر آپس مین
اتفاق کرلیا تھا۔ اس جنگ مین محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور
پیشرو سے پادشاہی آدمی کام مین آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے

محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور نوبت یہان تک آئی کہ تمام بہیر اور خزانہ اور
ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سردارون اور ہمراہیون کے قبائل و ناموس
افغانون کے دستگیر ہوئے۔ اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ
اس تہلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکے افغانون نے محمد امین خان کی چھوٹی
بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہین کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے
خردسال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت وخجالت کے مارے اپنے
شوہر پاس آنا نہین قبول کیا یہین سادہ لباس وکرتہ پہن کرمعبود کی عبادت مین مصروف
ہوئی۔ ایمل خان نے کوہستان مین اپنے نام کاسکہ چلایا اور ایمل شاہ زبان زد
خلائق ہوا اس خبر سے پادشاہ کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا سنہ ۱۷ جلوس کے آخر
مین پادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغر خان کو بطریق ایلغار دکن سے
بلایا۔ اور فدائی خان کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔

ان دنون مین اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہان کی اصطلاح مین پاشا
کہتے ہین ہندوستان مین آیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ خویشون اور بھتیجون کی نزاع
سے اسکی حکومت مین اس قدر خلل پڑا اور نزاع اور فساد وتعصب اس حد پر پہنچا
کہ چند محلہ شہر وقریات کو جلاکر اور بیشمار شرفا و اکابر کے گھر مین آگ لگا کے...
بندر سورت کی راہ سے پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار
سوار کر کے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان مین عطا فرمائے اور مہم
دکن مین بطریق کمکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

اسی سال مین جعفر خان نے زہر پیا وہ خوش وضع اور میرزا منش تھا۔ اوسکی قوت
شامہ اور ذائقہ سب امیرون سے زیادہ تھی ایک دفعہ کوئی کنکن کا تربوز اسکے
سامنے رکھا تو اسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی وسگندگی اور سرخی اور گلابی
مین اس سے بہتر تربوز مین نے نہین دیکھا۔ مگر اس مین عیب یہ ہے کہ

اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا پادشاہ پاس آنا

جعفر خان کی وفات

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن میں خالیز میں مچھلی کی کھاد دیتے ہیں تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

سنہ ۱۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۸۳ میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجا پوری کی فوج سے قصبہ ملکھیر میں ہوئی جو بیجا پور سے چار منزل پر ہے لڑف صاحب نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان ہراول تھا اور اسلام خان رومی رفیق تھا کارزار بہت صعب ہوئی ایسی حالت میں کہ اسلام خان رومی نے تردد نمایان کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ حد سے زیادہ تھا اور چاروں طرف سے افواج پادشاہی گھری ہوئی تھی۔ باروت تقسیم کرنے کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس باروت میں آگ لگ گئی فیل و فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا فیلبان کے اختیار سے فیل باہر ہوا اور اسلام خان کو بیجا پور کے لشکر میں لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا اس جنگ میں بہت سے پادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی۔ کئی کروہ تک آگے میوان کے سر اور ہاتھیون کی سونڈین دلاوروں کے گوی و چوگان تھے۔ آخر الامر فوج پادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز میں وہ ہاتھیوں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی۔ پھر اسی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ میں الٹی آئی۔ اوائل سنہ ۱۷ جلوس میں حسن ابدال میں پادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانوں کی تنبیہ میں مصروف تھا اسلئے دکنیوں کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

پادشاہ کے حکم سے آعز خان ایلغار کرکے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس روز میں طے کرکے حسن ابدال میں پادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ پادشاہ نے چند بندۂ کارزار دیدہ چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ آعز خان کے ہمراہ کئے

[margin, right:] ۱۰۸۳ بیجا پور سے ... لڑائی

[margin, lower right:] پادشاہ اور افغانوں سے

اور دو لاکھ روپیے نقد عطا کیے اور افغانون کی تنبیہ کے لیئے روانہ کیا۔ آغر خان
جب پشاور مین آیا تو چند لوس میمند نے اتفاق کر کے آغر خان پر شب خون مارا۔ اس نے
بہت سے آدمی مار کر انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا
کیا اور زین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار انکے مارے اور دو ہزار زن و مرد
اسیر کیئے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانون نے بہت روپیہ دیکر
اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغر خان کو خلعت و اضافہ
مرحمت کر کے جنبرین بھیجا کہ وہان افغانون کا استیصال کرے۔ خدائی خان
صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغر خان کی ہراولی افغانون کی گوشمالی مین
کرے آغر خان جسطرف رخ کرتا کشتون کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار
افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہو کر علی مسجد کی منزل کے قریب آغر خان پر شبخون مارا
مغل خبردار ہو کر افغانون سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتین
قتل ہوئین آغر خان کے زخم کاری لگا۔ اس زخمی ہونے پر بھی اسنے بہادرانہ
حملے کیئے اور افغانون کو ہزیمت دی اور مقتولون کے اسلحہ اتار لیئے اور وہ اسیر
افغانون کے سر پر رکھے اور انکے رسیون سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑون کے آگے
رکھا۔ ہزارون افغان اسیر اور کشتہ ہوئے۔ اور باقی جو بچے پہاڑون و دَرون
مین بھاگ گئے۔ آغر خان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر
پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویذ
اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسکے پاس بھیجا جسنے چشمون کو حسد ہوا خصوصاً ہندی
نژادون کو جو اسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پھر مور و
ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے۔ اور دریائے قلعت مین ملجا و پناہ اپنی بنا کے مسافرون
و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوتے اور آغر خان کے ہمراہیون کا
حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آغر خان نے ہراول ہو کے

فدائی خان کو پشاور سے جلال آباد مین پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغر خان کو پانچ ہزار
سوار دیکر ملک نیک نہار کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانون کے قبضہ مین آگیا تھا
اور خود کابل گیا۔ یہان بھی اُسنے خلزئی افغانون کو لڑکر بھٹا دیا۔ نیک نہار کے
افغانون نے زینہار مانگی۔ راہ جلک جسکو انہون نے مسدود کر رکھا تھا جاری ہوئی
تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانون نے جمع ہوکر غافل آغر خان پر شبخون مارا مغلون
نے اسکا مقابلہ کیا ستہ پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی
بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پشاور مین آنا چاہا تو افغان جمع ہوکے اسکے
سد راہ ہو۔ محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغر خان کی ہمچشمون کی حسد کے
سبب الوس عرب کے رؤسا مین سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو
ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپ خانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر سب
افغانون کے تصرف مین آیا۔ ناچار سریع السیر قاصدون کو آغر خان پاس بھیجا
اور اسکو بلایا وہ چند ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کرکے آیا کتل جلک سخت لڑائی
ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج پر
کار تنگ ہوا لیکن آغر خان کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خان جلال آباد
پہنچا اور حکم کے بموجب اُسنے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے بادشاہ
آخر سنہ یا سنہ ۱۹ جلوس مین حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدلکے
امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ
امیر خان کے بندوبست تک کابل مین توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت مین
کوشش کرے۔ آغر خان کو مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا
امیر خان پشاور مین آیا اور افغانون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد
بادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ نیک نہار مین تھوڑے دنون مین
آغر خان نے مصالح جمع کرکے قلعہ آغر آباد تیار کیا۔ جب افاغنہ مین اس قلعہ کے بنانے

خبر مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق میں خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہوئے امیر خان کو
اسکی خبر ہوئی۔ اسنے سید محمد رضا داروغہ توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ
پادشاہی اسکی کمک کے لیے بھیجے۔ آغر خان نے بھی خبر پاکر فوج کو مرتب کیا۔ ایک طرف
اپنے سگے بھائی تنگری وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب
میں راجپوتوں اور افغانوں کو بسرداری سلطان زاد ہای گھکر مقرر کیا اور افغانوں
کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکۂ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایمل خان معہ
چند سرداروں اور ہمراہیوں کے ساتھ پادشاہی فوج کے مقابلہ میں آیا محاربہ عظیم ہوا
ہر طرف سرداروں کے سر گیند کی طرح لڑھکتے پھرتے تھے۔ فیلان رزم جو افغانان
پلنگ جنگ میں حملہ آور ہوئی۔ افغانوں کے حملوں سے افواج پادشاہی تنگ ہوئی
اور قریب تھا کہ صدمۂ عظیم آغر خان کے لشکر کو پہنچتا لیکن اس نے اور اسکے بھائیوں اور
خویشوں نے جوانمردی اختیار کر کے فتح پائی۔ کہتے ہیں کہ دوبارہ افغانوں کے غلبہ سے لشکر شاہی
کو چشم زخم عظیم پہنچا لیکن آغر خان قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور
ایمل خان کے سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایمل خان مارا جاتا
مگر اسکے آدمی بچا کر لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غاروں میں اور جانوروں
بھٹوں میں جا کر چھپے اور مغلوں نے انکے نشان پا پا کر انکو ان سوراخوں سے نکالا
تو ان مردہ صورتوں میں جان کا اثر باقی نہ تھا۔ آغر خان نے اس فتح نمایاں کے
چند مقتولوں کے سترہ سو سر اور بہت سے اسیر پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے
اضافہ کر کے آغر خان کو چار ہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا اسکی بھائی
تنگری وردی خان اور ہمراہیوں کو انکے مراتب اور خدمات کے موافق منصب و انعام
دیا۔ اس سرزمین میں آغر خان کا نام ایسا افغان کشی اور شمشیر زنی میں زبان زد خاص
و عام ہوا کہ افغانوں کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اسکے نام سے ڈرائے
جاتے تھے۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم گیا کہ آغر خان و راجہ جسونت سنگھ کو۔

امیر خان کی کومک کے لئے چھوڑ کر تم لاہور میں چلے آؤ۔ پادشاہ سنہ ۱۶ جلوس میں لاہور میں آیا۔ پادشاہزادہ محمد سلطان ان دنون میں اجل طبعی سے مر گیا۔

جب پادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کرکے آتا تھا تو قاضی عبد الوہاب اسکے ہمراہ تھا۔ اسکا راہ میں انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے انمین بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا حلیہ صلاح و فلاح سے آراستہ اور علم با عمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری جمع کرکے اسم بامسمی کہا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضات میں مثل اسکی نیک سرشت کمتر ہوئے ہین اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہر اور الماس وافر کے تھا۔ اصل میں سے جو کچھ اوسکے حصہ میں آیا اسمین سے ایک دام و درم نہ لیا اسکا میں سے بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لئے مستحقوں اور محتاجون کو پہنچایا باقی بھائیون اور ورثا میں تقسیم کر دیا۔ ہرچند اسنے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا۔ مگر پادشاہ نے اسکو خوشامد در امداد سے مقرر کیا۔

ملہیر بگلانہ سے چھ کروہ قلعہ سالیر ہے وہان سید منور علی قلعہ دار تھا سنہ ۱۷ جلوس میں خان جہان بہادر کی عملداری میں قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے تھے کہ مرہٹون نے انکو گرفتار کر لیا۔ چند آدمی مستورات کی حمایت میں قتل ہوئے مرہٹے ان مستورات کو گرفتار کرکے قلعہ کے نیچے لائے۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کر دو ورنہ تمہارے ناموس کی بے ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکے عیال کو خلاص کرانا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کرکے کہ قلعہ سے نکل کر تلوار سے لڑنے میں اور مرنے میں قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل و عیال جو گرفتار ہین انکی بے ناموسی زیادہ ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہے چار ناچار آبرو سے ناموس کے بحال رکھنے کو منصب کے بحال نہ رکھنے اور پادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کرکے مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ و سنان مرہٹون کے تصرف میں آیا۔ فی الحقیقت بندر سورت سے اورنگ آباد تک ملک بگلانہ تک

وفات قاضی عبد الوہاب کی وفات

فتح سالیر

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد و رفت کی راہ مسدود تھی اور انہوں نے کیلانہ کے اورد
تین قلعوں پر تصرف کر لیا تھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے قلعہ دار کو معتوب
اور بے منصب کر کے اپنے پاس بلایا اور دلیر خان جو خانجہان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہوگیا
تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح کرے دلیر خان توپخانہ اور بہت سپاہ لیکر پاے قلعہ میں آیا
بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ میں امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت آب و
ہوا سے بہت آدمی ضائع ہوئے جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیر خان کو لکھا کہ محاصرہ
کو چھوڑ دے۔

سنہ ۱۰۸۲ میں بادشاہ نے از راہ حق پرستی و عدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور میں اور شہروں
میں منادی کریں کہ کسی کا دعوی شرعی بادشاہ پر ہو وہ حاضر ہو کر وکیل بادشاہ سے رجوع کرے
اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ بادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی انکے لئے حضور میں
اور بلاد و صوبوں میں مقرر ہوں۔ تا کہ خلق اللہ جو حضور میں آنے کی دسترس نہیں رکھتی وہ انکے
ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعوی کریں۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر
حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت اور پسر بیرجی بوہرہ جو عمدہ تجار بندر مذکور میں سے ایک تھا
یہاں موجود تھے وہ غیاث الدین خان متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آگئے تھے
سلطان مراد بخش نے جب احمد آباد میں سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز نے
قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد
اور بیرجی بوہرہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مراد بخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو
تمسک لکھ دیا تھا شہباز نے اس روپیہ کو خرچ میں نہیں لایا تھا۔ صندوقوں میں وہ سربمہر تھا۔
جب محمد مراد بخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربستہ بجنسہ خزانہ سرکار میں داخل ہوا جب محمد محسن نے
بادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالۃً اور پسر بیرجی بوہرے کی طرف سے
وکالۃً اس روپیہ کا دعوی محمد علی خانسامان کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ بادشاہ
پر ہمارا آتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دعوی اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہوں نے

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی پادشاہ نے کہا کسی صورت
سے دعوی ثابت ہو مین حق ادا کرونگا۔ فتاوی عالمگیری کے موافق یہ اثبات
پیش ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثون مین سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین
ادا کرنا اسپر واجب ہے اور بموجب داخلہ خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا
یہ پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔ پادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ
کے لئے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندون کا حق موافق ہمارے التماس کے
حضرت پر ظاہر ہو گیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ
محمد محسن اپنا زر حق ہمکو بخشتا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا
اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس
آئے۔ ان ہی دنون مین حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کرین تو سلام
شرعی سلام علیک پر اکتفا کرین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھین حکام بھی
طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتین اور صوبہ دارون
اور حکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکارون اور اہل دیوان
کو برطرف کرین اور انکی جگہ مسلمانون کو مقرر کرین اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ محالات
خالصہ مین کروری مسلمان مقرر ہوا کرین۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے
ہر شہر و قصبہ مین و اطراف مین وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ مین قاضی کے
ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام مین ہندو نہین موقوف ہوئے
مگر بعض بلاد مین ہندو کروری موقوف ہو گئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے
جملہ پیشکارون اور سرکاری بخشیون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو
۱۵ سنہ جلوس یعنی سنہ ۱۰۸۲ مین ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیرون
کا تھا جنکو ست نامی کہتے تھے انکا نام مندیہ زبان زد خلایق تھا۔ اطراف نارنول
اور میوات مین انکے چار پانچ ہزار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس مین

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کیطرح
وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب مین وہ سچ مچ ست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے
تھے کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے اگر کوئی انپر شجاعت و حکومت کے
دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اسکے متحمل نہین ہوتے تھے اکثر ہتیار باندھتے تھے جب
بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہی تھا ایک دن قصبۂ نارنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت
کرتا تھا اسکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے
ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے ست نامی کا سر پھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیون نے پیادہ کے
سر پر انبوہ کیا اور اسکو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شقدار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے
اس جماعت کی گرفتاری کے لیئے پیادون کی جماعت کو مقرر کیا۔ ست نامیون نے جمع ہو کر
شقدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیون کو زخمی کیا اور سب کے ہتیار چھین لیئے۔ اور
غالب رہے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی یہان تک کہ کار طلب خان فوجدار
نارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے لئے اور ست نامیون کی
تنبیہ اور گرفتاری کے لئے بھیجے انہون نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہان تک نوبت آئی کہ اطراف کے
زمیندارون کی کمک کی گردآوری کی اور سابق و حال کی فوجون نے ست نامیون پر
چڑھائی کی کئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مارا گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیون کا قبضہ
نارنول کے قصبہ پر ہوا انہون نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دہات سے محصول وصول کیا
جب بادشاہ شاہجہان آباد مین آیا تو اسکو اس شور و فساد کا حال معلوم ہوا تو اسنے فوجین
انکے لئے بھیجین جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ انکو سحر و جادو
ایسا آتا ہے کہ لشکر شاہی کا جو تیر اور گولہ اور گولی جاتے ہین وہ انکے بدن پر اثر نہین کرتے
اور جو وہ تیر اور تفنگ چھوڑتے ہین وہ فوج شاہی مین سے دو تین آدمیون کو نیچے
گرا دیتا ہے اور چند کلمات جنکے قبول کرنے مین عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس

یہ شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بناتے ہین اور عورت کو اسپر سوار کراتے ہین اور وہ
اسپ جاندار کی طرح انکے ہراول مین پیش قدم ہوتا ہے اب نوبت یہ آئی کہ نامدار ار الحدود
امرائے کارزار دیدہ سنگین فوجین لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہین اور ست نامی آگے
بڑھکر انسے لڑنے آتے ہین۔ وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے پکارتے دہلی کے قریب پہنچے
اور انکے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہین ہوتی اطراف
کے زمیندارون اور راجپوتون نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور جو
مالگذاری سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی۔ غرض نائرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا
اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر خیمے کھڑے کر دئیے اور اپنے ہاتھ سے
قرآن شریف کی وہ آیتین لکھ کر دین جنکی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی تھین اور حکم دیا
کہ انکو علمون پر لگاؤ۔ آخرکار راجہ بشن سنگہ و حامد خان پسر مرتضی خان نے بڑا اثر دکھایا
کئی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا۔ مگر اطراف کے زمیندارون
نے سرتابی کی صوبہ اجمیر ور نواح اکبرآباد مین انتظام مین خلل آیا۔ بادشاہ نے اجمیر مین
جانیکا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور رجپوتون کی تنبیہ بھی کی جائے۔ اجمیر کو فوج
روانہ کی۔ یہ حال تو خافی خان نے لکھا ہے جسکی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے
بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپ داستان سرائی کیا کرتا ہے مآثر عالمگیری مین لکھا ہے
کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سروپا زرگر و درودگر و کناس و دباغ
اور اراذل اور اجلاف اصناف محترقہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور
خود اپنے پاؤن سے دام مین گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہی کہ سرزمین میوات سے
ایک فرقہ زمین سے چیونٹیون کی طرح اور آسمان سے ٹڈیون کی طرح نمودار ہوا۔ یہ فرقہ
اپنے تئین زندہ جاوید جانتا تھا اور ستر جون بدلتا تھا۔ نارنول کی نواح مین اس فرقہ کے
پانچہزار آدمیون نے مبادرت اختیار کی اور قصبات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا
طاہر خان فوجدار نے اپنے مین انسے لڑنے کی سکت نہ دیکھی وہ حضور مین آیا۔ بادشاہ نے

اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۶ ذی القعدہ سنہ ۱۰۸۲ کو رعد انداز خان کو فوج اور
توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینیون کے ساتھ اور
سید تقی خان اور یحییٰ خان رومی وغیرہ کو اسکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ جب فوج
اس مرز بوم مین آئی غنیم آ کے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کارزار نہ تھا مگر فوج
مہابھارت کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام انپر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت
لڑائی ہوئی۔ رعد انداز خان و حامد خان و یحییٰ خان نے بڑے تردد کئے اور اکثر
بہادر مسلمان شہید اور بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانون کو فتح ہوئی
اور انھون نے ستنامیون کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین مین انکا نام و نشان مٹایا
اور امراء شاہی کو اس خدمت کے جلدو مین بادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دارالحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے
کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دارالخلافہ اور اطراف
کے ہنود لاکھون جھروکہ کے نیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی
اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا جب جمعہ آیا اور بادشاہ سوار
ہو کر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہندوؤن نے ازدحام کیا
جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندوؤن کے ہجوم نے بادشاہ کو ایسا گھیر
لیا کہ بادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہو گیا۔ مگر اسنے انکی فریاد سننے کے لئے کان سن اور
بہرے کر لئے اور بھیڑ کے سبب سے جب راہ نہ ملی تو ہاتھیون سے اس طرح چیر پھاڑ کر رستہ
نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑون اور ہاتھیون کے پیرون کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہنود بھی
گھر چلے گئے پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان مازندران کا
شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا
وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہین بنی اور وہ بادشاہ پاس

چلا آیا - بادشاہ نے سکو دار السلطنت لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا - بادشاہ کی حمایت کے سبب سے قضات امور شرعی مین بڑا استقلال رکھتے تھے علی اکبر بورب کا رہنے والا ایران قاضی تھا اور وہ صوبہ دارون کے ساتھ بیجا سختی کیا کرتا تھا مرزا قوام الدین اور قاضی دونو کی آپس مین کھینچا کھینچی اور سخت گفتگو ہوئی اور بادشاہ پاس دونو نے شکایت لکھ بھیجی - مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائے جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا - لاہور کے آدمیون نے قاضی کے کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا - بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو اُسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے پاس بلا کر قاضی کے وارثون کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لین - مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ میں قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش مین امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبیعی کو بلایا -

جزیہ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب چھ مہینے بعد اتفاقی واقعہ نے اور اُس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگہ جسکا حال بہت جگہہ پڑھ چکے ہو وہ کابل مین کوہکی صوبہ دار تھا - یہان اس دار نا پائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے بھائی بندر جپوت اسکی رانی اور ننھے ننھے دو بیٹون کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہ داری وطن جانے کے لئے چل کھڑے ہوئے جب اٹک پر میر بحر انکے پاس دستک نہ ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا - راجپوتون نے جنگ کی اور غالب ہو کر کسی پایاب راہ سے پار اتر آئے - شاہجہان آباد بر سر راہ تھا - ناچار یہان وارد ہوئے - عالمگیر نے انکی یہ خبر سنکر اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگہ کے ساتھ تھا کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دے چند روز بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ سے درگا داس و رچند سرداروں نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکون کو بسہولت

[illegible]

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کرلی۔ اُنھون نے راجہ کے لڑکون کو غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کی شکل بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔ یہان عورتون کی پردہ نشینی کام کرگئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا سو مارا جپوتون کو خیمہ کے اندر بٹھا کر اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھہ گھنٹے اُس مین لگ جائین انکے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اُسنے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین موجود ہین۔ بادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمہ کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بلایا اسپر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکونکو نہین دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر بادشاہ نے فوج بھیجی۔ راجپوت اُنسے مقابلہ پیش آئے۔ بہت سے انمین مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیان اور لڑکے بادشاہ پاس آئے اُسنے انکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے انکو اپنا متبنی بنایا۔ رانی کو بیگمون کا پرستار بنایا۔ اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو بادشاہ کے محل مین ہین گا داس اور راجپوت تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہوگئے مگر پھر جمع ہوگئے اور وطن کو چلے۔ خیمہ پر لڑائی ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودہ پور مین صحیح سلامت داخل ہوئی اور اُسکے پیٹ سے بیٹے اجیت سنگہ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک وہ اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگہ سے بیاہی تو اسکا شبہ دور ہوا۔ اور اُسنے جانا کہ جسونت سنگہ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگہ ہے۔

کوئی لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر مین توفیر کرتا رہا۔ اور اُس نے آخر کو اُن کے

استحقاق کے حیلہ سے جودھپور پر چڑھائی کی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ
جب راج سنگہ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگہ کی رانی اور لڑکون کی
اعانت مین کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۸۹ھ کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔
اور رانا اودے پور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ
جسونت سنگہ کے فرزندان نامشخص کو جودھپور کے علاقہ سے نکال لے۔ جب بادشاہ
اجمیر مین آیا اُسنے ۲۴ محرم سنہ ۱۰۹۰ کو مہاراجہ جسونت سنگہ کے ممالک کے ضبط کرنے کے لئے
خان جہان بہادر کو بھیجا۔ وہ ۲۵ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا۔ اُس نے
وہان بت خانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوے بادشاہ پاس
لایا۔ مورد تحسین و آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بتون کو کہ اکثر مرصع و طلائی و
نقرئی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما کے زینون کی
نیچے ڈالین کہ وہ پامال ہون۔ مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام و نشان کچھی باقی
نہ رہا۔ مآثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس ۱۰۹۰ مین لکھا ہے کہ جسونت سنگہ
کابل مین مر گیا اُسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اُسکے معتمد نوکرون سوانک گنگا داس
بھاٹی اور رگھونا اور درگا داس وغیرہ ہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو
رانیان حاملہ ہین جب اُسکے متعلقین لاہور مین آئے تو دو نو رانیون سے بیٹے پیدا
ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو
کی اور منصب راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونو
بیٹون کو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہنچینگے انکو منصب و راج عنایت
ہوگا۔ راجپوتون کا گروہ شاہجہان آباد مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ و الحاح
کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جا ملا (مر گیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس
فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونو رانیون کو جودھپور لیجا کر بغاوت
کیجیے تو ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۰۹۰ کو حکم ہوا کہ حویلی روپ سنگہ راٹھور مین جو مہاراجہ کی

دو رانیاں ٹھہری ہوئی ہیں انکو مع پسر کے نورگڈھ میں لے آئیں - فولاد خان کوتوال و
سید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو ارادہ فاسد سے باز رکھیں اگر وہ لڑنے پر [illegible] تو
انکی گوشمالی کی جاوے - حسب الحکم امرا کار رشید ہوئے - لوازم اندرز نا و نصیحت ترغیب و ترہیب کے
بجا لائے - مگر راجپوتوں نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی
آدمی مارے گئے - جب راجپوتوں نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہوں نے دو رانیوں کو کہ مردانہ
لباس پہنے ہوئے تھیں مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر میں چھپا یا تھا اس کو
[illegible] میں چھوڑ کر فرار ہوئے - فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ
شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور میں لایا - بادشاہ نے حکم دیا کہ
راجہ کی لونڈیاں جو اسیر ہو کر آئیں ہیں انکے ہمراہ وہ زیب النساء بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا
نام محمدی راج رکھا جاوے - خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا -
اس آشوب میں راجہ کا اور دونو رانیوں اور اور راجپوتوں کا اسباب لوٹیرے لوٹ
لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھے میں داخل ہوا - دونو رانیوں کی اور
[illegible] راجپوتوں اور [illegible] سرداروں کی لاشیں شمار میں آئیں باقی چہارم جمادی الآخر
سنہ ۹۰ کو بھاگ کر جودھپور میں پہنچ گئے - درگا کے بہکانے سے راجپوتوں نے دو جعلی
[illegible] جو مرگیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کئے اور
فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جودھپور ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکا اور
اندر سنگھ بھی نظم و نسق نہ کر سکا - اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا - بادشاہ نے
سربلند خان کو جودھپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - ۲۶ رجب کو بادشاہ سے
معروض ہوا کہ اجمیر کی فوجدار منور خان کی مہاراجہ کے نوکر راج سنگھ سے [illegible]
[illegible] لڑائی رہی بعد منور خان کو فتح ہوئی - راج سنگھ بہت آدمیوں کے ساتھ مارا گیا
تو اس نے متعلقہ جودھپور کے معمورو [illegible] سرکش راجپوتوں کے پرگنات کئے تاخت و تاراج
[illegible] افواج مقرر کیں - رانا میں تاب مقاومت نہ تھی اسنے وکلاء معتبر زبان دان

لائق بمع پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ
دینا قبول کیا۔ زر جزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین تین پرگنے دینے اور فرزندان
جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی۔ بادشاہ
نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر
کیا اور خود دار الخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے مین سات مہینے
بائیس روز سے زیادہ نہ لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور
عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا
تو رجب ۱۰۹۰ھ جولائی ۱۶۷۹ع کو بادشاہ رانا اور اور راجپوتون کی گوشمالی کے لئے اجمیر روانہ
ہوا۔ اس دفعہ رجپوتون کے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست کو کام
مین لایا۔ بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آرہے اور حکم کا
منتظر رہے اور بنگالہ مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایلغار میرے پاس آجاے
جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر
کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اسکا اضافہ کیا اور امرا
کار طلب اسکے ہمراہ کئے اور اسکو بادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانا نے اس خبر کو
سنکر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جسونت سنگہ کے اہل
عیال و آدمیون کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا۔ شاہزادہ
اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لئے بعض امیرون کو بھیجے
اور کچھ دلاورون کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامال کے لئے روانہ
کرے۔ جب بادشاہزادہ محمد معظم کی اجین مین آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم
گیا کہ وہ تعلقہ رانا مین اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی کوس ہے اور اپنے
لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اسکو ویران
کرے۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے

سے کم مین طے کرکے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھور کے تعاقب اور دربار قلب مین جاکر راجپوتون کے قتل و اسیر کرنے مین کوشش کرے اور فوج معین کرے کہ ملک رانا مین جو غلہ کی رسد پہنچتی ہے اسکو بند کرے اور زراعت نہ کرنے دے ۔ رانا کی مدد کے لئے بتعاقب جسونت سنگھ سے پچیس ہزار سوار راٹھور اور راجپوت جمع ہوگئے ۔ افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے ۔ بادشاہی چند ہزار سوارون کو درہ قلب کی طرف لے گئے اور انکو چارون طرف سے گھیر لیا اور بہت سوارون اور پیادون کا پتا نہ لگنے دیا لیکن آخرکو راجپوت فوج اسلام سے مغلوب ہوئے ۔ راجپوتون نے درون کی سرراہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آن کر شاہزادہ کے لشکر پر غافل شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوص منور خان اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی مین اور بتخانون اور عالی عمارات کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتون کے زن و فرزند کے گرفتار کرنے مین جو غار و مغاک مین چھپے ہوئے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا ۔ محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتون کی خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے ۔

جب رانا کے مددگارون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب زراعت کشت و کار مسدود ہوا تو راٹھور رجپوتون نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئے کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین ۔ یا بغاوت پر اسکو رہنمائی کرکے اپنا رفیق بنائین ۔ پادشاہزادہ نے انکی باتون پر کان نہین لگایا اور نواب بائی یعنی والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات مین وہ راجپوتون کی امداد اور معاونت سے آشنا نہ ہو ۔ اور رانا کی

سنہ ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۸۱ع

وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جبکہ اس شاہزادہ سے مایوس ہوئے تو شہزادہ محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتون مین درگاداس بڑا چرب زبان وچرا ف تھا اُسنے اکبر پر بہت افسون افسانے پڑھ کر پھونکے۔ اور اُسکو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپکی رفاقت کے لئے اور خزانہ بے شمار آپکے خرچ کے واسطے موجود ہین۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھ کر تقاضائے ایام شباب اور رہنموئی احباب سے راجپوتون کے دام مین گرفتار ہوا۔ بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمداستان ہوئے۔ پادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا سبب اُسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔

ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی سے یگانگی نہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو اپنی عرضداشت مین اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے پادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر پادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہو چکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت بڑے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی پادشاہ سن چکا تھا۔ اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالی لشمارا ہمیشہ بصراط مستقیم رہبری نماید ے آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ خیمہ مین سب چھوٹے بڑون کو یہ خبر معلوم ہو گئی کہ درگاداس تیس ہزار راجپوت سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیرالامرا کا خطاب دے کر مجاہد خان اور اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافہ کئے جنمین سے بعض نے مجبور ہو کر مصلحتہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنون مین بادشاہ کی فوج راجپوتون کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ہمراہ چلی گئی تھی۔ اسد خان مع بہرہ مند خان سوائے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سراؤن اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا محمد معظم کو بہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور مین آوے۔ پادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا بھیڑ خدمہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس روز کی راہ کو دو دن مین طے کر کے باپ پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر مین امید نہ تھی کہ اس بلا سے نجات ہو گی۔ بعض بدخواہون کے کہنے سے احتیاطاً دو رنگی کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضائے وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرا دیا اور بیٹے کو پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑ کر دو نو بیٹون کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ کے حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹون کو لیکر خدمت مین آیا تو حضرت کو اسپر اعتبار آیا۔ ان باپ بیٹون کے لشکر ملکر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارون کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلئے اسنے شہاب الدین پسر قلیچ خان کو بہ طریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتون نے اپنے نسبت و سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کر کے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضائے وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا۔

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے۔ جب اسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے نزدیک آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر اپنے بھائی کو ہمت کرکے اپنے ساتھ لے آؤن۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لے باقی اسباب کو وہین چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونو متفق ہوکر بادشاہ پاس آگئے۔ بادشاہ کو اُن کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خان کا خطاب دیا۔ مجاہد خان کا اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد دیوے گا کہ اس اثنا مین محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم شناس بادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خان کے آنے سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولون سے دست بازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیون کو زخمی کیا اسنے خبر پہنچائی کہ محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہوکر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے جب تہور خان گلال باڑی مین آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتھیار اُتار کر حضور مین آئے۔ خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا۔ بادشاہ نے غصے مین آن کر تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر نہ آئے جب وہ آنے لگا تو ایک لگے کرنے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے مُنہ پر تھپڑ مارا اور الٹا چلا کہ خیمہ کی رسی مین اُسکا پاؤن اٹکا اور وہ مُنہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے نیچے سے زرہ نکلی اسکے باب مین روایات مختلف ہین۔ خواجہ مکارم مخاطب بجان نثار خان یہ کہتا تھا کہ عنایت خان دیوان تن خسر اُسکا تھا اسکی تحریر سے از روے ارادت اسنے بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و غیرت پر خیال کرکے ہتھیار اُتارنے مین یہ عذر کیا بہر حال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا اور انکا پاے ثبات جگہ سے ہلا۔ اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے بادشاہ

پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور راجپوت یہ دیکھکر کہ سارا مقابلہ ہماری سر پر آن
پڑیگا اپنے گھرون کو چلے گئے یا بادشاہ پاس چلے آئے۔ عوام الناس نے یہ خبر اڑائی کہ بادشاہ
نے از روئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتون کی دلگیری
کر کے اور قرار دلی اور گرداوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو بجا لائے مگر انکو ہراول
بنا کے بادشاہی سپاہ کی زد مین لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان بسبب
راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی بادبدبہ و شکوہ کثیر تھی
مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اس سے
روگردانی کی۔ درگاداس اور دو تین اور آدمی رانا کے انکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار
ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہین ہے کہ کام آئے اسلیئے وہ ناچار فرار ہوا۔
جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیون مین سے تین چار سو آدمی اور نامی آدمیون مین
سے قدیم الخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب تجمل و خزانہ و توپ خانہ اسکے
کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکو سیر اور دو بیٹیان یہ سب بادشاہ کو
ہاتھ آئے۔ اور ایک بیٹا جو حد تمیز کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا
سراسیمہ تھا کہ وہ نہین جانتا تھا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون۔ کبھی شاہجہان آباد و لاہور
کے جانے کا اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا جسطرف جاتا اُس طرف
زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ بادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کیلئے
مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب مین اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور
ملتان کی راہ کو چھوڑ کر زمیندارون کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سے دکن کیطرف
مرحلہ پیما ہوا۔ خانجہان بہادر صوبہ دار دکن کو ادہر تمام فوجدارون کو بار بار احکام بھیجے
کہ جہانتک ممکن ہو اسکو زندہ دستگیر کرو اور نہین قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کے بموجب
اسکے اسیر کرنے کے لیئے ایلغار کر کے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دونو مین فرق رہا تو خانجہان نے

اسکے دستگیر کرنے مین اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسی مقدمات
مین بھیجا گیا تھا۔ پادشاہ سے عرض کیا تو پادشاہ نے اس بات مین ایک فرمان
اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسون کو لکھو۔ شاہزادہ اکبر
بگلانہ کی سرحد مین آیا۔۔ جو بھیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگہ کے تعلقہ مین
تھی اُسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی یہ اس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ
سے نکل گیا تھا۔ چند نفر راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُن کو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکر
راجہ پاس لائے۔ راجہ ان راجپوتون سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے
آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین خون آلود پہنے ہوئے تھا
جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب اُتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا
اسکو زخمی کرکے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی
اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیون کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ
کے پہاڑون کی پناہ مین آیا اُسنے پہاڑی آدمیون کو روپیہ دیا انہون نے
اسکو سرحد راہیری مین پہنچایا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال
کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور وجہ
خرچ اسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھاجی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی بلکہ
پھر اسکے آدمیون کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی
اور خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہوں تو محمد اکبر نے
خفا ہوکر کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات لغو کہنا اور آپکا
سنا بدنما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتماد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری
کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جس طرح ہوسکے ایران جائے
اُسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کئے۔ چالیس دن کا ذخیرہ انمین رکھا اور روانہ ہونیکا
ارادہ کیا تو پادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

اکبر کا ایران جانا۔

اسکی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف مین کوس انا لملکی بجا رہا تھا۔ مگر گرفتاری مین اُسنے اغماض کیا۔ شاہزادہ اور ضیاء الدین محمد شجاعی اور اور چالیس پچاس آدمی خدا پر بھروسہ کیکے سوار ہوئے۔ راہ مین محمد اکبر کے جہاز مستغرق ہوئے اور اُن پر حادثات عظیم واقع ہوئے۔ ناموافقت ایام سے امام مسقط کے جزیرہ مین جہاز چلا گیا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو گرفتار کرکے امام مسقط پاس بھیجدیا۔ یہ امام شاہ ایران کے بڑے عمدہ زمینداروں اور توابع مین سے تھا عجب ظاہر تو جہانداری کی لیکن اکبر کو بطریق نظربند کے رکھا اور عالمگیر کو عرضداشت بھیجی کہ اگر حضور دو لاکھ روپئے نقد اور بندر سورت مین جو اجناس مسقط کے جہازون مین جاتی ہین آنکی معافی عشور کی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیجدین تو مین محمد اکبر کو اسکے حوالہ کرکے حضور مین روانہ کرون۔ بادشاہ نے کئی متصدیان بندر سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط کی التماس کے موافق عمل کرین۔ مسقط کو متصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو سنجاب اون سے آشنا تھا محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط کے اس ارادہ ناصواب کی خبر سلیمان شاہ فرمانروائے ایران کو پہنچی تو اُس نے امام مسقط پاس حکم بھیجا کہ ہمارے مہمان کو بہت جلد اہتمام کرکے ہمارے پاس بھیجدو ورنہ تمہاری سزا کے لئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آدمیونکے ہمراہ کیا۔ جب شاہزادہ صفہان مین آیا شاہ سلیمان اُسے لینے آیا تو محمد اکبر نے پانچ الماس لیکر بادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ امر غیر متعارف ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ مین لیکر بزرگون سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان مین مربی کی خدمت مین خالی ہاتھ جانا ترک ادب ہے ہر روز جہانداری بڑے تکلف سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان مین جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ نے فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو جب تمکو بھائیون سے کام پڑیگا تو ہم سے جہان تک ہو سکے گا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

سلیمان شاہ مرگیا- سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اُسنے پہلے سے بھی زیادہ
شاہزادہ کی مہمانداری کی- محمد اکبر نے باپ کے مرنے کی خبر جھوٹی کہہ کر شاہ حسین سے فوج
و خرچ کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا کہ بادشاہ
مرگیا جب خبر تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے- جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہو گیا-
تو شاہزادہ کو خفت اٹھانی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہوائے عراق میرے مزاج کی
موافق نہین ہے مجھے رخصت ملے کہ مین توابع گرم سیر مین سرحد خراسان مین جاؤن
جو سرزمین ہند کے قریب ہے آپ وہان کے حکام کو لکھ دیجے کہ بروقت وہان کے
سردارون کی فوج میری رفاقت کرین بعد اسکے شہزادہ کے لیے خرچ درماہہ مقرر ہوا
اور حکم ہوا کہ جسوقت شاہزادہ کو بھائیون سے پیکار کا سروکار ہو تو پندرہ ہزار
سوارون سے اسکی امداد کی جائے- ہندستان کی سلطنت کی آرزو مین محمد اکبر
توابع گرم سیر خراسان مین خوشی و ناخوشی اوقات بسر کرتا تھا- کبھی اسکو باپ
کی سلطنت مین قدم رکھنا نصیب نہ ہوا- عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی
اورنگ زیب نے جو جودھپور اور اودےپور کے ملکون پر اس طرح تاخت و تاراج
کی کہ اس سے راجپوت دب گئے- مگر مر نہین گئے- اس جنگ اور جزیہ نے انکے ملک
مذہب پر ایسا زخم و داغ لگایا جو کبھی نہ بھرا-

راجپوتون سے امتداد جنگ-

عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی اب یہ
اس سے جدا ہو گئی کہ پھر اسکے ملنے کی توقع نہین رہی- پھر اس نے اس سلطنت کی مدد
بغیر بے اعتمادی کے نہین کی- صرف رام سنگہ مہاراجہ جےپور جسکے ناتے رشتے بادشاہ
سے بہت تھے اور بہت منفعتین اسکو حاصل تھین وہ تو راجپوتون کے ساتھ شریک نہین
ہوا- باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے- بادشاہ کی لڑائی راجپوتون سے بدستور بیچ
رہی- جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا- بادشاہی
فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی- راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے- بادشاہ

پادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ راجپوت مسجدون کو ڈھا ڈھا کر مندر بناتے تھے۔ قرآنون کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لڑائی مین رانا اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت و تاراج سے پامال او ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ حال رانا کا تھا اُدھر پادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین جیسی کہ مہم دکن تھی حرج ہورہا تھا۔ آخر کار رانا اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور پادشاہ نے ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض مین کچھ ملک دیدے اور راجہ جیت سنگھ تابع ہو کے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت پادشاہ مہمات یوسف زئی اور راجپوتون سے زیادہ مہم اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اُس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس آشتی سے فساد و عناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتون سے پادشاہ کی کھٹا پٹی رہی۔ مشرقی جانب مین چھوٹی چھوٹی ریاستین تو پادشاہ کی مطیع رہین باقی تمام ریاستین پادشاہ سے منحرف رہین گو انکی دارالسلطنتین پادشاہ کی قبضہ مین رہین مگر انکے ادھر اُدھر آفتین برپا رہین راجپوت آپس باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ نہین اُٹھا سکے۔ مگر پھر بھی پادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور مالوہ اور گجرات کے صوبون کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اُس عرصہ مین کہ پادشاہ خود سرحد کی قومون کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتون کی لڑائی مین مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہین رہا۔ جو اسکے اختیار مین وسائل تھے انکو دکن کی مہمات مین بھی کام مین لایا۔ جسوقت پادشاہ کی فوج پنجاب مین افغانون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خانجہان خان حاکم گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد معظم کو بلا لیا۔ خان جہان نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سپاہ کافی نہین ہے۔ اُس نے لڑنے مین توقف کیا

مہمات دکن

اور گھاٹون کی راہین بند کین کہ مرہٹون کا حملہ نہ ہو اور درون پر توپ خانے لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خان نے ناپسند کی شاہزادہ اورنگ زیب کے سرداروں مین سب سے زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تھا اور قلعہ چاکنہ کے حملہ مین کامیاب ہو چکا تھا اُسنے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اُنسے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے مگر سپہ سالار نے اسکی بات پر کان نہ لگایا۔ مرہٹون کے سوا اجنبی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس مین ان درون سے آئینگے جنکو خانجہان نے روکا تھا وہ مختلف گروہون مین منقسم ہو کر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خانجہان نے بہت راہون سے اُنکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہین ہوا۔ اور برسات مین اُسنے پیر گام مین جو دریا بہیما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی۔ اور یہان اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اُس نے بہادر گڈھ رکھا۔

خانجہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گولکنڈہ مین گیا۔ کہتے ہین ہان سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اُس کو اطمینان خاطر کے ساتھ رائے گڈھ مین پہنچا دیا۔ اور جب وہان پھر کر آیا تو اُسنے ملک شاہی کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سوارون کو چھوڑ دیا کہ وہ دہات قصبات شہرون سے چوتھ وصول کرین غرض مرہٹون اور مغلون مین جو لڑائیان تاخت و تاراج کے لئے ہوئین۔ انمین سے ہر یک گروہ یہ کہتا ہے کہ ہمین فائدہ مین رہا۔ مرہٹے بھاگ جاتے تو اور زیادہ لوٹ مچاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے تھے اور اس لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اسکی غیر حاضری مین سورت شاہ جہانگیر کا بیٹا متعوق ہو کر آیا۔ اور اُسنے دھندا راجپوری کے توپخانون کو غارت و تباہ کر دیا اور ملّا کھوبلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال آئندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی۔

سنہ ۱۶۷۲ء میں علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اسکے کوئی اور
بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ بی جی بیٹھی
تھی عبدالمجید وزیر تھا اور خواص خان وعبدالکریم بہلول خان اور مظفر خان یہ
میں ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی
خیر خواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلوں سے لڑنے میں وہ فائدہ نہیں ہے۔ جو ملک بیجاپور کی
تاخت و تاراج میں ہے اسلئے سنہ ۱۶۷۳ء میں وشال گڈھ میں مخفی ایک بڑا لشکر
جمع کیا اور اسکی سپاہ نے پنالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوبلی کو خوب لوٹا۔ یہاں
سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹوں کو پہلے کبھی نہیں ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو
اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر میں جو مرہٹوں کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج
عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے بیڑے
نے کارواڑ اور انکولہ کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیوں کو بہکایا
کہ وہ مسلمانوں کے تھانوں کو اٹھا دیں۔ حویلی کے تاراج ہونے سے راجہ
سیدپور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا
وکیل اپنے دربار میں مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان
بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے بادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان
نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی
ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے میں مادیوں نے پرلی لیا
ستمبر میں ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کر لیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ء و سنہ ۱۶۷۴ء میں
یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اس ریاست
کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹوں سے متصل تھا اور کوکن کا جنوبی حصہ

اگرچہ سیواجی مدتون سے اپنے تئین راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اب وہ
ہوا مین اڑنے لگا اور دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کی طرح
اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ اوسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھکر
اپنے راج دھانی رائے گڈھ مین راج گدی پر جلوس کیا اور تمام رسمین جو شاہانہ
ہوتی ہین وہ سب ادا کین ایسے فر و شکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹون نے خواب مین بھی
نہ دیکھا تھا ترازو مین بیٹھ کے تلا برہمنون کو سونے کا تلادان دیا۔ سونا روپا۔
جواہر بچھاور ہوئے سردارون کو خلعت اور بڑے بڑے منصب و انعام
مرحمت ہوئے۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے بانئے نام
سنسکرت مین رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا
مگر دھرم کرم مین وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہو گیا۔ کھانے پینے مین
ہندوؤن کی طرح پابند تھا اوسنے مسلمانون کی بیخ کنی کے لئے ہندو
مین مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کر دئے اور اپنی سادگی کو جو
ابتدا مین تھی نہین چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گیہرا نارنجی رنگ
بیل کی دم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کر لیا تھا کل ملک بیجاپور اور کانکن سے
چوتھ لینے کا مستحق اپنے تئین جانتا تھا۔ انگریزون سے تو اوسنے کبھی چوتھ
مانگی نہین۔ مگر یہ انگریز ون سے کہتے ہین کہ اوسنے چوتھ لی۔ اسکا ذکر مرہٹون
کی تاریخون مین اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انہون نے لی۔
۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہان
بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے اونکے توڑنے کے لیئے سیواجی کو ایک عذر
ہاتھ لگا۔ موروپنت نے قلعے اوندھا اور بیٹہ دوبارہ لے لئے سیونیری پر
حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اسکو ساری

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سیناپت ہمیر راؤ کی منتخیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا
وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سواروں کو کئی نوجون مین تقسیم کیا
جنہوں نے برہانپور کو اور بابورہ کو خوب لوٹا اور بڑوچ سے چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ
مرہٹون کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود لونڈا
کا محاصرہ کیا اور اُسنے پنالہ اور ٹوٹڑا کے درمیان کے تھانون پر قبضہ کر لیا۔ جب
سیواجی کونکن مین مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نیل کیر اگھاٹ
نے سیواجی کے تھانون کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کر لیا۔
جب ہمیر راؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ مین دلیر خان نے اسکا تعاقب
کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلون کی سپاہ نے
ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ پونڈا کو ایک نقب اُڑا کر فتح کر لیا اور وہ جنوب
کی طرف گیا۔ کونکن مین چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے
گھر رائے گڈھ مین آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی مین اور طرف مصروف تھے
تو ہمیر راؤ مغلون کے ملک مین آیا اور اُسے خوب لوٹا۔
خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خانجہان بہادر
سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت بادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگزیب
کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبدالکریم اور
امیرون نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کر کے مار ڈالا اور لڑنے
کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اسسے
کئی لڑائیان لڑے جنمین بیجاپور والون کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن دوست
عبدالکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونو مین صلح ہو گئی۔
سیواجی نے پھر تیسری دفعہ ٹوٹڑا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا
اور ایک سلسلہ قلعون کا بنایا جنکے نام وردن گڈھ۔ بوشین گڈھ سیو درشن گڈھ

محمند ر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ روکنے کے بہت کام آئے۔

سیواجی کو عادت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک و میسور میں ہے اوس پر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی ونکاجی قابض تھا اور حقیقت میں بھی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ وراثتاً کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت میں پنڈت راگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی ونکاجی کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہو کر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو اور بھی زیادہ اپنی تمناء اپنی کا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔ اسلئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق میں نعمت غیر مترقبہ تھا سیواجی دوراندیش بڑا تھا بات کو برسوں پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُس وقت والی گولکنڈہ کو مغلوں کا خوف لگا تھا اور والی بیجاپور سے بھی تنخ رہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گولکنڈہ و رفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہو کر دونوں میں اتفاق ہو گیا۔

سنہ ۱۶۷۶ء میں گولکنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہاں کچھ دنوں ٹھیرا اور والی گولکنڈہ کو الو بنایا اور آپس میں یہ قرار ٹھیرا کہ میں اپنے باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کروں تو اسمیں سے بادشاہ کو حصہ دوں اور بادشاہ اسکے بدلے میں مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلوں کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد میں ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷ء میں ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کداپہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سواروں کے ساتھ بزنتم ہندر کی جاترا کو گیا۔ یہاں مراسم مذہبی ادا کیں بھوانی نے کرپا کر کے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندوؤں کے

ہندوون کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک مین اسکے بیرحم
درجات ہونگے۔ ۱۳ روز یہان رہکر مئی سنہ الیہ مین مندراس کے پاس ہوتا ہوا
جنجی کے قریب پہنچا جو اسکی قلمرو سے چہہ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی
بیجاپور کی طرف سے اسمین عنبر خان کے بیٹے روپ خان اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ
نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کر لئے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔
والی بیجاپور کا افسر شیر خان حاکم ضلع ترنامل نے پانچ ہزار سوار لیکر سیواجی کے
مقابلہ مین کوشش کی مگر وہ بہت جلد نرغہ مین آکر قید ہوگیا۔ سیواجی کا سوتیلا بھائی
سنتاجی اُسسے پہلے پہل ملنے آیا۔

اس اثنا مین اس فوج نے جو ارادۃً سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ
کیا۔ مرہٹون کی کتابون مین لکھا ہے کہ محاصرہ کرکے ستمبر مین فتح کرلیا۔
قاضی ابوحسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار ہنگوڈا رشوت دیکر لے لیا۔
جس عرصہ مین کہ ویلور کا محاصرہ ہو رہا تھا سیواجی اپنے بھائی ونکاجی سے ملا
اور اُسنے اسکو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ مین سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی
باپ کے ورثہ کے نصف کا دعوی جتنی بشدومد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اُتنا ہی
زور سے انکار کرتا تھا سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کرکے زبردستی
اُسسے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرافت
سے بعید سمجھا اسلئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دیدی مگر باپ کے ورثہ نصف تنجور
وادلی اور ان قلعون کا دعوی نہین چھوڑا اور کہا کہ مین اس سے زیادہ تجھکو دے
سکتا ہون مگر باپ کے ورثہ کو نہین چھوڑ سکتا۔ سیواجی دہور مین آیا اور قلعہ کرناٹکی گڈھ
و جلدیو گڈھ اور مہاراج گڈھ لے لئے سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے
سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولہار۔ بنگلور۔ اوس کوٹا۔ بالاپور
سیرا پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے کرناٹک سے چوتھ اور سردیش مکھی لی اور جہان لوٹ کو

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔

خان جہان بہادر نے جو سیواجی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہیں کی مگر دلیر خان نے پادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکنڈہ پر دھاوا کیا جائے۔ اور عبدالکریم وزیر اور فوج بیجاپوری سے اعانت لی جائے اسکو پسند کیا اور اسنے خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلالیا اور دلیر خان کو اسکی جگہہ مقرر کردیا قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسنے سیواجی سے صلح کرلی تھی لیکن مادھو نہ پنت نے جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم حملہ کو ہٹادیا۔ بیجاپور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مررہی تھی اسکو دشمنون سے لڑانا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۸ع مین مرگیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہہ مقرر ہو جاسے یہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہو گیا اسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانٹنے کا اور دلیر خان کے قرض چکانے کا اور امن امان رکھنے کا اور پادشاہ بی بی کو لشکر مغل مین بھیجدینے کا وعدہ کیا اسنے پیادون کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا تو سوارون کی زیادہ تر سپاہ نہین رکھہ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ گیا تو سیواجی کے نوکر ہو گئے یا پادشاہ کے۔

دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کرکے بیرگرام مین گیا سیواجی نے یہ حالات سنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو سپرد کیا اور اسکے ساتھہ رگھوناتھ نراین اور ہمیر راؤ سیناپت کو مقرر کیا کہ وہ کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کرین سیواجی نے قطب الملک کو ابھی فتوح کا حصہ کچھہ نہین دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی رای گڈھہ مین آگیا تو اسنے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہین کیا۔ سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا تو اس قلعہ کے آدمیون نے اسکی فوج کبھی کے چند آدمیون کو مار ڈالا اور اسکا

اور اسکا عذر بھی یہاں لکھا کہ نے جو دس سیاہی کی بیوہ تھی ہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی
بزور ۲۷ دن مین لے لیا اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کر لیا جب سیواجی
تو ملک مین آیا ہے تو اُسنے سُنا کہ اسکے بھائی دنکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک مین
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اُسنے بھائی کو خط انصاف آمیز
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروثی جاگیر پر دنکاجی متصرف ہے
اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو مین سے سیواجی
کے ہاتھ آئے ہین وہ سیواجی کے پاس ہین۔
سیوا اٹھارہ مہینے بعد ٹھیر ٹھیر اکر رائے گڈھ مین آیا دو نو مہیر راے اور جے چند بارہ
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہین دیتے تھے انہون
نے سیواجی کی فوج کو دیا۔ بیجاپور مین سوار نہ تھے اور برسات کے سبب دریاؤن مین طغیانی
تھی اس لئے مسعود خان سیواجی کی فوج سے یہ سیر آب پیر حاصل اصلاح نہ لے سکا۔
دلیر خان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ پادشاہ نے
پسند نہین کیے بلکہ دلیر خان کو پادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ
دیکر جتنے افسر ون کو اپنی طرف کر سکے وہ کرے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار پھر
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے اور
اس مطالبہ کی تعمیل مین دلیر خان بحیثیت سپہ سالاری آمادہ ہوا اول بادشاہ بی بی کا
مطالبہ ہوا۔ بعد ایک جھگڑے کے پادشاہ بی بی خود دلیر خان کے لشکر مین اس غرض سے
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیر خان نے اسکو اورنگ آباد مین بھیجدیا۔
بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اُسنے دلیر خان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب سے

محصورین کا پیچھا چھوڑیے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے بنگالہ میں بہت سے سوار جمع کئے
اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازؤن مین عالمگیر
لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہین ہے۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب ہوکر نکل جاکر کترایا
اور بادشاہی علاقون پر حملے کرنے لگا۔ دلیرخان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا
اگرچہ اس باپ میں شیخ زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اسمین تھے اسکے ہم قوم افغان
من چلے اور بڑے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسا افسر کے ہاتھ
بڑی فوجون سے بھی بڑھکر کام دے سکتی ہے۔ دلیرخان نے محاصرہ کو نہین
چھوڑا اور سیواجی نے آگ اور تلوار سے باشندون کو بیقرار کردیا اور دیہات کو جلاکر
تباہ کیا۔ اسنے دریاے بہیما سے اترکر جولنا پر حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آباد مین
سلطان معظم تھا اسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان میں اسکو دولت کا گمان ہوا
اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خان نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۹۰ مین سیواجی افواج سنگین کے
ساتھ ملک خاندیس مین داخل ہوا۔ قصبہ دھرنگانو کو جو اس ضلع مین معموری مین
مشہور ہے اور جنس گرانقدر اقسام قماش و مال بندر سورت اور چین قصبہ کے گھاٹ
کے پاس ہوتی ہین اسپر تاخت و تاراج کی پھر چوپرہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور
جلاکر پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہائے معمور مین سے تھا۔
جسمین مال تجارت بھرپور تھا اس قصبہ مین سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہاں کے واصل
باللہ درویشون مین تھے جب کوئی غنیم اس قصبہ مین آتا تو یہاں کے رہنے والوں
کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ مین آ لیتے
مگر سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہین کیا۔ جو مالدار انکی پناہ مین گئے انکو خوب
لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خان سیواجی کی موت کا سبب یہی
بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ مین نہین لکھی ہے
سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت راے گدھ مین پہنچا ہوتا مگر

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سوارون نے جمع ہو کر ایسے سنگمنیر کے قریب آنکر ایسا
گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل مین ایسا
دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب بیٹھتا ہی رہ گیا کہ آہ
چوہے نے کیا کیا کام کئے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرا لئے اور اچھے اچھے شیرون کے
کان کترے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہین چھوڑا سیواجی پیٹہ مین تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت نے
اسکی بہت منت سماجت کی ؎

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم   پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آ گیا ہے اُس وقت آؤ گے تو کام آؤ گے نہین پھر پیچھے
کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔
ہزارون برچھیت مرہٹے بھالے برچھے سات لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے
کہ کوئی نیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُس نے
یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلون کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصّہ مین
باپ کی خصایل اور اطوار مین سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصّہ آیا تھا
عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کرنا
چاہا سیواجی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنالہ کے قلعے مین
کچھ دنون کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان پاس
چلا گیا تو سپہ سالار سرو قد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا
اعزاز و احترام سے خیمہ مین اتارا۔ دلیر خان نے بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا
کہ باپ بیٹے لڑائی مین ترازو کے پلڑے   مین بیٹا باپ کی مقابل ہوگا — باپ
کی بری گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتھکنڈون سے واقف ہے مرہٹون کو
توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خرد ناگ کا تماشا دکھائیگا مگر سیواجی کا

سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔

سیواجی کا اقبال یاور تھا منصوبہ کب چل سکتا تھا خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ سے بیٹے کا جدا ہونا کیسا خطر و تردد کا مقام تھا مگر یہان کچھ اور ہی گل کھلا۔ کہ سیلا نے جب بادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اسنے دلیرخان کی اس تجویز کو نا پسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پا بزنجیر ہمارے پاس بھیجدو۔ مگر جوانمرد سپہ سالار دلیرخان نے عہد شکنی کر کے اپنی عزت کو بٹہ نہین لگایا سنبھاجی کو بادشاہ پاس بھجوایا اور اس نے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا چند روز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی۔

جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ ہمبیراؤ کو اسنے بھیجا اسکی لڑائی رنمست خان سے ہوئی جس پاس آٹھ نو ہزار سوار تھے۔ اسی سردار کو سلطان معظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اسنے اب بھی شکست پائی۔

مورو پنت نے اہوت اور راباوا گڈھ لے لیا۔ یہ دونو قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس مین پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا۔

دلیرخان کے لشکر کے گرد ہمبیراؤ پھرتا تھا اور محصورین کو مسعود خان خوب لڑا رہا تھا۔ دلیرخان بھی انکو دبا رہا تھا۔ مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی۔ جا بجا اس کی رسد پر چھاپے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اسکے لشکر تک نہین پہنچتی تھی۔ سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہو کر سوا محاصرہ اٹھا لینے کی کچھ اور نہ بن پڑا۔ برسات کے آخر مین وہ میدانی ملک کے تاخت و تاراج مین مصروف ہوا۔ بنبئی کو لوٹ لیا۔ کشنا جب پایاب ہوا تو وہ اس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور ملک کرناٹک کو ویران کرنا شروع کیا۔ ناردین پنت نے چھ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر دلیرخان کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکی فوجون کو روکا اور انکی ٹکڑے ٹکڑے اڑا دئے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا۔

سیواجی کو بیجاپور والون نے رفاقت کے بدلہ مین اضلاع کوپال اور بیلاری دیدئے اور ڈراوڈ مین
جو ملک اوسنے فتح کیا تھا۔ اور تنجور اور اضلاع جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعوی سے دست بردار
ہوئے۔ اسی سبب سے اس کو بھائی ونکاجی کے عزل و نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جسنے ونکاجی کا دل
دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیواجی نے بھائی کو خطوط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا
سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

سیواجی کا مرنا اور اسکے اوصاف

معلوم نہین کہ سیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک مین
مل گئے کہ اسکو بخار چڑھا۔ اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن برس کی عمر مین ۱۶۸۰ء سنہ مین اس
دنیا سے انتقال کیا۔ مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ مگر جو اوسنے کام
کئے وہ ہم لکھ چکے ہین۔ اسے سمجھ جاؤ کہ اسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان تھین
کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا اور کیونکر اور کس واسطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے
درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آجتک اوسکے نام کا وظیفہ مرہٹون
مین پڑھا جاتا ہے اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت
سپہ سالاری کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ قزاق ایسا زبردست اور
چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورمنٹ مین خیال نہین آتا اور عقل
کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جب وقت نانا
راؤ اور کانپور یاد آتا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارتگری
اور غیر قومون سے نفرت انکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ انکو مسلمانون کے ساتھ جو نفرت تھی
اب ہی انگریزون کے ساتھ ہے۔ سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہیئے کہ خوب غور
کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس برائی کو ہموطن اور ہمقوم برا نہین کہتے اور اسکے کرنے والے کو ملامت
نہین کرتے اسکے کرنے سے متوسطین درجہ کے آدمی اپنے تئین برا نہین جانتے سیواجی نے
مہمات جنگی اور ملکی مین جو دغا اور فریب اور برائیان کین انکو اسکے ہموطنون اور ہمقومون نے
برا نہین جانا بلکہ انکو اپنا فخر سمجھا۔ بہت سے کام دغابازی اور بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

ایسے ہوتے ہین جو امورات خانگی مین سخت لعنت ملامت کے قابل ہوتے ہین مگر وہ معاملات جنگی اور ملکی مین قابل تعریف کے ہوتے ہین سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اُسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب نے اسکو ملامت کی اسسے ایک اور بات یہ نکلتی ہی کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لیٹرے اور قزاق اور راہزن ہی نہ تھے بلکہ اُنکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہین باتون کے سبب سے وہ سیواجی کے سب معاملات مین شریک ہوئے اور اسکو دیوتاؤن کا دوت سمجھے۔ بیجاپور اور گولکنڈہ مین جو مسلمان ہی تھے اُنسے یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے کہ انکا خاندان نہ انکا مذہب انکی سرزمین اُن سے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے ساتھ یہ اختلاف ہو تو ان مغلون اور اورنگ زیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ پہاڑون کے دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ اُنکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق نہ تھا۔ اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شدر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہان کا ہو وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اسکو اسکی جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانون کا لشکر بڑھتا اور دباتا چلا آتا ہے اُسسے وہ اور بھی خائف اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اُسمین اُنہون نے اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی اور بہت سی غنیمت اور دولت حاصل کی سیواجی نہایت دغاباز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے ساتھ تھا۔ مگر اپنی قوم کے ساتھ رحم دل منصف متحمل ایماندار تھا۔ جو اضلاع اس کی اطاعت اختیار کرتے اُنکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنی دھرم اپنی وطن کی عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سبب تھا کہ ساری اسکے اہل وطن اسکو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے

جسطرح مسلمانون سے لڑتا تھا تو ہندو ایسے جوش مذہبی سے اسکے ساتھ ہوکر اپنی جانین
دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے - مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ
نہین چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہ پر ہمیشہ نہین چڑھا کرتی - جن کامون کی بنیاد دغا
اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چند روز اپنا فروغ دکھا کر صبح کاذب کی طرح غائب
ہوجاتے ہین سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُس کے
کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستور العمل کے
ہوتے ہین انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے
لگتے ہین کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہین رہتا - اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار سب
تخمینے کے مقرر کئے مگر انکے تعین مین کوئی قانون اور قاعدہ سواء اسکے اپنی رائے اور مرضی
کے نہ تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے دنون مین بھنگ ہوگیا - خافی خان نے اسکے
خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قافلون کی تاراج مین مردم آزاری کرتا لیکن
اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا - عورتون اور عیال کی محافظت آبرو کا
پاس رکھتا تھا - کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دیدیتا
وہ اپنے تعلقہ کے رعایا اور ناموس کے حفظ مین بڑا اہتمام کرتا تھا - مسلمانون اور
سیواجی کی معرکہ آرائیون کا حال اکثر مرہٹون کی کتابون سے لکھا گیا ہے جو انگریزی مین ترجمہ
ہوئی ہین مسلمانون اور مرہٹون کے بیانات مین بہت اختلافات ہین ہر ایک
اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جسمین کوئی اپنی ہیٹی نہ ہو -

یکایک سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین زہر ہوا اُسنے ان وحشیون کو آدمی
بنایا تھا انکے دلون مین قومی ہمدردی و غیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا -
انکے لئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا - خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا -
قلعون کا سلسلہ یہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنون کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو کہین
توڑین ہمیشہ اسمین اپنے پھنس جانے کا اندیشہ رہتا تھا سب سامان سلطنت مہیا تھا -

سنبھاجی کا جانشین ہونا اور اسکا ظلم اور اسکی سلطنت کا انتظام کرنا

ملک مشرقی ملکون کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمان روا مر جاتا ہے تو سب سے اول اسکی سپاہ
مین بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیواجی کی سپاہ مین تفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی حالت
طفلی مین تھی جو دانشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیون نہ ابتر ہوتا سیواجی کے دو بیٹے تھے
ایک سنبھاجی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر پنالہ مین باپ کے حکم سے قید تھا جسکا
اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیواجی نے سنبھاجی
کے چال چلن کی نسبت برے الفاظ کہے تھے جسسے لوگون کو ایک حیلہ ہاتھ
آیا کہ سیواجی خود راجہ رام کو اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی مان سورجا
بائی بڑی ہوشیار و چتر تھی۔ اُسنے سازو باز سے سب کو یقین دلادیا کہ راجہ رام کو
سیواجی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھاجی کے زور و ظلم سے ہراسان اور
راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شادان تھے سیواجی کی موت کو
چھپایا اور سنبھاجی کی درستی قید کے لئے حکم جاری کئے۔ سنبھاجی نے عین قید کی حالت
مین کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظون سے اپنی
تخت نشینی کا حال بیان کیا انہون نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف
تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرأت نہین کرتا تھا غرض ارکان دولت مین آپس مین
اس باب مین لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قلعہ پنالہ کے لئے
محاصرہ کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار ہی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ء مین رائگڈھ
مین جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اس وقت تو اسنے
ایسا ہی کام کیا۔ جو سیواجی کے بیٹے کو لائق تھا بہت سے اسکے دشمن دوست
بن گئے اور اسکے دل و جان سے خیر خواہ ہوگئے مگر جب وہ اپنی جگہہ پر مستقل ہوگیا
تو بزور ظلم کرنے لگا۔ اُسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہین رہا اُسنے راجہ رام کی
مان کو بڑی بیرحمی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا۔ مخالف برہمن
وزیرون کو پنڈت خانہ مین بھجوایا اور جو برہمن تھے اُنکا گلا کٹوایا۔ یہ بات

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہے۔
اُسکے مزاج کے سبب سے بہت سی بدنظمیاں اور خرابیاں اور لڑائیاں پیدا ہوئیں
وہ عیاش تماش بین فضول خرچ تلوّن مزاج سنگدل بیرحم تھا اس نے ان لوگوں کو
جنہوں نے اسکے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت سزائیں دیں کہ مرہٹوں کو اُس سے
دلی نفرت ہو گئی اور اسکے بہت سے سردار اسکی نوکری چھوڑ کر دشمنوں سے جا ملے۔ ایک بڑا پرانا
رسیخ برہمن جو اُسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر پرلوک گون کیا۔ غرض پرانا
نمک حلال اور لائق سپہ سالار اور بیسوں اہلکار جو باپ نے جمع کیے تھے ان سب سے
وہ سرد مہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا (فارسی کتابوں میں کب کلس لکھا
جاتا ہے) اُس کا غلام بن گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان میں سنبھاکو
سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھاکو باپ پاس لایا تھا اُسنے اپنے علم و فضل سے اسکو
الو بنایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کاموں کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا
سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمیں خلل آیا۔
جب میدان جنگ میں سوار آتے تو انکے ساتھ آوارہ گرد بھی ہو جاتے جس سپاہ کا پہلے
یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمیں یہ
دستور پڑ گیا کہ وہ دشمنوں کے خیموں میں سے عورتوں کو پکڑ لاتے اور ان سے ہمبستر ہوتے یا بیچ ڈالتے
گویا عورتیں بھی منجملہ اور اسباب غنیمت کے ہونے لگیں۔ غنیمت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ
تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا
جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہو سکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ انکو اور لوٹ سے تنخواہ کے
پورا کرنے کا حکم ملجائے۔ غرض جیسی یہ فوج با قاعدہ تھی ویسی ہی اب لص خونخوار اور
غارت گر ہو گئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنوں میں
اُڑا کر برابر کیا۔ رگھوناتھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ
وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

دیکھا تو اُسکے معمور کرنے کے لئے زمین اور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ اس سے
خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب وصول محصول
مین سختی ہونے لگی تو وہ گھرون کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے
لگا سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی
تھی۔ مگر اب اسیر اور یہ زلزلے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ مین
ایسا آیا کہ اُسنے یہ نہین خیال کیا کہ میرے دشمن بھی ہین اور ان مین ایک عالمگیر بادشاہ بھی
ہے۔ پرانے دشمنون کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح اور
مشورہ سے نہایت شوق سے ١٠٩٢ھ مین جنجیرا والون سے لڑائی شروع
کردی۔ اس غرض سے کہ یہہ جزیرہ ہندوستان کے بر اعظم سے شامل ہوجائے۔
سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھروانا چاہا جو درمیان مین حائل تھا پھر اسکے بعد کشتیون کے
ذریعہ سے دھاوا کیا اس مہم مین بالکل ناکام رہا جسسے وہ دل شکستہ ہوا پھر اُسنے پرتگیزون
اور انگریزون سے بگاڑی۔ غرض وہ ان بے سود کامون مین مصروف رہا اور اُسنے اورنگ
کی خبر نہ رکھی نہ والیان بیجاپور اور گولکنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔

واقعات سال بست و پنجم ١٠٩٢ھ

بادشاہ نے ١٢ رمضان کو اجمیر سے برہانپور کی طرف کوچ کیا۔ ٧ رمضان کو دارالخلافہ
سے خبر آئی کہ ملکۂ ملکی ملکات جہان آرا بانو بیگم نے ٣٠ رمضان کو نقاب عدم مین
چہرہ چھپایا۔ اُسنے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ مین اپنے ایام دولت مین حیات خانۂ
آخرت بنایا تھا اس مین مدفون ہوئی۔ بادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنے کا بہت رنج
ہوا۔ اور تین روز تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جائے۔ اس بیگم مین ساری خوبیان جو
عورات مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ حسن صورت و حسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔
وہ اپنے باپ شاہجہان سے ١٦ برس بعد مری۔ وہ اورنگزیب سے نفرت رکھتی تھی جس کا
پہلے بیان ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت مآب

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جایا کرے۔ دسوین ذی قعدہ کو بادشاہ برہان پور مین داخل ہوا۔

میرٹھا مین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہوگئے تھے۔ اعتقاد خان انسے لڑا اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفون کے جنمین بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے پادشاہی آدمی بھی اس مین مارے گئے۔ اعتقاد خان کو اس فتح کا صلہ ملا۔

۲۲ ذی قعدہ کو برہان پور کے قلعہ ارک مین دو حجرے باروت سے بھرے ہوئے اڑگئے جس مین بہت آدمی جل کر مرگئے۔ خافی خان اس واقعہ مین یہ اور لکھتا ہے کہ اس ضمن مین پادشاہ سے معروض ہوا کہ پادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تیس گلہ باروت کے اس زمانہ کے رکھے ہوئے ہین کہ پادشاہ یہان سے پادشاہ ہونے گیا تھا۔ بعد تحقیق توپخانہ کے داروغہ اور متصدیون کو سزا ملی اور پادشاہ نے کہا کہ اگر جہانگیر ہوتا تو سبکو گولی دیتا۔

پادشاہ برہان پور مین تین چار مہینے رہ کر غرہ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ کو یہان سے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ میر عبد الکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ مین ۲۶ لاکھ روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا مین نے تین مہینے کے عرصہ مین برہان پور کے نصف پور جات سے ایک لاکھ اٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب مین امیدوار ہون کہ حضور کی ہمراہ چلون۔ پادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔

جب پادشاہ اورنگ آباد مین آیا تو اسنے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعون کی تسخیر کے لئے اور یہان کے ہنود کی تنبیہ کے لئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح کے لئے رخصت کیا۔ قلعہ ملہر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے سیواجی کے تصرف مین تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اسکا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اسکے اطراف مین دریا شور کے قریب ہونے سے اس قدر

غار ہین کہ اگر لاکھون سوار ان اونچے پہاڑون کی اطراف مین محاصرہ کرین تو بھی کچھ
کام نہ کر سکین نیک نام خان قلعہ دار ملہیر اور فوجدار سرکار بگلانہ خوب بندوبست
یہان کرتے تھے اور ان دونون قلعون مین چھہ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہین ہے محمد اعظم کے
تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے
بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد و جنس و پنجہزاری منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا
اسلئے اسنے محمد اعظم کے محاصرہ کے بغیر پادشاہی آدمیون کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات
پادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اسنے پادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت
کی۔ مگر وہ پادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس مین جنگ اور مردم کشی نہ تھی۔
اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق مین سفارش ہوگئی۔

جب دوسری دفعہ دکن مین شاہجہان آیا ہے اور اسنے گلشن آباد اور کوکن نظام الملکی
کی قلعون کی تسخیر کے لئے سپاہ متعین کی ہے تو قلعہ رام سیج تھوڑے دنون پادشاہی تصرف
مین آگیا تھا۔ ان دنون مین اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان کو قلعہ
رام سیج کی تسخیر کے لئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرنگین لگائین
مورچالون کو بڑھایا۔ دمدمون کو بلند کیا لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک بڈھا سپاہی
آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے
لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی۔ اس قلعہ مین توپ بھی چمڑا بہت تھا۔ چوب سے توپ
بنائی۔ اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوٹی جاتی تو دس توپون کا
کام دیتی۔ پادشاہ نے بہ تقاضائے مصلحت شہاب الدین خان کو حضور مین طلب کیا
اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کوکلتاش کو تعین کیا تو اسنے محاصرہ کا کام
اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اسنے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی
شہرت اس طرح دیجائے کہ توپخانہ کے آدمی مصالح آتش بار ساتھ لین اور توپخانہ
کی ایک جماعت اور بازار کا عملہ و فعلہ بہت غل مچاتے ہوئے اور شورش کرتے ہونے

اس طرف جائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف ہجوم کرین اور اس طرف قلعہ داری
اور احتیاط جو کرنی چاہیئے وہ کرین اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی جانباز
جو فن قلعہ گیری مین ہتیار بیہ اینٹ رکھتے ہون اور قلعہ کشائی مین ید بیضا خفیہ بدون
شور و شر کے مصالح یورش اور رسی اصلا اپنے پاس رکھ کر جار کی مانند کمند پیرا اور تدبیر بیرون
سے قلعہ کے اوپر چڑھ جائین قلعہ دار کو خان جہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اسنے
اسکے دفعیہ کی تدبیر کر لی۔ خان جہان کی فوج جطرف غل مچاتی ہوئی گئی تھی اسنے
بازاری آدمیون کو بہادرون کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا نفیری و نقارہ ساتھ کیا
انہون نے دفعیہ کیلیے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزون مین آگ لگا کے
اور پرانے لحاف چلنے کر کے نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جو خانجہان نے
مقرر کی تھی۔ وہان قلعہ دار نے چند آدمی جانباز آہنی پنجے دیکر چپ چاپ بٹھلا دئے وے
نا خوانده مہمانون کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ جو ہی پہلی دفعہ دو آدمیون نے چڑھ کر
اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانون نے بگہہ نگہہ یعنی پنجہ آہنی سے انکی سر و صورت پر
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھون سمیت انکے کاسۂ سر سے جدا کیا اور پھر انکو ایسا
دھکیلا کہ پیشرو و پیرو دون کو ساتھ لے کر زمین پر سر خرد اور شکستہ بازو پہونچے چند
روز بعد خان جہان بہادر کے طویلہ کے سائیس نے التماس کیا۔ کہ مین جن کے تسخیر کے فن
مین بڑی قدرت رکھتا ہون ایک سونے کا سانپ سو تولہ کا بنوا کر میری ہاتھ مین دیجیے
اور یورش کا پیش آہنگ بنائیے امید ہے کہ جنون کی مدد سے قلعہ کے دروازہ تک مین
پہونچ جاونگا۔ خان جہان نے اس سائیس کے کہنے پر عمل کر کے یورش کی۔ ابھی آدھی راہ طے نہ
ہوئی تھی کہ ریسمان سن کا ایک گولہ سائیس کے سینہ پر لگا کہ مار طلا اسکے ہاتھ سے گر گیا
اور وہ لڑکتا ہوا نیچے آیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خان جہان نے بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح
نہ ہوا۔ اسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اسنے کوچ کے روز فرمایا کہ لنگریان
جو مورچالون کے باندھنے کے لئے زمین سنگلاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کر کے

گاڑی گئی ہین انکو جلا دین تو قلعہ والون نے شوخی سے کنگرون پر آنکے چلا کر کہا کہ ان کہنگرون کو تو جل لینے دو انکی راکھ منہ پر مل کے جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کرمانی کہ سلیقہ داری اور کار طلبی مین بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی کام کا سر انجام کارنہ ہوا تو بادشاہ نے اسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال جب بنہانے سنا تو اسکو سونے کے کڑے اور زر نقد بھجوایا اور اور قلعدارون مین اسکو ممتاز کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ مین بدل دیا۔ عبدالکریم رام سیج کی نواح مین ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے پیشکش نام قلعہ دار ظہیر نے یہ قلعہ لے لیا۔

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۴ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا اس شادی مین سات لاکھ چھپن ہزار روپیہ خرچ ہوا ــــ

بادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہین وقت رخصت فاتحہ پڑھنے کے منتظر نہ ہون۔ مگر ہان حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائین تو فاتحہ پڑھین قضات جو خدمات سے معزول ہون تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب نہ ہون احمد آباد سے حضور مین حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب خسرو چیلہ لایا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۵۳ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۷۶ ہاتھی ۲۳۵ گھوڑے ۱۷۰ اونٹ ۱۱۰ خچر دس صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۵ من باروت۔

محمد اعظم دریائے سیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثنائے راہ مین ایک ہاتھی فتح جنگ نامی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور نزدیک آیا۔ گھوڑا اتر پڑا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس اثنا مین اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ ہجری

دلیر خان مدتون سے شدید بیمار تھا وہ جاوید کرا کو گیا۔ اکثر معارک مین بذات خود

اسنے تردد نمایان کیئے تھے۔ وہ قوی ہیکل و زورمند تھا۔ قوت اشتہا غریب رکھتی ابتدائے
عمر سے انتہا تک اپنی الوس پر ضابطہ تھا۔ ماثرالامراء مین یہ لکھا ہے کہ خافی خان نے
قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ لکھونگا جسمین جھوٹھ سچ تزویر کو دخل
دونگا۔ وہ لکھتا ہے کہ دلیر خان جو شجاعان کارطلب اور افغانان صاحب غیرت سے
با نام و نشان تھا۔ دفعۃً بغیر کسی عارضہ بدنی کے مرگیا اور عوام مین یہ شہرت ہوئی کہ رات
کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اسکی اطلاع
پاکر پادشاہ سے عرض کیا۔ اسلئے دلیر خان نے خود اپنے تئین مسموم کیا۔ غرہ ذی قعدہ
سنہ ۱۰۹۳ پادشاہ اورنگ آباد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا۔ اوائل سنہ ۲۷ جلوس مین احمد نگر
سے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ یہ قلعے
سنبھا کے پاس تھے۔ ان اطراف مین پادشاہی سپاہ کبھی نہین آئی تھی اسکے ساتھ ان
آدمیون کو بھیجا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بہ سرافراز
اور اخلاص خان برادر بہلول خان اور ناگو کہ مرہٹون مین تھا۔ اور اسطرف سے خوب
واقف کار تھا۔ خواجہ مکارم پادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب جان نثار خان
تھا۔ اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور رای سلیم و شجاعت مین پادشاہ کو پسند تھا
بیس ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے۔ سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا
واقعہ نگار تھا۔ راہ کے مابین پادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیان رہی
تنگ مین ہوئین۔ پادشاہی آدمیون کو مار کر غنیم بھاگ گیا۔ جب موضع سالتگانون
مین کہ قلعہ قلب اسمین ہے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا۔ قلعہ کشا سردارون نے بڑی
جانفشانی کی۔ جان نثار خان اور دو تین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام معدودہ
مین قلعہ فتح ہوگیا۔ ملک رام درہ نہایت قلب تھا وہان کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور
سنبھا کے لشکرون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف سے رسد غلہ مسدود
ہوئی اسکے ایک طرف دریائے شور تھا۔ اور دو طرف پہاڑ تھے جو زہردار اشجار اور

سنا ہونمین بھرے ہوئے تھے۔ کبھی غنیم پر گرتا تھا۔ چارپایۂ اور آدم کمتر بلا آفت کبھی نہی بھرتے تھے۔ چارپایون اور انسان کے لئے کوئی غذا سوائے ناریل اور کودون کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے سمیت کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ بہت گھوڑے اور آدمیون کی ہڈیان یہین کی خاک بنین۔ غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنون تک گیہون کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہین ملتا تھا جن آدمیون کو موت کے پنجہ سے نجات ملی تھی وہ نیمجان تھے۔ جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے کسی امیر کے طویلہ مین گھوڑا نہین باقی رہا کہ سواری کے کام آئے۔ جب بادشاہ کو اس لشکر کی صعوبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو اسنے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ بہم پہنچا سکو اسکو جہازون پر لادکر بادشاہزادہ کے لشکر مین دریا کی راہ سے پہنچا دو۔ بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے سنبھا کو انکی خبر ہوئی راہ کے مابین سب جگہ دریا مین سنبھا کے نئے قلعے بنے ہوئے تھے۔ سر راہ اسنے غلہ کی کشتیون پر حملہ کیا۔ چند کشتیان لوٹے سے بچکر سلامت پہنچین لشکر نے بازار مین غلہ کے تئین چالیس لوگون نے غلہ زیادہ نہ بھیجا۔ اب بادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا۔ شاہزادہ ہر جگہہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر مین بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد مین فرمانروا ہوا تھا۔ اسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اسکے افعال قبیح مین سے یہ کام تھا کہ اسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکنا برہمنون کو دیدیا تھا۔ یہ دونو شدید العداوت تھے اور مسلمانون پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے۔ اور فسق و فجور اور مسکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سنبھا کی ملک کی تاخت اور قلعون کی تسخیر مین مدد کی تھی اور ایک لاکھ ہُن اسکو دیا تھا۔ ان باتون نے اسکو خلق مین بدنام کر رکھا تھا اس ضمن مین میر ہاشم پسر سید مظفر حضور مین آیا۔

ابوالحسن کے امراے مقرب مین سے سید مظفر تھا اور اسی کی اعانت سے ابوالحسن سلطنت

ابوالحسن قطب الملک وزارت برہمنون کو دینا

پاچے میں کا میاب ہوا تھا۔ اُسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اُسنے بہ سبب عدم موافقت کے بادشاہ اور اکنا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب وکالت و اختیار سلطنت ان دو نو ہندوؤں کو دیدیا۔ میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی التماس کے تسخیر حیدرآباد کی مہم کی طرف رہنمائی کی اور اپنے باپ سید مظفر کی جو ابوالحسن کی قید میں تھا خلاصی چاہی۔ معًا اس عرض کے یہ بھی معروض ہوا کہ چند سیر حاصل پرگنے سرکار گلکندہ و راگیر بتعلقہ صوبہ مظفرنگر کے اس دعوی سے کہ وہ پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے ابوالحسن کے امرا نے اپنے تصرف میں کر لئے ہیں۔ بادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ حیدرآباد کو تسخیر کیجیے اور ابوالحسن کو استیصال۔ ابتدا میں خان جہان بہادر کوکلتاش کو اُس کے بیٹوں کے ساتھ بھیجا۔ اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصًا ہمت خان۔ راجہ رام سنگھ کو بھی اسکے ساتھ کیا۔ اور امرا کو ابوالحسن کے منصوبوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے نکالنے کے واسطے مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیروں کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ان ہی ایام میں مرزا محمد اشرف غسلخانہ کو ابوالحسن کے پاس بھجوایا کہ جا کر اسکو یہ پیام دے کر ہمنے سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مربع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے ہیں انکو اور تحائف کے ساتھ قیمت لگا کے باقی پیشکش میں مجرا دے کے بھیجے اور خلوت میں اس سے ارشاد کیا کہ ہمکو الماسوں کی اصلا احتیاج نہیں ہے۔ ہم انکے لئے تجھے نہیں بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینے سے غرض یہ ہے کہ ابوالحسن کے ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سُنے ہیں تحقیقات کرکے ہم سے عرض کرے ہم تجھے اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہیں اسلئے چاہتے ہیں کہ اوروں کی طرح تو مال کی طمع میں آ کر ابوالحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کلام میں ایسا بے محابا اور درشت پیش آئیے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک دستاویز اور حجت اسکی تنبیہ اور استیصال کے واسطے ہو جائے تا مستعد ہو اسکو خفا کر اور اصلا ملاحظہ اسکی ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جا کر الماس کو طلب کیے۔ ابوالحسن نے سخت قسمیں کھا کر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہیں ہیں اگر میرے پاس ہوتے تو میں ابھی

اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور میں بھیجدیتا۔ بادشاہ کے ارشاد کے موافق ابو الحسن
مرزا محمد کی گفتگو پر بھی بیباکی سے کرتا تھا اور اسکی بات میں جرح وقدح کرتا۔ ایک دن گفتگو میں ابو الحسن نے
کہا کہ اس مختصر ملک میں ہم بھی بادشاہ ہیں تو مرزا محمد نے آشفتہ ہوکر تشنیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا
نہیں ہے کہ اپنے تئیں بادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سننے سے بادشاہ کو گرانی خاطر کا زیادہ
زیادہ ہوتا ہے۔ ابو الحسن نے جواب میں کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہے جبتک ہم اپنے تئیں
بادشاہ نہ کہیں تو حضرت عالمگیر بادشاہ پادشاہان کبھی نہیں ہو سکتے! اس جواب کو سنکر مرزا محمد خاموش
ہوا۔ مرزا محمد نے ابو الحسن کے پاس سے بادشاہ پاس مراجعت کی اور ابو الحسن پاس خبر آئی کہ افواج
شاہی بسرداری پادشاہزادہ محمد معظم اور خانجہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہے تو اسنے بادشاہی
لشکر کے مقابلہ میں ان امرا کو روانہ کیا۔ ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدرآباد کا صوبہ دار
تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راؤ کوکہ برہمن صاحب التیغ والقلم
ابو الحسن کا مشیر اور وزیر مادنا کا بھتیجا زادہ بھائی تھا اور امراء رزم جو کار زار دیدہ تھے اور تیس
چالیس ہزار سپاہ کو بھی لشکر حد بیجاپور اور حیدرآباد کے مابین طرفین کی فوجیں نزدیک ہوئیں شاہزادہ
محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ تا بمقدور جنگ نہ ہو۔ اسنے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا کہ اگر ابو الحسن
اپنی ندامت کا اظہار کرے اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہو اور امور ملکی میں مادنا اور اکنا کی
دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید کرے۔ دویم پرگنات سیرم ورانگیر وغیرہ کو جو بندہائے
بادشاہی سے بہ دعویٰ کرکے غصب کئے ہیں کہ وہ پہلے بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑ دے
اور متصوبان بادشاہی کو حوالہ کرے سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلا توقف بادشاہ
کی خدمت میں روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کے لئے بادشاہ سے عرض کریں امراء دکن نے
بادشاہی غضب کو اپنے جوابوں سے دور نہیں کیا۔ طرفین سے جنگ صف شکنی شروع ہوئی۔
خانجہان سے جو لڑائیاں ہوئیں ان سب کا بیان تو بہت طول وطویل ہے۔ ان میں سے بعض بیان
کی جاتی ہیں ایک دن خلیل اللہ خان سے محاربہ ہوا۔ خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار سوار
سے کچھ زیادہ تھے اور امرائے ابو الحسن پاس تیس ہزار سوار تھے بادشاہی لشکر کی ہراولی پر

ہمت خان مقرر تھا۔ صبح کو کوس و کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپوں کی دھوں دھوں اور
بان کی غرش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی اور آپس میں جنگ عظیم ہوئی کہ کشتوں کے پشتے
لگ گئے اور زمین گلنار ہو گئی طرفین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور پادشاہی فوج چاروں
طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی ہمت خان جو ہراول تھا اسپر عرصہ تردد ایسا تنگ ہوا کہ ہر لمحہ کمک کی
طلب تھا اور غلبہ غنیم کی نالش کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہان بہادر کو افواج دکن نے ایسا مغلوب
کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئیں خلاص کرنا دشوار دکھلائی دیتا تھا ہر ساعت اسپر دکن کے لشکر کا ہجوم
بڑھتا تھا اسی ضمن میں بری خان جسکا لقب ہاٹ بھٹہ تھا اور وہ جانباز مشہور تھا اور اپنے
ہاتھ سے پتھر اتنی دور پھینکتا تھا کہ بندوق سے گولی اتنی دور نہیں جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا بھالا
ہاتھ میں لئے خان جہان کے فیل خاصہ کے روبرو آیا اور غل مچایا کہ سردار کی سواری فیل خاصہ کی کون سی
چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلائے کہ خان جہان نے چلا کر کہا خاصہ میں ہوں اور
اسکو بھالا مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگایا کہ وہ گھوڑے پر سے اوندھے منہ
گرا۔ تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہراول اور چنداول سے غلبہ غنیم کے پیغام
آتے تھے کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو ہزیمت ہوتی۔ اس حالت میں راجہ رام سنگھ کا فیل
مست فیلخانہ میں بندھا ہوا تھا اسکے منہ میں تین چار من کی زنجیر ڈال کر فیلبان ہمت خان کی ہراول
کی فوج میں لایا۔ ابوالحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج ہمت خان کے مقابل میں گھوڑوں کو
ڈپٹاتے ہوئے آتے تھے۔ ہاتھی جسکے مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر میں..
ہل چل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سرداروں کے گھوڑے چراغ پا ہوئے۔ اور سوار خود زین کے اوپر
زمین پر سرنگوں نیچے آ گئے۔ دکن کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ خان جہان بہادر نے نہیں چھپے
لگا کے شادیانے بجوانے شروع کئے بہت غنیمت کے گھوڑے اور ہاتھی بیشمار مع توپ خانہ کے..
پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس شہر میں چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سرداروں کی
سپاہ میں جو پیچھے رہ گئی تھی آ جائیں جان نثار خان عرف خواجہ مکارم کو گڈھی سیرم
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ وہ منصوبا ابوالحسن کے قبضہ میں تھی۔ اس گڈھی پہ تردد نمایاں کے بعد

اُسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کرکے دھاوا کیا۔
جان نثار خان نے مکرر گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی
محافظت مین استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ بادشاہ اور رستم راؤ کہ اطراف
پرگنات مین تھین وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئین۔ شاہزادہ کے مقابل مین فوجین آئین۔
چند روز عذر آمیز پیغام سلاموں مین بسر کیے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ
عظیم رہی۔ ہر جنگ مین دونو طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان
لڑائی ہوئی کہ ہمت خان بہادر و سید عبد اللہ خان و سعادت خان دیوان فوج خانجہان
بہادر زخمی ہوئے۔ آخرکو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا۔ پادشاہزادہ
اور خانجہان بہادر نے تعاقب مین مصلحت نہ دیکھی اور یہین خیمے لگا کے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت
بھیجی اخبار نویسیون کے نوشتون سے بھی بادشاہزادہ کے تعاقب نکرنیکا سبب بادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو
پادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی خانجہان بہادر سے بھی کئی سببون سے پادشاہ ناراض تھا۔ اول اس کے
لشکر مین فسق و فجور کے بازار کی بڑی رونق تھی مگر پادشاہ نے اس باب مین فرمان اعتراض
صادر کیے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب مین وہ پای کوہ سلطان پور مین
بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری مین اغماض کیا۔ میر میران فوجدار پرگنہ
تھالنیر کے بیٹے میر نور اللہ کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ سوم بعض اور سلوک
بھی بعض مقدمات ملکی و مالی مین پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اسکو فرمان تحسین آمیز
بھیجے جاتے اسکا جواب گستاخانہ دیتا اور سر دیوان بیٹھ کر برادر رضاعی ہونے کی نسبت کے
سبب سے ناگفتنی باتین کہتا۔ ان وجہون سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف سے
پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار مزاج کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو
پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت پر اسکا تعاقب اسکے

بنگاہ تاخت کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب مین غضب کا فرمان
پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا
سبب ہوا اگرچہ چند روز شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہین ہوئے اور
پادشاہزادہ کے مقابلہ مین نہین آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقون کے اطراف لشکر
کو اپنی سیاہی دکھلاکر بان مار جاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے
اور بطور طلایہ گشت کرکے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ پادشاہزادہ اور خان جہان
بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ انکی طرف توجہ نہین کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک
یونہین بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہوئے اسسے پادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا
اور اسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا ؎
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ٭ شاہزادہ محمد معظم نے سب امرا کو جمع کرکے مشورہ
کیا حیدرآباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے
دل فریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی پادشاہ کی
افسردگی خاطر کے سبب اور سپاہ خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ مین مصلحت نہین جانتا تھا اور
بعض امرا اس باب مین اسکے ہمدم تھے۔ رائین مختلف تھین اسلیئے آج مصلحت ناتمام رہی
دوسرے روز سید عبداللہ خان بارہہ نے خلوت مین التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان
بہادر کہنہ کار آزمودہ روزگار اور ہواخواہ جہان پناہ ہے لیکن صلاح دولت اس
مین ہے کہ اب آپ پادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کرین اور اس طائفہ جہل
کی گوشمالی کے لئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کرکے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر
خان جہان بہادر ہمراہی قبول کرے تو فدوی کو چنداول مقرر کرین ورنہ بندہ ہراول
مین جانفشانی کرنے کو موجود ہے شاہزادہ محمد معظم نے حیدرآباد کے سرلشکر محمد ابراہیم
پیغام دیا کہ مین تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہون اسکے سبب سے عتاب شاہی
مین مغلوب ہو رہا ہون طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و

و آبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہون کہ اگر تم پرگنہ و گدھی سیرم و کیرواد و محال سرحدی سے کہ بادشاہی تصرف مین آگئے ہین دست بردار ہو تو اس بات کو ابو الحسن کے عفو تقصیرات و شفاعت کی دستاویز بنا کے بادشاہ سے عرض کرین - یہ پیغام زمرد نام ناظر محل شاہ کے ابراہیم سر فوج کے پاس بھیجا اُسنے اور سردارون سے اس باب مین مصلحت پوچھی شیخ منہاج اور رستم راؤ زنار دار نے متفق اللفظ ہو کر دکنی زبان مین کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہماری نوک سنان و دم شمشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہین - چنانچہ اُس دن مرہٹون نے اس قدر بان مارے کہ سراچہ محل شاہی مین شاہزادہ کے خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اُڑ گیا - اُس روز ابو الحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا - خالی توپین چھوڑ کر پے در پے شلک کی آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائین اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی دکنیون کی ان شوخیون سے بادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت مین آئی - شاہزادہ معز الدین کے ساتھ خانجہان بہادر کچھ بدستور سابق ہراول بنایا اور صف شکن خان و ہمت خان اور دلاورون کو راجاؤن کی جماعت مین برانغار و جرانغار و التمش مقرر کیا عبد اللہ خان کو چنداول ملتفت خان خوانی و راجہ جان سنگھ و سکندر بیگ و خواجہ ابو المکارم کو قول مین اپنے ساتھ لیا اور مقابلہ و مقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار مین پاؤن رکھا - اس طرف سرداران ابو الحسن نے آپس مین مصلحت کر کے صلاح کار اس مین دیکھی کہ تین چار گروہ پر بہیر کو دائین طرف بھیجد یا اور جنگ مین توپخانہ کا صرف نہ جانا - بڑی بڑی توپون کو گڑھون مین ڈالدیا اور چند توپون کو زیر خاک کیا - دو تین فوجین بنائین ایک فوج کو ہراول شاہی کے مقابل اور دوم کو التمش کے لئے ایک فوج سنگین کو ایک دو سردارون کے ساتھ چنداول سید عبد اللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا - ایکبارگی دکنیون نے جوشان و خروشان جلو ریز سیلاب بلا کی طرح فوج بادشاہزادہ پر تاخت کی اسطرف سے لشکر شاہی انکے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا چپقلش ہائے رستمانہ بروئے کار آئین عرصہ کارزار مین ہر طرف سے کوشش و کشش نمایان ظہور مین آئین - دکن کے سردارون نے ہراول و چنداول شاہی کو چارون طرف سے گھیر لیا - سید عبد اللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر دائین بائین طرف گیا دوپہر تک معرکہ کا ہنگامہ

گرم رہا پھر دکنیوں نے فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تعاقب انکی بنگاہ تک کیا جس سے لشکر
دکن میں غلغلہ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دو سوار زبان دان پادشاہزادہ اور
ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا دعوی قتال و جدال ہمارے
اور تمہارے درمیان ہے۔ اسلام کے پادشاہان سلف مسلمانوں کے ناموس و عیال کو تاخت و
تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہمکو تین چار گھڑی کی فرصت
دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔
شاہزادہ معز الدین نے باپ سے اجازت حاصل کر کے مال و عیال پر دست اندازی کے منع
کرنے کے لئے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکنیوں نے قبائل کو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار کر کے
گڈھی میں جو پاس تھی روانہ کیا اور سپہر کو ہر طرف سے فوج دکن کا سیلاب نمودار
ہوا اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ تردوات رستمانہ دونو
طرف سے ظہور میں آئے اور طرفین کی جمع کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکنیوں
کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکنیوں
نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبداللہ بارہ نے
ایک راجہ کو ساتھ لے جا کر بندرابن کو چھٹایا باوجودیکہ اسکے خود دہن پر بان پتھری کا
صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ غیرت خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ میں
ایک سہیلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سے بے نام و
نشان آدمی فنا ہوئے۔ شام تک دکنی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ
جنگ مغلوبہ صف میں طرفین سے مسلمان کشتہ ہوتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایک دو سردار ہمارے اور
تیغ چاہ پر تمہارے بغیر فوجوں کے میدان میں آکر سپاہ گری کے فن اور تردد میں اپنے
زور بازو کا امتحان کریں۔ پھر دیکھیں کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہے۔ شاہ عالم نے یہ سنکر
ان سے کہا کہ تمکو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہے جسکا رواج تمہارے ہاں بہت ہے اسکے سبب سے
اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہیں کہ آخر کار جب دکنیوں نے یہ عہد

کار زار تنگ ہے تاہم تو وہ ننگ فرار کو اپنے اوپر ہموار کرتے ہین بلکہ اسکو سپاہ گری مین ہنر سمجھتے ہین
ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی عار نہین پس بہتر یہ ہے کہ سید عبداللہ اور ایک دو سردار ہماری
لشکر کے ہاتھی پر سوار ہو کر آئین اور ہاتھی کے پاؤن مین زنجیر ڈالدین اور تم بھی اسی طرح
سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالکر مقابلہ کے لئے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت
اور بہادری کا امتحان کرو۔ تو دکنیون نے کہا کہ ہم فیل سوارہ پا بزنجیر جنگ نہین کرتے۔ تو
شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ بجز یہ نہین کرتے اور دوسرے روز ہرکارون نے خبر دی کہ ابو الحسن
فرار بھاگکر حیدرآباد مین گیا۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے
ہوئے اُنکے تعاقب مین حیدرآباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدرآباد
کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اسکے ہمدمون نے خلیل اللہ خان عرف محمد ابراہیم
کی طرف سے ابو الحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس قدر اس کو
بدظن کیا کہ اسنے اسکے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا۔ ۔ ۔ ۔

اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جاکر مورد عنایات ہوا جب محمد ابراہیم
سر فوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدرآباد مین خبر پھیلی تو ابو الحسن حوصلہ باختہ ہوکر بغیر
اسکے کہ ارکان دولت سے مصلحت کرے یا اپنی اور رعایا کے مال و عیال و ناموس کا فکر کرے
پہر رات گئے خدمہ محل کی ایک جماعت کو اور جواہرات ہون کے صندوقچے اور جو کچھ
اسباب اٹھا سکا ساتھ لیکر قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا اس خبر کی شہرت سے ابو الحسن کے تمام
کارخانے اور تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا تاراج مین آیا۔ ناموس سپاہ اور
رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کتنے ہزار اشراف جنکو سواری اور مال اٹھانے کی
فرصت نہین ملی اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی
عورتون کو برقعہ اور چادر بھی نصیب نہوئی۔ شاہزادہ کے لشکر مین اسکی خبر پہنچنے سے پہلے
شہر کے اوباشون اور غارتگرون نے مال خوب لوٹا۔ امرا و تجار وغربا مین جو زور بازو
رکھتا تھا اور زر خرچ کرسکتا تھا وہ رات مین جسقدر مال قلعہ مین لیجا سکا لے گیا۔

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پر تاخت کی ہر محلہ و راستہ و بازار مین لاکھون روپیہ نقد
و اقسام مال و اقمشہ اور امراء و تجار کے چینی خانے اور ابوالحسن اور اسکے ارکان دولت کے فرش مخمل
کے قالین گھوڑے ہاتھی لٹنے لگے جیسے ہول قیامت و نمونۂ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانو
اور ہنود کے زن و فرزند اسیری مین آئے اور شرفا و غربا و ضعفاء کی ناموس برباد و فنا
ہوئین کہ بیان نہین ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہین سکتے تھے انکے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سرداون کو مقرر کیا
کہ دو تین لوٹنے والے لوگون کو منع کرین مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی
کو چار پانچسو سوارون کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔
ابوالحسن نے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے پیغام
لائے اور شاہ عالم کے سرداون نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا
مگر لوٹ بالکل نہین موقوف ہوئی خلق خدا پر جو گذرنا تھا سو گذر گیا۔ ابوالحسن کے التجا کے
پیغام آئے تو پادشاہزادہ کو اس گشتہ بخت اور یہان کے رہنے والون پر رحم آیا۔ اُسکی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش مین سے ایک کروڑ بیس لاکھ سوا وجہ مقرری سالانہ کے
ادا کرے اور دونو بھائیون مادنا اور آکنا (انکنا) کو بید قتل کرے اور گڈھی سیرم لو
پرگنہ کھیر اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئی ہین دست برداری
قبول کرے تو پادشاہ سے عرض کر کے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاے اس پیغام آمد و
رفت کے درمیان ابوالحسن کو ان دو بھائیون کے قید کرنے مین تامل ہوا تو بعض عمدہ سرداون
محل کے صاحب اختیار خدمہ نے ان دو نو بھائیون کو قتل کروا دیا۔ دونو کا سر کاٹ کے
پادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کار آدمی کے ہاتھ بھیجدیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے پچاس سال
فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا دو تین لڑکیان تھین انمین سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد
سے کی وہ سادات اور فضلاء مشہور و ذی عرب سے تھا اور اسکو امیر کر دیا اور اکثر امور ملکی
مین اسکی طرف مرجوع کرتا کچھ دنون کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

اور حسب و نسب مین میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبد اللہ قطب الملک نے دوسری
بیٹی کو اُس سے منسوب کیا جسپر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا
تو میر احمد نے قسم کھا کے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہین تو مجھے رخصت
کیجیے اُسنے حیدر آباد سے جانے کا ارادہ کیا سردنا کہ مدار علیہ محل تھا اور محرمان حرم میر احمد کے
ہمدم اور معاون ہوئے عبد اللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار
ہو کر چارہ کار کی فکر ہوئی اور اندر اور باہر کے محرمون کی یہ مصلحت ٹھیری کہ ابو الحسن سے یہ نسبت
قرار دیجاے۔ وہ سلسلہ دوری مین عبد اللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع
ایام شباب سے فقراے خراب وضع کی صحبت مین رہتا تھا اور اطوار نا محمود کے اختیار کرنے سے قطب شاہ کے
ہمدم اسکو مطعون کرتے تھے۔ عبد اللہ شاہ اس پر توجہ نہین کرتا تھا۔ اسلیے ابو الحسن درویشون مین خانقاہ
سید راجو مین رہتا تھا۔ مردود خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے۔ اُسکے قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح
ایسی ساعت عقد مین کہ سید سلطان سے ٹھیرا تھا ہو گیا۔ سید سلطان فقیر ہو کر رنجیدہ خاطر...
محمد امین خان پاس چلا گیا۔ اب عبد اللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے
تلافی انتقام کا وقت آیا۔ میر احمد اپنے تبختر کے سبب سے امراء سے خصوص سید مظفر اور
موسی خان محلدار سے سلوک نہین کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہیہ کو اپنے آگے ہیچ جانتا تھا
بعض خدمہ محل بھی اُسسے نفرت کرتی تھین سید مظفر سلاطین مازندران کے خلیفہ سلطان کے
سلسلہ مین تھا۔ اور حیدر آباد کے امراء مین بڑا صاحب فوج تھا۔ برخلاف اسکے ابو الحسن سب سے رفق
و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا۔ عبد اللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل و بعد تعین سلطنت
مین اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہان تک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ
جنگ کو مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بیوی کہ ماں صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ
ہاتھ مین لیکر حبشی و ترکی کنیزون کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار
مین لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسی خان محلدار اور مادنا و آکنا کی سعی و
تردد سے کل عمدہ نوکر ابو الحسن کے رفیق ہوئے۔ دونو بھائی مادنا و آکنا و سید مظفر کے

نوکر و پیشکار معتمد تھے ان سب نے ملکے کہ میر احمد کو مغلوب بے اختیار منزوی کیا اور ابو الحسن کو تخت
سلطنت پر بیٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اُسنے ابتدا سے خطاب نہین قبول کیا تھا۔
منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد کے
سنار و دولت کے دکھلانے مین سعی کی تھی اُسکا پھل بھی سوا ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا
بیان یہ ہے کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ جو امیر پادشاہ کی جلوس سلطنت مین کوشش کرتا ہے اور
صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اسکے دماغ مین یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ
تمام مقدمات جزئی اور کلی مین اپنے آقا پر تسلط پیدا کرون اور سلاطین کے مزاج مین
برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہے آخر کو ایک دوسرے کی استیصال
کے درپے ہوتے ہین اس سبب سے ابو الحسن اور سید مظفر مین نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت
زیادہ ہوئی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابو الحسن اس فکر مین پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو
امور ملکی مین کوتاہ کرے۔ ہرچند تدبیر و منصوبہ کو کام مین لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامۂ فساد
خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہین کرسکتا تھا۔ آخر الامر مادنا پنڈت
(مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابو الحسن کے ساتھ دمساز
اور ہمراز ہوا اور ورا مین ایسا منصوبہ کام مین لایا۔ کہ سید مظفر کے عمدہ جماعہ دارون کو
انواع رعایت کا امیدوار کرکے استمالت کی اور ابو الحسن کا ہوا دار بنایا اور اپنا رفیق اور امور
ملکی کے لئے صاحب صبح نوکرون کو باہر بھجوایا۔ سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت
اس سے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھہ گوشہ نشین بنایا۔ خلعت و قلمدان وزارت
پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آکنا انگنا نام کو عنایت ہوا۔ ان دونو
پنڈتون نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزا ایسی ان ایام مین ملگئین کہ میر ہاشم
سید مظفر نے پادشاہ سے اپنی باپ کے لئے نالش کی جو بطریق محبوس کے منزوی تھا۔ پادشاہ
پادشاہزادہ پاس حکم بھیجا تو اُسنے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اسکے لانے
کے واسطے تعین کیا۔ اُستے ابو الحسن پاس قصبہ کوہیر مین یہ حکم پہنچایا۔ ابو الحسن نے اسکو ستم

ہمراہ نصرت خان پاس پہنچایا۔ جب پادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا
پادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُسنے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کرکے
اُسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت مانگی۔ بعض کہتے ہین کہ وہ
لشکر شاہی مین مرگیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہین۔
القصہ جب شاہ عالم کی عرضداشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ پادشاہ سے عرض ہوئی
اگرچہ بحسب ظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا۔ سعادت خان کو کہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور پادشاہ کا تربیت کردہ تھا
وہ حجابت پر مقرر ہوا اور اُسکو پیشکش باقی و سابق و حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کرکے
بھیجا۔ خان جہان بہادر اور پادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام مین
اعتقاد خان خلف اسد خان نے شجاعت و جانفشانی مین علم شہرت بلند کیا تھا اور
تہور خان پسر صلابت خان و خواجہ ابوالمکارم وغیرہ دو تین خان اور بھی اپنی جوہر
کارطلبی دکھاتے تھے۔ پادشاہ انکی تربیت مین کوشش کرتا تھا۔ خانجہان کی عرضداشت
کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز مین اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف اس عبارت
مین لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے مُنہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ نسبت تجربہ پیر سال خوردہ
کے زیادہ شرط فدویت و جانفشانی بجالاتے ہین۔ شاہ عالم کی فوج مین اعتقاد خان
متعین تھا۔ خان جہان بہادر اُسے دل مین بغض رکھتا تھا۔ اُسنے خفیہ سپہ کے ان
سردارون کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجاپوری اور حیدرآبادی لشکر کی اعانت مین کوشش
کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرانی لشکر کو پادشاہ سے عرض کرکے اعتقاد خان
و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خان وغیرہ کو غلہ لانے کے لئے بھیجونگا۔ تمکو چاہیئے کہ ایک بڑی
فوج سے اُنپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہوجائین۔ اتفاقات سے یہ خط سعادت خان
دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہرکارون کا داروغہ بھی تھا۔
سعادت خان کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

لشکر پادشاہ کے حق نمک اور عمدۃ الملک کی خاطرداری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اُس نے افشائے
راز کو مناسب جانا۔ خفیہ اعتقاد خان پاس گیا اور اسکے اخفا کی قسم لیکر حقیقت کار پر
اطلاع دی۔ اعتقاد نہایت متوہم ہوا مصلحت یہ قرار پائی کہ خلوت مین پادشاہزادہ کی خدمت
مین سعادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہ عالم سے اُسنے عرض کیا تو اُسنے سعت
خلق کے سبب سے جواب مین فرمایا کہ خانجہان پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہین ہے جس وقت
خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب مین ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے
تم اعتقاد خان سے کہدو کہ وہ وہان جانے سے انکار کرے۔ لشکر پادشاہی مین
گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کوہیر مین چلا گیا کہ وہان پادشاہ کے حکم کا انتظار
کرے۔ میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحتہً ابوالحسن کے لئے پادشاہزادے کی
التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا۔ خاص عام مین یہ شہرت ہوئی کہ جواہر و
خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور اسکے فریبی کے لئے ہے اور میر ہاشم پسر سید مظفر مدعی ہے
فوج پادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابوالحسن کی فوج نے
بسرداری شرزہ خان لاری وغیرہ نکل کر پادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ یہ لشکر
غافل تھا اور پادشاہ کی طرف سے کومک نہین آئی۔ میر ہاشم اور ایک دو سردار زخمی ہوکر
دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکھ حیدرآباد
کے کنارہ سے اُٹھ کر کہیر مین آکر ٹھہرا۔ ان دنون مین بموجب حکم شاہی قلیج خان بہادر عرف
عابد خان شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش
کے وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر کچھ اور خاطر تھا اور مقدمات تھے۔ اور شاہزادہ کو
پادشاہ نے بلایا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڈھی سنسنی بنا کے تاخت و تاراج شروع
کی تھی اسکی تنبیہ کے لئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور مین پادشاہ تھا وہ مرہٹون کی مدد کرتا تھا باوجودیکہ
پادشاہ نے مکرر فرمان نصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کئے مگر کچھ فائدہ

نہ ہوا تو بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امراء رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ بیجاپور کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اُسنے دیکھا کہ سب جگہ فوج دکن زیر سرداری عبدالرؤف اور شرزہ خان افواج بادشاہی کی اطراف مین پھر رہی ہے اس سال مین زراعت پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد مین گرانی تھی اور دکنیون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کر دیا تھا جسکے سبب سے لشکر مین غلہ کی گرانی اور کمیابی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ مین نان کا ملنا دشوار ہو گیا۔ کچھ لئے جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آتی اور شاہزادہ کو چارون طرف سے دکنیون نے ایسا گھیر لیا کہ محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیرانداز خان و خنجر خان اور امراء کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر مین غلہ کی رسد پہنچانے کے واسطے متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر انیس بیس ہزار غلہ کے بیل لیکر پرگنہ اینڈی مین پہنچا جو بیجاپور سے پندرہ سولہ کروہ پر ہے تو بیجاپور کے سردارون نے چند ہزار سوار و پیادے محمد اعظم شاہ کے محاصرہ کے لئے بھیجے جسمین خاتون کے مارے سوار اور سواری مین پوست و استخوان کے سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہے کہ جانی بیگم صحل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی ہاتھی پر عماری مین پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتی اور امراء کی دلداری اور تسلی مین کوشش کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے کرناٹکی غازی الدین خان بہادر سے لڑنے آئے۔ بعد اسکے فوجین مقابل ہوئین۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی سوا برق و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن مین سوار و پیادون کا ہجوم وہ تھا کہ کہین زمین نہ دکھائی دیتی۔ بادشاہی لشکر دکنیون کے لشکر کے دسوین حصہ کی برابر ہو گا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جنگ عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کارنمایان کئے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ مین سے نکال لائے اور اس آفت جانی سے نجات دی اُسنے بے اختیار غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی

ہوئی تو اُسنے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے تردد سے اولاد تیمورِیہ
کی شرم رکھی ہے ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔
اس ضمن مین کہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اور شاہزادہ کے ہمراہی اور اُمرائے
گلکنڈے کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو پادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ء مین
شولاپور سے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سواد قلعہ مذکور مین پہنچا جسکون
کے عقل و ہوش و حواس اُڑ ے اور ایک تھلکہ بخین پڑ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان
بہادر فیروز جنگ و سید عبداللہ خان بارہہ اور امراء کار طلب کو چند کلمات غیرت افزا
کہکر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لئے اور بیجاپور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے رخصت
کیا۔ ہر ایک اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر مین کوشش
کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ امرا
بیجاپور کی تالیف قلوب مین مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ابرج خانی کو
سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجاپور مین بھیجا اور اس طرف بھی کبھی کبھی سید عالم
پادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا ؎
نہان کے ماند آن راز سے کزو سازند محفلہا۔
خصوصًا جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو۔ یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی
فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئی۔ شاہ قلی ایک جوان اوباش مشرب تھا منہ مین
لگام نہ تھی۔ جس وقت قلعہ کے نیچے مورچالون مین سپاہیون کا تغیر و تبدل ہوا تو جھون
کی طرف مخاطب ہو کر بآواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہین توپ و تفنگ و سنگ سمجھ کر
پھینکنا۔ اور وہان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہین آئیگی
جب یہ گفتگو لوگون کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو
اور میوئے پادشاہ کے کان تک اُسی پہنچایا۔ کہ یورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی جاتا
اور سید عالم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت مین ہمکلام

ہوتا ہے روح اللہ خان کوتوال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادت خان
صدر کو کوتوال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے عبدالعلیم کو جو شاہ عالم پاس آیا ہے پکڑ لائے
اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص نے قاضی کی عدالت
میں شاہ قلی پر استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ بادشاہ کے روبرو اسکو لائے
اسنے راز سے پردہ اٹھا دیا اور کہہ دیا کہ مومن خان نجم ثانی و سید عبداللہ بارہہ وغیرہ بھی
میرے ساتھ شریک ہیں۔ بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت میں بلاکر یہ باتیں بیان کرکے
اسکو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خان بارہہ کو مقید اور باقی سب کو لشکر سے خارج کیا۔
بادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد میں شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے
بدل گیا ہر چند ظاہر میں مراتب و مناصب و لوازم ولیعہدی شاہ عالم میں کسی بات کو کم
نہیں کیا مگر اپنی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ کیے۔ عبداللہ کے جرائم کا شفیع روح اللہ
ہوا۔ بادشاہ نے عبداللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظر بند رکھے پھر خلاصی کا حکم
دے دیا۔

غرہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو بادشاہ نے صندوقچہ
عرضہ نیاز بجناب رسالت مآب اسکو دیا کہ خانہ مطہر کے باب پاک کے محاذی جاکر صندوقچہ
کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشبک میں داخل کرنا کہ وہ عتبہ علیہ کے نیچے گذرے۔

۱۵ ربیع الاول کو بختاور خان داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ بادشاہ کا مصاحب عاقل
رازدان مزاجدان تھا اسکی سی سالہ خدمت کے حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازہ کی نماز کی امامت
بادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لئے خیرات کی و ختمات
پڑھوائے بختاور خان علماء و فقراء و شعراء کے ساتھ توجہ مفرط رکھتا تھا اور انکی کامیابی میں
کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی تاریخ دانی میں ماہر تھا۔ اسکی مولفات و مصنفات میں سے
مراۃ العالم یادگار ہے دوم شہر ربیع الآخر کو ہدایت خان ناظر محل اس دار المحن سے
دربار جاوید سیر قرار میں گیا۔ بادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیرخواہ تھا اسکے جنازہ کی

نماز کی امامت بادشاہ نے خود کی۔
دوم جمادی الآخر کو بادشاہ احمدنگر سے شولاپور کی طرف چلتا ہوا اسکے لشکر کا حال انگریزی تاریخون مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم مگر اس سپاہ کی شان شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان مین تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئے ہین سوارون کی ہزارون پرے انمین غیر ملکون کے نوجوانون کے سوار بادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کابلی۔ قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلدستہ مین گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور شجاعت ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے پھلکے ہتیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ انمین سے کسی پلٹن پاس توڑے دار بندوق اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیون اور بندیلون کی بھی پلٹنین تھین وہ پہاڑون پر اترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ مادلی مرہٹون کا مقابلہ وہ خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادون مین کرناٹک کے ہزارون سپاہی تازہ بھرتی کئے ہوئے تھے۔ ہر بادشاہی خیمون کے ساتھ ہلکی توپون کے توپخانے سیکڑون توپین۔ انکے توپچی ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزارون بیلدار اور کہار بڑھئی اور کاریگر انکے ساتھ۔ جنگی ہاتھیون کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزارون ہاتھی ہودج و عماریون سے سجے ہوئے۔ انمین بعض مین بیگمات سوار اور بعض ہاتھیون پر بادشاہی خیمے لدے ہوئے۔ جو اونٹون پر نہ چل سکتے تھے۔ بادشاہ کے خاص گھوڑون کا اصطبل انمین عربی۔ ترکی عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری ساز پڑے ہوئے جڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش بیگی ساتھ جنکے اہتمام مین دنیا کے منتخب عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بیری شکرہ۔ شکاری۔ کتے۔ چیتے۔ سیکڑون ساتھ لشکر لشکرگاہ کی عجب رونق تھی۔ بادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبایش زربفت کمخواب سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ مین جو مکانات ہوتے

وہ ان سب خیموں میں ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور سرکار خانوں کے خیمے
جدا جدا ہوتے تھے۔ اُنکے بیچ میں بادشاہ کے بیٹھنے کے لیئے ایک تخت گاہ ہوتا یا
کرسی ہوتی۔ حمام غسلخانہ۔ چاند ماری کشتی کے لیئے اور اور ورزشوں کے واسطے
الگ الگ خیمے۔ یہ خیمے مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی تاقم بسمور سنجاب ایرانی۔ دمشقی غالیچوں
اور چینی ریشمی کپڑوں غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے
وہ روپہلی سنہری ستونوں پر ایستادہ ہوتے۔ بادشاہی خیموں پر سونے چاندی کے
کلس لگائی جاتے اور خیموں کے گرد رنگین قناتین کھڑی ہوتیں بورچیخانے اور آبدار خانے
کا سامان سیکڑوں طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ
شورہ خانہ۔ غرض سیکڑون خانے اسی قسم کے ہوتے اور پہران سب پر اور تکلف
زیادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا جسوقت بادشاہ
اپنے خیمے میں داخل ہوتا تھا تو پچاس ساٹھ توپین سلامی کی چھوٹتین۔ غرض اس عیش و عشرت کے
سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سوانح سال بست و نہم وسی ام سنہ ۱۰۴۶

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصوروں میں
سرداروں کا حال تنگ ہوا اور غلہ بہنچا اور گھاس کمیاب ہوئی تو قلعہ کے اندر گھوڑے
بہت دکنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان سنہ ۹۷ کو بادشاہ خود اس مدمہ کو دیکھنے گیا۔
جو بیجاپور کے قلعہ کے کنگروں کی برابر بنایا گیا تھا گھوڑے پر سوار تھا۔ کنارہ خندق
تک گیا۔ سواری کی ہائے ہو کا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک
عجب ہنگامہ ہوا بادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ میر عبد الکریم نے سرمہ
کی قلم سے لکھا یہ تاریخ بادشاہ پاس بھیجی ع فتح بیجاپور زودی می شود ۱۰۹۷
بادشاہ نے اُسے پڑھ کر فرمایا کہ خدا کند چنین باشد قلعہ اسی ہفتہ میں فتح ہو گیا
شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز میں دشمن کی جان ستانی کے ساری اسباب

فتح بیجاپور کا ذکر ۱۰۹۷

جمع کر لئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی پس سکندر کی زبان سے اُسکے رفیقوں نے پناہ مانگی۔ چوتھی ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ کو قلعہ کی کنجیان بادشاہ کی خدمت مین پہنچ گئین اور بادشاہ کی خدمت مین سکندر عادل شاہ آیا۔ بادشاہ نے ایک دربار عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب دیا اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجدیا۔ قلعہ بیجاپور کی تاریخ کی فتح (رسد بسکندر گرفتم) ہوئی۔ کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہ کہا اور لکھا کہ بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو زنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید۔ عبدالرؤف اور شرزہ امرائے سکندری کو بادشاہ نے خلعت عنایت کیا اور شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے کو رستم خان کا خطاب دیا اور بندہای حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو ۱۰۹۷ھ کو شولاپور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدرآباد کے نام فرامین بھیجے جن مین مضامین بیم و رجا کے تسلی آمیز تھے اور زر پیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ ما بدولت کا عزم جزم حیدرآباد کی تسخیر کا ہے تا مقدور وصول زر مین تعجیل کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات بادشاہی کا امیدوار کرکے زر پیشکش کی وصول مین زیادہ تقید کی۔ ابوالحسن مامون ہونے کی امید مین اطاعت کا اظہار کرکے سعادت خان سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد پیشکش کا میسر ہونا متعذر ہے۔ خواجہ سرائے خرد سال کو بھیجدو کہ مین اسکے روبرو زیور اور جنس مرصع گھر مین موجود ہو حوالہ کرکے اُسکے حوالہ کرون سعادت خان نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چند روز کی گفتگو کے بعد بادشاہ کے گلبرگہ مین آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا حاجب کے آدمیو نکو طلب

اورنگ زیب کا حیدرآباد کی فتح کا ارادہ

تو عبد خوانچہ جواہر اور زر یور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے بھیجے
اور انکی قیمت مقرر نہین کی مگر تعداد اور فردین انکے ساتھ کین۔ اور یہ قرار دیا کہ
خوانچون کو سعادت خان اپنے گھر مین بھیجا اور دو مین وزمین زر نقد بھی جتنا
میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جواہرات کی قیمت
انکوا کے لکھے اور قبض الوصول پیشکش پر مہر لگا کے مع عرضداشت کے جسمین ابوالحسن کی
فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور مین روانہ کرے
بد اتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میوون کی چند بہنگیان بادشاہ پاس بھیجی
تھین ایک دو روز بعد ابوالحسن پاس یہ خبر آئی کہ بادشاہ گلبرگہ سے گلکندہ کی تسخیر کے عزم
سے آتا ہے تو اُسنے سعادت خان سے کہلا بھجوایا کہ میرا مطلب جواہر اور زیور پاس
بھجوانے سے یہ تھا کہ بادشاہ میری حال پر ترحم کریگا اب یہ سُنا گیا کہ بادشاہ گلکندہ
کی تسخیر کو آتا ہے۔ خوانچہ ہاے امانت کو واپس بھیجو۔ سعادت خان نے جواب مین لکھا کہ
مجھے یہ تحقیق نہین معلوم تھا کہ بادشاہ ادھر آتا ہے مینے وہ جواہر کے خوانچے سربمہر
میوون کی ڈالیون کے ساتھ بھیجدیے۔ وہ بادشاہ پاس ہین۔ اس مقدمہ مین گفتگو
و شورش فساد انگیز درمیان آئی۔ ابوالحسن نے حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور
دو روز تک ہنگامہ پرخاش گرم رہا۔ تو سعادت خان نے ابوالحسن کو پیغام دیا کہ
اس بارہ مین حق تمہاری جانب ہے۔ مینے خوانچون کے بھیجنے مین بادشاہ کی مرضی
پر اور پاس حق نمک پر نظر کر کے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھے غنیمت ہے کہ کام کے لئے جان
نثار اور کشتہ کرنا چاہیئے۔ بادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لئے دست آویز
چاہتا ہے اب حاجب کے مارنے کی حجت اسکو ہاتھ آجائیگی۔ جب تک مین زندہ ہون
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور بشرط حیات مین بھی تمہاری خدمتگاری اور
رستگاری مین بجد مقدور کوشش کرونگا۔ ابوالحسن نے عاقبت بینی کر کے سعادت خان
کا یہ عذر سُن لیا اور اسکو اپنے پاس بلا کر اور زیادہ عزت کی۔

ان ہی دنون مین ابوالحسن کی مجلس فضلاء حیدرآباد مین عمداً کسی تقریب سے پادشاہ کی خوبیون
کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب پادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان لشکر کشیان
ہو رہی تھین تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اُسنے ان سب کو ذبح
کروا ڈالا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع و ادعاء تقوی ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف
طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سواے کسی اور بات پر محمول نہین
ہوسکتی پادشاہ کو چاہیے تھا کہ وہ فضلا و صلحا و مستحقون کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے
ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ گھوڑے جب آئے تو پادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائین یہ اتفاقات
وقت سے میر آختہ بیگی جسوقت گھوڑونکو دکھانے لایا۔ پادشاہ تلاوت قرآن مین مصروف تھا
اسکے دل مین آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑون کا ملاحظہ
کرون اس خیال ہی مین تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے
پیشکش کے ہزار گھوڑون مین سے نوسو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا
ہوئی تو اسکے کفارہ مین اُن گھوڑون کو اُنہون نے ذبح کیا اسیلیے پادشاہ نے بھی یہ کیا
علماء حیدرآباد نے اس جواب کے سُننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت مین یہ کیا ضرور تھا کہ
امراء ایران کے گھرون پر گھوڑونکو ذبح کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ
بھی غلط ہے۔ ان ایام مین شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک امیر کے
تمام آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جسمین کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ ذبح کیے
جاتے تو ازدحام بہت ہوتا اور فقرا تکلیف اٹھا کے اُنسے متمتع ہوتے اس لئے اُسنے حکم دیا کہ
ہر محلہ مین ایک دو گھوڑے ذبح کیے جائین۔ جب عالمگیر نے یہ حال سُنا تو سعادت خان پر
آفرین کی۔ پادشاہ گلبرگہ شریف مین زیارت کرکے اور وہان کے مجاورون کو بیس ہزار
روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ قیام کرکے ظفرآباد بندر کی طرف آیا بیس روز یہان قیام کیا
پیش خیمہ کو حیدرآباد روانہ کیا اس خبر کے سُننے سے ابوالحسن کی جان نکلی۔ اسی لئے

سخن دان نوکرون کے ساتھ اطاعت و عفو جرائم کی التماس کے عریضے اور تحائف و ہدیے روانہ
کیے۔ یہ نہ جانا کہ ع باران بیمحل ندہد نفع کشت را۔ بادشاہ نے اسکے عریضہ کا جواب
سپاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا اسمین ابوالحسن کی تقصیرات
کی بابت لکھا کہ اس بدعاقبت کے افعال قبیح احاطہ تحریر سے باہر ہین انمین سے سو مین ایک اور
بہت مین سے تھوڑے شمار کیے جاتے ہین اوّل ملک اور سلطنت کا اختیار نہ کافر فاجر ظالم کو
دینا اور سادات و مشائخ و فضلاء کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے
علانیہ رواج دینے مین کوشش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بدمستی
مین انواع کبائر مین شب و روز مستغرق ہونا بلکہ کفر و اسلام مین اور ظلم و عدل مین او فسق و
عبادت مین فرق نہ کرنا اور کفار حربی کی اعانت مین اصرار کرنا اور اپنے تئین عدم اطاعت
اوامر و مناہی الہی مین خصوص بادہ منع معاونت دار الحربی مین کہ نص جلی کلام مجید مین
بتاکید واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکرر اس باب مین ہمنے فرامین
نصیحت آمیز آداب ان آدمیون کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبہ غفلت گوش سے نہ نکالا۔
بلکہ اسیطرح یہ ہوا کہ سنبھا کو لاکھ ہون بھیجے جسکا حال ہمنے سُنا۔ باوجود اس غرور و مستی
بادہ ناکامی اپنے افعال اور زشتی اعمال پر نظر نہ کرنی اور دونو جہان مین رستگاری
کا امیدوار ہونا ع زہی تصور باطل زہے خیال محال۔

جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیے شیخ منہاج و شرزہ خان
و مصطفی خان لاری اور سردارون کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تا مقدور
بادشاہ کو زندہ گرفتار کرین اور اعزاز کے ساتھ لائین تو امرا نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا
دل و جگر اخگر بن رہا ہے قسم پانے کے بعد ہم سے اسکی عزت نہین ہو سکیگی۔ جب بادشاہ
حیدرآباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار چالیس پچاس ہزار سوار لشکر شاہی سے
بیفائدہ دور پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بیجاپور کی تسخیر کے بعد
ابراہیم گڈھ کے محاصرہ کے لئے مامور ہوا تھا۔ اسکی عرضداشت مع قلعہ منکی طلائی کنجی کے

مژدہ فتح کے ساتھ آئی اور اُسنے لکھا کہ مین ایلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔
۲۸ ربیع الاول ۱۰۹۷ کو پادشاہ قلعہ گلکنڈہ سے ایک کروہ پر خیمہ زن ہوا جس سے
اُسس سرزمین مین ایک تہلکہ عظیم پڑگیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہوان اور
اسباب قلعہ گیری فراہم ہون۔ قلعہ کے برج و بارہ توپون کے گولون سے ڈھائے
جائین اور دمدمے بنائے جائین۔ پادشاہ نے یہ سنا کہ لشکر کی اطراف
مین ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تنبیہ کے لئے امراء مامور ہوئے
دونو فوجون مین مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی
گولے اور بان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر مین
زخمی ہوا۔ دونو طرف کے آدمی مارے گئے۔ پادشاہی لشکر نے بہادری کرکے دشمن
کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ آگیا تو مورچالوں اور دمدموں و تقسیم افواج کا اور
مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہو گیا۔ قلیچ خان بہادر پدر فیروز جنگ کے
داہنے ہاتھ مین گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔

بیجاپور کے محاصرہ مین شاہ عالم سے پادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولکنڈہ کی
محاصرہ مین شاہ عالم سے جانب راست کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خدمت انگیز
پیغام اور تحفے و ہدیے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے پادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات
کرادے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونو صورتون صلح و جنگ مین میرے استصواب سے
انفصال ہو اور بحد مقدور مین ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کرون۔ فتنہ جو
واقعہ طلب آدمیون نے اس پیام سے اطلاع پاکر پادشاہ کے کان مین اسکو بہت
آب و تاب سے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نور النسا بیگم پر بسبب اسکی حسن صورت
و لیاقت کے فریفتہ تھا جسے اسکی سوتین جلتی تھین انہون نے اسکی نسبت پادشاہ سے کہہ دیا
کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس
بدل کر قلعہ گلکنڈہ مین عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھیرا ہے کہ ابوالحسن کے

شاہزادہ محمد معظم کا قید ہونا۔

بارہ مین پادشاہزادہ کی التماس پر پادشاہ صلح کو منظور نہ کرے تو ابوالحسن کی رفاقت شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض ہمدمون نے پادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ جانے کی فکر مین ہے۔ رفتہ رفتہ قلعہ گولکنڈہ مین بوساطت خفیہ نویس مورچال کے جو نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ مین پڑے۔ ان امارات نے اخلاص کے نفے اثبات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایک رات کو اپنے مرحلہ سے حضور مین آیا اسنے ان نوشتون کو پادشاہ کو دکھلایا۔ پادشاہ نے حیات خان خواجہ ابوالمکارم سے جو شاہ عالم کے بڑے مقربین تھے اصل حال پوچھا تو انہون نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ کوئی فاسد نہین ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابوالحسن کا قصور معاف۔ یا اسکی سعی سے قلعہ فتح کیا جاے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی بے تقصیری ظاہر کی مگر پادشاہ کے دل سے سوء ظن اسکی طرف سے نہین دور ہوا۔ ۱۸ ربیع الثانی ۹۷ھ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلاکر مقید کیا۔ ہتھیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد معظم کے سرکار مین ضبط ہوگئے اسکا منصب چھن گیا اسکی جاگیر اور جاگیردارون کو دی گئی۔ نور النساء بیگم مقید ہوئی کہتے ہین کہ جب پادشاہ نے یہ کام کیا تو محل مین کہا کہ مین چالیس برس کی محنت کو خاک مین ملاتا ہون۔ اس شاہزادہ کی حبس و خلاصی کا حال آیندہ لکھا جائیگا۔

محاصرہ گولکندہ مین ہر روز اور ہر ہفتہ مین مورچال بڑھتے چلے جاتے تھے ایک لشکر شاہی سے شیخ نظام مصطفے خان لاری عرف عبدالرزاق بڑی شوخی سے پیش آئے اور عجیب زد و خورد ہوئی اور کشور سنگہ ہاڈہ کے زخم کاری لگا اور گھوڑے سے گرا اور راجپوتون کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامور کچھ قتل و زخمی ہوئے اور اہل قلعہ دکنیون نے لشکر شاہی پر ہجوم کیا کہ اسکو اپنے مردون کی لاشون کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکنی فرار ہوگئے شیخ منہاج اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابوالحسن کے پادشاہ پاس چلے آئے

محاصرہ گولکنڈہ کا حال

اور انکو عمدہ خطاب اور منصب مل گئے محمد ابراہیم کہ شاہزادہ سے آن کر ملا تھا اسکو
مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری ششش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے
زیادہ قلعہ کی فتح میں کوشش کرتا تھا۔ شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور ششش ہزار
پنجہزار سوار کا منصب ملا۔ ابوالحسن کا اول سے آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفیٰ خان لاری
عرف عبدالرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ میں بہت سا ذخیرہ و بارود
و اسباب توپخانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے درو دیوار اور برج و بارہ سے گولہ
توپ و گولہ تفنگ و بان و حقہ آتش بارہ برستا تھا۔ بہت آتشبازی اور دھوئیں کے اٹھنے
سے رات دن میں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی
اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صف شکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے
زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچا دیا یہ کام ایک سال
مین ہونا مشکل تھا۔ انہوں نے ایک ماہ چند روز میں کر دیا۔ اور خندق کے پر کرنے کا حکم دیا
کہتے ہیں کہ اول خود عالمگیر نے وضو کر کے کیسہ کرباس کو خاک کے پر کرنے کے لئے اپنے
ہاتھ سے سیا۔ بڑے بڑے اونچے دمدمے بنائے گئے اور ان پر بڑی بڑی توپیں
قلعہ کے محاذی چڑھائی گئیں۔ جنہوں نے حصار کے ارکان کو ہلا دیا لیکن غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب ثروتوں کے حوصلے بگڑ گئے اور جو
بیچارے بے بضاعتوں پر گذرا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا میں
گلزار دکن میں بارانی کی کمی کے سبب سے خوشہ جوار و باجرہ کہ خریف کی عمدہ جنس ہے
اور اس ملک کی غربا کی قوت کا مدار ان ہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو
سے نکلے نہ تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت کا
نہ ہوئی۔ جسپر حیدر آباد کے آدمیوں کی زیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیوں میں تھا
کی فوج جو حیدر آباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر میں تاخت کرتی تھی وہ رسد
غلہ کے پہنچنے کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی سدہائے خدا کے ہلاک کرنے میں معاون ہوا

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سے گرسنگی و بے برگی کی تاب نہ لاکر ابوالحسن پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کرکے محصورون کی معاونت کی جب ایام محاصرہ پر امتداد ہوا بادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب سے اجین اور اکبرآباد کے انتظام کے لئے بھیجدیا گیا تھا۔ وہ برہان پور مین پہنچا تھا کہ بادشاہ نے اسے بلالیا محمد اعظم کے آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو میرزا یار علی رسد غلہ کا داروغہ مقرر ہوا اسنے یہ سمجھ کر کہ مجھ سے اسکا اہتمام نہ ہوگا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا ہے کہ ولی نعمت کے حکم سے انکار کرے اسکو بادشاہ نے دیوان سے خارج کردیا عبدالکریم کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھین کہ باد و باران و پانی کی طغیانی کے سبب سے مصائب کا اضافہ ہوا۔

سوانح سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸

آواخر ماہ ذیقعدہ شروع سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸ کو روح اللہ خان نے رحمت خان افغان پنی کے وساطت سے عبداللہ خان سے پیغام سلام شروع کئے ابوالحسن کا بڑا معتبر نوکر عبداللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جسکو کھڑکی کہتے ہین۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و رحمت خان و صف شکن خان و خواجہ مکارم زینون پر دمدمہ کے اوپر سے اور ان راہون سے جو توپون کی ضرب سے شکستہ ہوگئین تھین عبداللہ خان پنی کے اشارہ سے حصار مین داخل ہوئے۔ بادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ ہاتھی پر سوار دروازہ کی طرف آن کر فتح الباب کا منتظر رہا ان لوگون نے قلعہ کے اندر جاکر دروازہ کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آوازہ بلند ہوا۔ عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا تھوڑے سے ہی آدمیون سے بادشاہی لشکر سے خوب لڑا اور زخمون سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی کہ اسکو حسین بیگ کے گھر مین لوگون نے پہنچادیا۔

جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر اور باہر سے جزع و فزع کی آواز بلند ہوئی تو ابوالحسن نے مخدرۂ محل کی تسلی مین کوشش کی اور انسے رخصت ہوکر اپنے مکان خاص مین

آیا اور مسند پر بیٹھا نہایت ناخوانده کے انتظار مین بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا سلیم اسنے بکاول
پر تاکید کی - روح اللہ خان و بختیار خان اور نامبرده آئے تو زبانی سلام علیک مین سبقت
کی - وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہین دیا سب کے سلام کا جواب خوبی اور تعظیم کے ساتھ دیا
اور پھر ایک سو گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا - عقلاء تجربہ کار نے کہا ہے کہ جب گشتہ
اختر صاحب ثروتون کو خیل حوادث سیل و نہار سر و کار یکبار رونما ہوتا ہے تو وه
حوصلہ بردباری کو ہاتھ سے نہین دیتے - رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہین صبح تاب باہم صحبت
بے نفاق رہی - بکاول نے دسترخوان بچھایا - اسنے امرا کی صلاح کی - ایک و اسکے ساتھ
کھانے مین شریک ہوئے - روح اللہ خان نے عرض کیا - مجھے تعجب ہے کہ آپ سے اس
تشویش مین کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے - ابوالحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی
وه جمہور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جسنے مجھے اور شاہ و گدا
کو پیدا کیا ہے کہ وه کسی وقت و حالت مین اپنی نظر لطف کو بنده سے باز نہین رکھتا ہے
اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگون کے جد پدری مادری نے ہمیشہ
رفاه اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہی مگر مجھہ دنون مصلحت پروردگار کا اقتضا یہ تھا
کہ پندره سوله برس تک مین فقیری کے لباس مین رہا پھر خدا نے مجھ عاجز پر وه فضل کیا
کہ جسکا مجھے یاد و سر کو شان گمان بھی نہ تھا - ایک ساعت واحد مین میرے لئے
بادشاہی کا سامان تیار کردیا - الحمد للہ کہ میرے دل مین کوئی ہوس اور آرزو باقی
نہین - لاکھون روپئے بخشے کروڑون خرچ کئے - اس سلطنت مین بعض اعمال ناشائستہ
مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات مین خدا نے نظر لطف کو مجھ سے اٹھالیا پھر بھی
مین شکر کرتا ہون کہ چند سال کی ریاست کے لئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ مین میری اختیار
کی عنان دی ہے - پھر وه الہائے مروارید گردن مین ڈال کر امرا کے ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوا - شاہزاده محمد اعظم دروازه پر ایک چھوٹے خیمے مین اوترا ہوا تھا اسکے پاس
ابوالحسن گیا اور خوشی سے مالہ مروارید کہ اسکی گردن مین تھی آتار کر نذر دی شاہزاده نے

قبول کی اور اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر اسکو تسلی دی اور اسکو بادشاہ کی خدمت مین لایا۔
بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد مین بھیجا یا اور اسکے احوال ضروری کے
لائق خوراک و پوشاک و خوشبوئین مقرر کر دین کہ وہ فراغ بالی سے اپنی زندگی بسر کری
بعد اسکے ابو الحسن اور اسکے امیرون کے مال کے ضبط مین متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔
عبد الرزاق بالکل بیہوش تھا۔ کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن خان
کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی لا مذہبی ناپاک بے ادب ہی اسکا سر کاٹ کے
دروازہ پر لٹکانا چاہئیے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا
نہین ہی بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔
بادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور بادشاہ نے
روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابو الحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبد الرزاق جیسا
ہوتا تو قلعہ کی فتح مین بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبد الرزاق مین جان آئی تو بادشاہ نے
اسکو کہلا بھجوایا کہ مین نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کین اور پسر کلان عبد القادر
اور بیٹون کو جو لائق نوکری ہون بھیجدو کہ منصب سے سرافراز ہون اور باپ کی طرف سے
تقصیرات کی تسلیمات بجا لائین۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا۔ گو
زبان مین لکنت تھی اس حال مین بھی اسنے جواب دیا۔ کہ مین قدر دانی کے آداب شکر
کی تقدیم کرتا ہون اور عرض کرتا ہون میری سخت جان ابھی تک نہین نکلی ہی اس
حال مین حیات کی امید رکھنا خیال محال ہی۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندگی عطا
کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر رہے اور اگر نوکری بھی کر سکون تو جس شخص
کے گوشت و پوست نے ابو الحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہین کر سکتا
عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہوجائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔
جب وہ اچھا ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے
اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہے ۶۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون ور ۲ کروڑ ۳۵ ہزار روپیہ کل تخمیناً چھہ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جواہر و مرصع آلات وظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ اکروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر مین لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد کہی۔ پادشاہ کو پسند

جب پادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کرلیا اور اسکے تمام قلعوں پر قبضہ کرلیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدئے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجالائے اور انکو بقدر حالت سرافراز کرلیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہے۔ وہان پیدیا پریہ نایک قوم ڈھیڈہ کئی پشت سے حکومت رکھتا تھا اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے اسکا مسکن حصانت مین بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کرسکا۔ بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور روز بد مین کام آنے والا جانا جب بیجاپور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو مدد کیلئے تمہارنے کے لئے چھہ ہزار جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا محاصرہ ہوا تو پھر اسنے مکرر وہی حرکت کی جو پہلے کرچکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ پادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو پادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خان مرادخان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے خانہ زادخان اسکے ملک مین آیا اور لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا۔ اور قلعہ گلکندہ کی تسخیر کی خبر کو منتشر پایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اسنے کہا کہ ملک الملک کو سپرد کرتا ہون اور پادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون میری عزت مین فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے پادشاہ کے حکم سے اسکے خان و مان کی محافظت کی اور پیدیا کاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعے سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیاء اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

اس دیار مین جسمین کسی نے اذان کی آواز نہین سنی تھی بانگ صلوٰۃ اور اذان کو بلند کیا
اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور بادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک
بندۂ شاہی کو سپرد کی اور بہ بیہ کو ساتھ لیکر حضور مین آیا - ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۹ کو بیہ
بادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضائے مصلحت اسکو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے سے
دنون کے بعد وہ مرگیا - بڑا بدصورت تھا - بادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقرباء کو مناسب
مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا -
باوجودیکہ حیدرآباد کی آب ہوا بادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر بادشاہ وہان
گیا - جہان جہان باقی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سنبھا کو سزا دے سکندر اور
ابو الحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا - غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۳۲ جلوس کو بیجاپور کیطرف
چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی سے
قلعہ ادونی کو تسخیر کرے - یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا - جب عادل شاہی
دولت مین خلل پڑا تو اُسنے اُسکے صاحبزادہ کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم
بنائے رکھا - اور عمدہ خزائن و دفاین و امتعہ گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعہ مذکور مین لیجا کر
متحصن ہوا - بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سنبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ
کیا اور خود بادشاہ ۱۳ ربیع الآخر کو ظفر آباد بیدر مین آیا - ابو الحسن جسنے پندرہ برس
کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین
ایک کروہ مسافت طے کرکے محمد نگر مین آیا تھا اُسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ
خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کار پردازان اسکے خور و خواب کا
اسباب دنیا جو ناز پروردون کے لئے ضروری ہے مہیا کردین اور پچاس ہزار روپیہ
سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا - سویم جمادی الاولی کو بادشاہ
گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۲ ماہ مذکور کو بادشاہ بیجاپور مین آیا
ہر صنف کے مساکین اور فقراء و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی بے مزدگی سے

۱ اورنگ شاہ کا دارالجہاد حیدرآباد سے دارالظفر بیجاپور کو جانا -

نہایت محتاج ہو گئے وہ اس کم بخت حالت سے نکلے اور تنخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی
پادشاہ نے بہت سے خستہ دلون کو آسودہ کیا —

نعمت خان عالی واقعہ نگار و خافی خان

نعمت خان عرف میرزا محمد جسکا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا۔ وہ اس عہد
عالمگیری کے مستعدون مین سے ایک تھا۔ نظم و نثر و اکثر علوم عقلی و نقلی سے بہرہ
تام رکھتا تھا اسنے محاصرہ حیدرآباد کا حال لکھا ہے۔ جسکا نام وقائع نعمت خان عالی
مشہور ہے۔ شوخی طبع کے سبب سے اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہین ضلع جگت
پھبتی پھکڑ کا اس مین بڑا مزہ ہے۔ کہتے ہین کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح
کے وقائع روزانہ نعمت خان لکھتا ہے تو اسکے خیمے کو گھیر لیا اور ان صندوقون کو
پادشاہ نے پھکوا دیا جنمین یہ وقائع تھے۔ چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کرکے لے گئے
تھے وہ باقی رہے۔ خافی خان نے بھی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکھا ہے۔ اور
نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارتون کو بہت نقل کیا ہے جس سے وہ نعمت خان کا
بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعمت خان جیسا فحش نہین ہے مگر پھر بھی پایہ تاریخی سے
ساقط ہے۔ یہ دونو ابوالحسن کی قابلیتون اور لیاقتون کی بڑی تعریف کرتے ہین۔
کہین لکھا ہے کہ ابوالحسن تانا شاہ نے پادشاہ سے کہلا بھجوایا کہ پانچ چھ لاکھ تھیلے غلہ
کے مجھ سے لے لیجے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ پادشاہ نے اسکے جواب مین کلمات
ناصواب کہے۔ کہین لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدرآباد اور
بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لیئے وہ
حج کو جسکا مدت سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ بعد اسکے جو اس خدمت پر مقرر ہوا اسنے
عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہے اور حکم کی اطاعت کرتا ہے۔ محاصرہ اور جنگ کے
سبب دونو طرف مسلمانون کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اسکے جریدہ اعمال پر قلم
عفو کھینچی جائے تو بحکم الصلح خیر قتال و جدال موقوف ہو جائے۔ شریعت کے مطابق
مسلمانون کے حال پر ترحم بیجا نہین ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب مین اس کو

حکم دیا کہ چند روز مجرے کو نہ آئے خافی خان و نعمت خان دونوں مخفی شیعہ ہیں یہ سب
اونکو سنت جماعتوں کے کاموں کے برے رخ کو دکھاتا ہے اور اچھے رخ کو چھپاتا ہے
اسلیئے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہین تو اسمین ایک رخنہ نکال دیتے ہین
خافی خان نے قسم کھائی ہے کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جسمین تشدد بیرحمی و مکر و فریب نہ ہو
کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب ہوتا ہے تو اسکی ستایش کا طومار باندھتا ہے۔
آگے ہم مرہٹوں اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخوں
سے نقل کرتے ہین جس سے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تاریخوں سے
کرتے ہین۔ ان فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر اسکے مرتے ہی پژمردہ
ہو گیا بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کو یوں خاک مین ملانا اور اسکو ممالک محروسہ مین
شامل کرنا عقل دوراندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتوں کے سبب سے دکن مین مسلمانوں کی
حکومت قائم تھی اور انکے سبب سے امن امان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹوں پر
اسلام کا رعب داب تھا جب وہ برباد ہوگئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ
اور منتشر ہو گئے۔ پٹھانوں اور بیگانہ ملکوں کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی
اور جو افسر ان مین سے اپنے آقاؤں سے ہوا خواہ بن کر یا بیکار ہو کر بادشاہ کی خدمت
اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے بادشاہ کو اپنے
موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے۔ اور باقی سپاہ اور افسر کیا تو سنبھاجی سے جا کر ملگئے
یا بیچارے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعوں کا دکن
گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو
جو لوٹ کھسوٹ اور قزاقیاں کرتے ان مین وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ
مرہٹوں ہی کو اپنے ان افعالوں کا حامی اور مددگار جانتے۔ انہی کی ذات کو سرکشی کا
بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمینداروں کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طناب ہی
بستے تھے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے اور بادشاہ کے تعصب نے بھی نے

ان فتوحات کا اثر اور دکن میں بد انتظامی

ہندؤں میں بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سے دکن کی فتح کا سہرہ کیا بادشاہ کے سر پر چڑھا تھا گناروں کا ہار اسکے گلے میں پڑا تھا جسنے آخر اپنے زخموں سے گور میں اسکو پہنچایا۔

حال میں جو فتوحات نصیب ہوئیں ان سے بادشاہ نے یہ فائدہ اٹھایا کہ ۱۶۸۸ء میں بیجاپور اور گول کنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ ان ریاستوں پر بھی جو جنوب میں انہوں نے فتح کیں قبضہ کیا اور ساہوجی کی جاگیر واقع بیسو کو بھی دبالیا۔ اور ونکاجی کے علاقہ کو تنجور تک محدود رکھا۔ اور سیواجی نے جو اپنے آخر وقت میں ملک فتح کئے تھے انمیں سے سب مرہٹوں کو مجبور کرکے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعوں میں جا بیٹھے۔ اگرچہ بادشاہ نے سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا۔ مگر اسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب جما چنانچہ اضلاع میں محاصل کا ٹھیکہ دیس مکھیوں وزمینداروں کو دیا جاتا اور انکی حکومت افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور انکو چوتھ محاصل خرچ تحصیل کے لئے دیجاتی۔ جو روپیہ وصول ہوتا تھا اسمیں سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے تھے اور اگر یہ اضلاع بعض اور افسروں کی تنخواہ میں کسی میعاد مقررہ تک جاگیر میں دیدئے جاتے تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس بھیجا جاتا۔ یہ افسر لے لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔

سیواجی کے کپوت سنبھاجی اپنے محلوں میں پڑے ایڈا کئے۔ اور اورنگ زیب کی ان فتوحات کو دیکھا کئے مرہٹے تو اسکی کاہلی اور سستی کا سبب بتلاتے ہیں کہ اسکے وزیر پنڈت کلوشا نے اسپر سحر کردیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی حسد اور سازشوں اور فسادوں سے نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیاشی اور مے نوشی کی کثرت سے اسکے قوائے جسمانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے رایوں کا ایسا غلام بن رہا تھا کہ اسسے اسکی اور اسکے تمام قوم کی چستی اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی ہو گئی تھیں اگر ایسے وقت میں سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے میں ساری دکن کو مغلوں کے مقابل میں کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گول کنڈہ کی ریاستوں کے ساتھ ہوتا

حاشیہ: [illegible]

کیا وہ انگریزوں اور پرتگیزوں سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا
وہ سبھو کے ہندو راجہ جگ دیو جسکا آجکل اقبال چمکنے کو تھا اس کام مین شریک نہ کرتا
کیا وہ اصلی آزاد باشندون کو لڑائی کے لیئے نہ ٹھہرا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر
سنبھاجی نالایق کیا کرتا اسکے تو خیال مین یہ ایک بات بھی نہ آئی اُسنے دکن کی سلطنت
گھر آئی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب
کرنے کی تدبیرین بتلائے۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتنے کہ جسکے سبب سے
شہزادہ اُسے چھوڑ کر ۱۰۹۸ھ مین ایران کو جائے اُسنے یادہ کیا نالایقی اور کاہلی سنبھاجی
کی ہوسکتی ہے لکھتے ہین یہ شہزادہ ایران مین ۱۱۱۶ھ مین مرگیا۔ شاہ ایران نے اسکی
بڑی آؤ بھگت کی)۔

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظامون کی کل بنائی تھی اب اُسکے سب پرزے لوٹ پھوٹ کر
برابر ہوگئے تھے۔ ایک قلعون کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹون کی
تا سین جو میدانی ملک تھا اُسپر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا تھا اور قلعون پر محاصرے پڑے تھے
اور بعض انمین سے چھین بھی لئے گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھین جاتے تو مرہٹون کی سلطنت کا نام بھی نہین
رہتا۔ اُن سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اسکے
سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکرون کے مقابل مین تلوار چلائے

یہ بات بڑی تعجب کی ہے کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹون نے اپنی بہبود اور فلاح
کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیون نہ ڈالا۔ اور ایک
آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیون روکا مگر جو کام اُنکو خود کرنا چاہیئے
تھا وہ مرہٹون کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ مرہٹون
کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندوؤن کا تعصب
اور جوش مذہبی بڑے جوش مین آیا اور اُنہے مسلمانون کو مزہ چکھایا اب اُسکے مارے جانے
کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغلی

بالا گھاٹ پر کولا پور مین رہتا تھا وہ نہایت دلاور اور چست و چالاک اور فنون سپہ گری
اور جگر داری سے ماہر تھا اُسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری
اُسکی پیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا اور دفعۃً جانباز سپاہیون کا گروہ
لیکر چپ چاپ سنگمیشر کے باغ مین کہ پچاس کوس اُسکے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہان راجہ صاحب
مع اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ مین چور بیٹھے تھے
جب ملازمون نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے ہرکارون نے عرض کیا۔
وہ نشے کے عالم مین مست تھا ایسی کب سُنتا تھا اُلٹا ہرکارون ہی کو للکارا اور اس
گستاخی مین اُنکی زبان نکلوائی سر کو تن سے جدا کیا۔ کلوشاہ پنڈت لڑنے گئے جاتے
ہی تیر لگا۔ زخمی ہوکر پکڑے آئے۔ غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون
کی پیٹھ پر کس کر گاجے باجے سے بادشاہی لشکر مین لایا۔ چارون طرف تماشائیون کا
اژدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدخانہ
مین بھجوایا گیا۔ بادشاہ اسکو جیتا زندہ رکھنا چاہتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی
قلعون پر قبضہ ہو جاے۔ مگر جب کہ بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی
بھی آخر سیواجی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت اور
خواری کی جب پہنچی۔ جسنے مرنا بہتر ہے تو وہ جوش مین بھر آیا اور یہ جواب دیا کہ
بادشاہ سے کہدو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو مین مسلمان ہوجاؤنگا اور اسی پر
بس نہین کی۔ بلکہ دوچار صلواتین خدا اور رسول کو سنادین یہ جواب تلخ جب بادشاہ
کے کانون مین پہنچا تو اُسنے مصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی مین آنکر
سنبھاجی کو ایسی بری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اُسکی آنکھون مین گرم
لوہے کی سلائیان پھروائین اور گردن اوڑائی۔

کلوشاہ جی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا
مگر اپنے دیوتا کے بیٹے کا اس بری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور اُنکے غیظ و غضب

اور عزت وحمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہین رہی ۔ غرض اس جان کے جانے سے انکے عزم مردہ مین
جان پھر آئی اور جوش وخروش اور مذہبی ولولے انکے دلون مین ایسے پیدا ہوگئے کہ پہلے کبھی نہین پیدا
ہوئے تھے ۔ مگر اب انمین جان باقی نہین رہی تھی ۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے
تھے ۔ قواعد سے ناآشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری
سے خالی تھے ۔ نہ باروت نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعدار نالائق ۔ سوا اسکے بادشاہ کی شجاعت اور
اسکی کثرت سپاہ اور تدابیر اور عقل کی شہرت نے انکے دل مین ایسی ہیبت بٹھا دی تھی ۔ کہ مغلون کی فوج
کے سامنے میدان جنگ مین آنے سے بدن لرزتا تھا ۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑے بڑے افسر رائےگڈھ
مین جمع ہوئے انمین سنبھاجی کی بی بی جسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی
کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سب نے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیر خوار سیواجی کو
راج گدی پر بٹھایا اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا ۔ اب ہم پہنچ اپنے سب کارخانون کو
درست کرنا شروع کیا قلعون پر جو کھانے پینے کے ذخیرے بھرے ۔ قلعدار لائق مقرر کئے
جیسا ہونا چاہیے تھا انتظام تھا سپاہ مین بھرتی جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا
کہ لیکن ہر سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا ۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین کہ یہ مشکل رفع
ہوگئی ۔ ایک افسر نے سلحدارون کو سارے ملک مین پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کر دیا کہ جسوقت
ضرورت ہو جمع ہو جائین ۔ غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تھا
وہ وبا کی طرح سارے انکے سپاہیون مین پھیل گیا ۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے رائےگڈھ مین اقامت اختیار کی اور اسکو خوب مستحکم کیا اور
غلہ وکاہ اور سامان سب جمع کیا ۔ اعتقاد خان نے جسکا اب لقب ذوالفقار خان ہوگیا تھا
اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلا دی کہ قلعہ فتح ہوگیا
اور ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۱ کو شیر خوار راجہ پکڑا گیا اور مان بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس
گرفتاری سے کچھ مرہٹے دل افسردہ نہ ہوئے ۔ ان قیدیون کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی
خاطر کی اور سوا اسکے کوئی اور انپر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹون سے نہ ملنے پاوین قلعے پنالہ اور

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لئے۔

اب راجہ رام پہلے ہی سے چاروں طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش میں پڑا پھرتا تھا کہ جہاں سے دشمنوں کا مقابلہ ہو سکے اُسنے خیال کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے کہ کرناٹک پائین گھاٹ میں چلا جائے۔ چنانچہ اُسنے مہاراشٹر میں جو اضلاع ابتک باقی تھے اُن میں دورہ کیا اور وہان کے حاکمون کی تسلی اور تشفی کی۔ اور ملک کی حفاظت و حراست کا اچھی طرح انتظام کیا۔ اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر جنجی میں داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جوانمرد صاحب ہمت الوالعزم مرہٹون کا بھی تھا۔ یہان داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امرا کا دربار مقرر کیا اور جاہ اور منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے۔ اور جاگیرون کے بانٹنے میں یہان تک فضولی اختیار کی کہ جو بادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہیں آئے تھے وہ بھی تقسیم کر دئیے یہہ اسکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اسکو ایک صلاح کار اور خیر خواہ پنڈت پہلاد ہاتھ لگ گیا۔ اسکی بڑی لیاقت یہ تھی کہ وہ اُن کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے میں سب اور فرد دل و جان سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔

سچ یہ ہے کہ اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام بھی کبھی تاریخ میں نہیں سنا جاتا۔ اُسنے اپنی طبیعت میں اپنی قوم کے لئے ایک ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین انکا اخلاق و عادات اور لڑائی کا طور تو ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون میں متفق اور متحد ہو جاتے تھے چنانچہ اُس وقت اپنی مصلحت اسی میں سمجھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان نہ ہلائین۔ اور سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھیں جس سے دشمن کا دل اُنپر حملہ کرنے کے لئے چاہے۔ اور تاک میں بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے میں کبھی نہ چوکین جن سردارون پاس بستیان تھین اُن سب نے ظاہر میں بادشاہ کی اطاعت اختیار کر لی

[illegible]

اور اسپر یہ طرّہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار میں مرہٹوں سے سبقت
لے گئے تھے۔ مگر در پردہ باغیوں سے ملے ہوئے تھے اُن سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ اُنکی لوٹ مار کی
مہموں میں اپنے نوکروں کو اُنکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنے رشتہ داروں کو اُنکے ساتھ گروہ
کے گروہ اُنمیں داخل ہونے کے لئے بھیجدیتے تھے۔ غرض اُنکے اس نفاق اور جاسوسانہ چلنوں سے
جو نقصان دشمنوں کو پہنچایا وہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا جب یہاں کے سپاہی ہونیوالے دیکھتے
نہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جس سے اُنکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہی کہ جس کا کچھ
اثر ہو تو اُنہوں نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا۔ قزاقی
راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی۔ اُنکے ہاں فتح کے یہی معنے تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔
سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا
اس قوم میں سے ہر شخص کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب آری کے لئے
متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار
باقاعدہ اور شائستہ سے زیادہ خوفناک اور پُرخطر ہو جاتے تھے۔

جب اورنگزیب ان چوہوں اور پنڈاروں کو اُنکے کوہستانی وطن میں تلاش کر رہا تھا
تو وہ کہیں اُنکو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اسلئے اپنے سردار ذوالفقار خاں کو اس قلعہ کے فتح کرنے
کے لئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹوں کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۶۹۱ء میں اس قلعہ کے پاس
پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اسکا فتح کرنا تو درکنار اسکا محاصرہ بھی نہیں
ہو سکتا اسلئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیر اب رشاد اب جنابلی اور تنجور کیطرف
اسباب رسد کے بہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا۔ مگر ملنا مشکل تھا اب
مرہٹوں نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ اب اُنہوں نے جو طور دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنوں سے
مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ
اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے
پاس ہے۔ اسمیں کوئی سرداران لٹیرے مرہٹوں میں سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چارون طرف ضرورت
یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جب راجہ رام جنجی مین راجا
ہوا۔ تو اُسنے سنتاجی گھورپوری اور دھناجی دو چالاک سردارون کو تفریح طبع کے لئے
اپنے ملک مین بھیجا تھا کہ اثنا راہ مین اُنسے بیجاپور کی فوج ملی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے
سے معزول ہو گئی تھی اُسکے گروہ کے گروہ ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تھے۔ جب انہون نے ان ناموری
دلاور سردارون کو دیکھا تو تمام دہات سے نکلے اور اُنکے نشانون کے نیچے بیشمار جمع ہو گئے
مرہٹون کا جو رہا سہا ملک تھا اُسکے انتظام کے واسطے رامچند رپنتھ کو راجارام نے مقرر کیا تھا
اُسنے بھی ۱۶۹۲ء مین لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع
کر لیا اور یہ اُسنے تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیون مین سرگروہ تھے اُنکو یہ اختیار دیا کہ جو ملک
مرہٹون کی سلطنت سے خارج ہین اُنسے چوتھ وصول کرین اور سوا اسکے اور حقوق مرہٹون
کے جتلاتے ہین اور جو ملک اس چوتھ کو نہ ادا کرین اُنکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج
کی تنخواہ ادا کرین۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والون پاس رہے۔ سوا اسکے ہر سرگروہ کو یہ بھی
ہے کہ وہ اپنی فائدہ کے واسطے ایک اور خراج دانہ گھاس کے نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبین ایسی
تھین کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والون گروہون کے مختلف سرگروہ
مشہور اور ناموری ہوئے کبھی وہ علیحدہ علیحدہ ملکون پر ہاتھ پھیلاتے تھے اور پادشاہی رعایا کے مال اور دولت
سے اپنے دامن پُر کرتے تھے کبھی سب یکجا ہو کر صلاح اور مشورہ کرتے۔ پھر یورش اور غارتگری پر
قدم بڑھاتے سنتاجی اور دھناجی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لشکرون مین بڑے ناموری تھے
غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ بادشاہ کی لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت
کے سبب سے فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہو گیا تھا۔ اکبر کے شائستہ اور نرم آئینون نے
اور ملک کی مدت کے امن چین نے ہندو مسلمانون کے میل جول نے مغلون کی سپاہ کو نرم اور
آرام طلب بنا دیا۔ زمانہ مین انقلاب صحیح رہتے ہے ادنی سے اعلی اور اعلی سے ادنی بنتے رہتے ہین جب

مفلسوں اور وحشیوں کو حوصلہ ہوتا ہی تو بڑی بہادری دکھاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں سو کر ڈالتے
ہیں جب انکو عزت اور عشرت نصیب ہوتی ہی تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہیں پھر انکی جان کے لئے
ویسے ہی دشمن کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے وہ خود اوروں کی لئے ہوئے تھے۔ اب مسلمانوں میں سے شان
سپہ گری مٹ گیا تھا فوج میں نہ شان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا گیا تو اردو
کے ٹھٹ کے ٹھٹ ایلغار ہوتے تھے۔ یا اب رسالدار جو اپنا رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دولھا
ساتھ لئے جاتا ہی سوار اسکے سرداروں کے گھوڑوں کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز
کسی پر جڑاؤ زین دھرا کسی پر زردوزی چارجامہ کسا۔ جھریاں اور پاکھریں پٹھوں پر پڑیں
جنپر چاندی اور سونے کی جھالر لگا ہوا جس کے پھندنے۔ دم اور ایال تمام رنگین گلے میں سہرا لگا ہو کی
چوہرباں کلنگیاں سر پر کلغیاں دھریں اور پاؤں میں جھانجن پڑی۔ یہ بھی باگ ڈور میں کس تا تھہ میں
لئے۔ یہ تو گھوڑوں کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑوں کے سواروں کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم
اور پشم کے جھلے روئی کے گالوں سے بھرے اور انپر زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگا ہے۔ غرض نہ یہ سوار نہ یہ
گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے موٹے تازے خوب ہوتے تھے۔ مگر دشمنوں پر حملہ کرنے اور
جا بجا سفر کرنے میں انکا دم آخر ہو جاتا تھا یہ تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ میں پھیلی ہوئی
تھی مگر اکا ایک فائدہ سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ میں کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ عالمگیر
خود ذرا ذرا سا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانوں کو تفتیش کرتا۔ مگر منصبداروں نے اسکو یہ دغا کی
کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخور کی بھرتی۔ اپنے خدمتگاروں اور چوڑھے چماروں سے پوری
کی جنکی بدصحبت سے بھلے مانسوں کا ستیاناس گیا۔ غرض فوج نہ اوروں کی نگہبانی کرتی اور نہ
اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے گھوڑوں کی کنگھی چوٹی میں وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسیس
فوج کا بیان لکھتا ہی کہ اس فوج کی تنخواہیں بڑی بڑی ہیں مگر کچھ کام کاج نہیں نہ پہرہ کوئی
دیتا ہی نہ چوکی نہ دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہے۔ غرض یہ سب بیان مورخوں کے مبالغہ آمیز ہیں مگر اس
میں شک نہیں کہ اس بادشاہ کے عہد میں سپاہ میں وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے
عہد میں تھی عیش دوست اور آرام طلب سب دار ہو گئے۔ قاعدہ ہی کہ ادنی اعلی کی تقلید

کسنے ہین افسرون کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے۔ اب انکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو
وہ جنہون نے کبھی عیش کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک لنگوٹا جانگیا پہنتے۔ ایک پیچ پگڑی باندھے
کمر کسی ہاتھ مین تلوار بھالا لئے گھوڑون پر سوار بیس کوس ہوا کھانے جائین۔ اور ضرورت پیش آئے
تو سو کوس نکلجائین۔ اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھائین خیمہ لگائین نہ بچھونا بچھائین۔ زمین پر لیٹ
جائین۔ گھوڑے کے باندھنے کی کھونٹی بازو کو بنائین۔ انکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ بادشاہی فوج
کے بھاری حملون کے سامنے انکے پیر نہ جمتے تھے اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے
پہاڑون مین یا ادھر ادھر گڈھون مین گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر
انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے یا کسی کوہچہ کی اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان
چھوٹی چھوٹی گروہون سے انپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپکر اکٹھے ہوتے تھے۔ اور
جب تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہو کر اپنے ہارے تھکے گھوڑون کو لے کر واپس لوٹتے تھے تو ناگاہ
وہ ادھر ادھر سے اکٹھے ہو کر انپر گرتے۔ اور اگر انکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے ماختہ
حملہ کرتے تھے۔ غرض انکا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازوؤن پر متفق ہو کر چھپتے پھرتے تھے
گاہ گاہ ایک ایک کرکے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے۔ غرض انکی یہ ہوتی کہ دشمن
کے قول پر توڑہ دار بندوقین ماریں یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھکر ہلاک کرین
رسدون کے لوٹنے اور بار برداریون کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا۔ وہ بادشاہی فوج
کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے۔ اور انکے لوٹنے مین آنکھون مین گھر کرتے تھے۔ بادشاہی سپاہ کو خبر
بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہان چھپے ہوئے انکی رسدون کی تاک مین بیٹھے ہین دفعتہً وہ رسد پر گرے
اور سارے بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے پکڑ لے گئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو
پھر جتھا کے جتھا جمگٹ اکٹھے ہوتے اور خوب داؤن گھات لگاتے اور جان توڑ کر اسپر لڑتے تھے
مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی۔ تو وہ انکے خطون کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند
کر دیتے تھے اور جب مغل لاچار ہو کر انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سوارون کے گھوڑے اور
بھاری بھاری چیزین چھینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر قید سے رہا کیا کرتے

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازی کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنتا جی اور دھناجی
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین ۱۶۹۳ء مین آن پڑے کئی دفعہ انہون نے
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹون کی
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب انسے خائف رہنے لگے۔
دان کھیڑا ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اُسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور
بخشی الملک بہرہ مند خان دو لو مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ اُنکی کوشش کا نمایان
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجدیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ
جمدۃ الملک اسد خان پاس جو ایک اور قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تھا جائے۔ جب وہ
یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جمدۃ الملک دونو جنجی جاکر
ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی
قلت سے بادشاہی فوج پر بُری بن رہی ہے۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف
چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو جرب نرم باتین بناکر اُسسے
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جمدۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفتار
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ مین رنجش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہین
ذوالفقار خان کو اس قدر اس مہم مین کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اُسنے دشمنون کو خبرین
پہنچاکر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہو سکا اور محصورین جنجی
مقابلہ کرتے رہے (جمدۃ الملک ذوالفقار خان کا باپ تھا) جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گذر گئے اور وہ
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اُسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتاجی
گھورپوری جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹون کا سردار دکن مین تھا ۱۶۹۶ء مین جنجی کا
محاصرہ اٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹون کا سردار دہناجی تھا وہ بھی آفت روزگار
تھا اور دور دور کی باتین سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پہ جو محاصرہ کئے ادھر ادھر متفرق تھا
پڑا تھا بے خبر انکے اُنپر حملہ آور ہوا اور اُنکو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتاجی نے یہ ایک فتح

جنجی کا محاصرہ اور مرزا کام بخش

راہ مین پانی آ۔ اس ضلع کو ریاک مین علی مردانخان حاکم تھا اسپر اُسنے حملہ کیا۔ اور تمام چھیون اور
اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کرلیا۔
یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا بادشاہ محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سپاہیانہ پیچ کھیلا کہ مرزا کام بخش
کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مرگیا ہے۔ مین آپکی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اور
سعی کرنیکے لیے موجود ہون۔ یون ان دونون مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان
چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس
سازش کا دریافت کرلیا اور بادشاہ کو لکھکر بالکل اُسکے انتظام کا اختیار حاصل کرلیا اور
مرزا کام بخش کے خیمے پر خفیہ پہرہ بٹھادیا۔ مگر جب جاسوسون کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات
کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا تو سب امرا مین باہم مشورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ
کے خیمے کے گرد چوکیدار اور پہرے بٹھا دیے جائین۔ غرض اسکو بالکل قید کرلیا۔ اور قلعے کے گرد کے
تمام تھانہ دارون کو بلا لیا۔ جب دشمنون کو بادشاہی لشکر مین اس نا اتفاقی کی خبر پہونچی تو
اس حال مین انہونے شادان فرحان تازان نازان بیس ہزار سوارون سے بادشاہی
لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا برا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ عمدۃ الملک [illegible]
فقط مرزا کام بخش کی حراست کر رہا تھا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچون کو مضبوط [illegible]
اور بھاری توپون کو جب ساتھ نہ لیجا سکا تو انمین میخین ٹھوک کر بیکار کر گیا۔ اور دوسری
جگہ جاکر مورچے جمائے اور گرد اُنکے خندقین کھدوا دین۔ یون گویا محاصرین تھے وہ محصور ہو
گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے [illegible] مقابلہ کیا کہ
دشمنون کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پہ صلح
ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاوش مین جاکر مقیم ہو اور وہان بادشاہی حکم کا
منتظر رہے۔ بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ عمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقار خان
وہان رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقار خان نے پھر محاصرہ کیا
[illegible] وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون کے

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور اُسمین اُسکا مقصود یہ تھا کہ سپاہ
عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی بادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا بادشاہ اُسکو
سمجھے بادشاہ اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشون کا حال جو لکھا گیا
ہے وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات ہین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت و دیر
کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر بادشاہ کا تھا جب وہ سنتاجی کے روکنے کے لئے
ایک بڑا حصہ سپاہ نکالا یا تو اُسنے جیتل ورک واقع میسور مین بھاری شکستین پائین اور جب وہ
مجبور ہوکر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہان کے باشندون نے اُسے پناہ نہ دی غرض ایک قلعہ مین وہ
محصور ہوا - اور یہان تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھا کر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری
سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنے تئین دشمنون کے حوالہ کیا - دشمنون نے انکو روٹی
اور پانی دیا پھر ایک اور فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی اگرچہ ذوالفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا
مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تھا - اب وہ
سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی ندامت سے بادشاہ پاس جانا پڑیگا - اسلئے اُسنے شعبان ۱۱۰۹ھ
مین جنجی پر حملہ کرکے فتح کرلیا -

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا - وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو
لڑکیان اور اپنے دوست آشناؤن کو کشتی مین بٹھا کے لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حیدر علیخان
جنتی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد ورانا و حربی گریخت گرفتنش چندان کار نہ بود اما از اغماض کہنہ
عملان از دست رفت - اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور کئی بنادر فرنگ
ممالک محروسہ مین بڑھے -

سوا اس قلعے کے چھن جانے کے دو اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع
ہوئین یعنی سنتاجی اور اُسکے نائب دھناجی مین جھگڑے قضائے شروع ہوے اور انجام اُسکا
یہ ہوا کہ سنتاجی جسنے سات برس سے مغلون کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے
تھے کسی نے اسکو مار ڈالا - راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکھ کر جلتا تھا

مرہٹون کی باہمی نا اتفاقی

اور فوج اس سبب سے ناراض تھی کہ وہ انکی آزادی کا مانع تھا اور آئین قوانین کا پابند
انکو کرتا تھا - اس بات پر اسکے تمام خاندانیے راجارام کی نوکری چھوڑ دی اور بطور خود
مسلمانوں سے لڑنا شروع کیا - دوم یہ کہ بادشاہ نے سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلے سے
کرتا تو ان پنڈاروں کے ہاتھوں سے یہ تکلیفیں نہ اٹھاتا یعنی اسنے سپاہ دو قسم کی مقرر کی
ایک فوج رواں - اسکا کام یہ تھا کہ جہاں مرہٹے کھلے میدانوں میں آئیں تو ان سے لڑتے
جائیں - اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان کو مقرر کیا - دوسری فوج محاصر - اسکا کام
یہ کہ وہ قلعوں کو محاصرہ کر کے فتح کرے اس سپاہ کی افسری خود بادشاہ نے اختیار کی گو
ساری فوج یوں کام میں لگی اور بادشاہنے پیرانہ سالی میں جفاکشی اور محنت کا بوجھ
لیا - مگر فساد دون کا دریا ایسی طغیانی پر پہنچ گیا تھا کہ صرف جنگی انتظاموں کے ذریعہ سے
اسکا تھام اسکی ممکن نہ تھی - اگرچہ ذوالفقار خان نے راجارام کو بھگا کر اور بعد اس کے
مرہٹوں کو شکستوں پر شکستیں دیکر مسلمانوں کی دلیری اور دلاوری پر آمادہ کیا - تا
آخر کار اسنے اپنا مآل پہلے حال سے بھی بدتر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ مرہٹوں کو شکست کا
صدمہ پہنچانا دریا پر لاٹھیوں کا مارنا ہے - یعنی جیسا لاٹھی کا اثر پانی پر نقش بر آب ہے
ایسا ہی مرہٹوں پر اسکی شکست کا اثر بے اثر ہے - مرہٹوں کی فوجیں شکست کھا کر
ایک دن منتشر ہوتی ہیں اور دوسرے روز پھر ویسی ہی جمع ہو جاتی ہیں اور بادشاہی فوج
کی یہ صورت تھی کہ شکست کی صورت میں نقصان اور ندامت اور فتح کی حالت میں
خزانہ خرچ ہوتا محاصل ملک میں فرق آتا - یہ کیفیت تو ذوالفقار خان کی سپاہ
کی تھی اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی میں مصروف ہوا تھا البتہ اسسے فائدوں
کی زیادہ توقع تھی - بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا امراء کو افسوس تھا
کہ وہ اس بڑھاپے میں ایسے سخت کاموں کے واسطے جاتا ہے - اور جو مکان انہوں نے
اسکی آسایش اور آرام کے واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہے اسکو
چھوڑتا ہے غرض یہ بادشاہ والا ہمت چند قلعوں کو فتح کر کے ستارہ کی روانہ

کھڑا ہوا جسکو راجا رام نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا اور ایسے وقت میں ایسی حکمت
سے بہت جلد اسکو فتح کیا کہ محصور اسکے مقابلہ کے لئے باسامان تیار نہ تھے مگر اس پر
بھی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ میں سنہ ۱۷۰۰ء میں فتح ہوا۔

راجا رام کا حال

راجا رام جنجی سے بھاگ کر دکن میں آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے
کسی مرہٹے سردار کے پاس جمع ہوئی تھی اور اس سپاہ کے ذریعہ سے چوتھ لینے کا بھی خوب
انتظام کیا۔ جہاں سے وہ نہ وصول ہوتی تو مستاجروں سے اقرار نامے لکھاتا۔ یہ تحریریں
آئندہ زمانہ میں بہت کام آئیں مگر وہ جب پار نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار
نے اسکو ایک سخت شکست دی اور اسکے تعاقب میں بڑھ کر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ
بیمار ہوگیا اور ایک مہینہ کے اندر سنہ ۱۷۰۰ء میں مر گیا۔ راجا رام نے اپنے خاندان کے نام کو
رکھ لیا سنتاجی کے مارنے کا الزام اسکے ذمے لگاتے ہیں مگر ثابت نہیں ہوتا اسکے مرنے
سے گو مغلوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اسکی جگہ سیوا جی
اسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور تارا بائی اسکی نائب مقرر ہوئی۔ یہ عورت بھی ہمت اور
شجاعت اور لیاقت اور قوت میں جوانمردوں سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے
مقام میں دشمنوں کے تعاقب سے بچتی پھرتی پھری اور دشمنوں کو خوب گھٹاتی رہی اور
دوستوں کی ہمت بڑھاتی رہی۔

قلعوں کی فتوحات بادشاہ ۱۷۰۵ء

قلعوں کی فتوحات کا حال بادشاہ کا نہایت طول طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ
بادشاہ چار سال سے برہم پوری جسکا نام اسلام پوری رکھا تھا قیام پذیر تھا۔
وہاں سے قلعوں کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا جس ترتیب سے انکو فتح کیا اسی ترتیب
سے ہم نے نام لکھے ہیں۔ برلیگڈھ۔ سنت گڈھ۔ ستارا۔ پرلی۔ بھوسان گڈھ
کھیلنا۔ بہادر گڈھ۔ راج گڈھ۔ داکن کیرا انمیں سے بعض قلعوں کے محاصرے مدت
دراز تک رہے اور بہت خونریزیاں ہوئیں اور انکی فتح میں نگار نگ کی تدبیریں
اور انواع اقسام کی تجویزیں کام آئیں۔ قلعہ کھیلنا کی فتح میں بادشاہ ہی پہ

کھیل گیا اور جو مصائب اُسنے اس قلعہ کی فتح مین اُٹھائین وہ بادشاہ کے رقعہ سے جو اُسنے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کھیلنا از وکیل و اظہار جو ایس شنیدہ باشد کہ حالت نا دیدنی و محنت نا شنیدنی بر اسلامیان گذشت۔ ان قلعون کی فتوحات کی تفصیل و اربیان نہایت دشوار اور مشکل ہے ان فتوحات کا انجام یہ تھا کہ بادشاہ ادھر قلعے فتح کرتا ادھر دشمن پھیر لیتے۔ اوپر جو مضامین لکھے ہین انگریزی کتابون سے لکھے ہین ان ہی مضامین کو ہم فارسی تاریخون سے لکھتے ہین مقابلہ کرکے دونو بیانون کا فرق طلبہ جان لین۔

سوانح سال سی دوم سنہ ۱۰۹۹ لغایت ۱۱۰۰

حاشیہ: جنگ کلان آوان

جب شاہزادہ محمد اعظم سنبھالی تنبیہ کے لئے رخصت ہوا تو تلا بلگانون / لکا نون تلگانون۔ بلگانون کی فتح پر وہ متوجہ ہوا۔ ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط قلعون مین سے یہ ایک قلعہ تھا تھوڑے دنون مین مورچالیون کے لگانے اور توپ خانون کے چلانے نے محصورین کو تنگ کیا۔ یہان بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چند روز ہوئے تھے ایک طفل خرد سال کو اپنا سردار محصورین نے بنا لیا تھا محصورین نے چند روز ہاتھ پاؤن مارے۔ جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی اور قلعہ مع مضافات کے فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا۔ برسات کے آجانے سے شہزادے یہین چھاؤنی ڈالی طفل مذکور کو بادشاہ پاس لے گئے۔ اسنے اُسکو منصب عطا کیا۔

حاشیہ: قلعہ ادونی

خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس پہنچا اول یہان کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک کہنسال حبشی تھا اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا اس بڈھے نے اس امر کو قبول نہین کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی مورچالون کو بڑھایا۔ سنگین لگائین قلعہ سے جو جماعت شوخی کرکے باہر آئی اُسکے قتل و دستگیر کیا۔ بہت کوشش کشش و رنیرو ہر نمایان ور یورشہا کہ بہادرانہ ظہور مین آئین تو مسعود نے اپنے فرزندون کو بادشاہ پاس بھیجا۔ بادشاہ نے ہر ایک کو لائق منصب دیا اور خود اسنے

میں آیا کہ برسوں سے اسکا چہرہ سفید تھا اسکا اللہ شکر کیا۔ قلعہ ادونی کا نام امتیاز گڈھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ
یہ ہوئی ع فتح ادونی نمود پادشاہ دین پناہ ۔ خان فیروز جنگ یہان بندوبست
کرکے پنجم صفر کو پادشاہ کی خدمت میں آیا۔
خان فیروز جنگ چند روز پادشاہ کی خدمت میں رہا۔ پادشاہ نے اسکو سنبھا کی استیصال
کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔
محرم کے مہینہ میں ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون وبا شروع ہوئی
عناب کی برابر دانہ بغل یا بن گوش یا کش ران میں نمودار ہوتا اور آنکھوں میں
سرخی حرارت دکھائی دیتی۔ تو اسکے وارثوں کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سبب سے
شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ میں بیٹھا۔ وبا یہ چاہتی تھی کہ میں آدمی کا بیج نہ
چھوڑوں اور صرصر فنا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنے دوں۔
اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین روز میں مرجاتا بہت کم
دو روز جیتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئین مردہ سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر
توجہ نہیں کرتا۔ نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ سب جانوں نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ
اٹھایا تھا مرنے کے منتظر تھے۔ اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت
جسنے محل میں پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان صدر اور بڑے بڑے
رئیس آدمی مرگئے اور ادنی اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب ہے۔ بعض کو
دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگ کی آنکھ میں مرض
شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا۔ قیامت بود یا شور وبا بود۔ اس
وبا کی تاریخ ہے۔ سنہ ۱۱۰۰ اس سے نکلتے ہیں۔
شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گڈھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ کو جگدیو گڈھ وغیرہ
کی طرف گئے ہوئے تھے۔ پادشاہ نے معتمد خان عرف شیخ نظام حیدرآبادی کو سنبھا
کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہیں سے ہر ایک اپنی جوہر تردد کے ظاہر کرنے سے خدمات شایستہ

مین تقدیم کرتا تھا۔ دکن مین مقرب خان فنون سپہ گری اور کارطلبی مین مبارز پیشون مین مشہور
تھا۔ وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسنے جاسوسون کو بھیجا
کہ وہ سنبھا کی خبر لائین۔ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی مین مشہور تھا۔ اتفاقات
کی بات ہے کہ اُسنے اپنے اصلی مقام راہیری مین تیج رہنا چھوڑ دیا تھا۔ کھیلنا مین رہتا تھا
یہان اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بندوبست کر لیا تھا اسکو افواج
پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا۔ وہ خاطر جمعی سے دریار بان گنگا پہ نہانے گیا تھا یہ دریا
سرحد پرگنہ سنگمنیر کے نزدیک ایک منزل پر دریاے شور پر تھا سنبھا دشوار گذار دون
مین آیا۔ جن مین اسکے وزیر کب کلس (جوشلا) نے بڑی بڑی عمارتین بنائی تھین جو
رنگین نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار ثمردار اور لالہ زار لگائے تھے۔ یہان کب کلس
وعیال اور بیٹیا سا ہو اور ہواخواہون کی جماعت اور تین ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے
یہان سے فارغ ہوکر اُس نے قلب مکان پر لعب سرا بانشیب و فراز راہون پر اور تیراکم اشجار
خاردار پر نظر کرکے توقف کیا وہ اپنے باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتا تھا اور
مہ جبینون کے ساتھ مزے اڑاتا تھا عیش و عشرت مین ڈوبا ہوا تھا۔ تیز پا ہرکارون نے
مقرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت و لہو و لعب مین پڑا ہے۔ مقرب خان نے نہ
اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلب مکان کا خوف وہ اپنے بنگاہ کولاپور سے سنبھا کے
مکان تک جو ۵۰ کروہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا باوجودیکہ
ہمراہیون نے منع کیا کہ راہ بڑی قلب ہے اور راہ کے مابین چند کتل ایسے ہین جیسے
انبا گھاٹ وغیرہ اور دریاے قلب ایسے واقع ہین کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتیارون کے
سرراہ کو گھیر کر بیٹھین پتھر پھینکین تو فوج کلان کا عبور محال ہے مگر مقرب خان
کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر مین اس کافر پر غالب ہوا تو غازیون کے جرگہ مین داخل ہونگا۔
اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا ایلغار کرکے مسافت دشوار گذار
کو طے کرتا جہان کوئی مکان قلب آتا اول خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی موافقت کرتے

اور بجلی کی طرح اُن مواضع اشجار تنگنا وُن سے گذر جاتے اِس طرح سنبھا کے نزدیک وہ پہنچا جب
سنبھا کے ہرکارون نے فوج پادشاہی کے آنے سے اطلاع دی جسکو مرہٹون کی اصطلاح
مین فوج یا لشکر مغل کہتے ہین تو اس بدمست نے اس گمان سے کہ اس مکان مین افواج مغل کا
توہم محض و تصور باطل ہے۔ نشے مین اُسنے حکم دیا کہ ان ہرکارون کی زبانین کاٹ لی
جائین اور اصلا سوار ہونے اور مورچال باندھنے کا فکر نہ کیا۔ مقرب خان اپنے بیٹے اور
برادرزادون اور دس بارہ خویشون اور دو تین سو سوارون کو لیکر سنبھا کے سر پر جا
پہنچا تو وہ بےخود سرمست ایک فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کے بہت
آدمی کمر باندھنے اور ہتیار لگانے کا بہانہ بنا کے روپوش ہو گئے اسکا وزیر کلوشا
جو اسکا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھ کر ناجی مرہٹون کی ایک
ایک جماعت لیکر مقابلہ مین آیا۔ دارو گیر کی شروع مین ایک تیر اس وزیر کی بازو مین
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اسنے فریاد کی کہ مین رہا سنبھا نے کہ فرار کی فکر مین تھا
گھوڑے سے کود کر کہا کہ بابچی مین بھی رہا پانچ چار مرہٹے مارے گئے ہونگے کہ سب فرار
ہو گئے۔ سنبھا ایک بت خانہ کی پناہ مین گیا یا کلوشا کی حویلی مین گھسا اور وہان
پوشیدہ مخفی ہوا۔ پادشاہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اُسنے لا حاصل ہاتھ پاؤن
مارے وہ مع عیال و پسر خرد سال ہفت ہشت سالہ ساہو نام اور دو اسکی بیویان
اور اسکے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
مین معتبر تھا بچ رہا ان سب کو دست بستہ ہو کشان مقرب خان کی سواری کے نیچے لائے
سنبھا نے داڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس شانی سے کہ
مروارید کی مالا اسکے رخت کے نیچے سے نکلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے پاؤن مین
طلائی جھانجھن تھے وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنے ہاتھی پر ردیف بنایا اور
بعض کو طوق و زنجیر سنبھا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی لشکرگاہ کو لاپور مین آیا۔ حقیقت حال کو پادشاہ سے عرض کیا

پادشاہ پہلے ہی سے یہ حال سن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت وشادی کا
سبب ہوا۔ پادشاہ اُسکلوج میں تھا کہ یہ قیدی اس پاس آگئے۔ لاکھوں آدمی سیر کو آئے
ان بدبختون کے واسطے ایران کے دستور پر تختہ کلاہ کیا اور انکو لباس جسپر ہنسی آتی ہی پہنایا طرح طرح کے شکنجہ عذاب
میں کھینچا یا خواری کے ساتھ اونٹون پر سوار کر کے ڈھول اور نفیرین بجاتے ہوئے انبوہ خلایق
میں تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ مقرب خان کے آنے میں چار پانچ روز لگے اس خوش وقتی
میں لاکھوں ہندو مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہیں آئی جس قدر یہ گانون میں
یہ خبر پہنچتی وہان سے خوشی خوشی سیر تماشے کے لیے لوگ دوڑے آتے کئی دن تک ایک عالم
کو دن رات شتابات تھی۔ غرض جس وقت یہ قیدی پادشاہ کے تخت کے نیچے آئے
تو پادشاہ نے تخت سے اُترکر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود مقید تھا۔ اور
ہندی شعر خوب کہتا تھا چشم وزبان سے سنبھا کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر ہندی کہا
جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ اے راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر میں باوجود اس فر وحشمت کے
تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہو کر تیری تعظیم کے لیے تخت سے اُٹھ کر نیچے اترا
اسکو زندان خانہ میں بھیجا۔ اگرچہ بعض ہوا خوان کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختون کو
جان کی امان دیکر قلعون کی کنجیان سنبھا کے منصوبون سے طلب کیے جا بجا اپنے
قلعہ دارون کو متعین کرین اور سنبھا کو قلعہ میں دائم الحبس کرین۔ مگر مقید یہ جانتے تھے
کہ آخرکار انکا سر دار پر چڑھے گا۔ اگر خواری وذلت کے ساتھ محبوس مایوس محروم
لذت زندگانی سے رہے تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دونو راجہ اور وزیر
پادشاہ کو ناشائستہ باتین کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتہ فساد کندہ نہ ہو۔ اور
پادشاہ کی باقی عمر عزیز اس مہم اور قلعہ گیری میں ختم ہو۔ اسلیے پادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے
نخل حیات کو قطع کیجیے قلعے انکی کوشش سے فتح ہو جاینگے اسلیے وہ امان دینے پر اور
قلعون کے لینے پر راضی نہیں ہوا۔ حکم دیا کہ دونو سنبھا اور کلس (کلوشا) کی زبانین
نکالیں کہ وہ منہ سے ناسزا باتین نہ کہہ سکین۔ پھر انکی آنکھیں نکالیں اور دس گیارہ

قیدیون کو عقوبت سے مارا سنبھا اور کب کلس کے کلون کے پوست کو گھاس سے بھرا اور اُن کی
تشہیر وہل تفنیر کے ساتھ دکن کی تمام شہرون میں کرائی سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ
کافر بچہ جہنمی رفت ہوئی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ سنبھاجی کے گرفتار ہونے
کی بشارت بادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی۔ گو وہ
بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی۔

سنبھاجی کی بدمعاشی۔

جب سیواجی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہان آواخر تابستان مین پانی بہت کمیاب
ہو جاتا تھا تو سیواجی نے اپنے مکان کے نشیمن پاس سنگ خارا مین کھدوا کے ایک باولی بنوائی
تھی اور وہان بیٹھنے کے لیے اپنا ایک تکیہ گاہ بنایا تھا وہان وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکارو
اور غریبون کی عورتین جب پانی بھرنے آتین تو انکی عورتون کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا
اور عورتون سے اسطرح باتین کرتا کہ جیسے کوئی مان بہنون سے کرتا اسکے خلاف
سنبھاجی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھر کے سر پر رکھتی۔ اور ایک
ہاتھ سے مٹکا تھامتی۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اسکے چبوترہ کے
پاس آتی تو وہ اسکی چھاتی پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اُسے حیران کرتا وہ عورت
عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اسکے ہاتھ سے نجات پاتی۔
باپ کے زمانہ مین جو رعایا آباد ہوئی تھی۔ ناچار وہ فرنگیون کی عملداری مین جا بسی

راجہ رام کا راہیری سے بھاگ جانا۔

سنبھاجی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا جب سنبھاجی مارا گیا تو مرہٹون نے راجہ
کو اپنا سردار بنایا پہلے اسسے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کر کے محصورون کو تنگ
کیا ہو وہ جوگیون کے لباس مین کہ کوئی پہچانے نہین قلعہ سے بھاگ گیا جب بادشاہ کو
اسکی خبر مخبرون نے دی تو عبداللہ خان بارھہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے
اسکو جاسوسون نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ بدلتون تک راجہ رام گمنامی مین رہا۔ اب
اسنے تین سو سوار جمع کیے ہین اور رانی بدھنور کے زمیندار کے علاقہ مین آیا ہے
خان مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے بیٹے شیخ حسن علی کو

اسطرف روانہ کیا۔ اور خود تین رات دن ایلغار کرکے زمینداری کی حد مین متصل سجان گدھ
دھرا کے گیا۔ جو دریاء تم بھدرہ کے کنارہ پر اسکے علاقہ مین واقع ہے۔ یہان اسنے جنگ کی
اور سرداروں ہندو راؤ و ایلکوجی برادر سنبھاجی و بھرجی و ناتیا گھورپرہ کو قریب سے
آدمیون کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار کیا بلکہ جیرہ و جامہ جو تہا ان چھوڑکر بھاگا۔
ایسا بھاگا کہ کسیکو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کار نمایان کیا مگر اسپر یہ شبہ ہوا کہ
اسنے راجہ رام کی گرفتاری مین اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ خطرہ تھا کہ اس کو
چھپا کر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک بیجاپور مین مقید ہوئے اور جان نثار خان نے انکو تنگ
کرکے اُنسے پیشکش جرمانہ مین لی تعجب یہ ہے کہ ہندو راؤ و بھرجی اور جنید اور سردار
بھاگ گئے اور باقی اسی آدمی قتل کئے گئے۔

سوانح سال سی و سوم سنہ

۲ شوال سنہ کو بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو مرہٹون کے قلعہ انجور کی
تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵ محرم سنہ کو اعتقاد خان نے قلعہ راہیری فتح کرلیا اور سنبھا
اور راجہ رام کے تمام ماؤن اور عورتون اور بیٹون اور بیٹیون کو قید کرلیا جسپر شادیانہ فتح
بلند ہوا۔ عبدالرحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری مین ضبط اموال کرے۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ مادر سنبھا زن سیوا اور اُن کے متعلقون کے لئے گلال باری مین خیمے بقدر گنجائش
لگائے جائین اور انکو اعزاز و احترام سے ان مین اتارین۔ ہر ایک کا سالانہ مقرر کیا گیا
بڑے بیٹے ساہو نہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب
و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیون مدن سنگہ اودو دھو سنگہ کو حکم
دیا کہ وہ اپنی مان اور دادی ما پر ہین انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک متصدی مقرر
کیا۔ اس سے مار کشتن و بچہ مار نگاہداشتن و آتش افروختن و اخگر گذاشتن کا نتیجہ بادشاہ
کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔
۲ شوال سنہ کو بخشی الملک روح اللہ خان دشمنون سے قلعہ انجور کی فتح کے لئے

مقرر ہوا تھا اُسنے ۲۶ صفر سنہ ۲۰ الہ کو اس قلعہ کو فتح کرلیا فیروزنگر بھی اُسکا نام تھا۔
ایک دن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص
کو بادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اسلئے مرید ہونے کے لئے آیا ہی۔ بادشاہ نے جیب
خاص سے ایک سو روپیے اور چہرہ طلا و نقرہ خان مذکور کو دیئے کہ اس شخص کو دیدے اور
کہدے کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہوسکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان نے اس شخص کو یہ چیزیں
دین تو اُسنے انکو اطراف مین پھینکدیا اور خود دریا مین جا گرا۔ خان نے فرمایا کہ
اس و بتے کو نکلوایا۔ بادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص
بنگالہ سے آیا ہے اُسکے دل مین یہ خیال باطل سمایا ہی کہ ہمارا مرید ہو

ٹوپے لیندی یاورہ دیندی کہرے نچ   جو ہاکہندن باولی تو گل باندھے جہج

اس ہندی فقرہ کے الفاظ مشکوک ہین۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ این ہر دو فقرہ
زبان گوہربار آوردنا ہر کہ می فہمد بہرہ کمالات صورت و معنی آن خداوند شیفتہ و والہ
می گردد۔

سعادت خان عرف محمد مراد حاجب حیدرآباد اگرچہ بادشاہ کے خانہ زادون و
عقیدت نشانون اور جان نثار فدویون مین تھا لیکن ایام حجابت مین وہ یہ چاہتا تھا
کہ بادشاہ ابوالحسن کی عفو تقصیرات مین اسکے حال پر رحم کرے۔ بعض مقدمات مین وہ
آتش فروزی زیادہ نہین چاہتا تھا اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے دو تین مقدمون
کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدمون مین سے یہ تھا کہ ابوالحسن نے جو سنبھا کو روپیہ دیا تھا اسکی
اطلاع بادشاہ کو نہین دی۔ اور ایسے ہی اور دو تین مقدمے تھے جنکے سبب سے گلکنڈہ کی فتح
کے بعد اسکا منصب کم کیا گیا اور اسی ہزار روپیہ جو ایام حجابت مین اسکو دیا گیا تھا وہ تاراج
ہوا۔ نوعدد خوانچے جنمین چہل لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور جنکو اُسنے ابہی حسن تدبیر سے ابوالحسن سے
لیا تھا بعض ہمدموں نے سمجھایا کہ اسکے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو مگر اُسنے بغیر کسی
خیانت کے پادشاہی خزانچیون کے حوالہ ان خوانچون کو کیا تو جواہر خانے کے متصدیون

عرض کیا کہ نو عدد خوانچہ جواہر جنکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہین ہے اور نہ ابوالحسن کے ...
متصدیون کی سیاہ مہری ہے وہ ہمارے سپرد کیے گئے ہین - پادشاہ نے فرمایا کہ اس
مہم مین ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہے - وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے - ہماری گودیون
اور کندھون کا کھیلا ہوا ہے - حجابت مین چند کام ہماری مرضی کے خلاف کیے تھے
چشم نمائی ضرور تھی - اسکو پھر بحال کر دیا اور مرشد قلیخان کا خطاب دیا - جو
اسکے باپ کا خطاب تھا تو اسنے عرض کیا کہ مین اپنے تئین باپ کے خطاب کے قابل نہین جانتا
خانہ زاد کا خطاب عطا ہو - پادشاہ نے مسکرا کے یہی خطاب اسکو دیدیا - دیانت کا حال
اس زمانہ مین یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب غرض نفس پروری کر کے کسی متدین کیا
نہین جانتے - دیانت امانت داری کو لغو فعل سمجھتے ہین لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت
اندیش پر ظاہر ہے کہ آسمان کے نیچے انسان کے واسطے کوئی محمود خصلت بہتر امانت و دیانت
سے نہین ہے - برکت عزت آبرو ترقی پائداری دولت و خلاصی باز خواست دارین
اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم آزاری خلق اللہ مین ہے بشرطیکہ
دیانت داری خدا کی رضا کے لیئے ہو جسمین خلق اللہ کو مضرت و ایذا نہ پہنچانے کا قصد
ہو اور آبادکاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لیئے خلق اللہ کی گردن مارے
جو جماعت کہ اپنی نفس پروری اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لیئے رعایا پر ظلم و تعدی
کرتے ہین - خداتعالی اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اس پادشاہ کے
عہد مین بعض عمدہ ملازم دیانت مین مشہور ہین - عاقل خان خافی کے بعد امانت خان ہے
باوجودیکہ روزگار کا کاروبار کرتا ہے مگر بفقیر وضع زیست کرتا ہے وہ زیر دستون کی تالیف
قلوب کرتا مستمندون کے حال پر رعایت کرنے کو پادشاہ کے لیئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا
ایام دیوانی دکن مین اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا مالگذار پر اسنے بڑا احسان
کیا کہ بارہ لاکھ روپیئے کہ بابت باقی سنوات کے رعایا سے سقیم حال سے سرکار طلب کی تھی
اور ہر سال منصبدار اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لیئے جاتے تھے -

اور کوئی دام و درم نہین وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کرکے چلے آتے تھے اور طومار نداردہ دفتر مین داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمینداروں کے ذمہ پیشکش کا روپیہ ہوتا تھا اور اہلکار اُس سے متمتع ہوتے تھے۔ یاب قلم صاف کر دیا ایکدن بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت و امانت کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن دوسرا نہ ہوگا کہ ہر سال اپنے ولی نعمت کے کئی لاکھ روپئے رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہین معاف کر دیتا ہون مین بادشاہ سے امید عفو رکھتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہمنے معاف کیا اور ہم جانتے ہین کہ تو دنیا و آخرت کا خزانہ ہمارے لئے جمع کرتا ہے۔ امانت خان مختلف دست آویزون پر ہنود کو معافی جزیہ کے پروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجراے جزیہ مین نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان دیوان خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہنود کو امانت خان نے جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہے تو بادشاہ نے امانت خان سے فرمایا کہ مقدمات ملکی اور مالی مین معافی کو تم مختار ہو مگر جزیہ ہزار دشواری سے کفار پر جاری کیا ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بندو بست جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان نے جزیہ معاف کرنے سے دست کشی کی اور ساری عمر سوا غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے پیجامہ کے نہ پہنا۔ لونڈی کبھی نہین رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان مین دیوانی دکن رہی مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پیاپے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے مین وہ گستاخ تھا ایک مرد کو منصب کے لئے کھڑا کیا بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اُسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندہ ہاے بادشاہی کی ریش سفید ہو جائیگا۔ بادشاہ نے ایکدفعہ اسکو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی عطا کی تسلیمات بجا لانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اُس سے پوچھا تو وہ پائین مین گیا۔ چار تسلیم مقرری اور اور چار تسلیم بجا لایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدہ سہو ہے۔ ایک مقدمہ شرعی مین کہدیا کہ تورانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہین ہے تو بادشاہ نے فرمایا کہ تو نے پاس ادب نہین کیا کہ ہم بھی تو تورانی ہین۔

شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا جھوٹی شہادتوں کا بڑا رواج تھا وہ گواہوں کے گذرنے کے بعد بہت کمتر اثبات حق کرتا تا مقدور آئین کوشش کرتا تاکہ مدعی اور مدعا علیہ آپس میں صلح کرلیں۔

اعتماد خان عرف ملا طاہر دیوان احمدآباد تھا۔ اسکا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت کرتا تھا اعتماد خان کے گھر میں اترا اسلئے بھائی سے مال کی بابت دو سو روپے طلب کئے اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور ناراض ہوکر بھائی کے گھر سے احمد آباد چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سے ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال لکھا جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آغر خان کابل سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبرآباد کے نزدیک جاٹوں نے ایک قافلہ کو لوٹا۔ اور اسکو اور اسکی عورتوں کو اسیر کرکے لے گئے۔ آغر خان کو جب اسکی خبر ہوئی تو انکی گڈھی کے نزدیک پہنچا اور آدمیوں کو چھٹایا اور گڈھی کی تسخیر میں مصروف ہوا کہ بندوق کی گولی سے وہ اور اسکا داماد دونوں کشتہ ہوئے۔ خانجہان بہادر کوکلتاش گڈھی سنسنی کے مسمار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اسکی سعی ناکام رہی۔ بادشاہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کو اس گڈھی پر بھیجا جسنے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم ۱۱۰۱ھ

۱۹ صفر ۱۱۰۱ھ کو جمدۃ الملک اسد خان دریائے کشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم ۱۱۰۲ھ

۹ رمضان ۱۱۰۲ھ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش ولایت جنجی کے مفاسد کی اصلاح اور غنیم کی استیصال کے لئے بھیجا بخشی الملک بہرہ مند خان اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب بادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اسکو حکم تھا کہ وہ حجامت واصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اسکو ایک مدت کے بعد

جانب بودھہ

شاہزادہ محمد معظم کی رہائی

وصلاح ملوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔
سردار خان محافظ کو بادشاہ ادعیۂ ماثورہ دیتا اور کہتا کہ انکو اس یوسف زندانی
پہنچا دے اور کہدو کہ وہ انکے ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی خلاصی کا متوجہ ہو
اسمین ایک بڑا نادر لطیفہ ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار ہی چھوڑنا ہے پھر
کیوں دعائیں پڑھواتے ہیں۔ اسکا جواب بادشاہ نے دیا کہ ہاں لیکن حضرت..
مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو ربع مسکون کا فرمان روا کیا ہے جب کبھی مظلوم
پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے
اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب سے اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا
اور ابھی وقت نہیں آیا کہ اس کو خلاص کریں اسکا مفر بجز درگاہ داور نہیں ہے اس لئے
اسکو امیدوار رکھنا چاہیئے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش
نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کون سی جگہ ہے؟۔
خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے خواجہ سرائے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع سازو
قلم تراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسوں کے پاس کارد اور چھری خورد وکلاں بھیجنا منع ہے
خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلم تراش کے رکھنے میں تامل کرے
تو اسسے کہہ دینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے۔ اور اگر اسکو وہ بلا مضائقہ رکھ لے تو اسکا
حال ہم سے کہدینا۔ پادشاہزادہ نے قلمدان میں جب قلمتراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی
سے آیا ہے۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اسنے تسلیمات بجا لا کر اسکو
رکھ لیا۔ پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اسنے کہا کہ ہم اپنے فرزندوں کی غیرت
جانتے ہیں۔ چند روز گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھکر
دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہرچند وہ سزاوار حبس ہو محبوس ابدی نہیں
کر سکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثیں حفظ تھیں اسنے جواب میں لکھا کہ اگرچہ
حدیث میں حافظ قرآن کا حبس ابدی کرنا نہیں آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

احترام حفظ کلام اللہ حبس ابدی کر سکتا ہے۔ بادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا۔ حبس مین تخفیف ہوئی اور پھر رہائی ۔

ان دنون بادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راجگڈھ جو سنبھا و سیوا کا حاکم نشین تھا اور بادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا۔ ابوالخیر وہان بادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تھا سنبھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹون نے اپنے غلبہ اور تسلط اظہار کے لئے ابوالخیرخان سے کہا کہ قلعہ خالی کر دو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریون کو دو تین ڈولیون مین بٹھایا اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے و صندوق و زر نقد و زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹون نے باوجود قول امان سارا اسکا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابوالخیرخان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا وہ فیروز جنگ کے لشکر مین چلا آیا۔ بادشاہ نے اسکو منصب جاگیر سے معزول کیا اور بندر سورت مین حج کے لئے بھجوایا۔ مگر ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہوگیا ۔

ان دنون مین سال حال کے آخر تک کل بلاد مین جابجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و فضلاء نے بادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ تعیین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فروشندہ کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ کل بلاد مین سے نرخی موقوف کئے جائین اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے اٹھا لیا اور حکم یہ ہوا کہ بندہ ہاے بادشاہی کے منصب کی یادداشت مرتب ہونے کے بعد منصب دارون کے پاس رہتا ہے وہ بخشیون کے دفتر مین رہے اور سررشتہ بہرہ دفتر کا بجدا ہے۔ وہ اس یادداشت مین لکھا جائے۔ محاسبہ جاگیر دار ہا کی طرف رجوع کرے اکثر طلب کار منصبدارون پر نکلتی اور اس سبب سے رجوع محاسبہ کے لئے سزاول تعیین ہوتے اور منصبدار روپیہ خرچ کرکے رجوع محاسبہ کی راہ سے

اخراج ابوالخیر خان از قلعہ سمہا

احکام [illegible]

کار کا دفعیہ کرنے پائے۔ باقی کی قلت اور منصبداروں کی کثرت سے خصوصاً بے شمار مرہٹوں اور کرنیٹوں کے عمدہ منصبوں پر مقرر ہونے سے خانہ زادوں کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہیں ہوتی تھی جب موسوی خان دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ جو لازم منصبداروں سے چلکا لیا جائے۔ کہ یادداشت کی تیاری کے بعد جاگیر پانے تک وہ ایام باہین کی طلب کا دعوی نہ کرین۔ جیسا جاگیر طلبی اور اسمین کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام باہین محاسبے مین محسوب ہون۔ پہلے جو شخص لازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا۔ اب موسوی خان نے یہ مقرر کیا کہ جبتک وہ جاگیر نہ پائے کہین تعینات نہ کیا جائے مگر وہ اپنے اختیار سے کہین تعینات ہو جائے۔

سوانح سال سی و شش ۱۱۰۲ھ

اس سال کے اواسط یا اوائل مین بادشاہ گورگانوں و شکارپور سے کوچ کرکے ظفرآباد بیدر مین آیا پیچھے یون ٹھیر کر گلکلہ مین کہ توابع بیجاپور سے ہے۔ اور ایک روزہ اس سے مسافت رکھتا تھا کوچ اور چھاؤنی کا حکم دیا۔

فضائل خان جو دارالانشا کی خدمت پر مامور تھا۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض بلاد محصوری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بگلانہ و پرنالہ ہین۔ انکے آخر مین بموجب رسم خط و زبان ہندی کے بجائے ھ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا کہ بجائے ھ کے الف لکھا جایا کرے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سنبھا کے بھائی راجہ رام کو بعض قصبوں کے سرداروں نے بھائی اور باپ کی جگہہ بٹھایا ہے اور اسکے لئے بہت لشکر فراہم کیا ہے اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اسنے فوج کی استمالت کرکے عمدہ فوجین بھائی اور باپ کی طرح جابجا نامی نوکرون کے ساتھ تاخت و تاراج کے لئے بھیجی ہین۔

شاہجہان کے عہد سلطنت مین نصاریٰ کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بنادر ہند مین رہتے تھے۔ بادشاہ پرتگال کے منصوبوں نے اکثر اپنے بنادر و بلاد کنار دریائے شور پر بہانوں اور قلب مکان کی پناہ مین قلعے بنائے ہین اور دہات آباد کئے ہین۔ اکثر امور مین اپنی آبادی کی ہوئی رعایا کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہین۔ کوئی تکلیف فوق الطاقت نہین پہنچاتے۔ اور

ھ اور الف کا اعلان

راجہ رام

پرتگیزون کا حال

مسلمانون کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہے۔ اور ایک مسلمان کو اس مین قاضی مقرر
کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تنقیح اسکے حوالہ کی ہین لیکن وہان واج بانگ وصلوۃ
کی جہلا نہین۔ اگر کوئی نامراد مسافر انکے تعلقہ مین وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسکو ضرر نہین پہنچاتے
لیکن وہ نماز بلا تشویش نہین پڑھ سکتا دریا مین برخلاف انگریزون کے جہازون پر دست تعدی
نہین دراز کرتے مگر اس جہاز پر جسکا قول موافق اور دستور مقرری کے حاصل نہ ہوا ہو۔ یا عرب
و مسقط کا جہاز ہو کہ ان دونو فرقون سے انکو قدیم عداوت ہے اور قابو پا کر ایک دوسرے
جہاز پر تاخت کرتے ہین۔ یا بندر دور دست کا کوئی جہاز معیوب تباہ ہو کر انکے ہاتھ
مین آیا ہو تو اُسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہین پر ان امرا کا ظلم یہ ہے کہ انکے تعلقہ کی رعایا مین کوئی
مر جاتا ہے اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہوا اور پسر کلان نہو تو اُسکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے سرکار کا
بیت المال جان کر اپنے کلیسا کے معبد خانہ مین لیجاتے ہین پادری انکا اسکو احکام مذہب عیسائی
سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب مین لاتے ہین اور غلامون
کی انسے خدمت لیتے ہین۔ کوکن عادل شاہی مین دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہ مشہور ہے
وہ پرتگیزون کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف سے مستقل کپتان وہان رہتا ہے اور
بنادر اور دہات سیر حاصل آباد کئے ہین سوا انکے چودہ پندرہ کوس سورت سے مائل جنوبی
طرف سرحد بمبئی تک تعلقہ انگریز و سرحد حبشیون کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی لکھتے
ہین۔ پرگنات بگلانہ کے عقب سے پہاڑون کی پناہ مین اور گلشن آباد کے جبال دشوار گذار
کے جوار مین۔ آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہین۔ انمین سے دو قلعون کا نام دمن اور
بسی ہے جنکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور ان کو
کمال مستحکم کیا ہے اور اس مین دہات آباد کئے ہین اگرچہ یہ ملک جو انکے تصرف مین ہے چالیس
پچاس کوس طول مین ہے مگر عرض مین ڈیڑھ کروہ سے زیادہ نہین وہ پہاڑ کی ترائی مین
جنس اعلی مثل نیشکر و اناناس و برنج کی کاشت کرتے ہین اور انکی زمین مین اشجار نارجیل و
فوفل بہت ہین اور بہت محصول کا روپیہ حاصل کرتے ہین اور ایک سکہ فرنگا قیمتی

نوآنہ کا ان مین مروج ہے۔ اور سوا اس سکہ کے جسکو اشرفی کہتے ہین ایک اور تانبے کا سکہ
ہے جسکو بزرگ کہتے ہین ایک فلوس کے چار بزرگ ہوتے ہین۔ اضلاع دکھن مین پادشاہ کا حکم انکے
ملک مین چلا نہین اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز مین دیدیتے ہین
گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ مین ہوتا ہے۔ بیویان شوہر پر تسلط رکھتی ہین
انکے مذہب مین ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہین پرتگیزون کا سب سے بڑا
کپتان گووہ مین رہتا ہے اور سب کپتان اسکے محکوم ہوتے ہین جب پادشاہ کو پرتگیزون
کی زشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا مین معتبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر
ہوا کہ وہ اور فوجدارون و حبشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جنجال سے اس طائفہ کی
استیصال و اخراج مین کوشش کرے۔ معتبر خان اورون کی کمک مدد کا محتاج نہ ہوا جمعیت
زیادہ رکھتا تھا قلعہ گیری کا سامان جمع کر کے پرتگیزون کے دہات پر تاخت و تاراج
شروع کی اور ایک دو چھوٹے قلعون پر کہ مصالح جنگ نہین رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی
جنگ میدان مین یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و شمشیر کو جو سپنچہ کی صورت رکھتی
ہے اور ہتیار نہین رکھتے۔ اور ان پاس گھوڑے نہین ہوتے ہین۔ وہ پہلے حملہ مین بھاگ
گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن اور بسی مین چلے گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیون کی
مع زن و فرزند اسیر ہو گئے۔ دو قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے وہ معتبر خان کے قبضہ مین آئے اور اس
قوم مین ایک تہلکہ پڑ گیا اور قلعہ دمن و بسی مین آن کر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگے
گولکنڈا و عادل شاہی کے تعلقہ کے کپتان گووہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائے صوبہ دار
کل اور نائب مستقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئین دریا کا صاحب اختیار
جانتی ہے اور روئے دریا پر جنگ جہاز مین جیسا وہ تردد کرتے ہین ایسا کسی اور
قوم سے نہین ہو سکتا اسنے عرضداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ پادشاہ کی
اور مقربان حضور کی خدمت مین بھیجی جسمین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے
بے تنخواہ کے نوکر ہین جو روئے دریا کے مفسدون کے شر کو دور کرتے رہتے ہین۔

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگون کو زمین کا ایک پرچہ نا کارہ کنارہ دریا پر دیا تھا
اسکو آباد کرکے آپ کی خدمت بجا لاتے ہین اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم
خانہ بدوش ہین اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روے دریا ہے جہازون مین سوار ہوکر محافظت
دریا مین مشغول ہون گے۔ ہمارے بادشاہ کا حکم ہی کہ ہندوستان کے بادشاہ سے مقابلہ
و پرخاش نہ کرنا۔ اُنہون نے پادشاہ کے حواشی و صاحب اختیارون کے لئے تحفے و ہدیے بھیجے
تھے۔ مقربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بندوبست سے اور مہمون
کے قلعون سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزون سے بگاڑ کر زنبورخانہ دریا کو شورش مین نہین لانا
چاہیئے۔ اسلئے پادشاہ نے پرتگیزون کی تقصیر معاف کردی اور اسیران فرنگ کے چھوڑنے
کا حکم معتبر خان پاس بھیجدیا۔

فتح جنجی و کھیلنا

مرزبانان جنجی و کھیلنا در توابع بیجاپور مشہور سرکش تھے۔ اور خزانہ اُنکا معمور تھا وہ سیتھا
معقول کے منصوبون مین سے تھے اور قدیم سے رام راجا ہی بیجانگر کے ملک مین سے وہ کہی جاتے تھے
اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانروایون سے مخالفت کرتے تھے 2 و تین مضبوط قلعے باہم پیوستہ اُن
پاس تھے وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کام بخش اُنکی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ جمدۃ الملک
اسد اللہ خان اتالیق اور اعتقاد خان جسکو خطاب ذوالفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔
ہراول مقرر ہوا اور عبدالرزاق خان لاری کو کن عادل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔

معافی محصول خربوزہ

ابتدا سے کہ تیموریہ کے تصرف مین ملک دکن آیا۔ خربوزہ گرما کا محصول معاف تھا
دریا کے کنارون کے ریتی مین غریب غربا خربوزہ بوتے ہین اُنکے محصول سے عمال پادشاہی
اور جاگیردارون کے تصرف مین کوئی دام و درم نہین آتا تھا اور سررشتہ زمینداری
اور تنخواہ اہل دیوان مین وہ داخل نہ تھا اندنون مین کہ محرم خان عرف خواجہ یاقوت
اکمل باغات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اُسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کنارون پر جالیز
کا کچھ بندوبست نہین ہے اُسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزون کا محصول
نہین لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بندوبست کیا جائے۔ خربوزہ کا محصول از روئے جریب مقرر ہوا پہلے پادشاہی باغون کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت اُنسے متمتع ہوتی تھی۔ لیکن محرم خان نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل ہین اور خاص حالتون مین وہ کھولے جائین۔

ابو الحسن کی چار لڑکیان ناکتخدا تھین۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ مین پادشاہ کے ہاتھون پر وضو مین پانی ڈالنے پر مقرر ہوجاؤن مجھے اسی پر فخر ہے۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ پادشاہ نے اسکا یومیہ مقرر کردیا اور اسکو باپ پاس بھیجدیا ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری کرکے اسکو حبس مین اسکا ہمدم بنایا اور تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان مین بیاہ دیا جسکو ابو الحسن نے پسند نہین کیا۔

ابو الحسن کی چار لڑکیان

روح اللہ خان میر بخشی کہ امرائے موروثی مین تھا اور پادشاہ کے مزاج سے آشنا تھا اور خلق کی برآمد کار مین کوشش کرتا تھا وہ مرگیا تاریخ وفات اسکی (روح در تن ملائک ماندہ) ہوئی پادشاہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لئے دعا پڑھی۔ اُسنے یہ شعر پڑھا ؎

چہ بناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے
کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشے

روح اللہ خان بخشی کی وفات۔

محمد باقر حاکم سورت کسی قصور کے سبب سے سورت سے بدلا گیا۔

فضیلت پناہ سید سعد اللہ نے جو بڑا عالم متبحر تھا اور اسکی تحریر پادشاہ پر پورا اثر کرتی تھی اور پادشاہ اپنے دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت کی سفارش مین زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اُسنے محمد باقر اور ایک اور حکیم کی سفارش کی۔ پادشاہ نے دونو کے قصور معاف کردیے مگر سید صاحب کو لکھا کہ بھجوادیا کہ آپ فقیر اور فاضل ہین علماء و فقرا کے باب مین لکھا کیجے لیکن ایسے آدمیون کے بارہ مین

سید سعد اللہ کی سفارش

بظلم کا پیشہ اختیار کرلے ہین کچھ نہ لکھا کیجیے اسلئے کہ نص کلام اللہ ہے کہ ظالم کی اعانت
کرنی ظلم مین شریک ہونا ہے۔

مہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیموریہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا۔ پئے باقی کی قلت اور
ارباب طلب کی کثرت حد سے گذر گئی۔ روح اللہ خان کو نئے ملازمون کی مثل
پیش کرنے کا شوق تھا۔ بادشاہ نے ایک دفعہ بیدماغی سے اسسے کہا کہ ہمنے بار بار
کہا ہے کہ نوکر ہمکو درکار نہین۔ تو کسواسطے آدمیون کو جواب نہین دیتا۔ روح اللہ خان
جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین
کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادون کی زبان سے ارباب حاجت کے لئے کلمہ یاس نکلنا
بابین ادب سے دور ہے۔ عرض کرنا ہمپر واجب ہے قبول کرنیکا اختیار ولینعمت کو
ہے۔ انہی دنون مین مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ مین روح اللہ خان سے بھی
زیادہ خلق پر در فیض کھولون۔ وہ نئے ملازم رکھنے پر زیادہ جرأت کرتا تھا۔
بادشاہ ان بخشیون پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے بار بار حکم دیا کہ ہمکو نوکر درکار نہین پھر تم
کیون نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہین سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہو کر گھر جا بیٹھے
اور پیشکارون سے کہدیا کہ آدمیون کو جواب دیدو۔ نئے ملازمون کی سند و اسناد
جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسون
سے بادوی کر رہی تھی مایوس ہو کر فکر فساد کرنے لگی خیمہ خیمہ پر یہی پھرتی تھی۔

ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے جا بجا ملک کی تاخت کے لئے اور
قلعون کی تسخیر کے واسطے جو بادشاہ کے قبضہ مین آئے ہین فوجین بھیجی ہین چنانچہ توابع
بیجاپور مین بہت بڑا مضبوط قلعہ پرنالہ تھوڑے تردد سے راجہ رام کے منصوبون کے
تصرف مین آگیا ہے۔ قلعہ دار بادشاہی نے اس وقت کہ کار ہاتھ سے جا چکا تھا
خبر پاکر لاحاصل دست یازی کی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر بہت افسردہ
ہوا اور اسنے کہا کہ پرنالہ نہ رفت بیجاپور رفت۔ بہرہ مند خان کو بھیجا چاہا تھا

کہ سنا شاہزادہ معز الدین پرنالہ کا محاصرہ کر رہا ہے اُسنے مصلحت یہ جانا کہ پادشاہ
خود بیرم پوری جاکر انتظام کرے۔

سوانح سال سی و ہفت سنہ ۱۱۰۴

پادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگ نے بہادر گڈھ مین چھاؤنی ڈالی تھی اُسکے
نام حکم گیا کہ خود جریدہ جاکر مخالفون کی تنبیہ کرے۔ اور اس ضلع کے قلعون کو
تسخیر کرے سنبھا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم و جدید
کی تاخت و تاراج کے لئے مرہٹون کے نامی سردار اکھیل گئے تھے۔ اور افواج پادشاہی
کے اطراف مین شوخی و دست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جسکی تفصیل مین قلم
رنجہ کرنا سر رشتۂ سخن سے دور پڑنا ہی۔ ان سب سردارون مین دو سردار سنتا گھور
پور اور دھنا جادو بڑے مستعد تھے۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگی انکے پاس موجود
تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت و رفاقت کے لئے موجود تھے پادشاہی
فوج کے سردارون کو اُسنے چشم زخم عظیم پہنچایا سنتا جی نے مشہور معمورون کی تاراج مین
اور عمدہ امراو سر فوج شاہی کے مقابلہ مین ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسیکا اسکے
مقابلہ و مقاتلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہوکر اسیر ہو۔ یا
ہزیمت پاکر فوج و بہیر کو غارت کراکے جان بچانے کو دوبارہ زندگی جانے جس طرف
وہ بیکار کے لئے جاتا لشکر شاہی لرزنے لگتا۔ اور کوئی ذی وقار امیر پادشاہی اسکے
مقابل مین کمر نہ باندھتا۔ چنانچہ اسماعیل خان بکہ تازہ جو دکن کے مشہور سردارون
مین تھا اسکے مقابلہ مین اول ہی حملہ مین اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت
ہوئی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف
شرزہ خان ضلع ستارہ مین اس سے لڑا۔ ساری بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد گیا گرفتار
ہوا۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین بیگ
حیدرآبادی ششہزاری نے سنتا سے کارزار کرکے بہیر اور فوج کو برباد کیا۔

مرہٹون کی بادشاہی ممالک مین دست اندازی

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہوکر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنتاجی سے جان نثار خان اور تہور خان سے لڑائی ہوئی۔ جو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ فوج بادشاہی کی بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بھیر غارت ہوگیا۔ جان نثار خان زخمی ہوکر بہت کوشش کرکے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مُردون اور زخمیون مین پڑا۔ دوبارہ عمر پانے کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیون کو جو لڑائی مین شریک تھے صدمہ پہنچا بہت سے مقید ہوگئے بعضون نے حیلون سے جان بچائی۔ جب بادشاہ کو یہ خبرین ہوئین تو وہ دل مین بڑا رنجیدہ ہوا۔ مگر بظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہین ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ مراد خان نے خان جہان سے بادشاہ کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا مین عرض مکرر نہین ہوتی کہ دیوین لیوین جس کسی کو روز ازل مین دیدیا دیدیا۔

جمدة الملک قلعہ نندیال کو فتح کرکے کھیریہ مین آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر ہے یہین چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو بادشاہ نے قلعہ واکن کھیرہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا اور اس مہم کے اہتمام کے لئے بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا۔ جب اس خدمت پر بخشی الملک روح اللہ خان مامور ہوا تو بادشاہ کے حکم سے وہ جمدة الملک کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ جب وہ کھیریہ آیا تو بادشاہ کا حکم آیا کہ وہ جمدة الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ کی کمک کو جائے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کررہا تھا۔ غنیم کے ہجوم سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اسپر کار دشوار ہورہا تھا۔ بادشاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب مین آیا ہوا تھا۔ صاحب تجربہ آخر بین کی باتون پر توجہ نہین کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور اس ضمن مین سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اول سے آخر تک راہ چلتا تھا۔ جمدة الملک بڈھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کرکے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سے وہ ناخوش و آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زبین الفت مین گروہ شکوہ کے اندر دانہ کلفت ہوتا ہے اس سے مخالفت پیدا ہوئی اور بداندیشون نے

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا - بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتین
بنائین کہ اسنے بادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی - جنجی مین لشکر آیا ــــ
خان نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی - دیوان خانہ مین بادشاہزادہ
بیٹھا - جملۃ الملک اور نصرت جنگ و سرافراز خان نے بیٹھنے کی اجازت پائی - سید لشکر خان
پسر سید جہان خان بارہہ جو نصرت جنگ کی بخشیگی کا متوقع تھا اسکو بیٹھنے کی اجازت نہ
ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہوکر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیون نے پدر و پسر کی
سعایت کے لئے بادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو یہ سمجھایا کہ بادشاہزادہ
تمہارے حال پر متوجہ نہین ہوا اس اثنا مین شاہزادہ اور راجہ رام کے درمیان مراسلت
مخفیہ ہونے لگی - نصرت جنگ اس بات سے آگاہ رہتا تھا - وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ
روز جاسوسون کو دیتا تھا اس از و نیاز کی باتون پر حقیقی اطلاع اسکو ہوئی تو باپ
بیٹون نے بادشاہ کو اطلاع دی اور بادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راو
دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ در رہنا یا جملۃ الملک
کی لیے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آمد و شد نہ ہوتی - آب دگی
سر بلا ہوئی قلعہ کے جاسوسون سے یہ امر محقق ہوگیا کہ شاہزادہ اس سبب سے کہ جملۃ الملک
اور نصرت جنگ سے موافقت نہین رکھتا وہ اپنے لوگون کے ساتھ اندھیری رات
مین قلعہ جنجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے - پدر اور پسر نے رؤسا لشکر سے مشورہ کیا
سب نے متفق ہوکر چوکی اور دار و گیر کو بادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور یہ
ایک دوسرے کے مشورت سے دور قلعہ کے تھانہ دارون کو طلب کیا یون دفعۃً واحدۃً
جو دور قلعہ سے سپاہ اوٹھی غنیم مطلع ہوا وہ اپنی توزک جمعیت کے ساتھ مقابل مین
آیا - لڑائی ہوئی - جملۃ الملک بادشاہزادہ کی نگاہ کی محافظت مین اور نصرت جنگ کو
مورچال مین کلان تو یون کے اور قلعہ گیری کے مصالح اٹھانے مین ایسی فکر پیش آئی
کہ وہ تھانہ دارون کی کمک نہ کرسکے ہر ایک نے اپنے لئے آپ تدبیر کی - اسمعیل خان نے

لکھا ہے کہ ایک عمدہ سردار تھا اور عقب مین اسکا تھانہ تھا جنگ مین استقامت کی
سنا ہے اُسے شکست دیکر مقید کر لیا اور نصرت جنگ نے مورچال اٹھانے مین تعجیل
کی۔ بڑی بڑی توپون مین میخین ٹھونک کر انکو بیکار کر دیا اور باقی سب اسباب کو بنگاہ
مین پہنچا دیا۔ اس ضمن مین غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کر کے فرحان و شادان و نازان
و تازان ایک لاکھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹون نے بڑی شوخی
کی مسلمانون کی موت آئی مگر خان بہادر دو ہزار سوارون سے ایسا لڑا کہ دشمنون کو
بھگا دیا اور ایک ہزار آدمی انکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہو کے حصار کے دروازہ
پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کر لیا۔ بادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیان جنگی
سوار قلعہ مین جا چھپے اور چار سو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ لگے۔ بادشاہی آدمی بھی
غنیم کے آدمیون کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی ہوا ہو۔
آخر وزیر مین خان بہادر ایسے بنگاہ مین پہنچا اور عمدۃ الملک سے ملا۔ دونو باپ بیٹے
شاہزادہ کے دولتخانہ مین گستاخانہ گئے اور اسکو اپنے اختیار مین کر لیا علت عقوق لاحق
تھا سپاہ مین استقامت کی توانائی نہ تھی۔ دشمنون سے یک گونہ صلح کر کے کوچ کیا
اور ملک بادشاہی مین آگئے۔ اس اثنا مین بادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو
محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اسکا
حال آئندہ آئیگا۔ ۲۰ شوال کو جنجی سے کام بخش بادشاہ پاس آیا۔
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوا۔ بادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ
ربیع الاول ۱۱۰۵ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ علاج سے اس مرض مہلک
سے اُسنے شفا پائی بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضی نے خواب مین آن کر
اُسے اچھا کر دیا۔
سادات بارھہ نے تمرد اختیار کیا بادشاہ نے انکو سزا دیکے ٹھیک بنایا

سوانح سال سی و ہشت ۱۱۰۵ھ

امیر الامراء شائستہ خان ناظم اکبرآباد کا انتقال ہوا وہ محاسن اخلاق مین شہرہ آفاق تھا اسنے لاکھون روپیہ خرچ کرکے بہت پل بنائے اور سرائین تعمیر کرائین۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور مین اور تمام صوبجات مین سوا راجپوتون کے کوئی اور ہندو ہتیار باندھے فیل و پالکی و اسپ عراقی و عربی پر سوار نہ ہو۔

ایک بادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت مین اس سے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا۔ ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا۔ مکہ و جدہ مین ہندوستان کی اجناس بیچنے سے ڈھائی لاکھ روپیہ نقد و زر سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا محمد ابراہیم ناخدا تھا جسنے آہنی چلکے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا مین غنیم کو اور اسکے جہاز کو گرفتار کرے اس جہاز مین اسی توپین تھین اور سوا اسکے اور چار سو صندوق اور آلات جنگ کے موجود تھے۔ بندر سورت سے آٹھ روز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل مین ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا۔ جو بادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے چوتھے حصہ کی برابر مصالح جنگ رکھتا تھا۔ جب انہین گولہ رس فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے اول دفعہ ایک توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی نصیبون کی شامت سے یہ توپ پھٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑون کے لگنے سے تین چار آدمی ضائع ہوئے۔ اور اسی اثنا مین دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جس کو دریا نوردون کی اصطلاح مین ڈول جہاز کہتے ہین اور جہاز کی سلامت روی کا مدار اسی پر ہی جسنے جہاز کو معیوب بنایا۔ انگریزی جہاز کے آدمیون کو اسکی اطلاع ہوئی۔ وہ دلیر ہو کر اپنے جہاز کو بادشاہی جہاز پاس لائے۔ اور یورش کی اور جہاز کے اندر آن کر شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی۔ باوجودیکہ جنگ شمشیر مین نصاری جرات نہین رکھتے۔ جب جہاز پر انگریزون کے غلبہ کا اثر ہوا محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے خود جہاز ہوتا ہی۔ جہاز کے تختہا زمن کے نیچے چھپا اور ترکی کنیزین کہ مکہ مین خرید کرکے اپنی سریت بنائی تھی انکے سر پہ چیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ مین دیکے جنگ کی ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین اور انگریز تمام جہاز پر متصرف ہوئے

اور جہاز مین جو زر نقد سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت قیدیون کو اپنی ساتھ جہاز پر لے گئے
تو انکا جہاز بڑا بھاری ہو گیا۔ پادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنے متعلقہ کے نزدیک لائے
اور قریبا ایک ہفتہ کے مال کی جستجو مین اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے مین اور پیر و جوان کی مستورات
کی بے ناموسی مین کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اٹھایا بعض باغیرت عورتون نے اپنی
عصمت کا پاس کر کے اپنے تئین سمندر مین ڈبویا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام
کیا جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریزکا
کہ بمبئی مین اپنے پادشاہ کے نام سے بنائے تھے۔ پادشاہ پاس بھیجا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ
بندر سورت مین جو انگریزون کے گماشتے تجارت کرتے ہین انکو پکڑلین اور اعتماد خان متصدی
سورت و سیدی یاقوت خان کو لکھا کہ وہ بمبئی کی تسخیر کا فکر کرین۔ یہ فساد مدتون تک رہا
انگریزون نے برج و بارہ کی تعمیر مین اور دشوار گذار راہون کے بند کرنے مین پہلے سے
زیادہ تردد کیا۔ اعتماد خان متصدی بندر سورت قلعہ بمبئی کے استحکام اور بندوبست
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہین ہے اور کلہ پوشیون کے ساتھ کاوش و شورش مین سوا
اسکے کہ بندر سورت کے محاصل مین خلل پیدا ہو گیا اور نہین ہے وہ پادشاہی کفایت شعار ون
مین تھا۔ یہ نہین چاہتا تھا کہ محصول پادشاہی کا ایک روپیہ تلف ہو۔ ہر چند اسنے بظاہر
انگریزی گماشتون کو مقید کیا لیکن باطن مین وہ انگریزون کی بدنامی کے دفع کی
تدبیر کرتا تھا۔ جب انگریزی گماشتے مقید ہوئے تو روے دریا یا کنار دریا پہ کسی
منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اسکو اپنے گماشتون کی عوض مین
مقید کرلیتے۔ اس مقدمہ نے طول پکڑا۔ جزیرہ بمبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ
نہ تھا وہ فوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزون کا سرمایہ تجارت بیس
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا۔ باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازون کی . . .
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال مین ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخہ و جدہ کو جاتے کچھ سروکار نہین رکھتے لیکن وہ مراجعت

کرتے تو اُن مین نقد زر سفید و سرخ و ابراہیمی و ریال ہوتے اُن کی جاسوسی کرکے
جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے ۔

سوانح سال سی و نہم

سنہ ۱۱۰۶

۱۰ شوال سنہ کو پادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا ــــ اور
۷ اسکو موضع برہمن پوری مین دریائے بھیما (بہیما) کے کنارہ پر آیا اور اس ویرانے کو اپنے
آنے سے آباد کیا اور اسکا نام اسلام پوری رکھا۔ امراء کو عمارات بنانے اور غربا کو چھپر چھاونی
ڈالنے کا حکم دیا۔ اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خان و خانہ زاد خان مخاطب بہ روح اللہ خان ثانی
وصف شکن خان اور امراء نامی کا سنتا گھورپرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہونا ہے تفصیل اس اجمال کی
بطریق اختصار یہ ہے جب پادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبرین آئین
اور اسکو معلوم ہوا کہ اب سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اسکا جو لشکر سے اسی کروہ پر ہوگا
تو قاسم خان کو جو ضلع دندیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے آدونی کے قریب آیا
تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خانہ زاد خان وصف شکن خان
و سید اصالت خان و محمد مراد خان اور اور منصبداران خاص جلو کے اور خاص چوکی کے اور
ایک جماعت کثیر ہفت چوکی و توپخانہ کی سنتا کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی یہ ۲ جمادی الآخر
اس راہ پر کہ سنتا کا معبر تھا چند کروہ کے فاصلہ پر لشکر آپس مین ملگئے۔ قاسم خان کا اثاث البیت
آدونی مین تھا اسنے چاہا کہ مین خانہ زاد خان اور اوروں کی ضیافت خاطر خواہ کرون
بہت سا اسباب ظروف طلا و نقرہ و مسی و چینی قلعہ سے نکال کر دوسرے روز اپنے پیش خانہ
اور ایک امیر کو تین کروہ کے فاصلہ پر بھیجا۔ غنیم کو پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اسنے اپنی جمعیت کو

تین توپ مین تقسیم کیا۔ ایک جوق پیش خانہ لوٹنے کے لیے بھیجا اور ایک گروہ لشکر شاہی کے مقابلہ کے
لیے اور ایک جمعیت کو علیحدہ مرتب رکھا۔ چار گھڑی دن باقی تھا کہ جس جوق کو پیش خانہ کے لوٹنے
کے لیے بھیجا تھا اُسنے پیش خانہ کو خوب لوٹا اور بہت آدمیون کو مارا اور خستہ کیا اور جب یہ خبر
قاسم خان نے سنی تو اُسنے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ابھی گروہ
نہ گیا تھا کہ فوج غنیم مقابلہ کے لیے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے
بیدار ہوا اور اُسنے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و احمال و اثقال و خیمون کو وہین چھوڑ کے جلد دوڑا
دشمن کیطرف کالیہ پیادے بندوقچی بہت تھے۔ وہ نشانہ خوب لگاتے ہین اور سوارون کی
جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود
سپاہ اور سردارون کی ثبات و استقامت کے اور دشمنون کے مارنے اور زخمی کرنے کے
دشمن کے قرار مین ذرا خلل نہ پڑا۔ سنتا نے جو ایک جوق کو علیحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہیر پر جو پیچھے
چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور سات آدمیون کو مار ڈالا۔ جب یہ
خوف کی خبر عین گرمی جدال و قتال مین خانہ زاد خان و قاسم خان کو پہنچی تو اُنکے ثبات
مین تزلزل ہوا اور آپس مین مشورہ کیا کہ جہان پیش خانہ گیا تھا وہان ایک قلعہ دیواربندی ہے
اور اُسکے آگے تالاب ہے وہان جانا چاہیے ایک کوس تک لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ
پہنچے اُسوقت غنیم نے کچھ نہین کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ پادشاہی آدمی جو قلعہ
مین تھے اُنہونے اور پادشاہی آدمیون کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشار الیہ اور امرا
جو ماحضر ساتھ رکھتے تھے اُسکو آپس مین قسمت کر کے کھایا اور تمام سپاہ کو سوای تالاب کے پانی
پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑون اور ہاتھیون کے لیے گاہ اور دانہ کا نام بھی کوئی
نہین لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے انکا گرد و پیش گھیرا لشکریون نے بھی کمر ہمت جان فدائی
مین باندھی مقابل کھڑے ہوئے۔ دشمن تین روز تک مجتمع رہا اور لڑا نہین پھر اسکے پاس کئی ہزار
پیادے جبل درک سے آگئے۔ چوتھے روز ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادون
نے جو پہلے سے دو چند تھے جنگ شروع کی۔ توپخانہ شاہی کا مصالح اکثر غارت ہو چکا تھا۔

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک لڑائی کا غل مچا آخر کو وہ عاجز ہوئے دشمن کی
طرف سے اولوں کی طرح تفنگ کی گولیاں برستی تھیں بہت سے آدمی تلف ہوئے باقی
آدمیوں کی چاروں طرف راہ بند دیکھی تو وہ کام ناکام قلعچہ میں داخل ہوئے۔ ثقات جو
اس جنگ میں موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ و توپخانہ اور راہ میں [illegible]
پیر مرہٹوں نے مار ڈالا۔ قلعچہ کو غنیم نے چاروں طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی
کہ یہ سب بھوکے مر جائینگے جسدن اس قلعچہ میں داخل ہوئے تو انکے ذخیرہ سے جوار اور چوکی
روٹی کل چھوٹے بڑوں کو ملی اور دواب کو پرانے چھپر کھانے کو ملے دوسرے روز نہ آدمیوں کے
لئے روٹی تھی نہ گھوڑوں کو گھاس چارہ اس روز سے جانیں جاتی تھیں قاسم خان
بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا
ہے کہ زہر کھا کر مر گیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اس سے اور زیادہ دلیر ہوا
اور محصورین بیدل اور بے جگر تر۔ بزدلوں اور جگرداروں نے ہر چند کہا کہ اس خرابی کے
ساتھ بھوکے کب تک مرینگے ایک مرتبہ دشمنوں پر حملہ کرکے شہادت نصیب ہو یا
فتح نصیب دونوں صورتوں میں عذاب سے نجات اور ثواب سے مقاربت ہوگی۔ پہ
بڑوں نے قبول نہ کیا۔ اکثر آدمی بھوکے مر گئے۔ گھوڑے ایک دوسرے کی دم کو گھاس
کی طرح کھاتے تھے۔ غنیم نے ایک برج کو بنیاد سے اڑا دیا۔ اور اطراف میں آواز گیرودار کو بلند
کیا۔ خانزاد خان ناچار ایک جوئی کی پناہ میں گیا اور آخر کار صلح یہ قرار پائی کہ قاسم خان
کے نقد و جنس و جواہر اور گھوڑے ہاتھی سنتا کو دئیے جائیں اور بیس لاکھ روپیہ اور پسر بالکشن و
غنشی معتمد و صاحب کارخانہ اسکا اول ہو۔ اسپر عمل کیا گیا۔ سنتا نے کہلا بھیجا کہ آدمی قلعچہ
سے بے وسواس نکلیں اور دروازہ کے آگے دو رات رہیں جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی
مزاحمت نہیں کیجائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہیں خرید لیں۔ قلعچہ سے تیرہ روز
بعد لشکر شاہی باہر آیا۔ غنیم کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیوں
کو دیتے تھے قلعچہ کے دروازہ پر دو رات رہے تیسرے روز خانہ زاد خان مع رفقا کے

غنیم سے بدرقہ لیکر بارگاہ والا کو روانہ ہوا۔ حمید الدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان
حیدر آبادی کوبک کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ اردو کے متصل پہنچے ملے۔ اُنہوں نے لشکر کی
خوراک مے پوشاک و نقد اور ضروری اشیاء سے امداد کی۔ رعداندازخان قلعہ دار نے
زیادہ اپنی حالت سے امداد کی اور احتیاج نے بہت زیادہ احتیاج ہر ایک کے گھر سے اور اطراف و جوانب
سے جمع ہوا۔ غنیم اس غنیمت کو لیکر اپنے وطن کو جاتا تھا اُسنے جانا کہ رستہ مین خان بہادر کو
بھی جھلک دکھاتے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ
بندوق کی گولی اسکے جگر مین لگی اور اسی وقت مرگیا فیلبان چاہتا تھا کہ ہاتھی کو لیجائے
کہ باقی بیگ سپہ سردار خان آگیا اُسنے فیلبان سے کہا کہ خان زندہ ہے ہاتھی کو آگے
چلا۔ غنیم کو مین ابھی مار کر بھگاتا ہون اُسنے خوب مقابلہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک
ٹھہر سکتی ہے قلعچہ نزدیک تھا اُسمین رہ گیا غنیم نے بہیر کو لوٹ لیا اور قلعچہ کا چند روز
محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھ کر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی بیگ فرصت پاکر
حضور مین آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ ظفر آباد کا انتظام کرے اور صف شکن خان
فوجداری دھامونی کا سیادت صالت خان رنتھنبور کے قلعہ کا اور محمد مراد خان فوجداری
دوحدو کودر کا باقی لشکر پادشاہی لشکر سے مل گیا۔

جن دنون مین شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم پر پادشاہ ایسی مہربانی کرتا کہ وہ اپنے
تئین ولیعہد مستقل سمجھتا۔ ان دنون مین کہ محمد معظم شاہزادہ مطلق العنان ہوا۔ پادشاہ سابق
سے زیادہ اسکے حال پر متوجہ ہوا الذی الحجہ و بیس و ثمانین محمد اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب ہوا کہ
نماز عید الضحی مین پادشاہ نے محمد معظم کو داہنی طرف اور محمد اعظم کو بائین طرف بٹھایا۔ اس لئے
محمد اعظم پیچ و تاب مین آیا۔ پادشاہ نے محمد معظم کو جو مخاطب شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا
لقب دیا۔ اور اکبر آباد کے بندوبست کے لئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹون معز الدین و محمد عظیم کو
بھی بھیجدیا صوبہ ملتان مین فرقہ بلوچی جو لٹیرے فقیری مین فساد کرتے تھے اور بلوچون نے
ایک آشوب اوٹھایا تھا شاہزادہ ولیعہد کو کابل مین مامور کیا اور شاہزادہ معز الدین کو

صوبہ ملتان میں مقرر فرمایا۔

سوانح سال چہلم سنہ [illegible]

بادشاہ شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانون کے انتظام کیلیے اور غنیم کی تنبیہ کیلیے احمد نگر سے رخصت کیا ظفر آباد کی مسجد میں نمازیوں کی ایک جماعت پر بجلی گری سوار تین چار آدمیوں کے سب بال اور کپڑے جل گئے تمام سلاح رخت بدن بحال تھا لیکن جلنے کا اثر ظاہر نہ تھا مگر اس میں جان نہ تھی۔

سوانح سال چہل و یکم سنہ [illegible]

دریای بھیمرہ (بیجاپور) کے کنارہ پر لشکر شاہی نے چھاونی ڈالی تھی امرا نے عمارات بنالی تھیں ایک عجیب حادثہ لشکریوں پر گذرا کہ آدھی رات کو ایک عالم آسودہ اور بے خبر خواب میں تھا۔ دریا کا پانی طغیانی میں آیا اور صبح ہوتے ہوتے لشکر کا زیادہ حصہ پانی نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت۔ لوگوں کی زیادتی نے آدمیوں کو باہر جانے سے روکا۔ دس بارہ ہزار آدمی اور بادشاہ اور بادشاہزادوں و امراء کے کارخانجات و اسپ و گاو و شتر بیشمار و خیمہ و اسباب بے حساب پانی میں ڈوب گئے۔ بہت سی عمارتیں خراب ہوئیں بعض عمارتیں ایسی بہہ گئیں کہ انکا نشان بھی باقی نہیں رہا۔ تیزی سیل سے اکثر درخت بیخ و بن سے اکھڑ گئے۔ روئے دریا پر انسان و حیوان چھپروں پر سوار رواں دواں بیچارہ وار محو سرگردان چلے آتے تھے۔ اضداد متفق ہوگئی تھیں کہ گربہ و موش و سگ و خرگوش یار و دوست کے نگران چلے جاتے تھے۔ اور اپنی جانوں سے لرزاں دم نہیں مارتے تھے۔ جو صاحب دستگاہ تھے وہ کشتی پر سوار افتاں و خیزاں سلامتی کے کنارہ پر آئے اور غریب چھتوں پر چڑھے۔ انکی جان و مال کو مردہ شوؤں نے لیجا کر دریا برد کیا۔ بادشاہ اور شاہزادہ کام بخش کے خیمے پشتہ کوہ پر تھے جسکا ارتفاع تیس چالیس گز کا تھا۔ خیموں کے اندر پانی اسے چار گز نیچے تھا۔ بہت سی سواریاں تیار رہتی تھیں بادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی میں ڈالتا کہ پانی کم ہو۔ تیسری شب کو پانی کم ہوا اور خلائق نے زندان [illegible] من جدید

رہائی کی قید لوہے کی قید سے سخت ہوتی ہے) رہائی پائی۔

خانجہان بہادر ظفر جنگ کے آزار مین شدت ہوئی۔ جب بادشاہ شولاپور سے بنگالہ کو جا تا تھا تو ۱۶ جمادی الاولی کو اسکے گھر گیا۔ تو خان جہان بادشاہ کے روبرو زار زار رو یا کیا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ مین جان نثار ہون اور حضرت کے کام مین آؤن۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تمام بندگی واخلاص مین جان نثاری ابھی تک اسکی آرزو باقی ہے۔ ۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اس امیر عالیشان کی محفل شان عالی رکھتی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوا رجواب آتا تھا اکثر اسکی مجلس مین نظم و نثر و شمشیر و جواہر و اسپ و فیل و ادویہ شاہی کا ذکر رہتا تھا۔

۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کامبخش صوبہ برار کے انتظام سے خوش دل ہوا۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ قلعہ جنجی پر لشکر شاہی نے تسلط و استیلا پایا اور دشمنون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ اور راجہ رام یہان کا راجہ محصور ہوکر ایسا خوف مین آیا کہ عیال اطفال و اموال و اثقال کو قلعہ مین چھوڑ سنتا پاس چلا گیا۔ ۷ شعبان کو یہ قلعہ جنجی جسمین سات قلعے ہین قہراً و جبراً مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ مین آیا اور چار رانیان اور تین بیٹے اور دو بیٹیان راجہ رام کی اور اسکے متعلقون و یارون اور یاورون کی مقید ہوئین۔ اور سو قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہی انکے ہاتھ آگئے۔ بنادر فرنگ ممالک محروسہ کے ضمیمہ ہے۔ زمیندار جو پر شور و تسلط تھے انہون نے اطاعت کی و پیشکش دی یہ سارے کام جملۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صلہ دیا گیا۔ قلعہ مفتوحہ کا نام نصرت گڈھ رکھا گیا۔ خیریت خان کو باری اور باپو قلعہ اسیر کا بندوبست سپرد تھا وہ ۴۳ سنہ جلوس مین مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبدالرزاق خان کی عرضداشت کے بموجب سیدی خیریت خان کا اموال سیدی یاقوت کو سپرد ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہے وہ ادا کر دے۔ اس نے ستاوینہ سیدی یاقوت نے خیریت خان کے تمام متروکہ نقد و جنس کو ضبط کیا اور اسکے زن

اور خرد سال فرزندوں کو انکی تعلقہ میں قلعہ جزیرہ میں بھیج گیا اور روزینہ بقدر کفاف ضروری دستور
محبوسان مقرر کر دیا۔ اس سال میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان کے گھر میں بہت سی
عورتیں رات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے گئیں زن خیریت خان کی
اشارہ سے ایک جوان امرد نمانے سلیمن کو کنکی عورتوں کا لباس پہنا اور ایک جمدھر
گرز چوبی گھگرہ و ساڑھی کے نیچے پنہان کیا اور عورتوں کے ہجوم میں گھر میں چلا گیا
اور بیجا ضرور میں جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی رات کو
تیسرے پہر کمر کھول کر جائے ضرور میں جایا کرتا تھا۔ جب اس رات کو جائے ضرور میں جانے
لگا تو ایک لونڈی چراغ کو لئے ہوئے آگے جاتی تھی۔ جوں ہی اسنے قدم اندر رکھا۔ تو
اس شخص کو اسنے دیکھا بے اختیار فریاد کی چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اس آدمی نے حبشی کے سر پر
گرز چوبی سنگین مارا اور جمدھر مارنا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجودیکہ اس کی ازار
کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حریف کا ہاتھ مع جمدھر پکڑ لیا اور اسکو
زمین پر دے پٹکا محل میں غل شور ہوا۔ حبشی لونڈیاں لکڑیاں اور مشعل لیکر آئیں۔ اس شخص کو مارنا
چاہتی تھیں لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیکر اصل حال دریافت
کر لیا کہ خیریت خان کی زن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو مدت
تک محبوس رکھا مگر کوئی گزند جانی نہیں پہنچایا اور اسکا روزینہ بڑھا دیا۔

سوانح سال چہل و دوم سنہ ۱۱۰۹

خواجہ یاقوت محمد کام بخش کا ناظر و اتالیق تھا۔ راست اعتقادی اور دولتخواہی کے
سبب شہزادہ سے کبھی حرف درشت و درست کہدیتا بعض بار ربا ہائے باش شاہزادہ کی خدمت
میں رہتے تھے۔ یہ باتیں تیر کی طرح اسکے دل میں چبھتی تھیں ناراستوں نے باطل دوستی سے چاہا
کہ اپنے تیر پہلو نشین کو اسکے سینہ اخلاص خزینہ میں بٹھائیں۔ ۱۸ جمادی الآخرہ کو رات کے
وقت محرم خان و لنگخانہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثناء راہ میں کسی بد اندیش نے اس کے
تیر لگایا اسکی حیات باقی تھی کہ اسنے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ سینہ و شکم تک تیر نے اثر نہیں کیا

جب پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُسنے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے پانچ عمدہ سرداروں کے گرفتار ہونے کا پادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہوگئے مگر پادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو پادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے نکال دے۔ پادشاہزادے نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سو اشرفی خرچ دیا۔ ہزار پان دے کر رخصت کیا اور اسکے جانے سے دل گیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ پادشاہ نے شہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لیکر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود آئے اور کوکہ کو دیوان خاص میں چھوڑے۔ شاہزادہ نے کہا کہ میں اور وہ دونوں ساتھ مجرا کرینگے اور اپنا بالابند کھول کر اسکی اور اپنی کمر میں باندھ لیا۔ ان ادا ہائے ناخوش کے سبب سے پادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بیٹھیں۔

حمیدالدین خان کو حکم ہوا کہ اس حبشی کو پادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ جدا کرنے کو آیا تو شاہزادہ نے حمیدالدین خان کو کٹار لگا کے زخمی کیا۔ لوگوں نے کوکہ کو خوب مار پیٹا مگر پادشاہزادہ سے کوئی نہ بولا۔ اس حال کو سنکر پادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگا کے اس میں شاہزادہ کو تادیب کے لئے رکھیں اور کوکہ کو زندان خانہ میں بھجوائیں اور پادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا۔ اور اموال و اسباب اثاثہ و کوکبہ دولت سب ضبط کیا۔

سنتاجی گھورپڑے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنتاجی کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور سے چار پانچ منزل پر مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھورپڑے بیس پچیس ہزار سواروں کے ساتھ آٹھ نو کوس پر آگیا ہے۔ سپہ سالار فیروز سنتا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے آگاہ تھا۔ بہ تقاضائے وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہوں۔ میر منزل کو اور آدمیوں کے ساتھ راہ صاف کرنے کے لئے اور پیش خانہ لیجانے کے لئے تعین کیا اور خود سوار ہوکر بیجاپور کو راہ اختیار کی۔ جب وہ بیجاپور سے آٹھ نو کوس پر آیا تو جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سنتاجی اور دھناجی کے درمیان آپس میں فساد ہے۔ یہ دونو

سینا پت یعنی مرہٹون کے سپہ سالار تھی دھنا جادو۔ مرہٹون نے عمدہ قدیمی سردارون مین تھا
اور بہ نسبت اور سردارون اور سنتا جی کے امرا بادشاہی سے سلوک وسلامت کا طریقہ
مرعی رکھتا تھا سنتا اسپر تفوق چاہتا تھا اسلئے دونون کے دلون مین غبار تھا اور ایک دوسرے
کے استیصال مین کوشش کرتا تھا۔ راجہ رام کو دھنا جی جنجی لئے جاتا تھا منازعت قدیم کے
سبب مقابلہ ہوا۔ سنتا غالب ہوا امرت راؤ برادر ناگوجی کو جو دھنا کا رفیق و یاور تھا زندہ گرفتار
کرکے ہاتھی کے پانون کے نیچے ڈلوا دیا اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچا کر نکل گیا دوسرے
روز سنتا راجہ کے روبرو دست بستہ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ مین وہی حضور کا غلام ہون۔ یہ
گستاخی اس سبب سے ہوئی کہ آپ چاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رقیب بنائین اور اسکی اعانت سے
جنجی جائین۔ اب آپ جس خدمت کو کہتے ہین حاضر ہون۔ راجہ کو خلاص کرکے جنجی مین پہنچا دیا۔
ذوالفقار خان کے مقابلہ مین اور محمد کام بخش کے بہکانے مین اور تسخیر قلعہ کی مقدمات کی برہمزنی
مین اور اسمعیل مکھا کے دستگیر کرنے مین شریک غالب تھا جبتک قلعہ جنجی فتح ہوا۔ وہ راجہ رام کے
ساتھ قلعہ سے باہر ستارا کی جانب دھنا کی مخاصمت کے سبب سے گیا۔ دھنا یہان تھا۔ مرہٹون
کے اکثر امرا اس سے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھنا جی جادو سے سنتا جی کے واسطے نامہ و پیغام
بھیجتے تھے۔ ہنونت راے ایک بڑا نامی سردار تھا دھنا جادو کے اشارہ سے اسنے سنتا کے
عمدہ نوکرون سے سازش کی اور دھنا جادو کی فوج لیکر اسنے سنتا جی کی بھیر کو جا لوٹا اور سنتا
کے لشکر کے بڑے نامی راوت اس سے جدا ہوکر ہنونت راؤ سے پیوستہ ہوئے۔ اور ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی سنتا بے پر و بال ہوکر پہاڑون مین گیا۔ اس خبر کے سننے سے فیروز جنگ کے
لشکر مین بڑی خوشی ہوئی۔ اور اسی زمانہ مین اورنگ زیب کا فرمان دستخط خاص کا لکھا ہوا آیا
کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین نفاق ہی یقین ہے کہ سنتا جلد اپنے جزای کردار کو
پہنچے گا۔ تم جلد جاکر ایسی کوشش کرو کہ اسکے استیصال کی فتح تمہارے ہی نام ہو۔ اس حکم کے
پہنچتے ہی سپہ سالار سنتا کے تعاقب مین مصروف ہوا۔ ایک طرف سے بادشاہی فوج اور دوسری طرف
سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اس سے جدا ہو گئی۔

اسی حال مین ناگوجی مانے دیس مکھ مسور جو مرہٹہ سردارون مین تھا اور بادشاہ کے ملازمون
مین کچھ مدت تک داخل ہو چکا تھا مگر پھر اپنے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین مین وطن
رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤن تلے سنتا نے مسلوا چکا تھا۔ عداوت جانی اس سے رکھتا تھا
اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیون کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب مین گیا اور وہان
پہنچا جہان سنتا کوفتہ و ماندہ بے پر و بال ایک نالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پاکر اسکو
قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توبرہ مین ڈال گھوڑے کے پیچھے باندھا اور اسکو لیکر اپنی بیوی
پاس بادھنا جادو پاس چلا۔ رستے مین اندر توبرہ گر پڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سوارون
اور ہرکارون نے اسکے سر کو پہچانا اسکو لطف اللہ خان پاس کہ ہراول تھا لے آئے۔ اور
لطف اللہ خان سر کو فیروز جنگ پاس لایا۔ اسپر بڑی مبارک سلامت ہوئی شادیانے
بجے تشہیر کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھکر شکر
الٰہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس
کی لشکر مین اور بعض بلاد دکن مین تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سیوم سنہ ۱۱۱۱

بادشاہ کا خود قلعون کی فتح کے لیے جانا۔

جب بادشاہ نے پیہم سنا کہ مرہٹون کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت
شوخی کرتے ہین تو اس کے دل مین آیا کہ انکے قلعون کی تسخیر کے لیے جہاد کیجیے جو مرہٹون کے
مسکن و ماویٰ ہین اور اسطرح انکا استیصال کیجیے۔ بادشاہ اسلام پوری مین چار
سال سے چھاونی ڈالے ہوئے تھا۔ امرا نے اپنے بڑے بڑے مکان بنا لیے تھے۔
ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعچہ سنگ و گچ بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے
حکم دیا کہ ایک خام قلعہ جسکا دور ڈھائی کروہ کا پیمایش ہو بنایا جائے۔ یہ ایک سال کا
کام پندرہ روز کے اندر کارپردازون نے بنا دیا۔ زینت النسا بیگم اور والدہ
بادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آرامگاہ مین بٹھایا اور جمدۃ الملک مدار المہام ..
اسد خان کو یہان کی حراست سپرد کی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ ----

کہ پادشاہ نے منادی کرائی کہ سب امرا و منصبدار و خلائق اپنی عیال و اطفال کو مع شمول
اسباب کے اس ہنگاہ مین رکھین اور بہت تاکید کی کہ کوئی شخص اپنی اہل و عیال کو ہمراہ نہ لے
مگر پادشاہ کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ۵ جمادی الاولی کو سفر
کیا اور ۲۰ روز مین مرتضی آباد عرف مرچ مین آیا شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانون سے طلب
کیا تھا وہ بھی اس منزل مین مل گیا مخبرون کے اخبار سے تحقیق ہوا کہ راجہ رام برار مین ناخت
و تاراج کر رہا ہے۔ اور یہ بھی معروض ہوا کہ زمیندار دیوگڈھ جو بسبب منافقت وطن
اور وارثون کے غلبہ سے پادشاہ پاس آکر مسلمان ہوا تھا اور بلند بخت اسکو خطاب ملا تھا
جب اسنے مدعی وطن کے مرنیکی خبر سنی تو وہ پادشاہ پاس سے بھاگ کر دیوگڈھ مین چلا گیا۔
اور پیشکش مقرری جو ہر سال دیتا تھا وہ نہین دیتا اور مفسدی کرتا ہے۔ اور ملک کی تاخت
و تاراج مین راجہ رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ اسکو
نگون بخت لکھا کرین اور پادشاہزادہ بیدار بخت کو حکم دیا کہ شائستہ فوج کے ساتھ
جا کر راجہ رام اور نگون بخت کی تنبیہ کرے۔ اور ہنگاہ اپنا مرتضی آباد مین چھوڑے۔ بطریق یلغار
مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے کہ اخگر فتنہ خاکستر کے نیچے شعلہ زن نہو
اور روح اللہ خان بخشی اور حمید الدین خان بہادر کو حکم دیا کہ وہ پرتاب گڈھ سے ستارہ گڈھ
تک کہین آبادی کا نشان نہ چھوڑین۔ مرتضی آباد سے جب پادشاہ نے پرگنہ کر کی نواحی مین
کوچ کیا۔ معروض ہوا کہ تھانہ پادشاہی یہان تھا جسکو دشمنون نے خراب کیا اور ایک مسجد
پہلے لوگون کی بنائی ہوئی ہے وہ بے چراغ ہے۔ پادشاہ دو کروہ مسافت طے کرکے اس مسجد
کو دیکھنے گیا۔ وہان دوگانہ شکر ادا کیا۔ یہان تھانہ آباد کیا۔ جو رعایا فراری تھی وہ یہان
امان اور انعام دینے مین آباد کی گئی۔ پادشاہ نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر
کی۔ یہان سے تھانہ سوادی مین پادشاہ گیا۔ یہان سے تین کروہ پر ایک مضبوط قلعہ بسنت
تھا وہ غنیم کے تصرف مین تھا اور متانت مین مشہور تھا۔ تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا
کہ وہ اس پہاڑ پر جا کر دشمنون کو نکال دے۔ خان نے دو روز مین توپخانہ کو قلعہ کی نواح

پہنچایا۔ آتش بار توپین لگا کے دشمن سوزی شروع کی۔ قلعہ نشینون نے بھی گروہ گیری توپون کا چھوڑنا اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کرکے حکم دیا کہ ایسی کشتنا پر جو قلعہ سے ایکگروہ پر تھا اور گولہ رس تھا خیمے لگائے جائین صبح کو حکم دیا کہ یورش کیلئے لشکر تیار ہو۔ محصورون نے بادشاہ کی یہ جرات دیکھی تو انہون نے اپنے عجز کا اظہار کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنیکو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب ہتیار لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ پتا بھی انکا نہ معلوم ہوا۔ مصالح و ذخیرہ قلعہ قدری غلہ اور اور اسباب بادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔ ۱۰ ربجمادی الآخر ۱۱ سنہ کو قلعہ سے طرح قبضہ مین آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔

بسنت گڈھ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اسنے ستارہ کو اسم بامسمی بنا دیا ہے۔ ۲۵ جمادی الآخر کو سنہ جلوس کو اپنے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پر بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا خیمہ استادہ ہوا اور امراء کے خیمے جابجا اطراف قلعہ مین تربیت الکی تجویز سے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکز وار گھیر لیا تھوڑے دنون مین اندک تردد سے قلعہ کے نیچے اور دمدمون کے اوپر توپین لگا دین۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے جو تیس گز بلند اور اسکے اوپر چھ گز سنگ چین ہی۔ وہ کوئی دیوار نہین کہ جسکے ارکان مین توپون سے تزلزل آئے۔ پھر اسپر اسباب استحکام سب جمع دیکھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ اور فزونی آب کہ عین گرمی کے موسم مین چشمے جاری تھے۔ اور کام کے آدمی نقد جان کو ہاتھ مین لئے ہوئے وہ مستعد مہیا تھے شب و روز بان و تفنگ و حقہ چادر و مشک اور سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی بیشمار افواج رسد کو لوٹتی تھی اور بیس کوس تک گھاس کو اس نے جلا دیا تھا جو جاندار کا مایۂ عیش ہی کئی بار وہ شوخی کرکے لشکر کے نزدیک آئی مگر انہون نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال گرانی ہو گئی۔ باوجود اس دشواری کے دیوار حصار کے تیرہ گز پر برج کے مقابل ایک دمدمہ تیار ہو گیا اسکے مصالح بن اتنے

درخت صرف ہوئے کہ تیس چالیس کوس تک درخت کا نام نہین رہا۔ پادشاہزادہ کی طرف سے
مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ نقب لگائین انہون نے دمدمہ کے قریب
چند روز مین ۱۲ گز سنگ خارا کو جسکا نام برج تھا۔ خالی کیا۔ پادشاہ کے حکم سے قوم ماولیہ کہ
قلعہ گیری مین ید طولی رکھتی ہے۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ
چھتیس ہزار روپیہ انکو دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب سیڑھی اور جال اور جرمین جا کے تیار
ہوئے۔ سچ ہے کہ طالب ہر در سے اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتا ہے کہ کسی در سے اس پر راہ
کھل جائے۔ کارکنون کی نظر مین یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تھا۔ تربیت خان نے
اسی دمدمہ کے نیچے جو چوبین بلند تھا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح مین ہزار کجاوے اور
ٹاٹ و کرباس کے تھیلے صرف ہوئے۔ کرباس کمیابی کے سبب روپیہ کا چار گز ملتا تھا۔
ہیمہ صحرا صرف ہوا۔ خانہ زینہ کر کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اسکے اوپر چوبی زینے
لگائے لیکن پیش رفت کار سوا اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر رکھ کے لایا تھا
اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہین نکال سکتے تھے اور بندوق نہین مار سکتے تھے اور دیوار
کے نیچے چھپ بیٹھے تھے۔ اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب سے یورش کا مقصد دیوار پر بہادر جنگی
نہین حاصل ہوتا تھا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور
روح اللہ خان اور مورچال روان کرین۔ پنجم شوال ۴۶ جلوس کو خان مذکور نے اپنی فکر
صائب سے ایک ماہ کے عرصہ مین یونہی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہین چاہتا
تھا کہ اسکے تردد کے مقابل مین کوئی دوسرا نام آور ہو۔ اسنے اپنی رای صائب اور سنگتراشون
کی مدد سے دلکر کوہ مین وطاق بقدر طول چودہ درعہ اور عرض دو درعہ خالی کئے۔ مردم کارزار دیدہ
کو وہان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت انسے جانفشانی ظہور مین آئے۔ جب اسکا
منصوبہ جو مرکوز خاطر تھا بیٹھ نہ گیا تو ایک تازہ تدبیر اسکے ذہن مین آئی کہ دونون
طاقون کو اسنے باروت سے پر کیا۔ جب اسکا یہ حسن تردد پادشاہ سے عرض ہوا تو
پادشاہ نے حکم دیا کہ سوار و پیادے توپخانہ و خاص چوکی و اوس افغان و گکھڑ اور

اور بقیہ سائر جماعہ عربی و کرناٹکی جو شب و روز حاضر رہتی ہین انکے علاوہ بخشی الملک
مخلص خان و حمید الدین خان بہادر چند ہزار سوار لیجا کر انتظار کرین کہ جب نقب اُڑائی
جائے اور جان فروش قلعہ مین داخل ہون تو وہ انکی کمک کرین۔ بخشی بقیہ سالنامہ کو
کوطاق کلان مین آگ دی اسکے اوپر کا پشتہ مع دیوار کے اُڑ کر قلعہ کے اندر گیا اور
اہل قلعہ کی ایک جماعت جل گئی اور اُڑ گئی۔ بادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور اس نے قدم
آگے رکھا پھر طاق دوم کی بارود مین آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کوہ جس پر یہ گمان تھا
کہ وہ قلعہ کے اندر پڑیگا۔ وہ بادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو مغاکون
اور بناؤن میں یورش کے منتظر تھے۔ یک بار گی مین پتھرون کے نیچے دب گئے۔ گنج شہیدان
کی طرح بے غسل و کفن دفن ایک دوسرے کے اوپر ہو گئے۔ اسمین دو ہزار کار آمدنی یکبار کام
آئے۔ اگرچہ آدمیون کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی۔ اس حشر مین سو آدمی دیوار
کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ آؤ یہان کوئی نہین ہے لیکن مورچال کے آدمیون نے
ترس و خوف سے اس راہ مین قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا۔ کام کیا نہ کیا برابر ہوا غنیمون نے
جب یہ دیکھا کہ کوئی شخص اس طرف سے نمودار نہین ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آ گئے جاسے گرم کو
گرم تر اور قائم تر کیا۔ اور بندوق زنی کی۔ آتش کو روشن کیا۔ دمدمہ بھی بھسم ہو گیا
تھا۔ رہکلے گر پڑے تھے اور کار پردازون نے کام سے ہاتھ اُٹھا لیا تھا۔ کون مقابلہ
مین آتا جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو بادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور
نوکرون کی سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردون کی لاشون کو ایک دوسرے پر فراہم کرو
اور سینون کو سپر بنا کے یورش کرو۔ مگر بادشاہ نے ایسی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا تو حکم
دیا کہ کمر کوہ مین خیمہ برپا ہو تا کہ وہ خود اور بادشاہزادہ اس جگہہ تشریف لیجائین
ارکان سلطنت بہت عجز و انکسار کے ساتھ اسکے مانع ہوئے اس روز بھی سواری ملتوی
تھی لیکن کام کے برہم ہو جانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اسکے بادشاہ نے
سپاہ کی استمالت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہر اس کو

کسواسطے تم اپنے دلون مین جگہ دیتے ہو ابھی غنیم نے کوئی دست برد تم پر نہین کی ہی جس جماعت کی اجل آگئی تھی اسنے شہادت کی سعادت پائی۔ جو اہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہی اور آخرت کی رستگاری کا سرمایہ۔ تمکو چاہیئے کہ جہاد پر کمر باندھو جب تک بدن مین جان ہی کوشش کرو۔ سرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سربازہ سپاہیون کو جو مصالح قلعہ گیری سے بہرہ مند خان بخشی کے آدمیون کو تربیت خان کی مدد کیلئے لیجاؤ اور سر نو مورچالون بنانے مین مشغول ہو۔ بہت سے بہادرون کو افسوس تھا کہ کار طلب سپاہیون کی جماعت صفت رائگان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند لاکھ روپیہ مع محنت و تردد پنج ماہ کے خاک کی برابر ہوا۔ اور پھر مآل کار معلوم نہین۔

جو آدمی دبے ہوئے تھے انمین سے بعض کے وارث وقت پر پہنچا اور مردون اور زخمیون کو نکال لائے باقی مرگئے۔ واقعہ غریب ہی کہ پیادے پہلیہ اپنے بھائیون اور فرزندون اور یارون کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور میر آتش سے بھی دل سوختگی رکھتے تھے انھون نے کہا کہ کوہ سنگ خاک سے مردون کا نکالنا مشکل ہی اور انکے دین مین مردون کا جلانا واجب ہی۔ انھون نے اسی شب کو مورچال کو جو سراپا چوب سے مرتب تھا بیخبر آگ لگا دی۔ یہ آگ دن رات جلتی ہی۔ اتنا پانی کہان تھا کہ اس صحرائے آتش کو بجھاتا کل ہنود اور بعض مسلمین جنکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے۔ دنیا بھی عجب آتشکدہ ہی کہ دوست و دشمن دونو فنا کی آگ مین جلتے ہین۔ اس سردار جلد کار نے نان کی امید مین اور جان کی بیم مین کشائش قلعہ مین بہت کوشش کی مگر العبد یدبر و اللہ یقدر۔

۲۵ رمضان ۱۱۱۱ھ کو مخبرون نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار مین تھا اپنے گھر جاتا تھا وہ مرگیا اور تین خردسال بیٹے اور دو بیویان چھوڑ گیا۔ وہم شوال کو بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی کہ پسر کلان جو پانچ سال کا تھا اسکو مرہٹون نے باپ کی جانشین کیا تھا۔ وہ چیچک سے مرگیا۔ راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی تھی کہ عقل و فراست مین اور سپاہ و سپاہ کی پرداخت مین اپنے شوہر کی حیات مین شہرت تام رکھتی تھی اور اسکے ایک بیٹا تھا

اسکو سرداروں نے راجہ رام کا قائم مقام کیا۔ رانی مذکور نے دشوار گذار پہاڑ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر شادیانے بجانے کا حکم دیا اور راجہ کے شر کے دفع ہونے کا شکر ادا کیا۔ امیروں نے بھی بادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الٰہی سے غافل تھے جب سنبھاجی قتل ہوا ہی تو بھی سمجھے تھے کہ دکن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہوکر خوشوقتیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹوں کی جڑ کٹ گئی اور طفل شیر خوارہ اور ایک بیدست و پا زن ہیں جنکا استیصال کیا بڑی بات ہی۔ یہ خبر نہیں کہ عاقل کہہ گئے ہیں۔ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ تارا بائی زوجہ راجہ رام جیسی شرط سرداری تھی تردد بجا لائی اور مرہٹوں کا بند و بست کیا اسکا ذکر سال بسال اپنے محل پر ہوگا۔

قلعہ پرلے قلعہ ستارہ سے سات کوس پر تھا۔ پرسرام اس قلعہ میں راجہ رام کی طرف سے اس ضلع کے بند و بست مالی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ دار کی صلاح بغیر اسنے ملازمت کی اس ضمن میں قلعہ دار پرلے نے بھی جان و مال کی امان کے قول کا پیغام بھیجا۔ اس حالت میں سو یہاں قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی دیوار اڑ گئی ہی اور ایک جماعت کثیر سوختہ ہو گئی ہی۔

پشتہ کوہ پر بادشاہزادہ کا سرکوب ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہا ہے فتح اللہ خان کے مورچال حصار کے اوپر پہنچ گئے ہیں وہ ایک پنجہ آہنین کی ضرب سے دروازہ کو اکھیڑنا چاہتا ہی۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر مشتہر ہو گئی ہی۔ قلعہ دار پرلے جو میلر دشمن وہ التجا کرنے میں اور اپنے کام کے پیش بجانے میں سبقت لے جاتا ہے اس سبب سے آل کار سے سراسیمہ ہو کر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بنا کے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان اور قلعہ دار پرلے کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کنجیاں حوالہ کرتا ہوں اور یہ تعہد کرتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پرلے کو بلا قول امان بندہاے بادشاہی کو تصرف میں لاتا ہوں اسکی التماس قبول ہوئی۔

سوار ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ کو قلعہ ستارہ کی کنجی حوالہ کر دی۔ تین ہزار عورت مرد بچوں کو

امن دیا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے۔ قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوبھان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے
بادشاہ پاس لائے اسنے اُسکے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دو ہزار سوار مع اسپ و
فیل و کٹار مرصع و علم و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد اسکو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارہ
بادشاہزادہ محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اسلئے اُسکا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔

کشاکش قلعہ ابتدا ۲۰ جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ سے لغایت ۱۳ ذی قعدہ ۱۱۱۲ھ میں یعنی
۷ ماہ ۱۸ روز میں ہوئی اس اثنا میں جو اور واقعات پیش آئے انہیں لکھتے ہیں۔

شاہزادہ محمد اکبر

شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسمیں عفو جرائم
کی درخواست تھی اور ایک مسند و قبچہ عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے فرستادوں
کے ہاتھ خلعت اور فرمان بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ جبتک تم ہماری سرحد پر نہ آؤگے
عفو جرائم نہیں ہوگا اور جب ملک بادشاہی میں داخل ہوگے تو تمہارے لئے فرمان صوبہ داری
بنگالہ کا صادر ہوگا۔

جنگ شاہزادہ معزالدین و بلوچ و قوم لیتی

ملتان کے اخبار نویسوں کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنکے دس
بارہ ہزار سوار فراہم ہوگئے تھے اور قوم لیتی (لیٹی) یہ دونو حد سے زیادہ فساد کررہے
ہیں۔ شاہزادہ معزالدین سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ تکا ہوا حفیظ اللہ خان پسر خرد
جملۃ الملک مرحوم نے جو صوبہ ٹھٹھہ کا ناظم تھا اور اس ضلع میں مسلط کلی رکھتا تھا۔
شاہزادہ کی مدد کی لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا۔
اور لطف علی خان و راجہ سورج مل و بہادر خان اور بندہائے بادشاہی کام آئے
تو شاہزادہ نے دشمنوں کے ایک ہزار آدمیوں کو مارا اور فتح حاصل کی۔ چہارم جمادی الآخر
کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ دریائے نربدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ رام
درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خان نے تردد نمایاں کئے۔ مخالف شکست
وبار لشکر شاہی کو دے کر فرار ہوئے بادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی
ہمرکابی کے لئے مامور کیا۔

سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر ستر سالہ بوندیلہ سرافراز ہوا۔ ۱۴ ذی قعدہ کو بادشاہ اس حصار مین گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان بہمنیہ کی بنائی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسپر سفیدی پھروائی اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

جب بادشاہ قلعہ اعظم تارا کی بست وکشاد سے فارغ ہوا اور قلعہ دار اور فوجدار وہان مقرر کیا۔ تو فتح پرلے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا اور جو ستارہ مین مصالح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پرلے کے نیچے آگیا۔ ۲۳ ذیقعدہ کو بادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ فتح اللہ خان میر مورچال مقرر ہوا۔ قلیچ خان بہادر اور مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چند کروہ کے فاصلہ پر مرکز وار گھیر لیا۔ اگر ستارا کہتا کہ مین قلعہ آسمان فرسا ہون تو پرلے نے کہا کہ مین اسکے جوشن پر تیغ کار فرما ہون اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہے تو پرلے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ محاصرین نے تھوڑے دنون مین محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلہ کی کمی وہ ہوئی کہ اسنے بادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر بادشاہ اس حال مین زرپاشی اور دلدہی سے دلاورون کا دل ہاتھ مین لاتا۔ قلعہ نشین کبھی کبھی بخیر بہار سے نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصور دل باختہ ہوکر الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم مین قلعہ مفتوح ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پاکے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدن پر سوا پُرانے کپڑون کے کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ مین جو مسجدین شاہان بیجاپور کی تعمیر کی ہوئی تھین اور ہندؤن نے انکو خراب کردیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نئی چیز بناتا تھا اسپر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتاب نورس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔ یہہ قلعہ بھی اسکا بنایا ہوا تھا اسلئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

آب بادشاہ نے قلعہ میں قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بند و بست ہو گیا
تو اُس نے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات بادشاہی
و امراء وغیرہ کے باربردار اصلا موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آب ہوا کی ناموافقت
سے شتر کا نام و نشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی آمد و رفت دریا و دشوار گذار کے
کے سبب اس ضلع میں متعذر تھی ارابہ باربرداری کے بیل جو پانچ مہینے کی برسات میں
زندہ رہے تھے انمیں سوا پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیون کا حال بھی
یہ تھا۔ سرکار بادشاہی اور امیرون کا اسباب اُن ہی ناتوان ہاتھیون پر جنکی پوست
و استخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور تہی جان بیلون پر اور مزدورون پر اور بلغور خانہ کے
فقیرون پر جو لدسکا لادا گیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعدار کے حوالہ
کیا گیا اور کچھ جلایا گیا۔ اکثر امراء نے بضاعت خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے۔ فیل گاو
جنیر انکی جانین گرانباری کرتی تھین۔ دھون میں گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو
خیر باد کہا۔ راہین بند ہو گئین۔ بڑی سختی سے دریائے کشنا کے کنارہ کہ پانچ کروہ پر تھا
تین منزلین کر کے آخر روز میں وہان پہنچے۔ اب عبور کا فکر ہوا تو سات شکستہ
کشتیون کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا۔ شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا
ہوا تھا۔ کثرت لشکر و قلت معبر پر نظر کرنے سے تقالے سے جان نکلتی تھی۔ جب اترنا شروع
ہوا تو باوجودیکہ بادشاہ نے گرز بردار مقرر کر دئیے تھے کہ زبردستون پر زبردست
تعدی نہ کر سکین اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک بادشاہزادہ اور باقی امیر گذرین۔ مگر
دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد و شمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو تین نفر کشتہ
و زخمی و غرق نہ ہوتے ہون بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے۔ انمین دس میں ایک
زندہ کنارہ پر پہنچتا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہو گئے
۔۔ ۲ صفر کو بھوسان گڈھ مین لشکر پہنچا۔ بادشاہ نے یہان ایک ماہ کے قیام کا حکم دیا
باران جو اب تک رفاقت میں تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریاؤں اور ہامون کا شور بھی

کم ہوا۔لشکر کو آرام ملا۔شاہزادہ اعظم کو خاندیس کو رخصت کیا کہ برہان پور مین لشکر
کے ساتھ آرام کرے لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آباد نواحی مین رخصت کیا
صوبجات کے نوابون کو فرمان گیا کہ تازہ لشکرون کو ہمارے پاس بھیجین۔شاہزادہ
بیدار بخت کو بلاکر قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی
فوج کو اسکے ساتھ کیا۔کچھ دنون بعد تربیت خان میر آتش کو اس طرف روانہ کیا۔
۲۷ ربیع الاول کو بادشاہ خواص پور مین آگیا۔یہان خلائق کو ایک گونہ آرام ملا
یہان غلہ وکاہ اور اکثر یا یحتاج کی ارزانی تھی۔مگر یہان ایک اور تازہ حادثہ
ناگہانی آسمانی مردم لشکر پر واقع ہوا۔جسکا مجمل حال یہ ہے کہ ایک نالہ آگے اس لشکر
پر چلتا تھا۔اس نالہ کے سب طرف خشک ریت تھی برسات ہو چکی تھی یہ ہنگام باران کا
گمان نہ تھا کہ وہ شدت سے برسیگا۔۲۸ ربیع الثانی کو جبال کوہستان و دشت مین
غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایکبارگی لشکر کی طرف آئی
اور آدمیون کی جان کا ہیرم ہوگا ایک جماعت بادہ عشرت مین مدہوش و خواب غفلت مین
ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گذر کر بساط خانہ کو مع خیمہ وفرش
کے زیر پا لپیٹا۔جو کوئی سراسیمہ ہوکر نجات کی فکر مین دست و پازنی کرکے اس شب
تاریک مین جسطرف نظر ڈالتا سوائے بے پایان موج آب کے کچھ نظر نہین آتا۔ایک عالم سر پا
برہنہ جان بچانے کے واسطے استغفار پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔اکثر نے اس بحر
بے پایان مین جان باد فنا مین دی جسوقت یہ قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔
بادشاہ جائے ضرور مین تھا وہ یہ سمجھکر کہ دشمن کے ناگہان آجانے سے یہ ہنگامہ رستخیز
ہو رہا ہے۔عالم اضطراب مین اٹھا پاؤن پھسلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی
کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آئی۔آب سیلاب کی
نوبت دولتخانہ بادشاہ تک پہنچتی۔اپنے اور خدمہ محل کے لئے سواری طلب ہوئی
صبح ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔بہت سے عمدہ نامی آدمی ننگے سر و برہنہ تنگے

پاؤں اسباب کو برباد کرکے پڑے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ ضرر پامالی و کسالہ و نقصان خلق کو ہوئی وہ بیان نہیں ہوسکتی۔

بادشاہ سے معروض ہوا کہ ہنود قید میں طعام نہیں کھاتے۔ سا ہو بن سنبھا بجائے طعام کے شیرینی و میوہ و پکوان کھاتا ہے تو بادشاہ نے حمیدالدین خان کی معرفت اسکو کہلا بھیجا کہ تم قید میں نہیں ہو اپنے گھر میں بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔

ملبارس خان حاکم کاشغر فوت ہوا ملک کے بند و بست میں خلل پڑا۔ ارسلان خان ہمشیرہ شاہ خان ابن عم خان متوفی پادشاہ کی بندگی سے سرافراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔ وطن میں جاکر اپنے ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ معظم کی تعیناتیوں میں تھا۔ اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔

۱۶ رجب ۱۱۱۲ کو بادشاہ بتقریب آباد مرج کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو وہاں پہنچ گیا۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲

قصبہ مرج میں توقف ہوا سیوم شوال کو قلعہ پرنالہ اور اسکے پاس کے قلعہ لون گڈھ کی فتح کے لیے علم اٹھایا۔ دہم ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو پادشاہ آیا اور دریا کے کنارہ قلعہ کے نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنائی۔ دیوان حافظ میں فال میں یہ شعر نکلا۔



دلے کہ غیب نمائست جام جم دارد ہر خاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیوا جی نے یہ قلعہ حکام عادل خانیہ سے لیا تھا۔ پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اسکو سنبھا جی نے لے لیا۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف جو پھر رہی ہیں انکا سرتن سے جدا کرے۔ دونو قلعوں کا دور سات کروہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔ تربیت خان کے اہتمام سے مورچال کی پیش روی ہوئی اور توپیں دشمنوں کے جلانے کے لیے گرم ہوئیں تھوڑے دنوں میں قلعہ کی پانچ برج نصف سے زیادہ گر پڑی اور سیدرا جلد کار خار زار زمین کی تنگ افتی میں اور کوہسار میں کوچے بنانے میں کارنامے ہر روز کا

فتح پرنالہ [illegible]

[illegible]

لاتا تھا۔ کہتے ہین جریب بیر زمین مجوف کرکے راہ بنائی کہ جسمین بہت مسلح آدمی متصل مستوی القامت
چلے جاتے تھے اور کہین کہین قدمون کے فاصلہ پر نشیمن بنائے۔ کہ بیس آدمی کام کرنیوالے اس مین بیٹھ
سکیں۔ اوپر [illegible] نے جسمین ہوا آئے اور آفتاب کی روشنی چمکے مرتب کئے۔ ان مکانون
مین توپچیانہ کے آدمیون کو بٹھایا کہ بندوقین بانکر کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کوچہ کو
اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضرت پہنچتا ہے۔ اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ بارہا درون کی جا
اسکے اندر پہونچی دیتی اور کوئی آسیب حقہ و متوالیہ غنیم کا انکو نہین پہنچتا تھا۔ آخر کار اس کوچہ
کو زیر فصیل دیوار مین لے گیا لیکن اس سبب سے کہ پیش رفت کار مین توقف طاری ہوا۔ برسات کا
موسم آگیا اور شدت بارش اور سیلابون کی طغیانی سے اس مین کچھ خلل پڑا اس اثناء
مین فتح اللہ خان جو اورنگ آباد مین اپنے ہمراہیون کی شکست کی خبر کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہ
حضور مین آن کر مامور ہوا کہ لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منعم خان کی ہمدستی کے ساتھ ہوکر بحال
بالاستقلال روان کرے اس فرمان پذیر نے ایک ماہ مین زمین سنگ آگین مین خاک سے
زیادہ سہل تر کاٹ کر کوچہ پائے دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی محصورین دونوں حصار سے
آتش افروزی کرتے تھے۔ انہون نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ
انکی بیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک مین ملانا چاہتا ہے۔ محمد مراد خان
اپنے ہمراہیون سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کام بخش لوہان کے برج و
بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرے نے فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے۔ پادشاہ عالمگیر
ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے عزم جزم مین خلل نہین پڑتا
اور یہ لشکر ایسا ہے کہ جبتک اپنا کام نہ کریگا پائے کار سے نہین اٹھیگا۔ ان باتون پر
لحاظ کرکے محصورین نے ڈر کر اپنا حصر عجز مین دیکھا اور تربیت خان کے وساطت سے زنہار جوئی
کے لئے پادشاہزادون کے امان خانون مین دوڑے۔ ان دونو نے پادشاہ سے ان کی
شفاعت چاہی۔ پادشاہ نے اسکو قبول کیا۔ ٹرنبک حارس کو جان و مال کی امان دی
غرہ محرم سنہ ۱۱۱۳ کو پرنالہ اور پون گڈھ ممالک محروسہ مین آئے۔ پادشاہ نے پرنالہ کا نام

نبی شاہ درگ رکھا۔ اسمعیل مکھا یہان کا فوجدار مقرر کیا۔

بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سے گھاٹون کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہان مفسد
آمادہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اُس سے آرام ملے گا اور قلاع داروں گڈھ و نامگیر و چندن
وندن دشمنون کے ہاتھ سے مخلص ہونگے اس ثواب کی نیت سے دوم محرم سنہ ۱۱۱۳ کو بادشاہ نے کوچ
کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئے مامور کیا۔ اُسنے جاکر چارون قلعون کے کوہ نشینون
کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا طعمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لائے
وارون گڈھ کے قلعہ نشینون نے بازوی دست کوب کا یہ زور دیکھ کر اور انکے پیچھے بادشاہ کے
لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسوین ماہ مذکور کو قلعہ خالی کردیا۔ اور چور
بھاگ گئے۔ اس مناسبت سے کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہے بادشاہ نے اس قلعہ کا نام
صادق گڈھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کو کہ گھاٹون سے آدھ کوس پر ہے چھاؤنی کے لئے بادشاہ
نے فرمایا اور یہان خان بہادر کے ساتھ لشکر گران کو بہرہ ورکی بخشی الملک بہرہ مند خان
نامگیر و چندن و وندن کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ دس بارہ روز مین قلعہ دار نامگیر نے اپنی
جان پر رحم کرکے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آورون کے اتفاق کے
سبب سے نامگیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اہل حصار نے امان
مانگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ وندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھوین جمادی الاولی کو یہ چوتھا قلعہ
بھی بادشاہی قبضہ مین آگیا۔ ان دونون قلعون کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔ جس
قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لڑکون کا کھیل نہین تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر دربستہ کے
لئے ایک کشائش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسایش اور ہر مہم کے لئے ایک تقدیر و ہر امر کے لئے
ایک تدبیر ہوتی ہے۔ سو عالمگیر جس مکان مین عقدہ لاینحل ہوتا اسکو ناخن کے اشارہ سے
سے کھولتا۔ جس زمان مین طلسم لاینکشف نظر آتا ہے اسکے چہرۂ حقیقت کو اپنی آرا
رزین سے کھول دیتا ہے اگر قاصدان آمال کی راہ مین خیال اشکال سنگ راہ ہوتا ہے تو
اپنے حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر تراکم اشجار راہ مین آنے جانے والون کو

چار قلعہ صادق گڈھ و نامگیر و مفتاح و مفتوح —

قلعہ کھیلنا

روکے تو اسکو اپنے حکم کے تبر سے بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالتا ہے۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آئین تو
اُن کو ہموار کر دیتا ہے اگر حصول مقاصد کے لئے بعد مشرق و غرب حائل ہو تو اسکو طے کرا دیتا ہے
یہ بادشاہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۱۱۳ھ کو صادق گڈھ سے چلا۔ بارہ منزلین طے کر کے ملکاپور مین
خیمہ زن ہوا آگے راہین دشوار گذار تھین اسلئے سات روز یہان قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بھی شاہ درگ سے معاودت کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لئے ہوکری اور کوکاک اور
اسکی حدود کی سمت مین گیا تھا۔ کم مدت مین کئی قلعہ اسنے مرہٹون کے ہاتھ سے چھڑائے وہ بادشاہ
کے حکم سے بورگانون کی راہ سے بادشاہ سے اسی منزل مین آنکر ملا بے موسم مینھ برستا تھا۔
یہان چند روز قیام ہوا۔ فتح خان نے معبر کو صاف کر کے بادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ
مسافت جو بڑی دشوار تھی آسانی سے طے ہوئی۔ ۱۶ رجب کو بادشاہ دامن کوہ مین جو
اسکی فرودگاہ کے لئے کافی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہان سے کھیلنا ساڑھے تین کروہ تھا۔ کوہسار
کی راہ نہایت دشوار گذار تھی اور جنگل انبوہ خار دار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہین
جا سکتی تھی اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخین باہم بافتہ تھین کہ چیونٹی بھی انسے بدشواری
گذر سکتی تھی۔ اگر کوئی بٹیا بھی تھی تو اسپر پیادہ مشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ خان
مامور ہوا کہ ان عوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام و سعی
بیلدارون و سنگتراشون نے ایک ہفتہ مین وہ دستکاری دکھائی کہ اسے دیکھ کر عقل دنگ
رہ گئی اگر پہاڑ آیا تو روئی کے گالون کی طرح اڑا دیا اور نشیب و فراز سد راہ ہوا تو اسکو بساط
بنا دیا اگر بلند درخت رستے مین کھڑے ہوئے تو انکو خس و خاشاک کی طرح اڑا دیا غرض ایسا راستہ
ہموار بنا دیا کہ سو سوار برابر آسانی سے چلے جائین۔ کام مین ہر روز دشمنون سے لڑنا اور
انکے سرون کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا سیوم شعبان کو بادشاہ نے خان بہادر
کے ساتھ افواج کو بسرکردگی عمدۃ الملک مدار المہام اور بہ رفاقت حمید الدین خان بہادر و
منعم خان و اخلاص خان و راجہ جے سنگھ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان
بہادر و منعم خان اور چند یکہ سوارون کے ساتھ درہ مین داخل ہوا۔ قلعہ کا ایک پشتہ سرکوب تھا

جس کے اوپر خان بہادر توپون کو لگانا چاہتا تھا۔ مگر وہان مرہٹے ایک دیوار مستحکم برجون کی کھینچ کر
خود ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھنے لگے حمیدالدین خان بہادر کمین گاہ ضلع چپ کی
محافظت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا
اونچے درختون اور سنگہار کوہ کی پناہ مین بندوقین مارنے اور پتھر لڑکانے شروع کئے۔
فتح اللہ خان نے کوشش کر کے سینون کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹون کا سر اڑایا پشتہ کو
کشتون سے دو پشتہ کیا۔ شاہی آدمیون کی ایک جماعت کام مین آگئی آخر کار مرہٹون کو ایسا
تنگ کیا کہ وہ فرار ہوئے۔ گریوون سے گر کر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب
بھاگین سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے خبر اثر اندازون کو دشمنون کے جلانے
کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اسطرف بھی آگ نے راہ گریز بند کی۔ ناچار جنگل مین
بھاگے۔ درخت و بوٹہ مین پنہان ہوگئے اس اثنا مین کہ افواج شاہی پہنچین اور انہون نے
زندون کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمر مین پتھرون کو باندھ کر بن کے غارون مین پھینک
دیا۔ یہ فتح نمایان ہوئی اور پشتہ مذکور پر ثبات قدم ہوا۔ بادشاہ نے یہان اپنے
خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے مین رت جگا رہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ مین آیا
جہان سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہان توپون کو لگا کر خانہ نشینون کے
گھرون اور عمارتون کو جلانا شروع کیا۔ کوچہ سقف (کوچہ سلامت) بنانا شروع کیا۔
دار کھڑی کر کے اسپر مخالفون کے سرون کو بجائے تاک کے خوشون کے لٹکایا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو
بادشاہ اسکا رنامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالون کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور لشکر
کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لئے اپنی منزلگاہ سے اوٹھ کر اس میدان مین خیمہ لگایا کہ قلعہ
سے آدھ کوس تھا

سوانح چہل و شش سنہ ۱۱۱۳

بادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف میں شاہ درگ مین
منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کستل انبہ کے دمدمہ پر بیٹھا۔ محمد امین خان نے کوکن دروازہ کا

انسداد کیا۔ خان بہادر نے توپخانہ لیکر بڑی مردمی ہمت سے کوچہ سر غار حائل قلعہ کی ریونی تک لے گیا اہل حصار نے رات دن میں توپ تفنگ کے چلانے سے لمحہ بھر کا توقف نہین کیا کوچہ سلامت مین ہر نوع کے آدمیون کو جو کام کرتے تھے جان سے مارتے تھے۔ مگر بہادر اپنا کام بناتے تھے غنیم نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریونی پر مدافعت کے لئے بیٹھا جب اسنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار ہونا چاہتا ہے تو اسکے ہوش اڑ گئے زینے جو غار میں سے نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک لگائے تھے اُنکو دشمنون نے خراب کیا۔ بہادر دو لیے کچا ہون کے زینے ترتیب دیئے اور اُن دھابون کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سنئے کہ وہ کوکنی دروازہ کے انسداد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو بے سپر کر کے کھیلنا کے پائے کار مین ایک پشتہ محاذی دروازہ کے مشرق ریونی تھا اسپر پہنچا۔ مخالفون نے اس پشتہ کے اوپر سنگین دیوارین بنائی تھین اور نیچے اسکے گہری خندق کو حائل کیا تھا ایک مدت تک صعوبت کی سبب پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ۱۵ شوال کو کوشش و کشش کر کے کشتون کے پشتے لگائے اور قلعہ نشینون کی راہ اس دروازہ سے بند کر دی محمد امین خان کو بسبب عرض مرض کے بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا اور کوکنی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت و راجہ جیسنگہ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے یاقوت خان متصدی و نندا راجپوری نے ان پاس بھیجے آنہون نے مورچال لگا کے برج و بارہ پر توپین چلانی شروع کین فتح اللہ خان نے دھابہ بنا کر برج تک انکو پہنچایا اور سیڑھی کی تدبیرین کین لیکن ع۔ سیزہ بر سنگ نہ روید چہ کنہ یاران را۔ ہر چند شیر دہان اور کڑک بجلی توپون نے گولے چلائے مگر سوا اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ اُڑ گئے۔ غنیم نے گولہ اندازی سے ذرا ہاتھ نہین کھینچا۔ وہ راتون مین کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مورچال پر حملہ آور ہوا خان بہادر بذاتہ اسکی مدافعہ مین مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے مین وہ خود مزدورون کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ چار طسوج۔

عریش پر وہ لگا تختہ شکستہ ہوکر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پہ لگا اور اُسکے ساق
پائین مین بھی ایک ٹکڑا لگا۔ پاؤن اسکا اُکھڑا اور وہ کجاوہ سمیت جو اسکے ہاتھ مین تھا
ایک غار مین گرا۔ جان باقی تھی۔ کہ اس غار مین کچھ تھوڑی دور جا کر کجاوہ جو اسکے ہاتھ
مین تھا ایک درخت کی شاخ مین اٹک گیا اور اسمین خان بہادر لٹک گیا۔ لوگون نے
اسکو اس بلائے ناگہانی سے نکالا اسکے سر و کمر اور تمام اعضا پر اس قدر سنگ کے
صدمات پہنچے تھے کہ ایک ماہ تک صاحب فراش رہا۔ پھر اچھا ہوگیا وہ زبان دراز بڑا تھا۔ بادشاہ
کی مرضی کے خلاف اُسنے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے
خواجہ سرا کی معرفت کی اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ بادشاہ کا ہمعصر تھا۔
اُسنے جواب مین خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرو کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی
نوبت جب اسی نوی برس پر پہنچتی ہے تو اسکی عقل مین خلل آجاتا ہے اور اسکے حواس خمسہ
بحال نہین رہتے۔ مین تو سما ہی ہون عقل سے کوسون دور پیدا ہوا ہون۔
جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستون نے اس جواب ناصواب کے ہمرائیون کو بتلایا اُسنے
بادشاہ سے عذر کیا۔ خان بہادر اس فکر مین تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے
مگر یہ فکر اسکا غلط تھا۔ ۸ ذی الحجہ کو شاہزادہ نے ریوڑی قلعہ کو لے لیا۔ راجہ جے سنگھ نے
بھی اس مین بڑا کام کیا۔ غنیم کو بڑی شکست فاحش ہوئی۔ اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا شاہزادہ
نے حکم دیا کہ توپون کو آگے لیجائین۔ اور دیوار قلعہ کو گرائین۔ پرسرام نے جب دیکھا کہ
افواج شاہی اس طرح خانہ براندازی پر مستعد ہے۔ تو اُسنے برہمنون کو وکلا کر
پادشاہزادہ پاس بھیجا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کرین۔ بوساطت
بخشی الملک روح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری مین چند روز لگے۔
مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ پرسرام مع محصورون کے قلعہ سے جان سلامت لیجائے۔
۱۶ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پہ قائم ہوگئے اسکی تاریخ فتح (فتح شد قلعہ کھیلنا)
ہوئی۔ پادشاہ نے اس قلعہ کا نام سخّر لنا رکھا۔

اس سرزمین کی بھی عجب کوہ وزمین ہین کہ سبزہ گل کے سوا ہی کہین زمین نہین دکھائی
دیتی۔ اس بستان اہین کوئی درخت نہین۔ جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو۔ کوئی پھول نہین کہ جسکی بو دماغ
کو فیض نہ پہنچاتی ہو۔ ہر دانہ اسکا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامنگیر ہی۔ ۲۵ شہر
مذکور کو بادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا۔ ضابطہ خان کو یہان حاکم مقرر کیا۔ اندر کی
عمارتین اس قلعہ کی دلچسپ نہین ہین۔ یہ قلعہ سرحدی ہے اور ملک اعظم بالا گھاٹ و پائین
گھاٹ کو کن اسکی تسخیر کے سبب سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا دوسرے روز بادشاہ نے
شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا۔ ہوکری اور رائے باغ مین چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا
اور امراء کو جو اس مہم مین شریک تھے بڑے بڑے انعام دئیے۔

بادشاہ پنجم محرم سنہ ۱۱۱۱ کو کھیلنا سے بہادر گڈھ کے ناحیہ کی طرف چلا۔ کثرت
بارش سے یہ حال ہوا کہ شتر کا نام نہین ہاں گاؤ و گجرات رفت خر بہ خراسان شتافت
فیل مدہوش سے مستی سے بیہوش ہوا۔ لشکر کا بار گران لیکر چلا۔ کہار اتنے لگے کہ گدھے کی
طرح کیچڑ مین پھنسا۔ غرض سارے احمال و اثقال مرد و زن کے سر کے بوجھ بنے۔

شعر۔

اینکہ تو گوئی کہ ہمہ مردم اند بیشتر گاؤ و خرے بے دم اند

دولتمند جو بہشت آسایش مین آسودہ رہتے ہین۔ کسی کسی طرح زیر کیل اول اقامت
گاہ مین پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب سے متوقف ہوئے۔ حکم
ہوا کہ حارس کھیلنا کو یہ کارخانے سپرد ہون۔ سات روز بعد کوچ کا نقارہ بجا۔ اس
منزل مین ایک نالہ تھا اسنے بادشاہ کی سواری کو تو راہ دی لیکن خلائق کے
کھانے کے لیئے منہ کھولا۔ کوئی غرق فنا ہوا۔ کوئی اپنی قسمت کے زور سے نکل آیا
جب دوسری منزل مین کوس نمزدہ نے آوازہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا۔ یہ نالہ
بھی عجیب غدار تند و بیدار تھا کہ عیش خانہ بادشاہی کو اور عیش خانہ داروں کو
اول جیسکے بلایا پھر بطریق سیر ابہہ روی سے اس طرح اسباب رو ہی کو دوڑایا کہ

بادشاہ کا سفر کھیلنا سے بہادر گڈھ کی طرف +

سے صحرا اور ماندگی میں بٹھایا۔ اصحاب الشیل نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اُس سے مستخلص کیا۔ افسوس
کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ آخر ایک کروہ کے تفاوت سے پادشاہ بائیں طرف چل کر ملکاپور میں آیا۔ اس
منزل میں ناہمواری کرکے سد راہ ہوا اور ہر کسی کا نالہ اُس نے نہ سنا اور شب بازو پاؤں دراز کرکے
سویا۔ اس شور محشر میں روپیہ کا ایک سیر غلہ بکتا تھا۔ کاہ وہیمہ نام کو نہ تھی۔ بارش کا تیر باران
بے نوایوں کے بدن اور جان پر کارگر تھا۔ باد صرصر کا طعن دل ستان قالب کو بھی کرتا تھا۔
خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا۔ ۱۹ صفر کو پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر نالہ سے گذرا
ایک کوس چلکر خیمہ لگایا۔ حجرۂ عدالت میں شخصی کو جگہ ملی۔ پادشاہزادوں اور دنیاداروں کو
اپنے گھر میں کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔ کئی روز بعد اس منزل میں آفتاب دکھائی دیا تو نیم جانوں
میں جان آئی۔ ۱۳ ربیع الاول تک لشکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ماہ سترہ روز میں طے کیا اور
قلعہ بنی شاہ درگ کے نیچے پہنچا۔ آسمان جو بدستور نکلنے لگا تو روزی طلبوں نے ہاتھ ہلائے اطراف
بار بردار دوڑے آگئے۔ انہوں نے خلایق خدا کا بوجھ سر و گردن پر اُٹھایا۔ پس ماندہ آدمی بھی
لنگڑاتے لنگڑاتے آگئے۔ ۱۵ شہر مذکور کو بیرگانو میں لشکر آیا۔ ایک ماہ بیس روز یہاں توقف ہوا۔
۳ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی طرف لشکر چلا اگرچہ ابر نے دامن میں پاؤں کھینچے تھے۔ دریائے کشنا
کی طغیانی کی خبر آئی تھی مگر شاہانہ عزم کے مقابلہ میں یہ موانع کچھ وقع نہیں رکھتے تھے۔ نو کروہ
مسافت کنار دریا تک ۱۴ کوچ و مقام میں طے ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ دریا کیا تھا
طوفان قیامت تھا۔ ہر موجہ اس کا بلا قامت لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ عبور ایسی
کشتیوں پر سے کشتی نہ کرد و زرخ فسردہ * یک تابوت و ہزار مردہ * اس حال
پُر اختلال میں دس روز میں آدھا لشکر دریا سے گذرا۔ پادشاہ کشتی میں سوار ہو کر دوسرے کنارہ
پر گیا۔ پادشاہی لشکر نے یہاں بیس روز توقف کیا۔ پھر بہادر گڈھ کی سواد میں پادشاہ
خیمہ زن ہوا۔ پادشاہ نے غازی الدین خان کے لشکر کا تزک دیکھا۔ اکثر توپخانہ کو ضبط کیا
اور حکم دیا کہ امرا اپنے سے زیادہ توپخانہ نہ رکھا کریں اور یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ مخلّہ کہ خان فیروز جنگ
کہ ہفت ہزاری است در خانہ خود نمودہ توپ گجنال و شترنال و گھوڑنال و ہمہ چیز آن قدر

بابد بل نہاد سوای انچہ کہ از سرکار پادشاہی با وتعین است داشت چراشما کہ مصفا عفاو
توابابید زرناضائع میکنید و بے مصرف صرف مینمائید ع انچہ درکار بود ساختنش خود
ساز نیست ع اند کے ماند و خواجہ غرہ ہنوز بیت

ہیچ کس نیست کہ در فکر دل خود باشد عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گذرد
۲ رجب سنہ ۴۶ جلوس کو لشکر نے قلعہ کندانہ کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ ۱۷ شعبان کو اس حصار
تک پہنچ آیا۔

سوانح چہل و ہفتم سنہ ۱۱۱۴

بنئی مین جب بادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمہ پست مین ہی اور عنایت اللہ خان
ناظم خالصہ و تن کا خیمہ مرتفع مقام مین ایستادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان مذکور نے محل اسکا
احاطہ بنا لیا۔ امیر الامراء کے خواجہ سرا بسنت نے خان سے کہا کہ اس مکان سے اوٹھ جاؤ یہان
نواب کا خیمہ لگیگا۔ خان نے جواب دیا کہ مین اپنے اُترنے کے لئے جب تک کوئی اور جگہ نہ تجویز
کرلون اصاحب توقف فرمائین۔ خواجہ سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خواہ مخواہ اوس
مکان میں اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیمے اُسکے خیمون کی جگہ آن لگے اخبار نویس دیوانی
کی فرد سے مقدمہ کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا
کہ امیر الامراء سے جا کہ کہو کہ اُسنے خوب نہین کیا اپنے خیمے پہلی جگہ پر یا کسی اور جگہ لگاوے
اور جسنے جہان پہلے خیمے لگائے تھے وہ وہان اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر بادشاہ کے
پاس سے ابلاغ حکم کے لئے امیر الامراء پاس گیا۔ امیر الامراء نے اس حکم کے قبول کرنے مین تامل کیا
تو خان بہادر اسکے پاس سے از راہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان
کی کہ بہتر ہوگا کہ تم امیر الامراء پاس چل کر کہو کہ مجھے خیمون کے لئے جگہ مل گئی ہے آپ کو تبدیل مکان
کی ضرورت نہین ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا کہ تم کو بادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامراء
پاس گئے تھے۔ مین بادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامراء پاس جا سکتا ہون۔ خان بہادر نے
یہ حال بادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامراء دیوان مین آیا تو اہتمام خان

بیعت حکم امیر الامراء قدر دانی و خانہ زاد نوازی۔

امیر الامرا

قول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامرا کو عنایت اللہ خان کے گھر معذرت کے لئے لے جائے خان کے گھر تک گئے آیا وہ حمام میں نہاتا تھا۔ جلد حمام سے نکل کر آیا امیر الامرا اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور ایک تقوز پارچہ خان مذکور کو دیا اور پھر کبھی ان دونوں یاری عمر اپنے دوسرے کا گلہ و شکوہ نہیں کیا۔ مدت تک صحبت و محبت رہی۔

قلعہ کندانہ کی فتح

ہم نے او یہ لکھا ہے کہ ۲ رشعبان کو قلعہ کندانہ کے نیچے رکاب شاہی پہنچ گیا۔ بادشاہ کے حکم سے تربیت خان اور اور بہادروں نے مورچال کے آگے لیجانے میں اور نقب کے کھودنے میں دمدمہ کے باندھنے میں کوشش کی دشمنوں نے بھی کوشش کی اور بہ نمایاں دست برد کین دوم ذی الحجہ کو یہ حصن و قلعوں کے ساتھ فتح ہو گیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا۔ اس لئے کہ جبتک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہیں لے سکتا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد میں بہت آدمی مارے گئے اور حضور کے کارفرما اور صاحب مدار تنگ ہوگئے قلعہ دار کو۔ وہیہ دیکر قلعہ خرید لیا۔ یوں قلعہ ہاتھ آیا اور بخشندہ بخش اسکا نام رکھا گیا۔

بادشاہ کا مقام پونہ کو کوچ

بعد اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا۔ لشکر یوں کے آرام کے لئے ایام برسات کا ایک مہینہ راہ پونا اور اسکے حوالی کے مقامات میں صرف کیا۔ یہ مقام سیواجی کا آباد کیا ہوا ہے اور یہیں حویلی کے اندر اسنے امیر الامرا شائستہ خان کو شب خون کر چشم زخم پہنچایا تھا یہاں محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا دس برس کی عمر میں وفات پائی تھی شیخ صلاح الدین کے مزار میں وہ مدفون ہوا تھا۔ اسلئے پونے کو محی آباد سے موسوم کیا۔

سفر کے مصائب

اس سال میں باوجود بروقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب رنگی کی آفت پہنچی اور زراعت گندم اور جنس بیع پر ہر چند روز بڑا اکہر پڑا گیہوں سرخ ہو گیا اور دکن کے دو تین صوبوں میں دس من کی جگہ ایک من غلہ پیدا ہوا۔ بہت سی چیزیں اور جنسیں برسات کی کثرت بارش سے پوشیدہ اور ضائع ہوگئیں سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہوگی اور

اچھی طرح زندگی بسر ہو گی اُسکی جگہہ گرانی ہوئی۔

اور جب بادشاہ نے قلعہ راجگڈھ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ سے سیواجی کی ترقی
کی ابتدا ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع مین کسالہ سفر اُٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی
اُسسے مقصود اس قلعہ کا اور دو تین قلعون کا فتح کرنا تھا۔ پونا سے چار کروہ پہ ایک بڑا اونچا پہاڑ
تھا جسمین کہین راہ کا نام ونشان پیدا نہ تھا مرہٹون اور اس ضلع کے کوہ نوردون کے سوا
جو گھوڑے سے اُترکر پیادہ ہوتے اور بحسب ضرورت اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے
ہوئے بیل کا چلنا متعذر تھا گاڑی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیون نے رنج
سفر اوٹھایا تھا۔ اپنے اطفال وعیال سے دور اور مہجور تھے۔ اُنہون نے کچھ مدت کے قیام یا
آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہین تاہل اختیار کیا تھا
وہ کوچ کے صدمہ اور کوہون کے عبور سے خاطر کو فارغ رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ آئے
باوجودیکہ ایک مہینہ پیشتر کئی ہزار سنگتراش وبیلدار آزمودہ کار آدمیون کے ماتحت راہ کے
درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کرسکے کہ توپخانون اور
کارخانجات کے ارابون کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بناتے جب لشکر کے نیچے
لشکر آیا ناچار بہیر کو پہاڑ مین چھوڑا جبل درجبل مین گاؤ وشتر پر جو عورات ومستورات
سوار تھین اُنہون نے برقع اوڑھا اور سر پر چادر رکھی اور ارابون مین رسیان باندھین
اور درختون کو کاٹ کر ہزار کسالہ اور خون جگر سے صبح سے شام تک بیابان کے ٹیپری
برابر راہ طی کی۔ اونٹون اور ارابون سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیون کے سر پر رکھا
اور اوپر چڑھے اس تصدیع وکسالہ سے بہت بار بردار اور آدمی غارون مین گرکر
درندون کے طعمہ بنے ڈیڑھ کروہ مسافت راہ طی ہوئی دو ہفتہ مین (ایک ہفتہ)
اس پہاڑ سے نیچے آئے اوائل ماہ شعبان مین قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا پرشکوہ اور
رفیع تھا۔ دامن کوہ مین غار بڑے وحشت فزا تھے۔ سانپ اور طرح طرح کے درندے
وہان رہتے تھے اُنسے ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جریبی

پیدایش ہوا اسکا واقعی ایسا محاصرہ متعذر رہا کہ محصورون کو غلہ نہ پہنچ سکے تربیت خان اور
حمیدالدین خان بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کرین اور مورچال
باندھین اور کوچہ سلامت کھودین بتجربہ کار دلاوروں نے قلعہ گیری کے سرانجام مین کمر ہمت
باندھی اور تھوڑی مدت مین کمر کوہ مین توپون کو پہنچایا اور محصورون کے حصار کے نیچے تک
مورچال پہنچائے۔ قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے انپر بڑی بڑی عمارتین سیواجی
نے بنائی تھین مصالح جنگ بھی انمین موجود رکھا تھا اور برج وبارہ کو استحکام دیا تھا۔
انکے نام پلی وپدیاوت وسرجوگی تھے تینون پہاڑون کے محصورونے گولہ توپ و
تفنگ کے چلانے مین اور سنگین پتھرون کے پھینکنے مین اور غلہ کے لیجانے کے لئے کمین مین بیٹھنے
مین کمی نہین کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا۔
۱۱ شوال کو بہادرون اور قلعہ شکن توپون کی ضربون سے اول دروازہ قلعہ پر لشکر شاہی
کے نشان قائم ہوئے۔ محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ہاماجی جو اس قلعہ کا
نگاہبان تھا اور دوسردارون کے ساتھ جو نامی دو تو پہاڑون مین تھے بارہ روز
تک محاصل دست وپا زنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بناکر جان کی امان
مانگی اور اس شرط سے امان دیا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پہ آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لیجائے
اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے۔ نشان کے داخل ہونے کے بعد رات ہوگئی۔ اس
تاریکی کے پردہ مین محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار
ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا آوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل
ہوا۔ باقی اہل قلعہ سر وپا برہنہ نکالے گئے۔ حمیدالدین خان کو نقارہ عنایت ہوا اسکی
آرزو اسکو مدت سے تھی۔ قلعہ کا نام بنی شاہ گڈھ رکھا گیا۔
لشکر مین غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہون وچنا وکا در روپیہ کے دو سیر اور کبھی
اسکے بھی گران ملتے تھے نذر راجپوری کا فوجدار یاقوت خان ۳۵ کوس کے فاصلہ پہ تھا
اسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کرکے مع مصالح

قلعہ گیری خود حضور میں آئے۔ سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی
باب میں بادشاہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف میں مرہٹوں کو خوب
تنبیہ کرتا رہتا تھا سمندر میں بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ
کا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلاں کشتی و جہازوں کا اسکے تعلق میں تھا۔ خشکی
اور دریا میں مرہٹوں کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہیں ہو سکتا تھا۔ جب
راہیری کی تسخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبہ سلطنت اور شان و تجمل
سلطنت کو دیکھ کے ہوش باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب میں بے آبروئی اور خفت کے
ساتھ رہنا پسند نہیں کیا۔ تمارض کا بہانہ بنا کے وہ اردوئے معلے سے اپنے وطن و مسکن کی
جبال کی پناہ میں گیا۔ ان ایام میں کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب
کیا تو اسنے اپنے تئیں ملازمت کے قابل نہ جانا کہ میں کس منہ سے بادشاہ کے روبرو جاؤنگا
کارسازی کر کے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار پیادہ مصالح قلعہ گیری حضور
میں ارسال کئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کے آنے میں یہاں رسد غلہ کا سرانجام اچھی طرح نہیں
ہوگا اور اس ضلع میں بند و بست قائم نہیں رہیگا۔ بادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کر لیا
ان ہی دنوں میں اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا
اور وصیت کی کہ تا مقدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیشکش کے قبول کرنے میں اور دریا
میں خرچ کرنے میں جان و جامہ کو گرو رکھتا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسی طرح اس زمین
کو دوسرے کے نام پر مقرر نہ ہونے دینا۔ یہاں کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا
قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر بادشاہ کے کارکنوں نے عرض کیا کہ حبشیوں اور
سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتوں کے سوا کسی اور سے اس کوہستان کا بند و بست
اور راہیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجراء دریا میں بحال نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ نے
بھی غور کر کے بہ تقاضائے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب دیا
راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویاں اور دو فرزند خرد سال باقی رہے تھے تو

آدمیون کا خیال یہ تھا کہ الحال زن بیوہ اور طفلہاے شیرخوارہ باقی رہے ہین پر ہٹون کا دست
تعدی ملک دکن مین کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی برا کام نہ ہوگا لیکن عاقل
کہگئے ہین کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ جب تک خدا کا ارادہ نہ ہو انسان کی
تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہین ہوسکتا۔ راجارام کی زن کلان تارا بائی تھی اُسنے اپنے بطن کے
پسر سہ سالہ کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سردارون کا تغیر و تبدل
اور اپنے معمورون کی آبادی کی اور ملک بادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ مین لیا
اور دکن کے چھہ صوبون کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کی
لئے فوجون کو تعین کیا اور اپنے منصوبون کا جذب قلوب ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے
سلطنت تک اسکے کل تردد و منصوبہ لشکرکشی و قلعہ گیری کے مقابل مین مرہٹے
مادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔ ہرچند بادشاہ نے خود اُس کے ملک مین
آکر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا کئے ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے
قلعے فتح کئے اور مرہٹون کو بےخان و مان کیا مگر مرہٹون نے زیادہ شوخی کی۔
بڑی بڑی فوجین لیکر ملک قدیم بادشاہی مین آکر تاخت و تاراج کی۔ بادشاہ
تو تمام فوج اور امراو کارطلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑون مین موجود تھا۔
تارا بائی کے منصوب جس مکان مین پہنچے تھے اقامت کرلیتے تھے اور بندوبست مین
کمائش دار مشغول ہوتے تھے اور زن و فرزند و خیمہ و فیل کے ساتھ خاطرجمعی سے برسون اور
مہینون رہتے تھے اور حد سے زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پرگنون کو آپس مین تقسیم
کرلیتے تھے اور حکام بادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمائش دار اور راہدار
مقرر کرتے تھے انکے صوبہ دار کا صیغہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہ قافلہ سنگین سنتا
تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہان جا کر تاخت کرتا اور کمائش دار کو چوتھ وصول کرنے
کے لئے مقرر کرتا جہان کمائش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول
کرسکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ مین کوشش

کوشش کرتا مدار کا کام یہ تھا کہ جو متفرق ہو یا رہی یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر جائیں تحویلدار حق ارا بدرگاہ وجہ مقرری لیتا۔ جو سنہ چند بادشاہ کے فوجدارون کی امداد سے ہوتا اور شریر یا غالب جاگیردار اور فوجدار کا ہمکر راہ کو انکے لئے جاری کر دیتا ہر صوبہ مین باٹ و گڈھی مرہٹون نے بنا کر انکو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہان سے ہر طرف تاخت کرتے بعض دہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڈھیون کے مرہٹہ صوبہ دارون کے ساتھ اتفاق کر کے حکام بادشاہی سے ادائے محصول مین دار و مدار کرتے تھے سرحد احمدآباد و پرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت کر کے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمدآباد و اطراف اجین بنجر بیابان پہنچاتے تھے۔ بڑے بڑے قافلون کو اردو معلے سے دس بارہ کردہ پر بالکل تخت و تاراج کر کے لوٹ لیتے اسکا ذکر کہان تک کیا جاوے۔ بادشاہ کی قلعہ گیری نے مرہٹون کے فساد دور کرنے مین کچھ فائدہ نہین دیا سرحد بندر سورت و احمدآباد کے مابین بابا پیارے کے معبر پر دریای نربدہ پر جو مرہٹون نے کام کیا وہ بیان کیا جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد بادشاہ نے صوبہ احمدآباد بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ بادشاہزادہ وہان پہنچے یا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ عبدالحمید خان دیوان احمدآباد بھیجدی اس ضمن مین غنیم کی فوج پندرہ سولہ ہزار سوارون کی بندر سورت کی نواح مین پھیلین۔ چند پرگنون مین بہت خرابی پھیلائی۔ اسکے دریای نربدہ پار جانیکے ارادہ سے روانہ ہوئی نربدا سرحد احمدآباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہے۔ نائب بادشاہزادہ اور فوجداران صوبہ احمدآباد نے باہم مصلحت و اتفاق کیا انکے پاس شائستہ فوج تھی جسکے سردار محمد بیگ خان و حافظ نظر علی خان برادرزادہ شجاعت خان اور التفات خان فوجدار تھا نیر گودرہ تھے اور احمدآباد کے دس بارہ کے

قریب تھے جدا رہتے اور تیرہ چودہ ہزار سوار گھوڑے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی تھے جو اس سرزمین کے
جمع ہوئے تھے۔ ان سب نے دریاے نربدا کے کنارے پر جھوپڑے ڈیرے ڈالے۔ سب کے سب ہنوز دفع
شر کے لئے مستعد ہوئے تھے صبح وہان فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پر آئی انمین سے ایک طرف
سے دو تین ہزار سوار خوش اسپہ قزاق پیشہ نمودار ہوئے احمد آباد کی فوج خبر پاکے انکے
مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹہ فرار ہوئے۔ پادشاہی سرداران فوج نے دو تین
کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کچھ گھوڑیان اور بھالے و چھتریان انکے ہاتھ آئین نقارہ
فتح بلند آوازہ کرکے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوش دلی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو بہت شکست
دے آئے ہین۔ کمرین کھولین گھوڑون پر سے زین اتارے بعض سو رہے بعض کھانے پکانے
لگے کہ اس حالت مین سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹون کے جو آبکون اور کنارہ دریا کی
اطراف کے مغاک مین پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسون کو خبر کے لئے بھیجکر منتظر تھے وہ
غافل ناگہان سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے احمد آباد کے نا آزمودہ کار
آدمی جنہون نے دکنیون کی دست برد نہین دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے
گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی اس درمیان کوئی مستقل مزاج
نہ تھا۔ دکھنیون نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر مین تزلزل ہو گیا۔ دریا کی ایک طرف
مین سمندر کی رو آگئی تھی اسمین پایاب نہ پایا۔ دوسری طرف سے فوج بلا موج آموجود
ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا مین ڈوب کر مر گئے
مظفر علیخان و خواجہ عبدالحمید خان اور دو تین سردار ان کے ساتھ دست و پازنی لاحاصل
کرکے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہو کر پار سے پار جان سلامت
لے گیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی غنیم نے تمام فوج پادشاہی کو گھیر لیا۔ دھناجادو
صباجی باختیار سردارون سے صلاح کرکے مصالح کو اس بنا پر قرار دیا کہ پادشاہ
کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ نوکرون پاس فرمان تسلی بھیجا جائے کہ وہ حضور
مین آئین۔ بعدہ کہ وہ اردوے معلی کے پاس پہنچین تو راجہ ساہو کو پادشاہزادہ

کام بخش کی خدمت مین دیگر لشکر مین چار پانچ کوس پر بھیجین کہ مرہٹون کے سردار ابتدا مین
راجہ ساہو سے ملاقات کرین بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے بادشاہزادہ کی ملازمت
کرین اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ چنانچہ ستر نفر نامی
سردار ان کے پاس بھیجنے کے لئے تیار ہوئے آخر کو یہ مصلحت بادشاہ کو پسند نہ آئی۔ بادشاہ کے
دل مین یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کرکے اردو کے نزدیک آئے اور اس
تزویر سے راجہ ساہو اور بادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گذار جبال مین چلے گئے تو
سحر اکار ہی کند عاقل کہ باز آید بشیمانی + وکیل ایلی کو جواب دیا۔ سلطان حسین کو حضور مین طلب کیا
اسکو راہ مین مرہٹون نے گھیرا۔ وہ ان سے لڑتا بھڑتا ان ایام مین بادشاہ پاس آن پہنچا کہ قلعہ
تورنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر ملے قلعہ تورنا کے نیچے اپنے مورچے
قائم کرے۔

سوانح سال چہل و ہشت ۱۱۱۵ھ

قلعہ تورنا

قلعہ سنی شاہ گڈھ کی تسخیر کے بعد بادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا۔
۲۳ شوال کو قلعہ تورنا کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ جو راجگڈھ سے چار کروہ پر تھا۔ دو کوچ دو
مقام اس لئے کئے کہ بار بردار میسر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بدوش تھا۔ اکثر امرا اپنے
اسباب کو ہاتھیون اور مزدورون اور بیوتخانہ کے خچرون پر رکھ کر منزل پر پہنچاتے تھے
ان ایام دو کروہ چل کر قلعہ تورنا کے نیچے پہنچے۔ بادشاہ نے محاصرہ اور مورچال کے آگے بڑھانے
کا حکم دیا۔ سلطان حسین نے ملازمت کے لئے مکرر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض خلف امیر جو
خانہ زاد و ان کے ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ تورنا کے نیچے جا کر مورچال
باندھے اور حسن تردد کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اور بہادر اور دلاور
سرگرم خدمت مامور ہوئے۔

مخصوص محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ الہوردی خان نے اس محاصرہ
مین شائستہ تردد کیا۔ بادشاہ کو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جہان اپنے مورچے قائم کئے تھے وہاں سے بیگن آگے بڑھائے ہیں باوجود یکہ اسپر دل مدبت گولوات اور آتشبازی کا مینہ برستا تھا اور اسی آدمیوں کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ کے اوپر لے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیوں میں تقسیم کرے اور اسکو اپنے پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہو گیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید انگیز ورسل و رسائل التیام آمیز درمیان میں آئیں۔ ۱۵ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نوا سی سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ میں عمدہ شریک تھے و محاصرہ گنا جاتا تھا مادلیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری میں بڑی مشہور تھی۔ اس نے کمر ہمت باندھی زینوں و کمندوں کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہیں کھلی تھی اور طرفین کی توپوں کا دھواں پھیلا اور آدمیوں کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر چڑھ گئے اور انہوں نے اپنے اشارہ ان کے موافق اوروں کو بلا یا پچیس آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز کے ان پاس پہنچ گئے اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان کے اور چند اور ہمراہ جا بنا دو سے پاشنہ کوہ پر پہنچا نفیر بجائی اور محصوروں پر حملہ کر کے سیدت وپا کیا۔ اس ضمن میں حمید الدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسمان کی مدد سے اور مادلیوں کی دستگیری سے پہنچا۔ سب نے متفق ہو کر محصوروں کو تیغ لیا۔ بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فرار ہوئے ایک جماعت گوشہ و کنار میں چھپی اور سے صدائے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شادیانہ فتح نوازش میں آیا بعض نے جس طرف سے راہ پائی ننگے سر ننگے پاؤں جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو... غنیمت جانا۔ بجم کیا۔ مامون ہوئے۔ قلعہ فتوح الغیب کے نام سے موسوم ہوا۔

برسات کا موسم آ گیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش خیمہ بھجوایا۔ جنیر ملک نوآباد۔ گلشن آباد میں بادشاہی آدمیوں کے تصرف میں تھا اور آخر ماہ ذیقعدہ (۲۳ ذی الحجہ) کو موضع کھیڑ کھیڑ میں متصل دریا گنگ بادشاہ آیا۔ روح اللہ خان ثانی نشانہ کے آزار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

سابق مین فتح لشکر کے ذکر مین بیان ہو چکا ہی کہ بیم ناک یک زمیندار کم اہل قوم کا بیڈر (بیرس) تھا اصل اسکی ذات ڈھیر تھی جو دکن مین نجس ترین قوم گنی جاتی ہی وہ معتد پیشگان معتری مین گنا جاتا تھا - حیدرآباد کی شورش ایام مین اسنے ابوالحسن کی کمک کیلئے اپنی فوج بھیجی تھی - بادشاہ نے خانزادہ خان پسر روح اللہ خان کو قلعہ سکر اور مکانہائے قلب اور اسکے ملجاے کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اُسنے افواج شاہی کے صدمات سے امان مانگی اور حضور مین آیا اور پھر جلدی سے اپنے مقر اصلی مین چلا گیا - پھر ان دنون مین کہ ۳۳ جلوس مین رائچور کی تسخیر کے لئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پریہ ناک برادر زادہ بیم ناک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالح کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ حسن خدمت بجالایا - رائچور کی فتح ہونے کے بعد اُسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین الکنکیرا مین جاؤن وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہی اور وہان سر و سامان درست کرون پھر جسجگہ مجھے طلب بھیجے گا فوج شائستہ کے ساتھ حاضر ہونگا حصول رخصت کے بعد پریہ والکنکیرا مین آیا وہ توابع سکر مین کوہ پر ایک آبادگانو تھا جب بیم کے تصرف سے سکر نکل گیا تو پریا نے حیلہ و روباہ بازی کر کے اپنے فرزندون و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا - یہان سے بازگشت کا ارادہ کیا اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع کر کے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اُسنے چودہ پندرہ ہزار پیادہ کہ قدراندازی مین شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنالیا اور تھوڑے دنون مین چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کر شہور معمورون کی تاخت و تاراج دور و نزدیک نواح مین شروع کی اور قافلون کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ قلعے کا استظہار رکھتا تھا وہ دربار کے ساخت و ساز کے طریقہ سے واقف کار ہو گیا تھا - اسکو رشوت دینے کا مقدور رکھتا تھا ہون اور جواہر اور اقسام جنس کے خریطے بھیجکر رخنہ گفتگو کو مسدود کرتا تھا اور عرضہ بھیجکر اپنے تئین زمینداران مال گذار کے جرگہ مین مطیع محسوب کرتا تھا اور ہر ماہ و سال مین افزونی عمارت اور استحکام برج و بارہ مین اور فوج اور چھوٹی بڑی توپون کے

جمع کرنے مین کوشش کرتا تھا۔ یہان تک کہ اب قلعۂ واکنکیرا مشہور ہو گیا ۔ اور وہ دکن کے فتوحات کے ساتھ ہمداستان ہوا۔ جگنا پسر پیم نائک اس ملک کا وارث تھا وہ حضور مین آیا منصب سے سرفرازی پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے پریا کی سرپر گیا دخل نہ پایا۔ ہزیمت پائی۔ بعدہ کہ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بیرپا کی گوشمالی کے لیے مقرر کیا اور افواج نے اسکے تعلقہ کو تاخت کیا۔ تابوی وقت باگیر شاہزادہ کی خدمت مین آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور بطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی پیشکش پر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کر لیا اور متصدیون کو کچھ رشوت دی اس طرح غضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی۔ جو ہین محمد شاہ نے بادشاہ پاس مراجعت کی وہین اسنے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سے زیادہ آتش فساد کو روشن کیا۔ اسکے بعد بادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے یہان آکر اسکا عرصہ تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام مین لا کر فسانہ و افسون کے پیغام دیکر اور اطاعت اظہار کر کے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سے محفوظ رکھا۔ جب بادشاہ قلعہ جات لعنا پا کی تسخیر کے لئے آیا اور جنیر مین ساڑھے سات مہینے مقیم رہا اور اس ضمن مین اس ضلع مین دو تین قلعے غیر مشہور بہادرون کی سعی سے فتح ہوئے۔ تو روز بروز بیرپا کے تمرد و فساد کی خبرین شاہ پاس آئین اسلئے بادشاہ نے واکنکیرا کی تسخیر کے لئے پیش خیمہ روانہ کیا۔

سوانح سال چہل و نہ ۱۱۱۶

آغاز سنہ ۴۹ جلوس مین بادشاہ واکنکیرا کی طرف چلا۔ قلیچ خان خلف فیروز جنگ جو بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور مدبران کار طلب مین سے تھا اور اسکی جاگیر سے پرگنات واکنکیر التعلق رکھتے تھے اور پیرپا کے مفسدون کے سبب سے انپر اسکا قبضہ نہ تھا بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذو الفقار خان بہادر نصرت جنگ کو اورنگ آباد کی حراست سپرد تھی اسکے نام بھی حکم آیا کہ واکنکیرا مین آئے اسی طرح سے

گرز برداروں کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجداروں کے پاس ایسے ہی حکم بھیجے گئے۔
آواخر شوال میں حوالی قلعہ مذکور میں پادشاہ آیا۔ قلیچ خان پادشاہ پاس بہت جلد آگیا
وہ تربیت خان و محمد امین خان اور توپخانہ کی ستامور ہوا کہ محاصرہ کیسے مورچے
باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور پادشاہ نے حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ ایک گروہ کے فصل پر
لگایا جاے۔ ادھر پادشاہ نے اپنے آدمیوں کو جانفشانی و کافرکشی میں مصروف کیا اور ادھر اہلِ
برج و بارہ کے استحکام میں اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا۔ مرہٹوں کے سرداروں نے
تارابائی کے پاس سے کو پا کی طلب میں رسل و رسائل شروع کیئے۔ اسکو چند ہزار سواروں کا
استظہار تھا جنمیں تمام قوم میں خصوص مسلمان یہاں تک کہ سادات موجود تھے۔ اور کالیسے
پیادوں کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار تھا۔ ان سب کے ساتھ بڑی شوخی سے وہ آیا
اور لشکر شاہی نے مقابلہ میں اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے توپوں کے گولی اور کئی ہزار بان رات
دن برستے اور آن واحد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوئے۔ دونو طرف سے ایک
جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایکدن صبح کے وقت محمد امین خان و تربیت خان و
حمید قلیچ خان بہادر و عزیز خان و ھیلہ و اخلاص خان میانہ بطریق طلایہ کے اطراف کی سیر
کرتے تھے۔ ایک پشتہ کو جو لال ٹیکری مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کا بھی سر کوب تھا۔ وہاں جلو ریز
وہ پہنچے۔ اور اس مکان کی جو جو جماعت نگہبان تھی اسکو تلوار سے مار ڈالا اور اس پشتہ پر
مورچال قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن میں دشمن حصار کے اندر اور باہر سے نکلے اور
ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور پائین سے پہنچے اور ہجوم کر کے مردم پادشاہی کو گھیر لیا۔
اور کئی ہزار سنگ و فلاخن اور توپ و تفنگ کے گولے مار کر غالب ہوئے . . . . . .
پاؤں جمانے کی فرصت نہ دی۔ جب پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے پادشاہزادہ
محمد کام بخش کو مع امیر الامرا اسد خان و رزم جو آدمیوں کی کو مک کے لئے حکم دیا کہ بسرعت
جسقدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لے کر پہنچے۔ حمید قلیچ خان بہادر نے بہادری کی شرط کو
ادا کیا مگر کوئی فائدہ بیرونی کار نہیں آیا۔ جان ستان گولے توپوں کے اولے برس رہے تھے اور بہت

آدمی ماری گئی تھی۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کے گھوڑے کے دونو
پاؤن اور حسین قلیچ خان کے گھوڑے کا ایک پاتھ اُڑ گیا۔ دونو بہادر رو نے پیادہ ہو کر
خدا کا شکر بھیجا کہ ان کو کچھ آسیب نہ پہنچا اور اعضا محفوظ ہے۔ ایک حشر برپا ہو رہا تھا
ان امیرون نے کوتل کے گھوڑے ان پاس نہ پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے
یہ خبر پادشاہ کو ہوئی تو اُسنے اپنے دو کوتل گھوڑے جلد دونو سردارون پاس بھیجدیے
قلیچ خان کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت مین پیدا ہو جاتا تھا اُسکے لیے جانسپار
تولہ عنبر امیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے پسر وزیر حمیدالدین خان بہادر مع ایک جماعت دلاور ان
کے دوسرے پشتہ پر کہ محاذی بیٹھے کے اور قعید وزن ایک تیر کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت
کو مار کر وہان اپنے قدم جمائے اس حالت مین ایک جماعت مخالفون کی جو لال ٹیکری
کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمیدالدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی
طرح قابو ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہان استقامت کی۔ اسی
حال مین سلطان حسین خان عرف میر ملنگ شاہزادہ کام بخش کی فوج مین سے ایک
جماعت کو لیکر رفیق و شریک اس تردد مین ہو گیا جس سے وہان خوب پاؤن جم
گئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر باقر خان پسر روح اللہ خان پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی
کی۔ ان بہادرون کے مقابلہ مین علی الاتصال گولہ اور اقسام آتش بازی و سنگ دست و
فلاخن برستے تھے۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی کا کام بن جاتا کہ اس ضمن مین مرہٹون کی ایک
سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھنا جادو اور ہندو راؤ اور دو تین
نامی سردار جنمین سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار و الکنیرہ مین تھے آٹھ نو ہزار سوار اور
پیادے بیشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھنا جادو کمتر فوج پادشاہی کے مقابلہ مین
آتا۔ مگر ملک پادشاہی کو تاخت و تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہان آیا کہ اپنے قبیلہ و مال و
عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جائے امن نہ تھی نکال کر لیجائے اور سرپاپس
کمک کا احسان بھی رکھے۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل مین

شوخی زیادہ کرکے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زد و خورد مین مشغول کیا اور
دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیون پر سوار کرکے اس
حصار کی پناہ سے باہر لے گئی۔ بعد اسکے تارا بائی کے سردارون نے پرمیا سے کہا کہ ہم اور تم
آپس مین متفق ہوکر افواج شاہی کے مقابل مین دست و پا زنی خواہ کیسی ہی کرین جانبر نہین ہوسکتے
مصلحت یہ ہے کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ مگر اس
مغرور نے انکا کہنا نہ مانا مبلغ نقد اور جنس ماکولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے
اور ہر روز سردارون کو خرچ مقرری جبتک کہ ایام محاصرہ کا انقضا ہوا اور رفاقت و
معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مرہٹون کے سردارون نے یون مفت زر ہاتھ
لگنے کو غنیمت گنا اور انہون نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مرہٹون کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور بادشاہی آدمی کام مین آتے جاتے تھے لشکر شاہی مین ایک تزلزل پڑا ہوا تھا۔ آخرکار
روباہ بازی اور مکاری سے پرمیا نے ایک تازہ منصوبہ باندھا ابتدا عبدالغنی کشمیری نے
دست فروشی اور داد و ستد کے وسیلہ سے سرمایہ تجارت بہم پہنچایا سب قومون سے سودا و
معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا۔ افواج بادشاہی سے حصار
کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پرمیا کے ساتھ وہ ہمداستان ہوا کہ اسنے . . .
ایک پرچہ کاغذ جو التماس مصالحت اور اظہار ندامت و عجز پر مشتمل تھا عبدالغنی کے ہاتھ بھیجا۔
عبدالغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو دیا جسکے ہاتھ مین سررشتہ واقعہ نگاری
تمام مقربات ملکی و مالی قلمرو ہند کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ مین پرمیا کے حصار مین تفرج
اور نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا [illegible] غافل مجھے پکڑ لیا اور قلعہ کے اندر پرمیا
پاس لے گئے اسنے لشکر کا احوال پوچھ کر یہ پرچہ کاغذ مجھے دیا ہے کہ تمہارے پاس
پہنچاؤن کہ خلق اور بادشاہ کے خیرخواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو بادشاہ
کی خدمت مین جاکر عرض کیا۔ پادشاہ نے بعد تامل کے تقاضائے وقت اور تحمل

غنیم پر خیال کر کے حکم فرمایا کہ پریا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش اور ہدایت کیش سے عرض کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پریا کا بھائی سوم سنگھ قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے اور خلعت و اسپ و جیغہ اور منصب سے سرافرازی پا کر بطور یرغمال گلال باڑی میں رہے۔ بعد اسکی درخواست پر محتشم خان پسر شیخ امیر خان خوافی کہ ان ایام میں بے منصب منزوی تھا اور اس کشمیری کا مدیون تھا بھیجا جائے اور وا کنکیرا کا قلعہ دار قلعے کے خالی ہونے تک جیسا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر معدود کے ساتھ ان بادشاہی لیکر قلعہ کے اندر جائے اور بندوبست کرے۔ اختصار کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کے بموجب سوم سنگھ اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی خلعت و اسپ جواہر و منصب سے سرافرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی اور عفو تقصیرات بجا اور بجا لایا۔ عجز و الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس بابین میں محتشم خان حصار میں رسمیات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذارے کہ کل پیشگیری قلعہ دار پریا ملازمت کرے جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دوسرے روز ارکان سلطنت تسلیمات تہنیت بجالائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں بادی خان کے خطاب سے سرافراز کیا۔ مورچال سرد ہوئے جنگ جو ملتفت رہو۔ عبد الغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے لئے اسباب ناکارہ اور عورات اور بیرزالوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سہ پہر تک قلعہ دار پاس پا کے حاضر ہونے کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کر کے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا کہ اسکو سرسام ہو گیا ہے۔ تپ بے پایان ہے۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اسکو جنون ہو گیا ہے۔ آخر شب کو قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے کے لئے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے ملا یا ہو۔ اس مکار کی ناش نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے سے خاطر جمع حاصل کر کے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امیدوار ہوں کہ سوم سنگھ میرے پسر کو بجائے برادر کے خلعت

زمینداری مرحمت کیا جائے۔ اور محتشم خان پاس بھیجدیا جاے کہ بعض جگہ خزانے مدفون ہین جسکی اطلاع اسکو ہی وہ قلعہ دار کو بتلادے۔ باقی مال و عیال کے ساتھ مین قلعہ سے باہر آؤن بادشاہ اس مکر و منصوبہ سے غافل تھا اُسنے سوم سنکر کو قلعہ مین اُس کی مان پاس بھیجدیا بعد اسکے جانے کے بھی حیلے اور آج کل کے وعدے کرکے دفع الوقت کیا اور بادشاہی آدمیون کے لیے آمد و رفت بند کی اور محتشم خان کو گنتی کے آدمیون کے ساتھ بطور محبوسون کے قلعہ مین ایک جگہ بٹھادیا اب بادشاہ اور اسکے ہوا خواہون کو سیرا کا منصوبہ و عذر و تزویر تحقیق ہوا۔ مگر بادشاہ نے بردباری و حوصلہ کو کارفرما کر پہلے ہی سا سلوک مرعی رکھا۔ ان دنون مین ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا۔ دشمنون نے شوخی کی۔ بادشاہ نے پائے قلعہ مین استقامت کی۔ لوگ ہنستے تھے کہ ایسا بادشاہ سرا پا تدبیر اسی شخص قوم کے دم مین آگیا اب دشمنون نے اس سے شوخیان کین کہ بادشاہ کو محصور کرلیا مگر اور امرا فوجین لیکر قریب آگئے تھے۔ بادشاہ نے نصرت جنگ کو شقہ اپنے ہاتھ سے اس مختصر مضمون کا لکھا کہ اے یاری دہ بکسیان زود خود را برسان۔ جب یہ لشکر تازہ آگئے تو ابتدائے جنگ اس طرح سے شروع ہوئی کہ جب محمد امین خان اور سلطان حسین نے مورچال قائم کرلیے تھے اور اب وہ مرکز کی طرح محاصرہ مین آگئے تھے اور کئی فاقے انپر گذر چکے تھے۔ پھر ہر طرف سے لشکر شاہی نے دشمنون کو گھیرلیا۔ چارون طرف خوب لڑائی ہوئی حمیدالدین خان اور چین قلیچ خان بہادر داؤد خان و جمشید خان اور راجپوتون نے خوب اپنی بہادریان دکھائین چار پانچ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا جمشید خان اور روشناس راجپوتون کی ایک جماعت جوراؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادون مین سے کام آگئے بعد چین قلیچ خان محمد امین خان اور بعض اور سردارون کو حکم ہوا کہ بطریق طلایہ کے اطراف قلعہ مین آکے سمجھ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھین اسکی تنبیہ کرین اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی مدد کو محصورون پاس نہ پہنچنے دین ذوالفقار خان نے چند پادلیون و کٹوون پر قبضہ کیا کہ انہی پر اس قوم کے آدمیون اور چارپایون کے پانی پینے کا مدار تھا اس سبب سے کیا فوج

شاہی پر پانی کی تنگی رہتی تھی یا اب دشمنون پر وہ رہنے لگی روز بروز درختون عمارتون
کی چوبون اور لکڑی کو جمع کر کے مورچالون کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہان تک کہ قلعہ کی دیوار
تک انکو پہنچایا۔ اور سردارون نے بھی پائے حصار تک مورچالون کو پہنچایا جس روز یورش قرار
پائی پادشاہ خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس مین عمداً استقامت
کی۔ اس پادشاہ کے دل مین یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ مین کبھی جہاد مین شہید ہون۔ ایک
طرف سے ذوالفقار خان اور دوسری جانب سے تربیت خان نے صف آرائی کی۔ مخالفون نے
بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ پادشاہی جانباز بہادرون نے سینہ کو سپر بنا کے
پیادہ ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوئی۔ ایک جماعت
دونو طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمن مغلوب ہو گئے اور وہ تین حملون مورچے تھے کہ جنپر
بادشاہ بیٹھا آباد تھا۔ پادشاہ کے قبضہ مین آئے۔ سب جگہ کی نسبت زیادہ یہان آلات
جان ستان بلا افروز کام کرتے تھے اور لشکر شاہی نے ایک گروہ سے زیادہ مخالفون کا
تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیون کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم
شاہی اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بندوقچی دروازہ اور اطراف کی
پناہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کئے اور سراسیمہ زن اور فرزند اور زیور جو
کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنے ساتھ لیا اور معبد خانہ مین اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے
دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہون سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جا ملے اور
انکے ساتھ متفق ہو کر فرار ہو گئے۔ حصار کے اندر شعلہ آتش بلند ہوا اور آلات شرربار کے برسنے
کے آثار کم ہوئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے
اندر گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہین سکتے تھے
اور محتشم خان بھاگ کر ایک گلیچہ مین اور پادشاہی آدمی اس پاس پہنچتے تو دشمن اُس کا کام تمام کر دیتے
۱۶ محرم ۱۱۱۱ھ کو قلعہ پادشاہی تصرف مین آیا اور صبح کے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیرون کو
بڑے بڑے منصب و صلے ملے۔ قلعہ و انکلیکا نام رحمٰن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود بخش کی

اہتمام سے قلعہ اور مسجد کی تعمیر ہوئی۔ یہان کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے
کے لیے بادشاہ دیوگانو مین آیا جو دریائے کشنا سے پانچ چار کروہ تھا۔ یہان لشکر کے آرام
کے لیے چھاؤنی ڈالی اور جا بجا حکام فہمیدہ کاردانی اور ملکی بند و بست و ضبط کے
لیے تعین کیے۔ اس ضلع کے مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو
مقرر کیا ملک مفتوحہ سے کل روپیہ اور زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا
اپنے وطنوں مین آباد ہوئی۔

ان دنوں مین خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندنا قلعہ دار کی بیخبری سے
اور غنیم کی حیلہ پردازی سے مرہٹہ کے تصرف مین آگیا ہے اسی روز حمید الدین خان بہادر
کو مع تربیت خان کے اسکے محاصرہ اور تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

بادشاہ کی علالت

اس زمانہ مین بادشاہ کے تمام اعضا مین درد مفاصل بشدت ہوا جس سے ایک عالم کے
احوال مین اختلال پیدا ہوا۔ ہرچند ہر روز خود داری کرکے بادشاہ بیٹھ کر
دیوانداری مین مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا
گیا غشی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دفعہ خبرین ناخوش آمیز فساد انگیز و طلبوں
کی زبان زد ہوئین دس بارہ روز تک لشکر اور امراء کے آدمیون مین ایک عجیب ہنگامہ
برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا۔ یہ خبر
ہوئی۔ ورنہ اس دار الحرب مین کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش
آتا تو اس کوہستان اور سرزمین پر شور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔
امیر خان نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایک دن نہایت ضعف مین زیر لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

ہشتاد و نود چون در رسیدی + بس سختی کہ از دوران کشیدی
در انجا چون قصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی

جب مین نے یہ شعر سُنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید مین یہ بیت

کہی ہے — بر آن بہتر کہ خود را شاد داری ... دران شادی خدا را یاد داری ...
بادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان
(صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے جلدو مین بادشاہ نے اپنے تئین سونے سے تولکر
اسکو زر وزن اور سرپیچ دیا اسنے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔
۱۷ رجب سنہ ۱۱۱۶ھ کو بادشاہ نے بہادر گڈھ عرف بھیر کا عزم کیا اور شعبان مین داخل
ہوگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے چالیس روز کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم سنہ ۱۱۱۷ھ

ماہ رمضان کو اس مقام مین بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزہ رکھے
تراویح پڑھی صلوٰۃ وسنت بدستور ادا کئے۔ ایام صیام کے اہتمام کے بعد بلا ناغہ دیوان
مین امور مالی اور ملکی مین توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود
احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔

اب سے چند سال پہلے ساہو پسر سنبھا پسر سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار
اور خطاب راجہ و جاگیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانساماں اور متصدی بھی
اسکے علیحدہ بادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہوں۔ ابتدای قید
سے نہایت حال رکاب عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا خاطر گلال بار مین اپنے ظل عاطفت
مین اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا ان دنوں مین یہا
کہ ذوالفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ بزرگوں نے کہا ہے
کہ مار کشتن و بچہ در آستین پرورش دادن نہ کار خردمندان است وہ بادشاہ
کی خدمت مین التماس کرکے اسکو بھی ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال مین
بادشاہ سواد احمد نگر مین دوبارہ آیا جس روز بادشاہ یہان اترا تو اسنے کہا کہ
احمد نگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی حجہ کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نصرت جنگ کی
زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ دارون کو اسنے مار کر

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد مین تھا۔ باپ کے عارضہ جسمانی کی خبر سنا حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب ہوا کی ناموافقت کا عذر کیا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ماہم در ایام انحراف مزاج اعلیٰ حضرت عرضہ داشت ہمین مضمون بحضور ارسال داشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بانسان سازگار است مگر ہوائی نفس امارہ۔ بعدہ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوہ اسکے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ ابھی اجین مین نہین پہنچا تھا کہ اس نے عرضہ داشت کی کہ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً اوسکو حضور مین طلب فرمایا۔ ۱۲ ذی الحجہ کو وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا صوبہ احمد آباد سے جب بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہان محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ بھی تھا مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلئے شاہزادہ بیدار بخت کو جو برہانپور مین تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار رہے محمد اعظم بادشاہ کی خدمت مین موجود تھا۔ اسکو اپنی شجاعت کا غرور تھا اپنے لشکر کی گردآوری کی تھی۔ احمد آباد مین کچھ خزانہ بھی جمع کر لیا تھا۔ بادشاہ کی رکاب مین جو خزانہ اور فوج تھی اسکی تاک مین تھا۔ ان سبھون سے برادر کلان کی ہستی کچھ نہین جانتا تھا۔ بلکہ سب باپ مین اپنے تئین بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔ جب اوس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت اکثر بحال نہین رہتی تو اوس کو یہ فکر ہوا کہ . . . .

شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ مین مدت سے صوبہ دار بالاستقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے مین بہت مشہور تھا اسکو بیجا کر کے حضور مین طلب کرے اسکی طرف سے بادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتین لگا کے اور بہت منت کر کے اسکو حضور مین طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اسکی جان کے لئے ایک بلائے عظیم ہوگی محمد عظیم نے

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا سلسلہ ... بادشاہ ...

باپ کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ . . . . جوالی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی میں مرگیا۔ اس خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرمان لکھے گئے۔ انہدنوں میں محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مرگیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور میں رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا رفیق بنایا۔ بادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہو گیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بالا ناغہ کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اسکے چہرہ پر پیدا تھا اس اثنا میں وزیر و بادشاہزادہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیاں ظہور میں آئی یقین وہ اس بہانے تلاش کے لئے بہانے بلاکش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی نقلی سے بہرہ تمام رکھتا تھا۔ بادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ بادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا سلطان حسین عرف میر ملنگ مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا حسن خان بڑا ہوشیار عاقل تھا۔ وہ اپنی حسن عقیدت و کارطلبی کے سبب تقاضاء وقت کو دیکھ کر بادشاہزادہ کام کو دربار میں لیجاتا۔ تو اسکے ساتھ مسلح و مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوا اپنے رفیق نوکروں کے ہوتی اسکی شکایت کئی دفعہ بادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایک دفعہ نواب زیب النساء بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا میں حسن خان کی بے ادبی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمیں یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہیں ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہے اسمیں مصلحت یہ بھی کہ باس ہی میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ میں فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ یہ رقعہ بادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے بادشاہ نے لکھا کہ وجود حسن خان معلوم کہ از طرف او این ہمہ مغلوب سو اس ہراس گردد۔

یا محمد کام بخش را جائی مرخص می نمائیم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز کے مضمون
سے پیچ و تاب کھائے۔ مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد کا
جدا ہونا غنیمت جانتا۔ بادشاہ اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور
بادشاہزادہ محمد اعظم کے فساد کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لئے
یعنی دو شیر بزنجیر بستہ کا اپنے ارتحال کے بعد لشکر میں مبتلا خلق اللہ کے حق میں فساد
عظیم کا مادہ جانتا۔ محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرور تھی اسکو مع کل اسباب سلطنت
اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا
روانہ ہوا۔ اسمیں مصلحت یہ تھی کہ پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم
کے ہاتھ میں فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھ کر سانپ کی طرح
بل کھاتا تھا مگر پھنکار نہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ
کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل میں دو روز
قیام کر کے تیسرے روز سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اتنے بہت دور نہ چلا جا
سکے جسکے سبب سے لشکر میں غدر مچ جائے۔ اور پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہان کا
معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونوں شاہزادوں کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ
بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بسبب کمال تقویٰ کے پانچ
وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت میں حمیدالدین خان نے معجون کی تجویز
سے ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش بہا قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی۔ بادشاہ نے سپرد دستخط
کئے کہ فیل تصدق برآوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد
قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید اور اس عرضی پر دستخط کئے کہ این خاکسار را
زود بمنزل اول رسانند بخاک سپارند و بہ ترتیب تابوت نپردازند کہتے ہیں کہ بعد وفات
[illegible] ممالک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھ کر حمیدالدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ
اسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا تھا جسمیں لکھا تھا کہ معظم شاہ [illegible] مالی اور شمال مشرقی صوبوں پر

قبضہ کرے اور دہلی کو دار السلطنت بنا لے اور اعظم شاہ آگرہ اور صوبہ مشرق کے ملکوں پر ...
دکن سمیت قابض ہو اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھہرا لے۔ مگر کوئی کہتا ہے اور بیچ ہو محمد اعظم ...
کے نام بخشش ... کے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمیں اسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ
لکھا تھا کہ میرے ہاتھ کے چار روپیہ دو ... ہاتھ کی محنت کی ٹوپیوں کی سلائی کے ... ہیں ان سے میری
تکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپیے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہیں ...
... سنہ جلوس ... ۱۱۱۸ ہجری کو بادشاہ نے ...
ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس ... سے روضہ جنات کو تشریف فرما ہوا ...
وصیت کے ... تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے ... نماز ...
... کہ خواب ...
... محمد اعظم ...
... شیخ زین الدین ...
...
...
بادشاہ کی قبر ...
...
... نام مرنے کے بعد ... مدت عمر ... سال ...
سال ... ماہ ۳ یوم تھی۔
آخر وقت ... اسنے ... خطوط ... لکھے ہیں ...
... اسکو ...
... اعظم شاہ کو ... تحریر کیا۔ السلام علیکم و علی من لدیکم ...
...
...

عمر عزیز مفت رفت۔ خداوند در خانہ دارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پایدار
نیست و از نفس رفتہ نشانے پدیدار نہ۔ و از استقبال توقع مفقود۔ تپ مفارقت کرد چرم
و پوست تنہا گذاشت۔ فرزند کام بخش اگرچہ بہ بیجاپور رفت اما نزدیکی است و آن عالی جاہ
ازان ہم نزدیکتر۔ عزیز القدر شاہ عالم از ہمہ دورتر۔ فرزند زادہ محمد عظیم بحکم اللہ عظیم نزدیک
ہندوستان رسیدہ لشکریان ہمہ بیدست و پا سراسیمہ ہمچو من مضطرب گر از خداوند تعالی گریزند
در حالت اضطراب است و چون سیماب بیقرار نمی فہمند کہ صاحب نعمتی داریم ہیچ با خود نیاوردم
و ثمرۂ گناہان ہمراہ می برم۔ نمیدانم کہ در چہ عقوبت گرفتار خواہم شد۔ ہر چند نظر بر الطاف و رحمت
امید قوی است اما نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گذارد و چون از خود گذشتم دیگرے کجا ماند
ع ہر چہ باد اباد ما کشتی در آب انداختیم۔ اگرچہ از خود رفتہ را فکر نمی ماند۔ چون عالم بستگی
نیست ہمہ را بخدا می سپارم۔ و صیانت بندگان اگرچہ پروردگار خواہد کرد لیکن نظر بر عالم اسباب
بر فرزندان ہم ضرور است کہ خلق و مسلمین ناحق کشتہ نشوند۔ فرزند زادہ بہادر دعائے آخرین
بگویند وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند۔ بیگم بظاہر اگرچہ ملول است لیکن مالک دلہا خدا است
کوتہ اندیشی ہوشات بجز ناکامی ثمرہ ندارد۔ الوداع الوداع آخری وقت میں
شاہزادہ محمد کام بخش کے نام یہ رقعہ لکھا ہے۔ فرزند جگر بند من در عالم اختیار ہر چند برضائے
الہی نصیحت کردم و زیادہ از امکان وصایا کردم چون خواست الہی نبود بگوش رضا کسے
نشنیدہ۔ حالا کہ از ہمہ بیگانہ میروم بر بے بضاعتی شما ترحم دارم اما چہ فائدہ عذاب گناہ
ہر چہ کردم ثمرۂ آن با خود می برم عجب قدرت است کہ آمدم تنہا و می روم با این قافلہ عجب
تپ از دہ روز مفارقت داشت لیکن تاب نیاوردہ گذاشت ہر جا نظر کنم بجز خدا نظر
نمی آید۔ اندیشہ لشکر و لشکریان نظر بر وبال آخرت موجب ملالت خاطر شد۔ از خود
خبرم نیست۔ گناہ بسیار کردم نمیدانم بچہ عذاب گرفتار خواہم شد۔ حراست بندگان
اگرچہ رب العالمین خواہد کرد اما بہ مسلمانان و فرزندان ہم اہم است حفظ و احتیاط بندگان
بحسب ظاہر ضرور عالیجاہ ہم نزدیک است انچہ لازم بود در حق شما گفتہ ام و ہم بجان و دل قبول

دانستہ نشوند کہ مسلمانان کشتہ شوند و وبال بر گردن این ناکارہ بماند شمارا بخدا می سپارم
و خود رخصت میخواہم حالت اضطراب است بہادر شاہ جائیکہ بود نیست و فرزند زادہ ...
عظیم الشان نزدیک ہندوستان آمدہ ۔ فرزند زادہ بہادر نواحی گجرات حیات النساء چیزے
از روزگار ندیدہ ملول است و حال بیگم بیگم واند و اودے پوری والدہ شما در بیماری با من بودہ
ارادہ رفاقت دارد ۔ خانہ زادان و مردمان حضور چند گندم نما جو فروش اند باید برفق و مدارا
آدمی بر راہ کار گیرد و پا بندار رہ دادراز کشند ۔ شاہزادہ محمد معظم کے نام خط ۔ جہت پور خلافت
منعم خان از حضور رخصت یافت تا جلد رسیدہ انچہ بر زبان او حوالہ خواہد شد ابلاغ نماید ۔ از
خود خبرم نیست کہ کیستم و کجا میروم و بر سر این عاصی پر معاصی چہ خواہد گذشت ۔ حالا از ہمہ
ہر نفس میشوم و ہمہ را بخدا می سپارم ۔ فرزندان نامدار کامگار را باید کہ تخالف نکنند و مجوز
کشت و خون خلق کہ بندگان خدا باشند نشوند انچہ بہ نظر می آید طرفہ ہنگامہ برپا شدنی است
ایزد مقلب القلوب توفیق حفاظت خلق اللہ کہ ودائع بدائع خلق اللہ اند چراغ راہ سالکان
طریق ریاست و ملکداری کناد ۔ اس رقعہ کے اس فقرہ میں ۔ کہ اودے پوری والدہ شما
در بیماری با من بودہ ۔ لفظ اودے پوری نے بڑے تماشے دکھائے ہیں ۔ کوئی تو یہ کہتا ہے
کہ اودے پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اسکے نکاح میں آگئی تھی ۔ کوئی کہتا ہے کہ
کہ اودے پوری کی جگہ جودھ پوری ہے ۔ سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخوں
میں لکھا جاتا ہے ۔ کہ اودے پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا
کی رہنے والی تھی ۔ ایک بردہ فروش سے دارا شکوہ نے اسکو خریدا تھا وہ دارا کی محبوبہ بھی تھی
یہی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا ۔ جب دارا مارا گیا تو بادشاہ ۔ اپنے بڑے
بھائی کی دو بیویوں سے شادی کرنی چاہی ۔ انمیں ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے
کو موجود ہو گئی ۔ عالمگیر سے نکاح نہ کیا ۔ مگر اس کرسچین لیڈی نے اسسے نکاح کر لیا ۔ فرنگستانی
تاریخوں میں بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیاں ہیں ۔

انچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

عالمگیر کی خلقت و جبلت میں — دین میں راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پہ چلتا تھا اسکے سارے اعمال و افعال و عقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض خمسہ اسلام کی جیسی چاہئے تعمیل کرتا تھا اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد میں یا غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سنن و نوافل و مستحبات کو حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع میں جمعہ کی نماز مسلمانوں اور مومنوں کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لئے چلا جاتا . . . . . . تو جمعرات کو شہر میں آجاتا تا کہ نماز جمعہ جامع مسجد میں ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ دنوں کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ میں جا کر جمعہ کی نماز پڑھتا۔ عیدین کی نماز سفر و حضر میں جماعت کے ساتھ پڑھتا — دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہو تراویح و ختم کلام اللہ میں آدھی رات تک صلحا و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخرہ میں مسجد تسبیح خانہ میں معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ میں تین دن پیر و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو مال ملبوس خاص کے لئے مقرر کی تھی اور ایام سلطنت میں صرف خاص کے لئے جو مواضع دار الخلافہ اور دو تین محل نمکسا جدا کئے گئے انکی زکاۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب کرکے دیتا تھا۔ چہارم حج — ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اسکو تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جا سکتا اسکے بدلہ میں حرمین محترمین کے مجاوروں کے ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبریٰ کے ہو جاتا تھا اتنی مدت سلطنت میں کبھی ہر سال کبھی دو سال میں بہت روپیہ بھیجتا تھا اور بقعہائے شریف میں طواف حج اور سلام رسانی کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے بھیجے تھے انکی تلاوت کے لئے اور تسبیح و تہلیل اور اوراد و عبادات کے ادا کے لئے بہت آدمیوں کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ با وضو رہتا

صفات و خصائل بادشاہ اورنگ زیب۔

اور کلمہ طیبہ و اوراد و اذکار اور ادعیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا اور
راتون کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ مین اہل اللہ سے صحبت رکھتا - وہ سن شعور کی ابتدا
ہی سے کل ملاہی و مناہی مسکرات و محرمات سے محترز تھا کبھی اسنے شراب کو لب سے نہین لگایا مکروہات و
مشتبہات کی بوتک کو دماغ پاس نہین آنے دیا اور سوا زوجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت
نہین کی - باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہاے دلنواز پاے تخت مین مجتمع تھے اور
اوائل جلوس مین کبھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اس مین دقیقہ یاب تھا لیکن کمال ورع
و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا - اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا مطرب
تائب ہوتا تو روزانہ وظیفہ مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا - مرزا مکرم خان صفوی جو
کہ فن موسیقی کے ماہرون مین تھا - بادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق مین کیا فرماتے ہین
تو اسنے فرمایا کہ لا مباح - پھر اسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے
اہل ہوگا فرمایا کہ مین مزامیر خصوصاً پکھاوج کے ساتھ گا نہین سکتا وہ بالاتفاق
حرام ہی اسلئے مین نے سرود بھی چھوڑ دیا - ایک حکایت سرود کے جنازہ نکالنے کی مشہور ہے جسکو
ہمنے پہلے لکھا ہے - بادشاہ نے اصلا لباس نامشروع نہین پہنا اور ظروف نقرہ و طلا مطلقاً
وہ کام مین نہین لایا اور زری لباس و رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیرون کو بھی
منع کردیا کہ زنانہ لباس پہننا چھوڑ دین - انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا - جواہر جنکے پہننے سے
زیب و زینت وافر ہوتی ہے انکے گھر سنگ یشب کے بجاے چاندی سونے کے ہوتے کہ وہ
مشروع و مباح ہون - وہ تقلیل نوم و غذا مین عبادت خدا کے لئے کرتا - اس کی
محفل مین غیبت و خبث و کذب کی ناشائستہ باتین مذکور نہین ہوتین اسنے بندہاے حضور
کو تلقین کر رکھی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارات حسنہ سے تعبیر کیا جاے ترویج
قواعد دین اور تشیید احکام دین مین اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے مین اور
بدعتون و مناہی و ملاہی کے اٹھانے مین ایسی کوشش کی جو پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین
نہین ہوئی تھی بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۹ھ مین یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

احتساب

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و بھنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات اور زناکاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا۔ ہزارہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ میں صوبہ داروں کے نام احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ میں ایسا ہی ایک محتسب مقرر کریں اور اسکے ساتھ احدی سوار بھی ساتھ رہیں کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے میں حجت کرے تو اسکی تنبیہ تاکید کریں بعض مورخوں نے اس احتساب میں یہ بھی داخل کیا ہے کہ ہنود کی سواریاں اور نمائشیں بھی نہ ہونے دیں غرض امور احتساب کا نفاذ اور خواص و عوام پر نہایت جاری تھے۔ طوائف نے فواحش کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ میں یہ حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر بسیاں رہا کریں۔ اس طائفہ کے معدوم کرنے میں اور بدکاریوں کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اسنے شہر کی آبادیوں سے دور بسنے کا حکم دیا۔ اور پہچان کے لئے انکو لال کپڑے پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیوں میں انکا نام لال کپڑی مشہور ہوا مملکت میں باوجود اس وسعت کے سوا حد سیاسات شرعیہ کے کوئی اور سیاست کام میں نہیں آتی۔ ہرگز باقتضاء قوت غضبی و استیلاء نفس کسی ذی نفس انسانی کی حیات کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارا نہ تھا۔ بادشاہ قتل کا حکم خود دیتا۔ عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہیں کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی کہ دار الخلافہ اور اطراف میں ہنود مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ جو ہندو مسلمان ہوتا اسکو مہام شرعیہ کے ناظم بادشاہ کی بارگاہ میں لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے اور بادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایا سے نوازش کرتا۔ اور جو ممتاز ہنود مسلمان ہوتے وہ بیواسطہ بادشاہ پاس آتے اور بادشاہ انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا۔ خلاع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا اواسط ایام سلطنت میں اسنے ہندوؤں پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہنود ہیں وہ اکبر کے عہد میں موقوف ہو گیا تھا جس کے

ہندوؤں کا مسلمان ہونا اور انکو انعام ملنا۔

سبب سے مسلمانوں کے دلی خیرخواہ ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اسکے جاری ہونے سے ہندوؤن کا دل دکھا اور وہ بادشاہ کے بیری بن گئے۔ اُسنے ایک حکم گشتی تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم یک قلم آیندہ نوکر نرکھے جائیں اور حکام کے ماتحت جو عہدے خالی ہون توانکی جگہہ مسلمان نوکر رکھے جائین مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اسپر عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندوؤن کے دل ناراض کرنے کے لئے کام آیا اورنگ زیب کے عہد مین ہندو نوکرون کی کچھ کمی نہین ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بضرورت جاری کرکے ہندوؤن کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتون کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی پر بغیر حکم سوار نہو۔ عالمگیر کا تعصب یہ بھی عجب ہندوؤن کا دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی اسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تھا کبھی اُسنے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہین کیا۔ ہندوؤن کی جو مذہبی عبادات اور رسومات قدیم سے چلی آتی تھین انکو نہین روکا مگر باتین وہ کین کہ جنسے ہندوؤن کا دل ناراض ہو گیا۔ ۔۔۔
بنارس مین بشیشور اور بندو مادھو کے عالی شان مندرون کو خاک مین ملایا متھرا مین گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات مین فقط کاغذی حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانون نے اپنے عہد سلطنت مین بتون کو توڑا اور مندرون کو ڈھایا۔ مگر اُسسے ہندوؤن کے دلون مین بت پرستی کا اثر ایسا کم نہین ہوا جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریون کے مواعظ سے ہوا ان دونو باتون سے ہندوؤن کے دلون مین بت پرستی کی جگہہ خدا پرستی یا لامذہبی نے لے لی وہ پکار پکار کے کہنے لگے کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب مین نہین ہے۔ غرض جو سلطنت اسلامیہ مین ظاہر بتون اور بت خانون کی کمی ہوئی۔ مگر باطن مین ہندوؤن کے دل بت خانے بنے رہے۔ مگر اب اسکے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بت خانے بہت دکھائی دیتے ہین مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلون سے بت پرستی کوسون دور بھاگ گئی پر تعلیم یافتہ ہنود آجکل بھی قوم مین برآوردہ ہین۔

اسکی عطایا و عام مین سے یہ ایک ہے کہ غلات و حبوبات اور وجوہ راہداری اور محصول
رقمیہ اور اموال سائر کو معاف کر دیا خصوصاً محصول تمباکو کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر تھی
اور اسکا عمال ان لوگون کی ناموس کی بے ستری کرتا چنانچہ اسکے احتمال تمباکو کے چھپانے کے
لیے عمال ہوتا — کل ممالک محروسہ مین ہندوستان بیس لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف
کر دیا — دوسرے یہ ہے کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد و معاف کر دیا
اولاد کی تنخواہ اور مناصب و وجہ موجب

مطالبات کی بابت — اہل دیوان عظام اور مستوفیان ممالک محروسہ بتدریج
اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے خزانہ عامرہ مین داخل کرتے تھے جسکے سبب بادشاہ
تنگ و پریشان حال ہوتے بادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان
دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہائے درگاہ مین سے منصبدار دو بیستی سے ہفت ہزاری
امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کرین
اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کرین اور منصبدار دو بیستی سے چہار
صدی تک کمی منصب کے سبب جو انکے باپون پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جاوے اور
پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپون کی بابت ہو اسکو انکی وسعت
حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جانین اگر انہون نے مطالبات کی برابر
میراث پائی ہو تو بیٹون اور پوتون مین بتدریج مطالبہ کو وصول کرین اور اگر
اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کرین — اور اگر یہ تحقیق
ہو کہ ترکہ مطلقاً نہین پہنچا ہو تو اسکو بالکلیہ وجہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کرین — یہ عطا اسکی کروڑون روپیہ سے زیادہ کی تھی اسکی مبرات
عام مین سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت مین بہت سی راہین اور سڑکین ایسی تھین کہ ان
مین مسافر خانے اور سرائین نہ تھین — مسافرون کو ان مین راحت اور آسایش نہ
ملتی تھی بعض راہون مین خاص کر اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے

کابل تک خلائق کو سفر کرنے مین سخت تکلیف واذیت ہوتی تھی اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
ان ممالک کثیر المسالک مین جسجگہہ سرا اور رباط نہ ہو سرکار خالصہ سے سرائے وسیع سنگ وخشت وآہک و
گچ سے نہایت مضبوط اور مستحکم بنائی جائین جسمین بازار ومسجد وچاہ پختہ وحمام بنایا جاے اور ہر منزل
مین مسافرون کے لئے ایک منزل گاہ بنائین جسمین وہ اپنی سواری واشیا واموال کو رکھین اور یہ بھی
حکم دیا کہ جو پرانی سرائین مرمت طلب ہون انکی مرمت کی جائے اور جہان پل کی ضرورت
ہو وہان پل بنایا جائے ایسے کامون مین بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے ایسے
حکمون سے ہندوستان کی راہون مین وہ امن آبادی ہے کہ مراحل ومنازل وجبال وصحرا ور بیابان
امینی کے سبب سے شہرون کا حکم رکھتے ہین۔ جب بادشاہ کو اول سال جلوس مین معلوم ہوا کہ بعض مساجد
بلاد اسلام کہنگی کے سبب سے بے رونق ہوگئے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین
جہان کوئی مسجد پرانی شکستہ ہوگئی ہو تو سرکار خاصہ سے اسکی مرمت کی جاے۔ یا وہ از سر نو بنائی
جائے امام موذن خادم اور سائر خرچ مسجد مثل فرش وچراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جاے ہر سال
اس کام مین بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا اور بلغور خانے (محتاج خانے) متعدد دار الخلافہ اور اور شہرون
مین عاجزو مساکین کے لئے مقرر تھے۔ مرآۃ عالم مین لکھا ہے کہ اسکے باپ کے عہد مین ۹۷ ہزار روپیہ نقد صدور و
مستحقون مین ہر سال پانچ مہینے مین اسطرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم ور بیع الاول کے ہر ایک مہینے
مین بارہ ہزار اور رجب مین دس ہزار اور شعبان مین پندرہ ہزار اور رمضان مین تیس ہزار باقی سات
مہینون مین کچھہ نہین تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیدیا کہ ان مہینون مین بھی ہر مہینہ مین دس ہزار روپیہ
خیرات ہوا کرے کل سال مین ایک لاکھہ ۶۷ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا۔

تقرری وظائف علماء

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع مین تمام بلاد وقصبات مین فضلا اور مدرسون کو لائق وظیفہ و روزانہ اور
اور املاک مقرر کئے تھے اور طلبہ علم کی وجہ معیشت درخور حالات واستعداد مقرر کی۔

فتاوی عالمگیری کی تالیف

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافہ اہل اسلام مفتی بہا مسائل علماء مذہب حنفی پر عمل کرین اور
مسائل مذکورہ کتب فقہ مین مصنفات کا اختلاف ہے اور فقیہون نے روایات ضعیفہ گھڑی ہین اور
انکے اقوال مختلفہ کتابون مین مخلوط ہین اور ہمہذا انکے مجموعہ پر ایک کتاب حاوی نہین۔ اور

اور جب تک بہت کتابیں جمع نہ کی جاویں اور کسی کو استحضار وافی اور دستگاہ وسیع و تتبع کافی
علم فقہ میں نہ ہو استنباط مسئلہ نہیں کرسکتا اسلئے پادشاہ کا عزم مصمم یہ ہوا کہ ہندوستان کا
ایک گروہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب مطولہ معتبر پر جو کتابخانہ سرکار
شاہی میں فراہم ہیں انظار تتبع ڈالکر استخراج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ
جامعہ میں ترتیب دیے تا کہ سب کو استکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت
حاصل ہو - اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف
شائستہ دیئے گئے - چنانچہ دو لاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم میں خرچ ہوا اس کا
نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اسنے اور کتابوں سے مستغنی کردیا -

پادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہیں کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف
تھا - اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوب شیخ شرف یحییٰ منیری و شیخ زین الدین
و قطب محی الدین شیرازی اور اس قبیل کی اور کتابیں ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا - وہ حافظ قرآن
تھا ابتداء حال میں اسکو کچھ سورتیں یاد تھیں مگر پادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا
تاریخ شروع حفظ سنقرئک فلا تنسی اور تاریخ اتمام لوح محفوظ ہے - خط
نسخ لکھنے میں اسکو کمال قدرت تھی - شاہزادگی میں ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھکر مکہ
معظمہ بھجوایا اور ایام شاہی میں دوسرا قرآن شریف لکھکر مدینہ منورہ میں بھجوایا جنکی جدول
اور لوح اور جلد میں سات ہزار روپیہ خرچ کیا - سوا ان دو قرآنوں کے پنج سورہ اور
سور قرآنی لکھیں - وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا - اور
بعض اوقات پادشاہزادوں اور امراء کو خطوط اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا
کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطریں نہ لکھتا ہوگا - اسکو
فارسی کی انشا پردازی میں ملکہ تھا اور نظم میں بھی مہارت رکھتا تھا - فارسی زبان بڑی
سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندوؤں سے جو فارسی
نہیں جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا - شعر کے باب میں آیت الشعراء

یتبعہم الغاوون سکے ذہن نشین تھی اسپر متمسک تھا کہ وہ استماع شعر پر بنیادی ارادہ توجہ
نہین کرتا تھا اشعار مدح تو کیا سنتا۔ ہان کسی شعر مین موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا۔

نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل ۔ نکردہ بہر رضائے خدائے عز و جل

اسنے ملک الشعرا کا عہدہ تخفیف کردیا مگر موزون طبع و عالی دماغ شاعرون سے دربار
خالی نہ تھا بعض وقت ایسے شعر اور قصیدے شعرا لکھ کر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھننا
ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکتے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آئندہ ایسے بے سود کام مین اپنی اوقات
ضائع نہ کرین جن مورخون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہنے اور پڑھنے کی ممانعت کی
وہ مبالغہ ہے۔ اسکی خود رقعات عالمگیری مین استادون کے شعر لکھے ہین بعض وقت
وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت۔

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ۔ چسان در شیشۂ ساعت کنم ریگ بیابان را

وہ اپنی بیٹون کو بیاضون مین اشعار لکھاتا تھا۔ علم نجوم و رمل و جفر کو اپنے مذہب کے موافق
باطل جانتا تھا۔ اسلئے اسکے عہد مین نجومیون کا ستارا اور رمالون کا بھی پاسہ پلٹ گیا۔ ہندون
کی رسوم کے موافق جو نجومیون سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف
کردی۔ تقویمین جو پہلے دفتر مین کام آتی تھین انکو دفتر سے خارج کیا۔

اولاد کی تعلیم

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب سپاہ گری و علم صید شکار و کمانداری و تفنگ اندازی تاریخ
اور علوم دینی و دنیوی کی تعلیم کرتا اور حرم سرا مین تو لڑکیون کو بھی اکتساب عقائد حقہ دینیہ و
احکام ضروریہ و تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا۔

عدالت و انصاف

بادشاہ نے یہ منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اسپر عدالت
مین گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری ممالک کی کل عدالتون مین وکیل شرعی مقرر
کئے کہ وہ عدالت مین مقدمہ دائر کرکے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کرائین۔ غربا کو البتہ یہ مقدور
نہین ہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچکر اپنی حق رسی کی داد فریاد کرین اسلئے یہ وکیل شرعی مقرر
کئے کہ انکی معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کرین یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی کہ اسنے

یہ جا نشر رکھا کہ بادشاہ پر نالش ہوا کرے خلائق کی دادرسی اور رعایا و زیردستون کے
حال کی پرورش کے لئے ہر روز بلا ناغہ دیوان عدالت میں اپنی اوقات کو صرف کرتا۔
میر عدل اور داروغہ عدالت تعین کئے ہیں وہ متظلمون اور دادخواہون کو اپنی سامنے عدالت لائین
اور انکے مطالب و مقاصد کو عرض الاعلی میں پہنچائین اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان
جن ضعیفون کے عرض مدعا اور انجاح مطالب میں بسبب اغراض نفسانی کے تاخیر کرین تو مستغیث اس معتمد
کی طرف رجوع کر کے اپنی حقیقت حال کی عرائض اسکو دین تا کہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے
روبرو لائے۔ بادشاہ ان عرائض کو خلوت میں پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیون پر مستغیثون کے
مطالب کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے اور دولت
کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہیں کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے
جنکا اجرا عہدہ دارون کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہیں کرسکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر و
امیرزادہ جو کسی ولایت و صوبہ میں منتظم مہام ہے اسکا مقدور نہیں ہے کہ وہ بادشاہانہ
بازپرس اور قہر و عتاب کے سبب سے کسی کے قتل کی جرأت کرسکے جو جماعت کہ تعزیرات اور
عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ دارون کی عرائض سے اور وقائع نگارون کے
نوشتون سے اسکی حقیقت حال پر بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے بادشاہ شریعت کے موافق
خود حکم سیاست صادر کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہیں بادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف
و ادنے اعلی بازپرس و مواخذے کے لئے یکسان ہیں۔ حدود شرعیہ کے اجرا میں اعیان و امرا
و اغنیا و فقرا و بے نوا آپس میں متمیز نہیں ہوتے۔ جب کوئی عمائد شاہی میں سے مراتب خدمت
و مراسم عبودیت میں کسی فعل زشت کا مرتکب ہوتا ہے تو بحکم آئین شاہی تو آئین مانند ہی اسکی گوشمالی
واجب ہوتی ہے اسکی جزا تقصیر کے موافق تعزیر ہوتی ہے خدمت سے معزول ہوتا ہے یا رتبہ عزت و اعتبار سے لے لیا جاتا ہے
یا منصب جاگیر سے برطرف کر دیا جاتا ہے اگر چند روز بعد اسکا جرم عفو کے قابل ہوتا ہے تو وہ فضل و کرم بخشایش و نوازش کا مورد ہوتا ہے
کل بندہا بادشاہی اسی طرح تنبیہ و متادب ہوتے ہیں اسی طرح بندہا نا ہنجار کے اطوار و اخلاق کی تہذیب ہوتی ہے بادشاہ عفو تقصیر
میں مصرعہ در عفو لذتی است کہ در انتقام نیست ملا پر عمل کرتا ہے۔ جو امرا اور سردار بادشاہ سے برسر جنگ ہوئے

ان سبکے قصوروں معاف کر دیے۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کبھی کوئی تقصیر اور ان کے قصور معاف کر دیے وہ سزا دینے میں نہایت متحمل و متامل تھا۔ حیا و شرم و مردمی اس قدر اُس میں تھی کہ کبھی کلمہ رکیک زبان پر نہ لایا۔ کوئی بات کسی کے مُنہ پر ایسی نہیں کہتا کہ جس سے وہ آدمی شرمندہ ہوتا۔ یا اوسکی ہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تقبیح ہوتی۔ اگر کبھی زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا۔ پادشاہ عدل و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوئی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ استادہ ہو کر داد طلبوں کو بلاتا وہ بے ممانعت بارگاہ معدلت میں جوق جوق آتے اور پادشاہ کی عنایت توجہ کے سبب سے بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا عرض مطلب کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے اور خارجی باتیں بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو پادشاہ صلابے و داغ میں بہ جبین نہیں ہوتا۔ بارہا بار بار مفتیوں نے حضور سے عرض کیا کہ ایسی مستغیثوں کو جسارت نہیں دینی چاہیئے تو فرمایا کہ ایسے کلمات کے سننے سے اور ایسی امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ تحمل حاصل ہوتا ہے۔

حزم سے مراد ہماری اس صفت سے ہی جسکے سبب سے آدمی اور آدمیوں پر بے جا اعتبار نہیں کرتا۔ اورنگزیب نے جو باپ سے سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر میں ایک لمحہ بھی نہیں بھولا اسکو حزم و احتیاط کے سبب یہ اندیشہ رہا کہ کہیں میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو میں نے باپ کا کیا اسلئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا۔ ہمیشہ اپنے افسروں کو ایک مقام سے دوسرے مقام میں بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ پیدا کر لیں کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹوں کے حال چال ڈھال سے بڑی اپنی احتیاط کرتا۔ انکے ہمراہ خفیہ نویس اور جاسوس انکے پیچھے لگائے رکھتا جب انکو فوج کے ساتھ روانہ کرتا تو انکے ساتھ اتالیق مقرر کرتا ان کے سب کاموں کو اپنے قابو میں رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنی رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا۔

حزم و احتیاط

بلیٹون مین شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے
بہت دور بھیجا۔ ذوالفقار کی تحریر سے بادشاہزادہ کام بخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر
اُسنے اُسکا دل بہت جلد صاف ہوگیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اُسنے اسطرح امتحان
کیا کہ اسکو شکار مین ساتھ لے گیا اور اُسکے ساتھ کے آدمیون کو راہ مین روکتا گیا جب اُسکے
ساتھ آدمی نہ رہی تو اپنی بھری بندوق اسکی ہاتھ مین دی۔ پھر ایک خیمہ مین لیجاکر ایک عجیب و
غریب تلوار اسکو دکھائی جو خاندان مین بطور یادگار چلی آتی تھی۔ تنگی کرکے اسکے جوہر دکھائے
اور خود گرمی کا بہانہ کرکے ننگا ہوگیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا ... امتحان کرلیا اور اپنا
اعتبار اسکے دل مین بٹھادیا۔ تو اُسکو رخصت کیا۔ مورخ لکھتے ہین کہ بعد اس معاملہ کے
یہ شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہوجاتا۔

کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جسمین سوانح نگار جابجا مقرر نہ ہون وہ روزنامچہ لکھتے
تھے۔ اور یہ روزنامچے بادشاہ کی نظر سے گذرتے تھے۔ وہ جزئیات و کلیات اور
طور و طریقہ صوبہ دارون اور حکام و عمال کے ادنے سے اعلے تک بالکل حضور مین بھیجتے
تھے۔ اور عدالت کے موافق وہ اپنی حسن عمل کے پاداش اور سوء کردار کے کیفر پاتے
ان واقعہ نویسون کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ یہ سوانح و حقائق ملک دوسرے شخص کی
اطلاع بغیر لکھتا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش مین نفس الامر
سے تجاوز کرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھلجاتی۔ اس طرح کسی اہلکار
کی بدوضعی اور بدکرداری چھپ نہین سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی
جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ
کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا کہ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی
اعاظم امور ملکی اور کلیات جہات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ
پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ بھی کرنی نہین پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ سے سوانح نگار
جو واقعات لکھ بھیجتے تھے انپر بے تکلف ہدایتین لکھتا چلا جاتا تھا۔ امرا و شاہزادگان

بادشاہ کی جزئیات پر نظر۔

اور سرداران کو معاملات ملکی کے باب کی تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے انکی اصلاح دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک نہ تھی ۔

پادشاہ فنون رزم آزمائی و سپہ آرائی و مراتب لشکرکشی و جہان کشائی میں مہارت رکھتا تھا حسن توکل و ثبات و استقلال ایسا تھا کہ اپنے اعوان و انصار کی قلت اور دشمنوں کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسہ پر اعتماد کرتا خواہ دشمنوں کا کیسا ہی ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصۂ کارزار سے منہ پھیرنا نہیں جانتا تھا بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پراگندہ ہوگئی اور تھوڑے آدمی اس پاس رہ گئے اور دشمنوں کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامہ آرائی کارزار ہوئی مگر اس پادشاہ خصم افگن و دشمن شکن نے استقامت و پائداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح سیلاب لشکر انبوہ سے اپنی جگہہ سے نہ ہلا حسن صبر و ثبات و نیروے ہمت و پردلی سے رایت غلبہ و استیلا کو بلند کیا اور مظفر و منصور ہوا ۔ یہ اسکی عادت میں داخل ہی کہ رزم و جنگ میں جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اتر کر طمانیت سے اسکو پڑھتا ہے پادشاہ کا لشکر بلخ میں تھا اور عبدالعزیز خان مقابلہ آراے صف کارزار ہوا اور بلخ کی فوج نے جو مور و مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ میں کرلیا عین ہنگامہ پیکار کی گرمی میں ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندہاے ظاہر بین نے منع کیا مگر وہ گھوڑے سے اترا اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت و نوافل کو کمال اطمینان سے ادا کیا ۔ عبدالعزیز خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا متحیر ہوا کہ اسنے جنگ سے ہاتھ اٹھایا اور زبان سے کہا کہ باچنین کسی درافتادن برافتادن است من استانس باللہ استوحش من غیر اللہ جو شخص خدا سے مانوس ہوا وہ غیر اللہ سے موحش نہیں ہوتا یہ ایک سعادت خداداد اسمیں تھی کہ نالائم امور کے وقوع سے اسکے چہرۂ احوال پر ملال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور حصول مقاصد سے اسکے چہرہ سے فرح و انبساط کے آثار نہیں ظاہر ہوتے ۔ چنانچہ محاربات عظیمہ میں

جب اسکو فتوح ہوتین اور امرا اسکو مبارکباد دینے آتے تو وہ اسپر کچھ توجہ نہین کرتا اور
وہ شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیئے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حاصل یہ
اوقات شدت و رخا و رنج و راحت و اندوہ و شادی مین اسکا حال ایک وتیرہ پر ہوتا
امور مرغوبہ کی وقوع پر منعم حقیقی کا شکر و سپاس بجالاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات
نفس فرماتا۔ بشاشت و انبساط مین اسکا خندہ حد تبسم سے نہین گذرتا اور قہر و شورش جبلی
کے وقت سوائے چین بجبین ہونے کے زیادہ عتاب کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھیئے تو معلوم نہین ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا تھا
کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر مین جب ہاتھی نے اپنی سونڈ
سے اسپر کمند ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے سے ایسا بھیل بند ڈالا کہ فیل کو مات کیا جب شاہجہان نے
کہا کہ بیٹا ایسی جگہ اڑا نہین کرتے ہٹ جاتے ہین تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ
غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر مین اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیئے کہ قلعون کے فتح کرنے کا اور دشمنون کے شکار
کرنے کا شوق ان پہاڑون مین پیدا ہوا جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل۔ پھر
انہین خیمون کے اندر گرمی اور برسات کے دنون کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے
کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرامگاہون کا چھوڑنا اور پھر دشمنون
سے سینہ بسینہ لڑنا۔ چالیس چلنا اور ہر روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال بادشاہ کا کام تھا
ان کوچون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اسنے بے تکان و بے تکلف اٹھائین وہ اچھے
جوان اور طاقتور سپاہیون سے نہین اٹھ سکتین جن برساتون مین وہ ان گرم ملکون مین رہا
انہین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اسکو پہنچائین جب وہ برسات مین کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیون
اور عقبات وادیون اور دلدلی ریتون اور تنگ تاریک ناپیدا راہون مین گذرنے سے
کیا دشواریان پیش آتین ایسے مقامون مین اقامت کرنی پڑتی کہ جہان کھانے پینے کو
مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ باربرداری کے سارے جانور

مشکلات کی بھینٹ ہوتے جنکے سبب سے فوج لنگڑی ہوجاتی۔ خیموں کے اندر کوچ اور مقاموں
میں گرمی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ پیاس کی شدت
پانی کی قلت سمجھ لو کہ کیا مصیبت دکھاتی ہوگی ان سب آفتوں پر ایک اور آفت وبا کی تھی۔
بعض اوقات وہ لشکر میں پھیل کر پادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی و سفاکی کرتی تھی
کہ دشمنوں کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرتے وہ ہزاروں کی جان کا کھلیان کرتی اور دشمنوں کا بال
بیکا نہ کرتی۔ مگر واہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جائیے کہ آب و ہوا قحط و با
سب نے تجھ پر وار کیے مگر تیری ہمت و استقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو
درماندہ کوئی مصیبت تجھکو افسردہ نہ کر سکی۔ ترس و بیم و خوف و ہراس تیرے آس پاس ہو کر
نہ گذری۔ ان مصائب کے اوقات میں کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اسکی توجہ نہ تھی۔ کوئی
حصہ سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہیں اٹھا سکتا تھا جسوقت کسی فوج کے کوچ کا حکم دیتا
تو ضرور اسکی منزلیں اور سفر کی ہدایتیں بھی خود لکھ کر یا لکھوا کر بھیجتا۔ اپنے افسروں سے
قلعوں کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہاں وہ حملہ کرکے فتح پاتے۔ دکن
میں بیٹھا تھا۔ مگر اتر پچھم پورب کی خبر رکھتا تھا وہاں کے حاکموں کے نام خطوط لکھتا اور
فرمان جاری کرتا۔ پٹھانوں کو ناہموار ملکوں میں سڑکوں کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔
ملتان اور آگرہ کے فسادوں کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ
سوچ کر بتلاتا۔

تقسیم اوقات

پادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہے اور وضو کر کے مسجد غسلخانہ میں جاتا ہے اور
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہے تو نماز پڑھتا ہے۔ نماز کے بعد کلام
مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ادعیہ ماثورہ و اوراد و وظائف معہودہ جو اسکو محقق پیرستون
نے بتائے ہیں پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ میں جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہے۔ اور یہ
اپنے مقربوں کو بلاتا ہے اور سریر معدلت و دادخواہی پہ بیٹھتا ہے۔ عدالت کے منتظم داروغہ
دادخواہوں کو لاتے ہیں خواہ وہ اہل دار الخلافہ و مردم حضور ہوں یا دور دست بلاد

وصوبون کے ستم رسیدہ ہون اور وہ اپنے وطنون اور سکنون سی پادشاہ کے پاس عدالت
کے لیے آئے ہون۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایا شرعیہ موافق شریعت
فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تنقیح وتشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ
مسکینی وفقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات
پادشاہ اپنے شبستان مین اور بعض اوقات منظر جھروکہ مین بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے
نیچے کے میدان مین ایک خلقت انبوہ ہر صنف وگروہ کی جمع ہوتی ہے۔ بے مانع ومزاحم
پادشاہ کو دیکھتی ہے (اس درشن کو پادشاہ نے موقوف کردیا) اسی میدان مین پادشاہ
لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد مین جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان مین بعض امرا
اپنے تابینون کا ملاحظہ کراتے ہین اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی مست ہاتھیون
کو جنکا دیوان خاص وعام مین لانا دشوار ہے پادشاہ کو جھروکے کے نیچے دکھاتے ہین اور کبھی
بعض ہاتھیون کو گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے ہین تاکہ میدان جنگ مین گھوڑون اور سوارون
پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی پادشاہ ہاتھیون کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض اس جلوہ گاہ
مین دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہان سے اٹھکر ایوان چہل ستون خاص و
عام کے جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور اس مین امور عظیم ملکی وکلیات مہمات مالی مین مشغول ہوتا
ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امرا ومنصبدارون کے لئے مراتب معاملات
اور مہام عرض کئے جاتے ہین اور ایک جماعت تفویض خدمات واضافہ مناصب وعطایا اور
مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی انکی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہین اور رسم
تسلیم کی تقدیم کرتے ہین ایک گروہ صوبون اور بیرونی خدمتون پر تعین ہوتا ہے خلعت لیتے
ہین اور رخصت ہوتے ہین اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار روبرو ہوتے
ہین اور اپنی شائستگی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہین گروہ برقنداز جو عبارت
سوار تفنگچیون سے ہے خواہ منصبدار خواہ احدی اور فرقہ احدیان تیرانداز بوساطت میر تزک
وبخشی احدیون کے موقف عرض مین پہنچتے ہین اور پادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان درگاہ

اور امیران درگاہ کے وسیلہ سے صوبہ دارون کی اور ہر صوبہ سرکار کے متصدیون کی عرائض اور انکی پیش کشین محل عرض مین آتی ہین۔ خدمت عرض مکرر کا متصدی احکام شاہی جو درباب منصب و جاگیر و مراتب مہمات اور اقسام معاملات مین صدور ہوتے ہین مکرر عرض کرتا ہی اور ہر روز آراستہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیون کا داروغہ کچھ ہاتھی آراستہ کر کے روبرو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو اسکے متکفل معرض عتاب و بازخواست مین آتے ہین اسپان داغی اور تابینیون و منصبداران کو داروغہ داغ و تصحیحہ دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر مین زبون معلوم ہوتا ہی تو اسکو رد کرتا ہے تابین یا شخص معرض عتاب مین آتا ہے اس ایوان مین غرض کلیات امور و عظائم مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار یا پانچ گھڑی اس کام مین بادشاہ مشغول رہتا ہے دوپہر سے پہلے بادشاہ اس ایوان سے اٹھ کر خاص غسلخانہ مین جاتا ہی یہانتک دوپہر تک وہ رہتا ہے اکثر اعیان دولت و ارکان سلطنت و متصدیان مہمات اور اہل خدمات اور ایک گروہ گرز برداروں کا اور اہل خاص چوکی اور ایک جماعت چیلیون اور قورچیون کی اور ان آدمیون کی جنکا ہونا ضروری ہے شرف باریاب ہوتے ہین اور دیوانیان عظام اور بخشیان ممالک و ناظم و متصدیان مہام سوبجات و کارخانہ جات کے داروغے اور اور ارباب خدمات جنکو عرض کی اجازت ہوتی ہی مطالب مہمات کلی و جزوی نوبت بنوبت معروض کرتے ہین اور انکے جواب بادشاہ ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیازمندون کو جوق جوق بادشاہ کی نظر کے سامنے لاتا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہی اور یہ گروہ اپنے نصیبہ کے موافق تعین وظائف اور عطای اراضی مدد معاش و انعام نقود سے کامیاب ہوتے اور صوبہ داران اور حکام اطراف کی عرائض اس محفل بار یافتگان قرب کی وساطت سے بادشاہ کی نظر سے گذرتی ہین بعض کو بادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اورون سے سنتا جو شاہی احکام ہوتے انکو دستور منشیون کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودے بادشاہ کی

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا۔ جب منشیر جلیل القدر لکھی جاتی تو دستور اعظم انکو
نظر سے پہلے گذرانتا بعض فرمانون پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطرین لکھ دیتا۔ ہر صوبہ
سرکار کے جو سوانح نگار اطراف کے نوشتے بھیجتے بادشاہ انکو سنتا۔ بعض اوقات
جانوران شکاری باز و جرہ و شاہین و چرغ و بحری و یوز وغیرہ خوش بیگی و
قراول بیگی ملاحظہ کرتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی بعض پریچہرہ
گھوڑون کو آراستہ کر کے ملاحظہ کراتے اور انکو صحن غسلخانہ مین جا باب سوار پھراتے
اسی مجلس مین جا روغہ عدالت مستغیثون اور داد خواہون کو حاضر کرتا اور عرض احوال
و مطالب گذارش کرتا۔ بادشاہ انکی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ مین سے چہار شنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جسمین وہ دیوان خاص و عام مین نہین بیٹھتا۔ تمام
متصدیان عدالت و قاضی عسا کر و مفتی و فضلاء و علماء و ارباب عمائم و سنجیدگان شہر
محفل مین غسلخانہ مین حاضر ہوتے اور بادشاہ تمام وقت عدل پروری و داد گستری مین
مصروف ہوتا۔ جن آدمیون کے یہان ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے دوپہر تک
بادشاہ ان شغلون مین مصروف رہتا پھر یہان سے اٹھکر محل مین جاتا اور وہان
قلیل کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد مین جاتا۔ دو
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا۔ تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص مین جاتا اور عصر کے وقت
تک وہین رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت و کتابت کرتا اور رسائل دینی و مطالعہ
کتب اور عارفون کے رسالون کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے امیرون کو مصالح و مہمات
ضروریہ کے لئے بلا لیتا۔ اور بعض داد خواہون کی اور مظلومون کی التماس کو سن
لیتا۔ انکا جواب دیدیتا۔ کبھی کبھی بادشاہ کے حرم سرا مین سے بیگمین آجاتین
اور مستورات محنت زدہ و بیوون و یتیمون کا حال عرض کرتین۔ ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

تو پھر غسلخانہ کی مسجد میں آتا بعض مہمات ملکی و دولت عرض ہوتین اور صبح کے وقت کی
طرح یہان امرا کورنش بجا لاتے امرا و منصبدار جنکی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے
موافق انکو تو رخصت دیئے جاتے۔ جب شام کے وقت موذن اذان دیتا تو بادشاہ سب کامون
کو چھوڑکر اذان سنتا اور مسجد مین جاکر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک وظائف و اوراد مین
گذارتا پھر نشیمن غسلخانہ مین آتا اور امور ملکی و مالی مین مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہمات
کلیہ و جزئیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب احکام سنتا۔ جب چار گھڑی رات جاتی اور
عشا کی آذان ہوتی تو بادشاہ مسجد مین جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور غسلخانہ سے
اکثر آدمیون کو رخصت کر دیتا۔ آرامگاہ خاص مین جاتا۔ روز پنجشنبہ کو دیوان خاص و عام
مین اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور غسلخانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اس دن
بادشاہ اس وقت کو عبادت مین بسر کرتا اور وظائف پڑھتا۔ رات دن مین بادشاہ
ایک پہر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو یاد الہی مین بسر کرتا تھا۔

اورنگ زیب کے رقعات بھی ایک قدر دانش ہی اسکے رقعون مین احادیث و آیات
قرآنی و اشعار اساتذہ قابل تحریر ہین۔ اسکے مختلف نسخے قلمی اور مطبوعہ درس مین جا بجا
ہین اسکے رقعون کے تین مجموعے موجود ہین انکے نام یہ ہین کلمات طیبات جسکو اسکے میرمنشی
عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقائم کرائم جسکو دوسرے میرمنشی نے
ترتیب دی تیسرے دستور العمل آگاہی جو اسکے مرنے سے ۴۳ برس بعد مرتب ہوا
پہلے دو مجموعے اسکے خود ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے تھے جو اسنے میرمنشیون کو نقل
کرنے کیلئے دیئے تھے۔ تیسرا مجموعہ بھی اس قسم کا تھا اسمین نہ ترتیب اور تاریخ کا پتا نہ تھا۔
اور اختصار کے باعث اور ان مضمونون کی نا آشنائی کی وجہ سے جنپر اشارے کئے
کئے گئے تھے وہ مبہم ہو گیا ہے۔ آداب عالمگیری مین قابل خان نے بہت سے مکتوبات اورنگزیب
کے جمع کئے ہین اور ایسی ہی مکتوبات عالمگیری کا حال ہی اسکے زمانہ کی عمدہ تصنیفات
یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہی جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

تصنیفات اورنگزیب اور اسکے عہد کی تصنیفات

پہلے دستور یہ تھا کہ مورخ پادشاہون کی تاریخین اور روزنامچے لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اس پادشاہ کے عہد مین بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیرنامہ لکھا جسمین دس سال کی سلطنت کا حال بالتفصیل لکھا ہی اور یہی معتبر تاریخ سلطنت دہ سالہ کی ہی۔ مگر پادشاہ نے اس کے بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت ممانعت کردی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اسکا سبب مآثر عالمگیری مین تو یہ لکھا ہے کہ پادشاہ بنا بر باطن کی تاسیس کو آثار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا اسلیے اسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کردی۔ کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت و فطنت و عناد و عصبیت کا تھا۔ شجاعت اور فطنت کے سبب سے تو اسسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو پادشاہان عالی مقدار کو شایان ہین مگر عناد اور عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور مین آتے تھے جو عظیم الشان پادشاہون کو زیبا نہین ہین اسلیے اسنے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کردی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے یادگار نہ رہین مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات مین پندرہ تاریخین لکھی گئین جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہی جو اہل یورپ کے ہاتھ مین اورنگ زیب کی بدکاریان بیان کرنے کے لیے دستاویز ہے۔

بہت سے سنی و شیعون کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہی جسکے سبب سے وہ ایک دوسرے کی نیکیون کو نہین دیکھ سکتے۔ یا انکو وہ نیکیان دکھائی نہین دیتین۔ غرض دونو فریق ایک دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہین نیکیون کے بیان کرنے مین کند زبان ہین اور بدیان کھود کھود کر نکالتے ہین۔ ان دونو فریق کے طرز تحریر مین یہ فرق ہے کہ اہل سنت کی تحریر مین تقیہ نہین ہوگا اور شیعون کی تحریر مین تقیہ ہوگا۔ خافی خان شیعہ ہے اسکی تحریر عجیب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ پادشاہ کی نسبت نیک خیالات پیدا نہ ہون وہ انکے نیک کامون کی تعریف کرکے ایک بات ایسی لکھدیگا جسسے وہ نیکیان خاک مین ملجاتی ہین اگر کسی پادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا تو اسکو لکھکر تعریف کریگا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل مین نہین آیا۔ اورنگ زیب نے بہت سے محصول

معاف کئے۔ مگر دار الخلافہ مین اور اسکے گرد انکی تعمیل ہوئی اور باقی اور مقامون مین ان کے
سبب سے زیادہ ظلم وستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب شیعہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہی کہ ایران
کے صفوی خاندان کے پادشاہ جو دائم الخمر رہتے تھے انہون نے بھی دشمنون سے وہ سلوک
نہین کیا جو اس پادشاہ دیندار اورنگ زیب نے اپنے بھائیون اور بیٹون کے ساتھ سلوک
کیا وہ طعن و تشنیع و تبرا کرنے مین ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ فرانسیسی زبان
پڑھا ہوا ہی جسمین ایسے مضامین بڑی لطافت و ظرافت سے ادا کئے جاتے ہین یہ فرانسیسی ز
اوسنے اپنی فارسی زبان مین خرچ کی ہے ـــ

مملکت جسپر پادشاہ بلا واسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی
سلطنت تک یعنی خیوا اور بخارا کے خانات تک تھی جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی جو
اب برٹش گورمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ مین
ہی اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہی ـــ

اس زمانہ مین انگریزی تاریخون مین اور اخبارون مین بڑی بحثین اس بات پر ہوتی ہین کہ
رعایا سے محصولات برٹش گورمنٹ مین زیادہ کئے جاتے ہین یا سلطنت اسلامیہ مین لئے
جاتے تھے اس مین انگریزی محققین تمام حسابون کو لگا کے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ سلطنت اسلامیہ
مین رعایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورمنٹ سے محصول کم لینے والی
سلطنت ہندوستان مین اب تک نہین ہوئی اسکے مخالفت مین یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت
اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کنوئے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ مین دیتی تھی
نہ کسی دوسرے ملک کو لیجاتی تھی نہ اپنے خزانون مین جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ ایک بحث
ایسی طول طویل ہی جسکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزارون صفحون کے منہ کالے ہوئے ہین
میرے نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتون کی آمدنی اور خرچون کے طور و طریقے سے جداگانہ
ہین کہ انکا حساب لگا کے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا محقق کی میلان طبع پر موقوف ہی۔
جو انگریزی نتیجہ نکالتے ہین اسکے برعکس ہندوستانی اس تحقیق مین اب سلطنت اسلامیہ کے

محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آتی ہین۔ اوّل سکون کی قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا سائر ابواب سے وہ بالاجمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ مین تحریر ہین اور باتفصیل دونوں کی تحقیق و تشخیص کی گئی۔ سنہ ۱۵۹۴ سے سنہ ۱۷۰۷ تک روپیہ کی قیمت انگریزی سکون مین بحساب اوسط ۲ شلنگ اور ۳ پنس تحقیق ہوئی ہے جو ہندوستان کے ایک روپیہ ۲ ار کی برابر ہے جو روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اسکی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن مین نیا روپیہ ہو وہ ایک روپیہ سوا کا آئین کچھ اختلاف نہین ہے کہ پہلے حساب دام مین ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا ایک چالیسوان حصہ یعنی ۴۰ دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا غرض اس حساب سے تحصیل مالگذاری کی تفصیل یہ ہے اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیئے جو اوپر بیان ہوچکی

نام پادشاہ	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	سنہ ۱۵۹۴	۱۸۶۴۰۰۰۰۰	ابوالفضل۔
〃	سنہ ۱۶۰۵	۱۹۶۳۰۰۰۰۰	ڈی لائٹ
جہانگیر	سنہ ۱۶۲۷	۱۹۶۸۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
شاہجہان	سنہ ۱۶۲۸	۱۸۷۵۰۰۰۰۰	محمد شریف
〃	سنہ ۱۶۴۸	۲۲۷۵۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
〃	سنہ ۱۶۵۵	۳۰۰۸۰۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اورنگزیب	سنہ ۱۶۶۰	۲۵۴۱۰۰۰۰۰	برنیر
〃	سنہ ۱۶۶۶	۲۶۷۰۰۰۰۰۰	ٹھیونوٹ
〃	سنہ ۱۶۶۷	۳۰۸۵۰۰۰۰۰	بختاورخان
〃	〃	۴۰۱۰۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
〃	سنہ ۱۶۹۷	۳۴۵۵۰۰۰۰۰	منکی
〃	سنہ ۱۷۰۷	۳۳۹۵۰۰۰۰۰	روپیوسیو

ان دو آخر سنوں کی تفصیل صوبہ وار یہ ہے۔

ملک کی جمع (یعنی زمین کی پیداوار سے آمدنی جو بادشاہ کو دی جائے) سنہ ۱۶۹۷ء			زمین کی جمع سنہ ۱۷۰۷ء		
نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱	دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰	۱	دہلی	۳۰۵۴۸۷۵۳
۲	اگرہ	۲۲۲۰۳۵۵۰	۲	آگرہ	۲۸۶۶۹۰۰۳
۳	لاہور	۲۳۳۰۵۰۰۰	۳	اجمیر	۱۶۳۰۸۶۳۴
۴	اجمیر	۲۱۹۰۰۰۰۰	۴	الہ آباد	۱۱۴۱۳۵۸۱
۵	گجرات	۲۳۳۹۵۰۰۰	۵	پنجاب	۲۰۶۵۳۳۰۲
۶	مالوہ	۹۹۰۶۲۵۰۵	۶	اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷	بہار	۱۲۱۵۰۰۰۰	۷	ملتان	۵۳۶۱۰۷۳
۸	ملتان	۵۰۲۵۰۰۰	۸	گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	ٹھٹھہ (سندھ)	۶۰۰۲۰۰۰	۹	بہار	۱۰۱۷۹۰۲۵
۱۰	مکہ	۲۴۰۰۰۰۰	۱۰	سندھ	۲۲۹۵۴۲۰
۱۱	اڑیسہ	۵۷۰۷۵۰۰	۱۱	دولت آباد	۲۵۸۷۳۶۲۷
۱۲	الہ آباد	۷۷۳۸۰۰۰	۱۲	مالوہ	۱۰۰۰۹۷۵۴
۱۳	دکن	۱۶۲۰۴۷۵۰	۱۳	برار	۱۵۳۵۰۶۰۲۵
۱۴	برار	۱۵۸۰۷۵۰۰	۱۴	خاندیس	۱۱۲۱۵۷۵۰
۱۵	خاندیس	۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵	بیدر	۹۳۲۴۳۵۹
۱۶	بگلانہ	۶۸۸۵۰۰۰	۱۶	بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۶
۱۷	ننڈی زمانداری	۷۲۰۰۰۰۰	۱۷	اڑیسہ	۳۵۷۰۵۰۰
۱۸	بنگال	۴۰۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد	۲۷۸۳۴۰۰۰

نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹	اجین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹	بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۳۵
۲۰	راج محل	۱۰۰۵۰۰۰۰		میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۴
۲۱	بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۰	کشمیر	۵۷۴۶۷۳۴
۲۲	گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۱	کابل	۴۰۲۵۹۸۴
	میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲		میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۴۴
۲۳	کشمیر	۳۵۰۵۰۰۰			
۲۴	کابل	۳۲۰۷۲۵۰			
	میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲			

ان رقومات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی ۱۶۵۵ء میں افزائش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور ۱۶۶۰ء اور ۱۶۷۰ء میں آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے ۱۷۰۷ء میں ہو گئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزائش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں اونیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب پہنچ گئی اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی میں وہ خراج بھی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ ۱۶۰۰ء میں اونیس کروڑ اور ۱۷۰۰ء میں ۴۰ کروڑ کے قریب صرف زمین کا محصول لیتے تھے۔ بادشاہ اگرچہ زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت کا قائم کیا اور معادمی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمائش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری تھے

مرات الحقائق میں بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۹۲۴۱۷۱۶۰۸۲ دام تھی جس میں
سے ۱۷۲۷۹۸۱۲۰۱ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی میں داخل ہوتے تھے اور باقی
۷۵۱۵۳۳۷۴۴۱ دام جاگیرداروں اور منصبداروں وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔
زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو آسان ہے مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا بہت
دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۳۸ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف
کر دیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری میں لکھی ہے اور پھر اورنگزیب نے بہت سے محصول معاف
کئے نئے مقرر کئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندؤں پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانوں
پر مقرر کی جسسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی ۱۶۸۵ء میں ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر
برہان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی
امیر بڑی بڑی نذریں دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہیں
ہو سکتا کہ بادشاہ کو ان نذروں کے لینے اور خلعت دینے میں کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا
تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخوں میں نہیں ہے۔ مگر فرنگیوں نے قیاس سے
اس کا حساب بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو سنہ ۱۶۰۹ سے ۱۶۱۱ تک ہندوستان میں رہا تھا لکھتا ہے کہ
بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیٹرو بیان کرتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۷ بادشاہ کی
آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور
آمدنیاں محصولوں کی تھیں۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور ٹکسال
وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیملی کیری جسنے اورنگزیب سے سنہ ۱۶۹۵
میں ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ
روپیہ کی ہے اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی
ان بادشاہوں کی آمدنیاں ساری ایک ہاتھ میں آتی تھیں اور دوسرے ہاتھ میں خرچ
ہو جاتی تھیں لاکھوں سپاہی تھے انکے افسروں اور منصبداروں اور جاگیرداروں
اور صدہا طرح کے ملازموں میں یہ آمدنیاں خرچ ہوتی تھیں۔ اگر امیروں کی تنخواہوں کا

حساب لگاؤ تو وہ کروڑوں روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ میں شاہجہان کے خزانہ میں کبھی
چھہ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ میں چھوڑ مرا سلاطین
مغلیہ میں تیموریہ سے لے کر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہیں ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے
تھے۔ اور طامس صاحب بادشاہوں کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہیں۔

نمبر	نام بادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق سنہ ۱۳۵۱ سے سنہ ۱۳۸۸	+	۶۸۵۰۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر سنہ ۱۵۲۶ سے سنہ ۱۵۳۰	۲۶۰۰۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر سنہ ۱۵۹۳	+	۳۲۰۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر سنہ ۱۵۹۴	۱۶۵۷۴۳۸۸	+
۵	اکبر سنہ ۱۶۰۵	۱۷۴۵۰۰۰۰۰	
۶	جہانگیر سنہ ۱۶۰۹ سنہ ۱۶۱۱		۵۰۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر سنہ ۱۶۲۸	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	+
۸	شاہجہان کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہان کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اورنگ زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰۰	۷۷۴۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہمنے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیر نامہ اور مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل
سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پایۂ اعتبار سے ساقط جانتا ہوں جسکا
سبب میں نے اوپر بیان کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیموریہ بلکہ دہلی کے بادشاہان سلف میں بحسب ظاہر ایسا بادشاہ کہ عبادت و ریاضت
و عدالت گستری میں ممتاز ہو۔ سکندر لودی بادشاہ کے بعد جسکی صفات حمیدہ
جلد اول میں گذارش ہوئی ہیں کمتر دوسرا بادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

وبردباری ورای صائب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔
سیاست کو کام مین نہین لاتا تھا اور ملک کا بندوبست بے سیاست صورت نہین پکڑتا تھا
اور امرا مین بسبب بدچشمی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام مین آتا کمتر پیش رفت ہوتا
مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے حواس
خمسہ مین فرق نہین آیا سماعت مین خلل کچھ ہو گیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہین ہوتا
تھا شب اکثر بیداری عبادت مین بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت
ہین انکو چھوڑ دیا تھا۔

اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے
اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اسنے لکھا ہی کہ وہ ستیا نہین رکھتا تھا
اسلئے اسکے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہی۔ کیا اسنے گولکنڈہ بیجاپور کو
نہین فتح کیا ہی کیا اسنے بگڑے ہوئے راجپوتون کو اپنے عہد مین جانے نہین رکھا ہی مرہٹون
کو ایکدفعہ کیا اسنے ستیاناس نہین کر دیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹون کا سر نہ کچلتا۔
آسام کے راجہ سے کیا اسنے پیشکش نہین لی اور اسکے ملک کا حصہ نہین لیا اسکے بعد جو سلطنت
مین خرابی پھیلی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی ایسا جیسا چاہئے
ہوتا تو اسکو سنبھالتا۔ ہم اسکے خیالات جو بادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و نفس
و تعلیم کے باب مین تھی۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ سے اصل سے مقابلہ کرکے لکھتے ہین۔

اپنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے اتالیق مقرر کرنے کیلئے اپنے
ارکین سلطنت اور علماء کو جمع کیا اور انکے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مین اس نوعمر
لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہون کہ وہ بڑا لائق فائق ہو۔ بادشاہ سے زیادہ کوئی اس
امر کو نہین جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہی کہ شاہزادون کے دلون مین وہ مخازن مفید علوم کے ہون
جسسے وہ قومون پر حکمرانی اور فرمانروائی کے قابل ہون۔
اسکا قول ہی کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت مین اورون پر فضیلت رکھتے مین ایسی ہی و

اور اولاد کی تعلیم کے باب مین عالمگیر کے خیالات

غیر زنانگی اور نکو کاری مین افضل ہون وہ خوب واقف ہی کہ ایشیا کی سلطنتون پر جو آفتین آئین بلائین
پڑتی ہین اور انہین بد عملی اور بے انتظامی پاؤن پھیلاتی ہی اور جس سے آخر کار برباد اور تباہ ہو جاتی
ہین اسکا سبب یہی دریافت ہوگا کہ بادشاہون کی اولاد کی تعلیم مضر اور ناقص ہوئی ہی۔ وہ
بچپنے ہی سے روس سرکیشیا۔ منگ ریلیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور حبش کی
عورتون اور خواجہ سرایون کی صحبت مین پرورش پاتے ہین۔ وہ اپنے سے بڑون کے آگے
فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہین اپنے سے چھوٹون کے اوپر ظلم توڑتے ہین اور غرور سے پیش آتے ہین
جب شاہزادے تخت نشین ہوتے ہین اور محلون کی چار دیواری سے باہر آتے ہین تو وہ اپنی فرائض
منصبی سے جو اس حالت کے لیے لازم ہین بالکل جاہل ہوتے ہین وہ اپنی حیات کی تماشاگاہ مین
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کسی اور ہی دنیا سے آگئے ہین یا اول ہی اول کسی تہ خانہ سے نکلے
ہین جو احمقون کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہین یا تو وہ بچون کی طرح
ہر بات کو یقین کر لیتے ہین یا ہر چیز سے ڈرتے ہین حماقت کے سبب ایسے ہٹیلے اور بے احتیاط
ہین کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہین اور برے کامون کے کرنے مین [illegible]
ہوتے۔ جب انکے سر پر تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جبلی طبیعت کے سبب یا ان خیالات
کی وجہ سے جو ابتدائی سے انکے خاطر نشان کیے گئے ہین اپنی تمکنت و وقار دکھاتے ہین
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری تمکنت و وقار ان کی اصلی خصلتین نہین ہی بلکہ
ان صفات کا ایک ظاہری تصنع انکی کسی بری تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت مین انکی ان صفات
کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمایش ہی۔ انکی خوش خلقی طفلانہ ہوتی ہی اس سبب سے
کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہین ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہی وہ میری اس بیان
کا منکر نہ ہوگا مینے شاہزادون کے حال کی ہو بہو تصویر کھینچی ہی کیا ایشیا کے
سلاطین آنکھین بند کر کے ظلم و ستم نہین کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف نہ تھے
کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ عادات مین ایسے بدمست نہ ہوتے تھے کہ جسے
انکی تندرستی غارت ہو جاتی تھی اور شہوت پرستی مین ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

سے عقل انکی سلامت نہ رہتی تھی؟ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنے کی جگہ سیر شکار ہی
مین یا ناچ ہر وقت نہ کھوتے تھے؟ کتون کی جوڑیون کا خیال انکو بہت رہتا ہے اور
اقلیدس بیت بازی مین رہتے ہین مگر ان بیچارے غریبون کی تکلیفون کی پروا نہین کرتے
جنکو قندھار یا کابل کو بادشاہون کے ساتھ جانے کی بیگار مین مجبور کئے جاتے ہین اور
گرمی سردی کی شدت اٹھانے سے اور بھوک و تکان سے مرجاتے ہین خلاصہ یہ ہے
کہ ایشیا کے سلاطین شیاطین کے بھائی ہوتے ہین اور یہ برائیان انکی بوقلمون ہوتی ہین اور
یہ بوقلمونی انکی طبعی میلان کے سبب سے یا انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے
دلنشین ہوتے ہین کمتر ایسا بادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و
ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسی وزیر کے ہاتھ
مین دیدیتے ہین جو اپنی مطلق العنانی کے لئے کہ کوئی اسکے کسی کام کا مزاحم نہو ایسی
تدبیرین رہتا ہے کہ بادشاہ کسی طرح سے اپنی بدآشنائی سے فرصت نہ پائے۔ اور
اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر اعظم اعضاء سلطنت کے استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
مین نہین رکھ سکتا تو بادشاہ کی ماں جو اصل مین کوئی لونڈی یا باندی ہوتی ہے
یا کوئی گروہ خواجہ سراؤن کا اور ایسے آدمیون کا حکمرانی کرتے ہین جنکی تدابیر ملکی
وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ سازشون کے جوڑ توڑ
کی ادھیڑبن مین لگے رہتے ہین کہ کسی اپنے ہمجنس کو جلاوطن کرین یا قید کرین یا پھانسی
دین۔ اور اکثر یہ سلوک امیر الامراؤن و وزیرون سے بھی کرتے ہین انکی ایسی شرمناک
سلطنت مین کوئی شخص جو کچھ بھی مال رکھتا ہو ایک دن کے لئے بھی اپنی حیات کو یقینی
نہین جانتا پھر ایک دوسری جگہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے استاد
ملا صالح سے کہا (ملا صالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور دارا شکوہ کا پیرومرشد
تھا۔ شاہجہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ سنہ ۱۰۶۶ مین کشمیر مین مرگیا۔ برنیر کا
ملا صالح یہی ہوگا جسنے کچھ عالمگیر کو بھی سکھایا ہوگا) ملاجی مجھے آپ یہ تو

بتلایئے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو بھی اپنے دربار
کے نہایت اعلے درجہ کے امراء مین داخل کرون؟ تو مجھے اول تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی
عزت کے مستحق ہین۔ مین اس سے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو
شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ
نوجوان کو دکھلایئے تو مین کہونگا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد
کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے مجھے آپ بتلایئے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا
علم حاصل ہوا؟ آپ نے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے
جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اسکے
بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ
اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور
ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہون نے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا۔
ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور
جہان کے بادشاہ ہین اور ایران وازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ خطا۔ پیگو۔ سیام۔ چین
ماچین (یا ماچین) متقدمین کی کتابون مین بطور تابع ہمل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا
تھا۔ بعض کہتے ہین کہ جہان جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے
کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی
اور تاریخ دانی پر میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے
مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین؟ چین کی قوت کیسی ہے؟ طرز و آئین جنگ اسکے
کیا ہین؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق
مین مفید سمجھتے ہین؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ
مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے
واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے
تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے اگلے
تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے جو اس سے پہلے گذرے اور انکی عجیب و غریب باتون سے
جنکے سبب سے اُنہون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضرور ہے کہ وہ
اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپ نے عربی لکھنا پڑھنا سکھلایا
اور آپ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک بڑا احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین
ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہی آپ اس بات کو بھول گئے
کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپ نے مجھے علم صرف و نحو
سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری عمر
کا بیش قیمت وقت بے سود۔ بے لطف الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا
کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام
ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلی درجہ کے خیالات پیدا
ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین بجا نہین لاتے تو
وہ خدا نہین قبول کریگا اور مسائل شریعیہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟
آپ نے میرے باپ شاہجہان سے کہدیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہی کہ آپ نے برسون
تک ایسے لاطائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کار آمد نہ ہوئے بلکہ صرف ایسے عجیب اور فضول خیالات
اور توہمات ہین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان پھاڑا اور ہٹ دھرم ہو جائے
کہ لوگ اس سے دق ہو جائین۔ بے شک آپ نے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل
مہمل کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہین کر سکتا تھا بجز اسکے کہ اسے چند عجیب اور غیر معروف اصطلاحون سے واقف تھا جو ایک عمدہ فہم کے نوجوان شخص کی ہمت کو شکستہ۔ دماغ کو مختل طبیعت کو حیران کر دیتی۔ اور جو فلسفہ کے مدعیون کے جھوٹے دعوؤن اور جہالت کے چھپانے کی خاطر جو آپ کی مانند لوگون کو فریفتہ کرنا چاہتے ہین کہ وہ عقل و دانش مین سب سے بڑھے ہوے ہین اور یہ کہ انکی تاریک اور مشتبہ المفہوم جق جق و بق بق مین ایسے بہت سے دقایق ہین جو بجز انکے اور کسی کو معلوم نہین گھڑ لی گئی ہین اگر آپ مجھکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل ہو جاتا ہی کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہین کر سکتا۔ یا آپ مجھکو ایسا سبق پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو ایسا شرف و علو حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات سے متاثر نہین ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت مین ایک ہی سا رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کے لوازم فطرت اور مقتضیات بہیمیہ (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان سے طریق استدلال کا عادی بناتے کہ تصورات اور تخیلات کو چھوڑ کر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہہ کی طرف رجوع کیا کرتا۔ اور عالم و مافیہا کے حقایق واقعیہ اور انکے کون و فساد کے ترتیب و نظام کے معارف قطعیہ سے مجھے مطلع کرتے اور جو فلسفہ آپنے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو مین اس سے بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکندر نے ارسطو کا مانا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ آپکو انعام عطا کرتا۔ ملاجی ناقدر دانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائیے کیا آپ نہین جانتے تھے کہ شاہزادون کو اتنی بات ضروری سکھانی چاہیئے کہ انکو رعایا اور رعایا کو انکے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کر لینا ضرور نہ تھا کہ مین کسی وقت مین تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے تلوار بکف ہو کر اپنے بھائیون سے لڑنے پر مجبور ہونگا کیونکہ آپ خوب جانتے ہین کہ سلاطین ہند کی اولاد کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہین پس آپنے کبھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا؟ مگر میری خوش طالعی تھی کہ مین نے ان معاملات مین ایسے لوگون سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ اپنے گانون کو چلے جائیے

بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند۔

ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام میں اس قدر محنت و
مشقت اٹھاتے ہیں۔ اس سے خوف ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ
قوائے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان نہ پہنچے۔ اسکو سنکر بادشاہ نے اس ناصح
عقلمند کی طرف سے تو منہ پھیر لیا گویا سنا ہی نہیں اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے امیر کی طرف
جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب میں متفق الرائے ہیں
کہ مشکل اور خوف کے زمانہ میں بادشاہ کو جان جوکھوں میں پڑ جانا اور ضرورت کے وقت
رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑ کر میدان جنگ میں جان دیدینا
فرض و واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس یہ نیک اور باتمیز شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور
آسایش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف اٹھانی نہ پڑے اور بغیر اسکے کہ انکی رفاہ و فلاح کی تدبیر و فکر کئے سوئے
میں مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے یا ایک دن بھی بے عیش و عشرت اور لہو و لعب کے
بسر ہو۔ یہ مدعا یوں ہی حاصل ہو جائیگے اور اسکی یہ رائے ہے کہ میں اپنی تندرستی کو مقدم
سمجھا کروں اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسایش ہی کے امور میں مصروف ہوں اور
اسکا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ میں اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ
بیٹھوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اس امر پر غور نہیں کیا جس حالت میں مجھے خدا نے شاہی
خاندان میں پیدا کر کے تخت پر بٹھایا ہے تو دنیا میں اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں بھیجا
بلکہ اوروں کے آرام کے لئے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہیں ہے کہ اپنی ہی
آسایش کی فکر کروں البتہ انہی کی رفاہ کی غرض سے جسقدر آرام لینا ضروری ہے
اسکا مضائقہ نہیں ہے اور بجز اس حالت کے کہ انصاف و عدالت اسکی مقتضی ہو یا
اقتدار سلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت
میں رعایا کے آرام و آسائش کا نظر انداز کرنا جائز نہیں ہے اور رعیت کی آسایش اور
بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہیئے مگر یہ شخص اس بات
کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہے کیا کیا قباحتیں پیدا ہونگی

اور یہ اسکو معلوم نہین کہ دوسرے کے ہاتھ مین حکومت کا دیدینا کیسی بات ہے اور سعدی
نے جو یہ لکھا ہی کہ پادشاہون کو چاہیے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنے اوپر
لین ورنہ بہتر ہے کہ پادشاہ کہلانا چھوڑ دین تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے پس اپنی ذات
سے کہدیجیے کہ اگر ہم سے تحسین و آفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اسکو
اچھی طور سے کرتا رہے اور خبردار ایسی صلاح جو پادشاہون کے سننے کے لائق نہین ہے پھر
کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات سے بچنا جو دوسرون
کی بہبودی کے فکر و تردد مین آدمی کو گھلا ڈالتے ہین انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے پس
ایسی فضول صلاح کارون کی ہمکو حاجت نہین اور عیش و آرام کی بھلا صلاحین ہماری بیگمین بھی
دے سکتی ہین - یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے والعلم عند اللہ مگر عالمگیر نے جو رقعات اپنے باپ پاس
اسکی قید کی حالت مین لکھے ہین انمین اسنے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ مین صرف آپکو
بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اٹھانے کی طاقت آپ مین نہین رہی - یہ کام
کرتا ہون مین آپسے صحبت کرنے پر خلقت کی آسایش اور آرام کو ترجیح دیتا ہون اور ایسے ہی
فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ اوپر لکھے گئے - ان رقعون کو ظفر نامہ شاہجہان کے آخر
مین نکال کر پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیون کے مارنے کا معلوم ہوجائیگا

عالمگیر کی سلطنت کا حال اور اسکا مآل

سنہ ۱۶۵۸ع مین اورنگزیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید مین تھا اسنے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو
ایک بے نظیر تلوار کا نام تھا - جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت مین اس پاس بھیج دی تھی -
سنہ ۱۷۰۷ع تک سلطنت کی - ہندوستان مین جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ان سب مین
وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی
جو دنیا مین بڑی بڑی سلطنتون کو ہوئی ہے - اسکے عہد مین خاندان تیموریہ کی سلطنت
اپنی معراج پر پہنچی اسنے پچاس برس تک بڑے کر و فر و شان و شوکت سے سلطنت کی
اول اسکو مجبوری باپ سے سرتابی کرنی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکوہ بھلا اسکو کب سلطنت

کرنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیون کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا
دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعویٰ کرے اسکو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ملک سے
خارج اسکو بھی یہی کام بھائیون کے ساتھ کرنے پڑے۔ جو عالمگیر کو اس سبب سے برا کہتے ہین کہ
اُس نے باپ کو قید کیا اور بھائیون کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہین کرتے۔ در
سلطنت خویشی نیست کے مقولہ کو نہین سمجھتے اگر وہ باپ بھائیون کے ساتھ یہ سلوک
نہ کرتا تو تخت سلطنت پر استقامت کے لئے قدم نہین رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہین
بچا سکتا۔ جو اُسنے بھائیون کا حال کیا وہ حال اُسکا بھائی کرتے ایسے فسادات تو
اس خاندان مین ورثہ مین ملے تھے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہین ہوا
اُسنے اپنی حسن تدبیر کے کمال اور قندھار کے پٹھانون کو سر نہین اٹھانے دیا انکو تابع رکھا
شاہ ایران اُسکے ساتھ اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا اور بڑے بڑے شاہان اسلام
غیر ملکون کے اُسکے دربار مین سفیر و تحفے تحائف بھیجتے تھے اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے
راجپوت بگڑے۔ مگر پھر اُسنے انکو اپنے عہد مین مطیع رکھا۔ بادشاہ دکن مین اپنے
زمانہ مین بھی بڑے بڑے کار نمایان کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی دھن تھی۔ کہ اپنی سلطنت
کے آدھے زمانہ مین اپنے سپہ سالارون کو بھیج بھیج کر اہل دکن سے لڑاتا رہا اور آدھی مدت
سلطنت مین خود دکن مین جا کر معرکہ آرا ہوا۔ دکن مین مسلمانون کی پانچ سلطنتین تھین
جنمین سے تین بیدر۔ احمد نگر۔ ایلچ پور (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت
مغلیہ مین داخل ہو چکی تھین اب اس نے بیجاپور اور گولکنڈہ کو بہت محنت شاقہ
اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت مین ملایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔
مشرق مین آسام پر میر جملہ نے معرکہ آرائیان کین جنمین فتح پائی اور ناکامیابی بھی
ہوئین۔ ساحل مالابار پر فرنگیون کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھاٹون پر چھا گیا امید
تھی کہ اسے عالمگیر کی ہوائیون ہی اڑا کر بے نشان کر دیگی مگر امید کے برخلاف
وہ طوفان بلا خیز اٹھا کہ ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ پر اُسنے پانی پھیر دیا

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمانون کی سلطنتون کے سبب سے
دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم اور غالب تھی اور انکے سبب سے امن امان و انتظام رہتا تھا
اور مرہٹون پر خوب اسکا رعب داب رہتا تھا جب وے برباد ہوکر ممالک محروسہ شاہی مین شامل
ہوئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہوگئے پٹھانون اور سپاہی ملکون
کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر انمین سے اپنے آقاؤن سے بیوفائین کرکے
بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کے لئے
بادشاہ کو اپنی موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے باقی سپاہ اور اسکے افسر گیا تو سیواجی
سے جا ملگئے یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ کرنے لگے اس طرح دکن فسادون اور فتنون کا گھر
بن گیا اور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیان اور
قزاقیان کرتے انمین وہ رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو ان افعال غارتگری کا
حامی اور مددگار و رمائی باپ جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور
جو زمیندار زیر طناب ستھے وہ بھی بادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا فتح کا سہرا
گیا سر پہ چڑھا تھا۔ ایک کٹارون کا ہار گلے مین پڑا تھا۔ سلطنت کے واقعات عظیمہ

۱۶۵۸ء شاہجہان کی معزولی اور اورنگ زیب کی تخت نشینی۔

۱۶۵۹ء اورنگ زیب نے اپنے بھائیون دارا اور شجاع کو شکست دی۔ دارا پکڑا آیا۔ اور بادشاہ کے حکم سے مارا گیا۔

۱۶۶۰ء شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پاکر اراکان مین گیا اور وہان کھیا۔

۱۶۶۱ء مراد کو قیدخانہ مین اورنگ زیب نے قتل کرایا۔

۱۶۶۲ء میر جملہ کا آسام پر حملہ آوری فتحیابی و ناکامی۔ دکن مین فسادون کا پیدا ہونا۔ بیجاپور اور سیواجی کی لڑائی۔ بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیواجی نے مرہٹون کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصہ پر قبضہ کیا۔

سنہ ۱۶۶۲ء تا ۱۶۶۵ء سیواجی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی سنہ ۱۶۶۴ء میں اسنے اپنے تئین راجہ بنایا۔

اور اپنے تئین آزاد کیا۔ پادشاہ نے ۱۶۶۵ء مین اسے لڑنے کے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجا اس نے اسکو مطیع کیا وہ دہلی مین آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۶۶ء شاہجہان اس دنیا سے سدھارا۔ دکن مین لڑائی اور والی بیجاپور سے معرکہ آرائی۔

۱۶۶۷ء اورنگ زیب و سیواجی کی مصالحت اور سیواجی کی وسعت مملکت اور گولکنڈہ اور بیجاپور سے پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۷۰ء سیواجی کا خاندیس ور دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۷۲ء پادشاہ اور سیواجی کی معرکہ آرائیان۔

۱۶۷۷ء غیر مسلمانون پر پادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۹ء پادشاہ کی راجپوتون سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتون سے جا ملا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ بمجبوری مرہٹون سے جا ملا۔

۱۶۸۱ء راجپوتون کے ساتھ پادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۷۲-۱۶۸۰ء دکن مین مرہٹون کی ترقی ۱۶۷۴ء سیواجی نے رائے گڈھ مین تاج سلطنت سر پہ رکھا۔ پادشاہ اور بیجاپور سے لڑا۔ ۱۶۸۰ء مین سیواجی مرا۔ اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا۔

۱۶۸۳ء مین اورنگ زیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۶-۱۶۸۸ء اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کرلیا۔

۱۶۸۸ء مین انکو اپنی سلطنت مین شامل کرلیا۔

۱۶۸۹ء مین اورنگ زیب نے سنبھا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۲ء مرہٹون کے مختلف سرداروں سے لڑائیان۔

۱۶۹۸ء مرہٹون سے جنجی کو اورنگ زیب نے لے لیا۔

۱۶۹۹-۱۷۰۱ء مرہٹون سے لڑائیان ستارا اور مرہٹون کے اور قلعون کا مفتوح ہونا مرہٹون کی ظاہری بربادی۔

۱۷۰۲-۱۷۰۵ء مرہٹون کی فتوح۔

۱۷۰۶ء - بادشاہ کا احمد نگر مین آنا -

۱۷۰۷ء - اورنگ زیب کا مرنا -

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اوراوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اس نے اپنے بیٹون کو طاعت و صلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے - حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر معتدبہ آگاہ - اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے - اور بیٹیان بھی عقائد حقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مین مشاق تھین -

بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین اگرچہ ان شاہزادون کا حال تاریخ مین بیان کیا گیا ہے مگر یہان دونون شاہزادون اور شہزادیون کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے —

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النساء	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۱۳ / ۱۷۰۲	زبدۃ النساء	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۷ / ۱۶۷۶	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۷۱۲	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۶ / ۱۷۰۴
زینت النساء	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۳۴ / ۱۷۲۱	مہر النساء	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۶ / ۱۷۰۶
بدر النساء	۱۰۵۷ / ۱۶۴۷	۱۰۸۰ / ۱۶۷۰	کام بخش	۱۰۷۷ / ۱۶۶۷	۱۱۲۰ / ۱۷۰۹

بیٹون کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا - نواب بائی اسکی مان تھی - کلام مجید کا حافظ تھا - عربی - فارسی - ترکی - کے لکھنے پڑھنے مین بہرہ کافی رکھتا تھا - محاربات مین شجاعت و دلیری دکھائی سنہ ۲۱ جلوس مین وفات پائی -

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا - حافظ قرآن علم قراءت و تجوید سے آگاہ - اس طرح ترتیل و تسہیل سے قرآن پڑھتا تھا کہ اسکے سُننے سے سامع کا دل نہ بھرتا تھا - ایام شباب کو زیادہ تر تحصیل علمی مین صرف کیا - علم حدیث مین اوسکو

قدوۃ المحدثین کہتے تھے۔ فقہ میں قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کر لیتا تھا۔ عربی زبان
ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی میں بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام
خطوط لکھنے میں استاد تھا۔ اکثر شب کو نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی
قرات اور حدیث اور تفسیر و فقہ و سلوک کی کتابوں کا مطالعہ کرتا۔ وقت پر فجر کی نماز
پڑھتا۔ جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اسکے
غرفہ میں بیٹھتا۔ اور ستم رسیدوں کی ملتمسات کو سنتا اور بقدر مصلحت یہاں
توقف کرتا۔ بعد ازاں
دیوان خاص کو دیوان عام کے تماشا آرایش دیتا۔ مقدمات مالی و ملکی بوساطت
دیوانوں اور بخشیوں اور متصدیوں کے معروض ہوتے اور لوگوں کے مقصد نکلتے
ظہر کی نماز کے بعد محل میں جاتا۔ تناول طعام اور قیلولہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا
اور پھر مظلوموں کی درد کی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے قور کے ملازموں کا
مجرا لیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب
عشا کے مابین میں عبادت کرتا اور پھر شبستان میں جاکر آرام کرتا۔ یہ بادشاہ کا
بیٹا سیدھا سادھا تھا اور باپ کی وہ اطاعت [illegible] تھا کہ غلام آقا کی تابعداری
کیا کرے گا۔ کبھی کوئی بات بلند [illegible] کی منہ سے نہیں نکالتا اور باپ کا کہا ساری
باتوں میں مانتا۔ اورنگ [illegible] حال بھی نوجوانی میں ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل
اولوالعزمی سے خالی تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا۔ اسکے بعد کا حال
تاریخ میں پڑھو۔
تیسرا بیٹا محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی
سب بیٹوں میں بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر بادشاہ اسکو مصاحب
لیے بدل بدل نزدیک رکھتا۔ باپ سے تین مہینے بیس یوم بعد معرکہ آرائی میں مارا گیا۔
چھوتا بیٹا محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ میں مرگیا

عالمگیر میں وہ خوبیاں بتاتا تھا۔ آپ نماز جماعت پڑھتا ہے۔ کوئی جمعہ ترک نہیں کرتا اور فضائل ایمان
دین سے کچھ پاک نہیں رکھتا۔ دوم مشہد معلے میں امام موسی رضا کے مرقد کی زیارت
پنجمیں کام بخش بائی اودیپوری سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا کتب متداولہ میں ا
بھائیوں سے زیادہ ماہر تھا۔ زبان ترکی میں اور اقسام خط کے لکھنے میں مہارت تھی شجاعت
سخاوت جبلی اسمیں تھی۔ باپ سے دو سال بعد مرگیا۔

اب بیٹیوں کا حال یہ ہے کہ زیب النساء بیگم بطن بیگم سے پیدا ہوئی۔ حافظ کلام مجید
تھی جسکی عوض میں باپ نے تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں وہ علوم عربی و فارسی سے بہرہ
تمام رکھتی تھی۔ اقسام خطوط نستعلیق و شکستہ میں خوش نویس تھی۔ وہ علم کی قدرشناس
تھی۔ کتابیں جمع کیں تصنیف و تالیف میں مصروف رہتی ارباب فضل و کمال کی ترقی حال
میں توجہ کرتی سرکار شاہی کے کتب خانہ میں جتنی کتابیں اسکے پڑھنے کی تھیں اتنی کسی اور نے نہیں
پڑھی تھیں۔ بہت سے علماء و فضلاء و صلحاء و شعراء و منشیان بلاغت شعار و خوش نویسان بنگالہ
اسکے انعام سے بہرہ مند ہوتے ملا صفی الدین اردبیلی کشمیر میں رہتا تھا اس حکم سے تفسیر کبیر
ترجمہ کیا اسکا نام زیب التفاسیر ہے اور اسکے نام پر اور کتابیں اور رسالے بھی تصنیف
ہوئے ہیں سنہ ۴۶ جلوس میں انتقال ہوا۔ دوم زینت النساء بھی اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی
عقائد حقہ و احکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ تھی۔ بہت [illegible] تھی۔ سوئم بدر النساء بیگم
نواب بائی کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ حافظ قرآن مجید تھی علم دینی سے واقف
تھی سنہ ۲۳ جلوس میں وفات پائی۔ چہارم زبدۃ النساء بیگم [illegible] کے بطن سے پیدا
ہوئی سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا جس مہینہ میں باپ مرا اسی مہینہ میں مرگئی۔
پنجمیں مہر النساء بیگم بطن اورنگ آبادی محل سے پیدا ہوئی۔ ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی
گئی سنہ ۱۱۱۶ میں وفات پائی فقط

تمت